

تذکرہ علمائے ہند

تالیف

مولوی رحمان علی

مرتبہ و مترجمہ

ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم

مع مقدمہ

ڈاکٹر سید معین الحق

اشاعت دوم مع تصحیح و ترمیم

ڈاکٹر خضر نوشاہی

ڈاکٹر انصار زاهد خاں

پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی

بیت الحکمت، مدینۃ الحکمت، شاہراہ مدینۃ الحکمت

کراچی

تذکرہ علمائے ہند

تالیف

مولوی رحمان علی

مرتبہ و مترجمہ

ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم

مع مقدمہ

ڈاکٹر سید معین الحق

اشاعت دوم مع تصحیح و اصلاح

ڈاکٹر خضر نوشاہی

ڈاکٹر انصار زہد خاں

پاکستان پبلشرز سوسائٹی

بیت الحکمتہ، مدینہ الحکمتہ، شاہراہ مدینہ الحکمتہ

کراچی

(جملہ حقوق بحق پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی محفوظ ہیں)

نام :	تذکرہ علمائے ہند
تالیف :	مولوی رحمان علی
مرتبہ و مترجم :	محمد ایوب قادری
اشاعت اول :	۱۹۶۱ء
اشاعت دوم :	۲۰۰۳ء
مہدائے پینک و جج :	ڈاکٹر خضر نوشاہی
	ڈاکٹر انصار زاهد خاں
کیپوزنگ :	محمد غیاث الدین
قیمت :	۸۰۰
تعداد اشاعت :	۵۰۰

طبع و تراجم : مطبعہ شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی

ملنے کا پتہ

پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی

ہیت الحکمتہ، مہذبہ الحکمتہ

شاہراہ مہذبہ الحکمتہ

کراچی

فہرست

۳۵	دیباچہ	سعدیہ راشد
۳۸	عرض احوال	ڈاکٹر خضر نوشاہی
۴۱	عرض کمر	ڈاکٹر انصار زاهد خاں
۴۳	فہم لفظ :	محمد ایوب قادری، بی۔ اے (مترجم و مرتب)
۵۱	تعارف :	جناب مولانا محمد عبدالرشید صاحب نعمانی
۵۸	مقدمہ :	ڈاکٹر سید معین الحق ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی
۹۱	دیباچہ :	مولوی رحمان علی مرحوم (مؤلف کتاب)
صفحہ	نمبر شمار	اسماء
۹۳	۱	مولانا ابو حفص ربیع صمدت بصری
۹۳	۲	مولوی ابوالحسن فرنگی بخاری
۹۳	۳	مولوی ابوالحسن نصیر آبادی
۹۳	۴	شاہ ابوسعید عمری دہلوی
۹۳	۵	میر ابوالغنیٹ بخاری
۹۳	۶	شیخ ابوالغنیہ فیضی
۹۵	۷	ابوالفضل عطاء
۹۶	۸	حافظ شاہ ابواسحاق
۹۶	۹	حکیم ابوالفتح گیلانی
۹۶	۱۰	شیخ ابوالفتح عطاء قریشی کالپوی

(جملہ حقوق بحق پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی محفوظ ہیں)

نام :	تذکرہ علماۃ ہند
تالیف :	مولوی رحمان علی
مرتبہ و مترجم :	محمد ایوب قادری
اشاعت اول :	۱۹۶۱ء
اشاعت دوم :	۲۰۰۳ء
مضامین و تصحیح :	ڈاکٹر خضر نوشاہی
کپوزنگ :	ڈاکٹر انصار زاهد خاں
قیمت :	۸۰۰
تعداد اشاعت :	۵۰۰

علماء و زبیر اہتمام : مطبع شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی

ملنے کا پتہ

پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی

ہیت الحکماء، مدينتہ الحکماء

شاہراہ مدينتہ الحکماء

کراچی

فہرست

۳۵	دیباچہ	سعدیہ راشد
۳۸	عرض احوال	ڈاکٹر خضر نوشاہی
۴۱	عرض کمر	ڈاکٹر انصار زاهد خاں
۴۳	پیش لفظ :	محمد ایوب قادری، بی۔ اے (مترجم و مرتب)
۵۱	تعارف :	جناب مولانا محمد عبدالرشید صاحب نعمانی
۵۸	مقدمہ :	ڈاکٹر سید حسین الحق ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی
۹۱	دیباچہ :	مولوی رحمان علی مرحوم (مؤلف کتاب)
صفحہ	نمبر شمار	اسماء
۹۳	۱	مولانا ابو حفص ربیع محدث اہری
۹۳	۲	مولوی ابوالحسن فرنگی بھلی
۹۳	۳	مولوی ابوالحسن نصیر آبادی
۹۳	۴	شاہ ابوسعید عمری دہلوی
۹۳	۵	میر ابوالغنیہ بخاری
۹۳	۶	شیخ ابوالغنیہ فیضی
۹۵	۷	ابوالفضل علوی
۹۶	۸	حافظ شاہ ابواسحاق
۹۶	۹	علیم ابوالفتح گیلانی
۹۶	۱۰	شیخ ابوالفتح علوی قریشی کالجی

۱۱	قاضی ابوالفتح بکرای	۹۷
۱۲	خوید ابوالفتح کشمیری	۹۷
۱۳	شیخ ابوالفتح قنابیری	۹۷
۱۴	مخدوم ابوالقاسم سندھی	۹۷
۱۵	قاضی ابوالعالی ساکن آگرہ	۹۸
۱۶	شیخ ابوالکارم اسماعیل	۹۸
۱۷	حاجی ابراہیم محدث اکبر آبادی	۹۸
۱۸	سید ابراہیم ایرچی	۹۹
۱۹	معلم ابراہیم حافظ ساکن مورت	۹۹
۲۰	مولوی احسان افغانی ساکن دہلی	۱۰۰
۲۱	حکیم احسان علی ساکن احمد آباد تارہ	۱۰۰
۲۲	قاضی احمد مجدد ثارولی	۱۰۱
۲۳	مولانا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	۱۰۳
۲۴	مولانا احمد احمد آبادی	۱۰۶
۲۵	ملا احمد رام پوری	۱۰۷
۲۶	ملا احمد عبدالحق فرنگی بکلی	۱۰۷
۲۷	ملا احمد حسین فرنگی بکلی	۱۰۷
۲۸	ملا احمد انوار الحق فرنگی بکلی	۱۰۸
۲۹	شیخ احمد لاہوری	۱۰۸
۳۰	مولوی احمد حسن قنوجی	۱۰۹
۳۱	مولوی احمد اللہ پانی پتی	۱۰۹
۳۲	شیخ احمد فیاض ایٹھوی	۱۰۹

۳۳	قاضی احمد اللہ بکرای	۱۱۰
۳۴	مفتی احمد ابوالرحم فرنگی بکلی	۱۱۰
۳۵	مولوی احمد رضا خاں بریلوی	۱۱۰
۳۶	مولوی احمد زین جون پوری	۱۱۵
۳۷	ملا احمد قنابیری	۱۱۵
۳۸	قاضی احمد غفاری قزوینی	۱۱۵
۳۹	مولوی احمد بخش سندیلوی	۱۱۶
۴۰	شیخ احمد عرب یعنی شروانی	۱۱۶
۴۱	مولوی احمد علی مہاسی چریا کوٹی	۱۱۶
۴۲	قاضی احمد علی سندیلوی	۱۱۷
۴۳	خوید اختیار الدین عمر ایرچی	۱۱۸
۴۴	حکیم ارزانی دہلی	۱۱۸
۴۵	قاضی ارتضاطی خاں گوپا سوی	۱۱۹
۴۶	مولوی ازہار الحق فرنگی بکلی	۱۱۹
۴۷	شیخ اسحاق لاہوری	۱۲۰
۴۸	مفتی محمد اسد اللہ آبادی	۱۲۰
۴۹	مولوی اسد علی سندیلوی	۱۲۰
۵۰	مولوی اسلمی مدرسی	۱۲۱
۵۱	سید اسماعیل بکرای	۱۲۱
۵۲	شیخ اسماعیل لاہوری	۱۲۱
۵۳	اسماعیل عرب	۱۲۱
۵۴	سید اشرف سمنانی	۱۲۱

۱۲۲	شیخ اعظم ثانی لکھنوی	۵۵
۱۲۳	مولوی انعام اللہ سندیلوی	۵۶
۱۲۳	مولوی اکبر علی سندیلوی	۵۷
۱۲۳	مولوی آل حسن قنوجی	۵۸
۱۲۳	مولانا الداد جون پوری	۵۹
۱۲۵	میاں الداد لکھنوی	۶۰
۱۲۵	مولانا الداد سلطان پوری	۶۱
۱۲۵	مولانا الداد لکھنوی	۶۲
۱۲۶	مولانا الداد امرہوی	۶۳
۱۲۶	شیخ اللہ یار خیر آبادی	۶۴
۱۲۶	حکیم امام بخش	۶۵
۱۲۶	حافظ امان اللہ بناری	۶۶
۱۲۷	شیخ امان اللہ پانی پتی	۶۷
۱۲۷	مولوی امان اللہ دہلوی	۶۸
۱۲۷	مولوی امان علی احمد آبادی	۶۹
۱۲۹	مولانا حاجی امداد اللہ ساکن تھانہ بھون	۷۰
۱۳۰	مولوی امیر الدین علی امیشوی	۷۱
۱۳۱	مولوی امین اللہ فرنگی بکلی	۷۲
۱۳۱	مولوی اوصد الدین بکراہی	۷۳
۱۳۲	اورینس گوالیار	۷۴
۱۳۲	مولوی امام الدین کاتوڈی	۷۵

ب

۱۳۳	مولانا بدر الدین اسحاق دہلوی	۷۶
۱۳۳	شیخ بدیع بہاری	۷۷
۱۳۳	مولوی برہان الدین ساکن دیوبند	۷۸
۱۳۳	شیخ برہان الدین نسفی	۷۹
۱۳۳	شیخ برہان الدین محمود پٹی	۸۰
۱۳۵	بہاء الدین زکریا ملتانی	۸۱
۱۳۵	شیخ بہاء الدین مفتی آگرہ	۸۲
۱۳۵	شیخ بہکھاری کاکوروی	۸۳
۱۳۶	شیخ بہکھاری جون پوری	۸۴
۱۳۶	شیخ بہلول دہلوی	۸۵
۱۳۷	شیخ بہلول جالندھری	۸۶
۱۳۷	شیخ بہار لکھنوی	۸۷
۱۳۷	ملا بیکس غزنوی	۸۸
۱۳۸	پیر محمد شرانی	۸۹
۱۳۸	شیخ پیر محمد لکھنوی	۹۰
۱۳۸	مولوی پیر دہلوی	۹۱
۱۳۸	مولوی دھومن سہارن پوری	۹۲
ت		
۱۴۰	شیخ تاج الدین دہلوی	۹۳
۱۴۰	مولوی تراب علی لکھنوی	۹۴
۱۴۱	شاہ تراب علی کاکوروی	۹۵

۹۶	مولوی قنصل حسین خاں کشمیری	۱۳۱
۹۷	ملاحی الدین شوستری	۱۳۲
۹۸	مولوی تقی علی کاکوردی	۱۳۲
	ش	
۹۹	مولوی عابد علی ساکن بہکا	۱۳۳
۱۰۰	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۳۳
	ج	
۱۰۱	شیخ جان محمد لاہوری	۱۳۶
۱۰۲	سید جان محمد بکراہی	۱۳۷
۱۰۳	مولوی جان محمد لاہوری	۱۳۷
۱۰۴	شیخ چاہن میواتی	۱۳۷
۱۰۵	مولوی جعفر	۱۳۸
۱۰۶	سید جلال کشمیری	۱۳۸
۱۰۷	شیخ جلال قاضی	۱۳۸
۱۰۸	مولانا جلال الدین مائیک پوری	۱۳۸
۱۰۹	مولوی جلال الدین احمد بناری	۱۳۹
۱۱۰	مولانا جلال الدین رومی	۱۳۹
۱۱۱	قاضی جلال الدین ملتانی	۱۳۹
۱۱۲	سلطان جلال الدین قریشی	۱۵۰
۱۱۳	سید جلال الدین حمید عالم	۱۵۰
۱۱۴	مولوی سید جلال الدین برہان پوری	۱۵۰
۱۱۵	شیخ جمال الدین احمد ہانسوی الخطیب	۱۵۱

۱۱۶	علاء الدین کشمیری	۱۵۱
۱۱۷	مولوی جمال الدین فرنگی بکلی	۱۵۱
۱۱۸	مولانا جمال لاہوری	۱۵۱
۱۱۹	شیخ جمال دہلوی	۱۵۲
۱۲۰	مفتی جمال خاں دہلوی	۱۵۲
۱۲۱	جواد ساہا	۱۵۲
۱۲۲	جودہ راتھ کشمیری	۱۵۳
۱۲۳	ملاحیون ایشوی	۱۵۳
	ح	
۱۲۴	میاں حاتم سنہلی	۱۵۵
۱۲۵	حافظ کوکی	۱۵۵
۱۲۶	حاتی محمد کشمیری	۱۵۵
۱۲۷	شیخ حبیب اللہ قنوجی	۱۵۶
۱۲۸	ملاحیب اللہ فرنگی بکلی	۱۵۶
۱۲۹	مولانا حسام الدین مائیک پوری	۱۵۶
۱۳۰	حکیم حسن میلانی	۱۵۷
۱۳۱	شیخ حسن بن طاہر جون پوری	۱۵۷
۱۳۲	حسن علی موصلی	۱۵۷
۱۳۳	مرزا حسن علی صغیر محدث لکھنوی	۱۵۸
۱۳۴	مرزا حسن علی کبیر محدث لکھنوی	۱۵۸
۱۳۵	مولانا حسن صفائی لاہوری	۱۵۸
۱۳۶	امیر حسن بن علاء بخاری	۱۵۹

۱۳۷	مولوی حسین علی سندیلوی	۱۵۹
۱۳۸	سید حسین شاہ	۱۶۰
۱۳۹	خواجه حسین ناگوری	۱۶۰
۱۴۰	ملا حسین ہروی	۱۶۱
۱۴۱	مولوی حسین علی قنوجی	۱۶۱
۱۴۲	مولوی حسین احمد طبع آبادی	۱۶۲
۱۴۳	مولوی حفیظ اللہ فرنگی کلی	۱۶۲
۱۴۴	حکیم الملک گیلانی	۱۶۲
۱۴۵	حکیم داناسیال کوٹی	۱۶۳
۱۴۶	مولوی احمد اللہ سندیلوی	۱۶۳
۱۴۷	قاضی حیدر الدین ناگوری	۱۶۳
۱۴۸	شیخ حیدر الدین الصوفی	۱۶۳
۱۴۹	مولانا حمید قلندر دہلوی	۱۶۳
۱۵۰	شیخ حمید سنبھلی	۱۶۵
۱۵۱	قاضی حیدر الدین دہلوی	۱۶۵
۱۵۲	حمید الدین ناروٹی	۱۶۶
۱۵۳	ملاحیدر کشمیری	۱۶۶
۱۵۴	قاضی حیدر کشمیری	۱۶۶
۱۵۵	مولوی حیدر علی سندیلوی	۱۶۶
۱۵۶	مولوی حیدر علی راسم پوری	۱۶۷
۱۵۷	مولوی حافظ حیدر علی فیض آبادی	۱۶۷

خ

۱۵۸	خانقاہان دہلوی	۱۶۹
۱۵۹	مولوی خادم احمد فرنگی کلی	۱۶۹
۱۶۰	مولوی خرم علی بلہوری	۱۷۰
۱۶۱	امیر خسرو دہلوی	۱۷۱
۱۶۲	مولانا خواجه بانک پوری	۱۷۱
۱۶۳	خواجه محمد قنوجی	۱۷۲
۱۶۴	خواجه محمد دہلوی	۱۷۲
۱۶۵	مولانا خواجہ کالی پدی	۱۷۲
۱۶۶	خواجه بہاری لاہوری	۱۷۲
۱۶۷	شاہ خوب اللہ آبادی	۱۷۳
د		
۱۶۸	داتا گنج بخش لاہوری	۱۷۳
۱۶۹	ملا درویش پشاور	۱۷۳
۱۷۰	حافظ دراز پشاور	۱۷۵
۱۷۱	بابا داؤد مشکوئی کشمیری	۱۷۵
۱۷۲	مولوی سید الدار علی لکھنوی مجدد ایشیہ	۱۷۵
۱۷۳	مولوی دین محمد سندیلوی	۱۷۶
ذ		
۱۷۴	مولوی ذاکر علی سندیلوی	۱۷۷
۱۷۵	حکیم ذکا خان ساکن آگرہ	۱۷۷
ر		
۱۷۶	راجہ ابن داؤد احمد آبادی	۱۷۸

۱۷۷	رحمت اللہ سندھی	۱۷۸
۱۷۸	حافظ رحمت اللہ آبادی	۱۷۸
۱۷۹	مولوی رحمت اللہ فرنگی بھلی	۱۷۸
۱۸۰	شیخ رزق اللہ دہلوی	۱۷۹
۱۸۱	مولوی رستم علی قنوجی	۱۷۹
۱۸۲	مولانا رشید الدین خاں دہلوی	۱۷۹
۱۸۳	مولوی رضا حسن خاں کاکوروی	۱۸۰
۱۸۴	مولوی رضا علی خاں بریلوی	۱۸۰
۱۸۵	شاہ رضا لاہوری	۱۸۱
۱۸۶	شیخ رضا رفیق کشمیری	۱۸۱
۱۸۷	میر رضی الدین	۱۸۱
۱۸۸	مولوی رضی الدین	۱۸۲
۱۸۹	میر سید رفیع الدین محدث ساکن آگرہ	۱۸۲
۱۹۰	مولانا رفیع الدین دہلوی	۱۸۳
۱۹۱	مولوی رفیع الدین مراد آبادی	۱۸۳
۱۹۲	مولوی روح اللہ لاہوری	۱۸۳
۱۹۳	شاہ رؤف احمد مصطفیٰ آبادی	۱۸۳
۱۹۴	مولوی رحمان علی مولف کتاب ہذا	۱۸۳
ز		
۱۹۵	مولانا شاہ زاهد بخاری احمد آبادی	۱۸۹
۱۹۶	ملک زین الدین	۱۸۹
۱۹۷	ملک زبر الدین	۱۹۰

۱۹۸	زمین العابدین دہلوی	۱۹۰
۱۹۹	شیخ زمین العابدین خوانی	۱۹۰
۲۰۰	خولجہ زمین الدین علی جوہر کشمیری	۱۹۱
۲۰۱	مولوی زمین الدین کشمیری	۱۹۱
س		
۲۰۲	مولوی سقاوت علی عمری جون پوری	۱۹۲
۲۰۳	مولوی سراج الحق بدایونی	۱۹۳
۲۰۴	حکیم سراج الدین شاہجہاں آبادی	۱۹۳
۲۰۵	سراج الدین علی خاں اکبر آبادی	۱۹۴
۲۰۶	مولوی سید سرفراز علی سندیلوی	۱۹۴
۲۰۷	شیخ سعد اللہ بنی اسرائیل لاہوری	۱۹۴
۲۰۸	شیخ سعد اللہ کندوری فراز بکھنوی	۱۹۵
۲۰۹	شیخ سعد اللہ بیانوی	۱۹۶
۲۱۰	حافظ سید سعد اللہ بکگرای	۱۹۶
۲۱۱	مولانا سعد اللہ سلونی ابن عبدالشکور	۱۹۶
۲۱۲	مولوی مفتی سعد اللہ مراد آبادی	۱۹۷
۲۱۳	شیخ سعد الدین بکھنوی	۱۹۹
۲۱۴	شیخ سعد الدین خیر آبادی	۱۹۹
۲۱۵	ملا سعد الدین دہلوی	۲۰۰
۲۱۶	مولوی سعد الدین صادق دہلوی	۲۰۰
۲۱۷	مولانا سعید سمرقندی	۲۰۰
۲۱۸	مولوی سلام اللہ محدث رام پوری	۲۰۰

۲۱۳	مولانا شعیب دہلوی	۲۴۰
۲۱۳	قاضی شمس الدین شیبانی	۲۴۱
۲۱۴	مولانا شمس الدین بک اودھی	۲۴۲
۲۱۵	مولوی حافظ محمد شوکت علی صدیقی سندیلوی	۲۴۳
۲۱۷	قاضی شہاب الدین دولت آبادی	۲۴۴
۲۱۸	شہاب الدین معانی	۲۴۵
۲۱۸	ملا شرف کشمیری	۲۴۶
۲۱۸	حکیم شیر علی احمد آبادی	۲۴۷
ص		
۲۲۲	ملا صادق ملوانی سرقدی	۲۴۸
۲۲۲	سید صبغتہ اللہ بروہی	۲۴۹
۲۲۳	صدر جہاں پٹانوی	۲۵۰
۲۲۳	قاضی صدر الدین جالندھری ثم اللہ اہوری	۲۵۱
۲۲۳	صدر الدین حکیم دہلوی	۲۵۲
۲۲۴	مفتی صدر الدین دہلوی	۲۵۳
۲۲۵	مفتی صدر الدین بکھنوی	۲۵۴
۲۲۶	مولوی سید صدیق حسن خان بہادر	۲۵۵
۲۲۸	مفتی بن نصیر	۲۵۶
۲۲۹	مولانا مفتی الدین سرہندی	۲۵۷
ض		
۲۳۰	خواجہ ضیاء الدین برنی	۲۵۸
۲۳۰	خواجہ ضیاء الدین بخش	۲۵۹

۲۱۹	مولانا محمد سلامت اللہ بدایونی کان پوری	۲۰۱
۲۲۰	حاجی سلطان قضاشری	۲۰۵
۲۲۱	قاضی سہاء الدین	۲۰۵
۲۲۲	مولانا سہاء الدین دہلوی	۲۰۶
۲۲۳	مولوی سہاء الدین احمد بدایونی	۲۰۶
۲۲۴	سید محمد گیسو دراز کالیپوی	۲۰۷
۲۲۵	سید احمد مجاہد رائے بریلوی	۲۰۷
۲۲۶	سید محمد دہلوی	۲۰۷
۲۲۷	سید محمد گیسو دراز ساکن گلبرگہ	۲۰۸
۲۲۸	مفتی سید محمد لاہوری	۲۰۸
۲۲۹	سید محمد قنوتی	۲۰۸
۲۳۰	مولوی سید محمد برہان پوری	۲۰۹
۲۳۱	سید محمد کی الدہلوی ابن سید جعفر انکی	۲۰۹
۲۳۲	میر سید محمد امر دہوی	۲۰۹
۲۳۳	سید محمد بکرائی	۲۰۹
۲۳۴	شیخ سیف الدین سرہندی	۲۱۰
ش		
۲۳۵	شاہ احمد شری ساکن چندیری	۲۱۱
۲۳۶	شیخ شاہ محمد فاروقی	۲۱۲
۲۳۷	شرف الدین احمد منیری	۲۱۲
۲۳۸	مفتی شرف الدین رام پوری	۲۱۲
۲۳۹	حکیم شریف خاں دہلوی	۲۱۳

۲۶۰	قاضی ضیاء الدین سنی	۲۳۱
۲۶۱	حافظ ضیاء اللہ بکمرای	۲۳۲
	ط	
۲۶۲	سید طفیل محمد اتر دہلوی	۲۳۳
۲۶۳	شیخ طیب رفیق	۲۳۳
	ظ	
۲۶۴	مولوی ظہور الحق فرنگی بھٹی	۲۳۴
۲۶۵	مولوی ظہور اللہ فرنگی بھٹی	۲۳۴
	ع	
۲۶۶	ملا حامد کالی	۲۳۵
۲۶۷	مولوی عالم علی مراد بادی	۲۳۵
۲۶۸	حافظ عبداللہ اعظم گڑھی	۲۳۶
۲۶۹	شیخ عبداللہ تنہا	۲۳۶
۲۷۰	آخوند عبداللہ کشمیری	۲۳۷
۲۷۱	شیخ عبداللہ مدنی	۲۳۷
۲۷۲	سید عبداللہ دہلوی	۲۳۸
۲۷۳	ملا عبداللہ سلطان پوری	۲۳۸
۲۷۴	مولوی عبداللہ سندیلوی	۲۳۹
۲۷۵	عبداللہ شکاری	۲۳۹
۲۷۶	شیخ عبداللہ دہلوی	۲۳۹
۲۷۷	مولوی حافظ عبداللہ بکمرای	۲۴۰
۲۷۸	مولوی عبداللہ علی فرنگی بھٹی	۲۴۲

۲۷۹	مولوی عبداللہ علی بٹارسی	۲۴۲
۲۸۰	سید عبداللہ ذیل پوری	۲۴۳
۲۸۱	خواجہ عبداللہ باقی باقی باللہ دہلوی	۲۴۳
۲۸۲	مولوی عبداللہ باسط بن مولوی رستم علی قنوجی	۲۴۳
۲۸۳	مولوی عبداللہ باسط فرنگی بھٹی	۲۴۴
۲۸۴	مولوی عبداللہ مع فرنگی بھٹی	۲۴۴
۲۸۵	مولوی شیخ عبداللہ بکلیل سندیلوی	۲۴۴
۲۸۶	سید عبداللہ بکلیل بکمرای	۲۴۵
۲۸۷	مولوی عبداللہ حق رام پوری	۲۴۷
۲۸۸	شیخ عبداللہ حق دہلوی	۲۴۷
۲۸۹	مولوی عبداللہ حق بٹارسی	۲۴۹
۲۹۰	مولوی عبداللہ حق خیر بادی	۲۴۹
۲۹۱	ملا عبداللہ اکبر سیال کوٹی	۲۵۰
۲۹۲	مولوی عبداللہ اکبر نکسنوی	۲۵۰
۲۹۳	مولوی عبداللہ علیم فرنگی بھٹی	۲۵۱
۲۹۴	مولوی عبداللہ حمید خان رام پوری	۲۵۲
۲۹۵	مولوی عبد اللہ حمید بدایونی	۲۵۳
۲۹۶	مولوی عبداللہ حق دہلوی	۲۵۳
۲۹۷	مولوی عبداللہ حق فرنگی بھٹی	۲۵۵
۲۹۸	مولوی عبداللہ رب فرنگی بھٹی	۲۵۹
۲۹۹	مولوی عبداللہ رب دہلوی	۲۶۰
۳۰۰	مولوی عبداللہ رزاق فرنگی بھٹی	۲۶۰

۳۰۱	مولوی سید عبدالرحمن بکھنوی	۲۶۱
۳۰۲	مولوی عبدالرحمن	۲۶۱
۳۰۳	مولانا عبدالرحیم دہوی	۲۶۲
۳۰۴	مولوی عبدالرحیم صبی پوری	۲۶۲
۳۰۵	مولانا عبدالرشید جون پوری	۲۶۲
۳۰۶	مولوی محمد عبدالسکات	۲۶۳
۳۰۷	ملا عبدالسلام لاہوری	۲۶۳
۳۰۸	قاضی عبدالسلام بدایونی ابن عطاء الحق	۲۶۳
۳۰۹	مولوی عبدالسلام ساکن جسوہ	۲۶۳
۳۱۰	مولوی عبدالشکور چٹاوشمیری	۲۶۳
۳۱۱	قاضی عبدالمصطفیٰ کوٹلی	۲۶۵
۳۱۲	شیخ عبدالعزیز دہلوی	۲۶۵
۳۱۳	مولانا عبدالعزیز دہلوی	۲۶۶
۳۱۴	ملا عبدالعلی بحر العلوم بکھنوی	۲۶۶
۳۱۵	مولوی عبدالعلی فرنگی محلی	۲۶۸
۳۱۶	مولوی حافظ عبدالعلی عمری	۲۶۸
۳۱۷	مولوی عبدالعلی خاں رام پوری	۲۶۹
۳۱۸	مولوی عبدالعلی قزوینی	۲۶۹
۳۱۹	مولوی عبدالعلی اسلام آبادی	۲۶۹
۳۲۰	ملا عبدالغفور عظیم لاہوری	۲۷۰
۳۲۱	شیخ عبدالغفور عظیم پوری	۲۷۰
۳۲۲	شیخ عبدالغنی بدایونی	۲۷۱

۳۲۳	مولوی عبدالغنی دہوی	۲۷۱
۳۲۴	مولوی سید عبدالفتاح گلشن آبادی	۲۷۲
۳۲۵	مولوی شہ عبدالقادر بدایونی	۲۷۳
۳۲۶	شیخ عبدالقادر شیخ شملہ	۲۷۴
۳۲۷	شاہ عبدالقادر درگاہ آبادی	۲۷۴
۳۲۸	مولوی عبدالقادر بکھنوی	۲۷۵
۳۲۹	مولوی عبدالقادر سیوٹی	۲۷۵
۳۳۰	شیخ عبدالقادر احمد آبادی	۲۷۶
۳۳۱	مولانا عبدالقادر دہلوی	۲۷۷
۳۳۲	مولوی عبدالقادر سندیلوی	۲۷۷
۳۳۳	ملا عبدالقادر بدایونی	۲۷۷
۳۳۴	شیخ عبدالقدوس گنگوہی	۲۷۸
۳۳۵	مولوی عبدالقدوس فرنگی محلی	۲۷۸
۳۳۶	ملا عبدالکریم کاکوردی	۲۷۸
۳۳۷	حاجی عبدالکریم لاہوری	۲۷۹
۳۳۸	ملا عبدالکریم پشاور	۲۷۹
۳۳۹	قاضی سید عبدالکریم رائے بریلوی	۲۷۹
۳۴۰	شیخ عبدالکریم سہارن پوری	۲۸۰
۳۴۱	ملا عبداللطیف سلطان پوری	۲۸۰
۳۴۲	میر عبداللطیف قزوینی	۲۸۰
۳۴۳	مولوی عبداللطیف بدایونی	۲۸۱
۳۴۴	قاضی عبدالمتقدر دہلوی	۲۸۲

۳۳۵	شیخ عبدالنقی صدر الصدور گنگوئی	۲۸۳
۳۳۶	عبدالنقی شطری	۲۸۳
۳۳۷	ملا عبدالنقی احمد گنگری	۲۸۵
۳۳۸	شیخ عبدالواحد تلکرای شہدی	۲۸۵
۳۳۹	میر عبدالواحد تلکرای	۲۸۶
۳۵۰	مولوی عبدالواحد فرنگی بھلی	۲۸۷
۳۵۱	مولوی عبدالواحد خیر آبادی	۲۸۷
۳۵۲	مولوی عبدالواحد فرنگی بھلی	۲۸۷
۳۵۳	حاجی عبدالوی طرخانی کشمیری	۲۸۸
۳۵۴	مولوی عبدالوالی فرنگی بھلی	۲۸۸
۳۵۵	مولوی عبدالوحید فرنگی بھلی	۲۸۸
۳۵۶	حاجی سید عبدالوہاب بخاری	۲۸۹
۳۵۷	میر عبدالوہاب منور آبادی	۲۹۰
۳۵۸	شیخ عبد الوہاب توبی	۲۹۰
۳۵۹	سید عبدالوہاب ساوری	۲۹۰
۳۶۰	شیخ عبدالوہاب متقی	۲۹۰
۳۶۱	شیخ عزیز اللہ تنقسی	۲۹۱
۳۶۲	مولوی عسکر علی سندیلوی	۲۹۲
۳۶۳	ملا عصمت اللہ سہارن پوری	۲۹۳
۳۶۴	مولوی عصمت اللہ لکھنوی	۲۹۴
۳۶۵	مولانا علاء الدین فیلی	۲۹۴
۳۶۶	ملا علاء الدین لاہوری	۲۹۴

۳۶۷	ملا علاء الدین فرنگی بھلی	۲۹۴
۳۶۸	مولانا علاء الدین لاری	۲۹۴
۳۶۹	مولوی علی اصغر توبی	۲۹۴
۳۷۰	قاضی علی اکبر چچا کوٹی	۲۹۵
۳۷۱	مولوی علی احمد	۲۹۷
۳۷۲	مولوی علی بخش خاں بدایونی	۲۹۸
۳۷۳	مولوی علی عباس چچا کوٹی	۲۹۸
۳۷۴	مستی علی کبیر بھلی شہری	۳۰۱
۳۷۵	قاضی علی محمد بچا پوری	۳۰۱
۳۷۶	ملا علی احمد سرگدی	۳۰۱
۳۷۷	شیخ علی متقی بہان پوری	۳۰۲
۳۷۸	ملا علی بہانگی	۳۰۳
۳۷۹	سید عظیم اللہ جالندھری	۳۰۳
۳۸۰	مولوی حافظ عظیم اللہ گکرای	۳۰۴
۳۸۱	مولوی عظیم اللہ توبی	۳۰۴
۳۸۲	امیر کبیر سید علی بدائی	۳۰۴
۳۸۳	شیخ علی کشمیری رفیقی	۳۰۵
۳۸۴	شیخ علانی مہمدی بیانوی	۳۰۵
۳۸۵	مستند الملوک سید علوی خاں حکیم دہلوی	۳۰۷
۳۸۶	ملا عماد الدین بختانی لکھنوی	۳۰۷
۳۸۷	مولانا عماد الدین غوری	۳۰۸
۳۸۸	شیخ عماد الدین رفیقی کشمیری	۳۰۹

۳۸۹	عمر عزیزی	۳۰۹
۳۹۰	عنایت اللہ قادری دہلوی	۳۱۰
۳۹۱	ملاحنایت اللہ شال کشمیری	۳۱۰
۳۹۲	مولوی عنایت رسول چریاکوٹی	۳۱۰
۳۹۳	ملاحیاض رام پوری	۳۱۲
۳۹۴	شاہ بخش چند اللہ برہان پوری	۳۱۲
غ		
۳۹۵	مولوی غلام اللہ لاہوری	۳۱۳
۳۹۶	مولوی غلام حسین قنوجی	۳۱۳
۳۹۷	مفتی غلام حضرت لکھنوی	۳۱۳
۳۹۸	مولوی غلام رسول لاہوری	۳۱۴
۳۹۹	مولوی غلام رسول پنجابی	۳۱۴
۴۰۰	حسان الہند سید غلام علی آزاد ٹکرائی	۳۱۵
۴۰۱	حافظ غلام علی چریاکوٹی	۳۱۶
۴۰۲	مولانا غلام علی دہلوی	۳۱۶
۴۰۳	قاضی غلام غوث گویا موی	۳۱۷
۴۰۴	مولوی غلام فرید لاہوری سہروردی	۳۱۷
۴۰۵	شاہ غلام قطب الدین الہ آبادی مصیب	۳۱۸
۴۰۶	مفتی غلام محمد لاہوری	۳۱۹
۴۰۷	مولوی غلام محمد خان ساکن کوٹ	۳۱۹
۴۰۸	قاضی غلام محمد دم چریاکوٹی	۳۲۰
۴۰۹	مولوی غلام نجی الدین بکوی	۳۲۱

۳۱۰	حافظ سید غلام میر سندھی	۳۲۲
۳۱۱	مولوی غلام نجف حقانی سندھی	۳۲۲
۳۱۲	شیخ غلام نقشبند لکھنوی	۳۲۲
۳۱۳	مولوی غلام عظمیٰ بہاری	۳۲۳
۳۱۴	میر عیاض الدین قزوینی	۳۲۳
ف		
۳۱۵	ملاح اندا دمی	۳۲۴
۳۱۶	میر فتح اللہ شیرازی	۳۲۴
۳۱۷	بابا فتح محمد برہان پوری	۳۲۵
۳۱۸	مولوی فخر الدین زرداری	۳۲۵
۳۱۹	مولوی فخر الدین احمد الہ آبادی	۳۲۵
۳۲۰	فرید واحد العین	۳۲۶
۳۲۱	مولوی فرید الدین احمد	۳۲۶
۳۲۲	مولوی فضل امام خیر آبادی	۳۲۷
۳۲۳	مولوی فضل اللہ سندھی	۳۲۷
۳۲۴	مولوی فقیر اللہ سندھی	۳۲۸
۳۲۵	شاہ فضل اللہ برہان پوری	۳۲۸
۳۲۶	مولانا فضل رحمان	۳۲۸
۳۲۷	مولوی فضل رسول بدایونی	۳۲۹
۳۲۸	مولوی فضل حق خیر آبادی	۳۳۰
۳۲۹	شیخ فضیل کالپوی	۳۳۱
۳۳۰	مولوی فقیر محمد جہلمی	۳۳۲

۳۳۱	مولوی فیض احمد بدایونی	۳۳۲
۳۳۲	ملا فیروز کشمیری	۳۳۳
	ق	
۳۳۳	قاضی خاں ظفر آبادی	۳۳۴
۳۳۴	قاضی قاضی بکری	۳۳۵
۳۳۵	ملا قاسم کانی	۳۳۶
۳۳۶	سید قطب مدین محمد حسنی کز دی	۳۳۷
۳۳۷	ملا قطب الدین شہید سہانوی	۳۳۸
۳۳۸	مولوی قطب الدین شمس آبادی	۳۳۹
۳۳۹	نواب قطب الدین خان بہادر	۳۴۰
۳۴۰	مولوی قطب الہدی ساکن رائے پریلی	۳۴۱
۳۴۱	سید قمر الدین حسین اورنگ آبادی	۳۴۲
۳۴۲	سید قوام الدین دہلوی	۳۴۳
۳۴۳	ملقب قوام الدین محمد کشمیری	
	ک	
۳۴۴	مولوی کرامت اللہ چہیا کوئی	۳۴۵
۳۴۵	مولوی کرامت علی جون پوری	۳۴۶
۳۴۶	مولوی کرم اللہ محدث دہلوی	۳۴۷
۳۴۷	مولوی کریم اللہ دہلوی	۳۴۸
۳۴۸	مولوی کریم الزماں سندیلوی	۳۴۹
۳۴۹	مولوی کلیم اللہ جہاں آبادی	۳۵۰
۳۵۰	ملا کمال الدین سہانوی	

۳۵۱	کمال الدین عاصم دہلوی	۳۵۲
۳۵۲	ملا کمال الدین زاہد دہلوی	۳۵۳
۳۵۳	ملا کمال الدین لاہوری	
	ل	
۳۵۴	مولوی لال محمد ساکن صوہ	۳۵۵
۳۵۵	شاہ لطف اللہ انبالوی	
	م	
۳۵۶	قاضی مبارک گوپاموی	۳۵۷
۳۵۷	شیخ مبارک ناکوری	۳۵۸
۳۵۸	سید مبارک ٹکرائی	۳۵۹
۳۵۹	قاضی مبارک گوپاموی	۳۶۰
۳۶۰	مولا نا شیخ محبت اللہ آبادی	۳۶۱
۳۶۱	قاضی محبت اللہ بہاری	۳۶۲
۳۶۲	مولوی محمد احسن عباس	۳۶۳
۳۶۳	مولوی محمد احمد درنگی علی	۳۶۴
۳۶۴	مولوی محمد اورنگ علی گرامی	۳۶۵
۳۶۵	ملا محمد اسعد سہانوی	۳۶۶
۳۶۶	مولا نا شیخ محمد اسعد حسینی	۳۶۷
۳۶۷	مولا نا محمد اسحاق دہلوی	۳۶۸
۳۶۸	قاضی محمد اسلم ہروی	۳۶۹
۳۶۹	محمد اسماعیل محدث لاہوری	۳۷۰
۳۷۰	مولوی محمد اسماعیل دہلوی	

۳۷۴	مولوی محمد اسماعیل اندرانی	۳۵۴
۳۷۵	علامہ شرف منو کشمیری	۳۵۵
۳۷۶	مولانا محمد اشرف لکھنوی	۳۵۵
۳۷۷	مولوی محمد اعتراف گنگوہی	۳۵۵
۳۷۸	مولوی محمد عالم سندیلوی	۳۵۶
۳۷۹	خواجہ محمد اعظم ڈومری	۳۵۶
۳۸۰	مولوی محمد اعظم مہاسی	۳۵۶
۳۸۱	مولانا شیخ محمد افضل جون پوری	۳۵۷
۳۸۲	شیخ محمد افضل الدآبادی	۳۵۷
۳۸۳	شیخ محمد آفاق لکھنوی	۳۵۸
۳۸۴	حاجی محمد افضل سرہندی	۳۵۸
۳۸۵	مولوی محمد اکبر کشمیری	۳۵۹
۳۸۶	علامہ امین کشمیری	۳۵۹
۳۸۷	مولوی محمد امجد قزوینی	۳۵۹
۳۸۸	محمد بیرم خاں حانفاناں	۳۵۹
۳۸۹	مولوی محمد جعفر سندیلوی	۳۶۲
۳۹۰	مولوی محمد جون پوری	۳۶۲
۳۹۱	مولوی حکیم محمد جنید جون پوری	۳۶۲
۳۹۲	قاضی محمد جمیل برہان پوری	۳۶۳
۳۹۳	مولوی محمد صادق فرنگی بکلی	۳۶۳
۳۹۴	شیخ محمد حسن جون پوری	۳۶۳
۳۹۵	علامہ محمد حسن	۳۶۳

۳۹۶	مولوی محمد حیدر لکھنوی	۳۹۳
۳۹۷	شیخ محمد حیات سندھی	۳۹۴
۳۹۸	مولوی محمد رضا لکھنوی	۳۹۵
۳۹۹	علامہ محمد رضا سہاوی	۳۹۶
۴۰۰	شیخ محمد رفیق کشمیری	۳۹۷
۴۰۱	میر محمد زاہد ہروی	۳۹۸
۴۰۲	مولوی محمد باقر مدراہی	۳۹۹
۴۰۳	مولوی محمد زماں خاں شاہجہاں پوری	۴۰۰
۴۰۴	شیخ محمد سعید سرہندی	۴۰۱
۴۰۵	علامہ محمد سعید سہاوی	۴۰۲
۴۰۶	مولانا محمد سعید بدایونی	۴۰۳
۴۰۷	حکیم محمد سرور ساکن احمد آباد تارہ سرور	۴۰۳
۴۰۸	مولانا محمد شکور بکلی شہری	۴۰۵
۴۰۹	مولوی محمد شبلی اعظم گڑھی	۴۰۶
۴۱۰	مولوی محمد شبلی جون پوری	۴۰۷
۴۱۱	مولوی محمد شفیع بدایونی	۴۰۸
۴۱۲	محمد صدیق لاہوری	۴۰۹
۴۱۳	محمد صدیق برہان پوری	۴۱۰
۴۱۴	شیخ محمد طاہر قزوینی	۴۱۱
۴۱۵	مولوی محمد ظاہر	۴۱۲
۴۱۶	محمد جون پوری	۴۱۳
۴۱۷	مولانا محمد عابد لاہوری	۴۱۴

۵۱۵	شیخ محمد عابد سدھی	۳۸۵
۵۱۶	میر محمد عسکری جون پوری	۳۸۶
۵۱۷	حافظ محمد عظیم پشاور	۳۸۶
۵۱۸	مولوی محمد علی دوکوی	۳۸۷
۵۱۹	مولوی محمد علی ہدایتی	۳۸۷
۵۲۰	مولوی محمد علی صدر پوری	۳۸۸
۵۲۱	مولوی شاہ محمد علی ساکن بھیرا	۳۸۹
۵۲۲	ملا محمد عمران رام پوری	۳۸۹
۵۲۳	مولوی محمد عمر رام پوری	۳۹۰
۵۲۴	شیخ محمد عیسیٰ جون پوری	۳۹۰
۵۲۵	ملا محمد عمران رام پوری	۳۹۱
۵۲۶	شیخ محمد طوٹ گوالیار	۳۹۱
۵۲۷	شاہ محمد فخر الدین ہادی	۳۹۲
۵۲۸	مولوی محمد فاروق چہیا کوٹی	۳۹۲
۵۲۹	شیخ محمد فاضل پٹاوی	۳۹۹
۵۳۰	مولوی محمد قاسم نانوتوی	۳۹۹
۵۳۱	مولوی محمد لیب ہدایتی	۴۰۱
۵۳۲	مولوی محمد مبین لکھنوی	۴۰۱
۵۳۳	ملا محمد حسن کشور	۴۰۱
۵۳۴	حافظ محمد حسن ہادی	۴۰۲
۵۳۵	خواجہ محمد معصوم سرہندی	۴۰۲
۵۳۶	سید معصوم نقشبندی بالا پوری	۴۰۲

۵۳۷	مولوی محمد معظم ساکن ہند	۴۰۳
۵۳۸	مولانا محمد مفتی	۴۰۳
۵۳۹	مولوی محمد کی جون پوری	۴۰۳
۵۴۰	شیخ محمد سوری دودلہ رے	۴۰۴
۵۴۱	شیخ محمد ہاشم آبادی	۴۰۴
۵۴۲	سید محمد جعفر بدیع عالم احمد آبادی گجراتی	۴۰۵
۵۴۳	سید محمد ابوالکلام محبوب عالم	۴۰۵
۵۴۴	سید محمد مفتی گجراتی	۴۰۶
۵۴۵	شیخ محمد صالح احمد آبادی گجراتی عرف میر پور	۴۰۶
۵۴۶	سید محمد قنوی	۴۰۶
۵۴۷	حاجی محمد قائم سندھی	۴۰۷
۵۴۸	سید جلال مقصود عالم احمد آبادی گجراتی	۴۰۷
۵۴۹	سید محمد مقبول عالم احمد آبادی گجراتی	۴۰۸
۵۵۰	مخدوم محمد مصیبت سدھی	۴۰۸
۵۵۱	میرک محمود ہنزواری ٹھٹوی	۴۰۸
۵۵۲	میرک محمد ٹھٹوی	۴۰۹
۵۵۳	مخدوم میراں ٹھٹوی	۴۰۹
۵۵۴	شاہ محمد ناصر احمد آبادی	۴۰۹
۵۵۵	مولوی محمد تاج فرنگی بکلی	۴۱۰
۵۵۶	مولوی محمد نعیم فرنگی بکلی	۴۱۰
۵۵۷	مولانا محمد وارث رسول نمائیناری	۴۱۱
۵۵۸	ملا محمد ولی فرنگی بکلی	۴۱۱

۵۵۹	سید محمد ہمدانی	۳۱۱
۵۶۰	دا محمد ہرادی	۳۱۲
۵۶۱	سید محمد یوسف بنگرامی	۳۱۲
۵۶۲	مفتی محمد یعقوب فرنگی محلی	۳۱۳
۵۶۳	مفتی محمد یوسف فرنگی محلی	۳۱۳
۵۶۴	دا محمود جون پوری	۳۱۳
۵۶۵	قاضی محمد الدین کاشانی	۳۱۵
۵۶۶	مولوی محمد الدین ہدایتی	۳۱۶
۵۶۷	سید شاہ محمد الدین دیوبندی	۳۱۶
۵۶۸	مخدوم اشرف ہساروی	۳۱۷
۵۶۹	مولوی مخدوم نکتہ گوئی	۳۱۷
۵۷۰	مولوی مخصوص اللہ	۳۱۸
۵۷۱	مولوی مراد اللہ خواجہ بصری	۳۱۸
۵۷۲	میر مرتضیٰ شریفی شیرازی	۳۱۸
۵۷۳	میر مرتضیٰ حسینی زبیدی	۳۱۹
۵۷۴	مسعود بیگ	۳۲۱
۵۷۵	مولانا مسعود داہوری	۳۲۲
۵۷۶	شیخ مصطفیٰ رفیقی	۳۲۲
۵۷۷	مولانا مراد مظہر جانی ناس	۳۲۳
۵۷۸	مولانا سید معز الدین	۳۲۳
۵۷۹	مولوی معشوق علی جون پوری	۳۲۳

۵۸۰	مولانا محمد معین نکتہ گوئی	۳۲۳
۵۸۱	شیخ معین نبیرہ مولانا معین	۳۲۵
۵۸۲	مولانا معین الدین عمرانی دیوبندی	۳۲۵
۵۸۳	خواجہ معین الدین کشمیری	۳۲۶
۵۸۴	مولانا سید معین الدین	۳۲۶
۵۸۵	رزاق مفسر دزک	۳۲۷
۵۸۶	مولوی مقیم الدین ساکن ٹانک	۳۲۸
۵۸۷	ملوک شاہ بدایونی	۳۲۸
۵۸۸	مولانا میر کلاں محدث کبریا ہادی	۳۲۸
۵۸۹	القاب لاطفی قاری	۳۲۹
۵۹۰	میاں مخدوم احمد آبادی	۳۳۰
۵۹۱	مولوی شاہ محمد رمضان بکھی	۳۳۰
ن		
۵۹۲	مولانا سید ناصر الدین محمد ابوالکھضر دیوبندی	۳۳۲
۵۹۳	مولوی شاہ بخش غازی پوری	۳۳۳
۵۹۴	مولوی نجم الدین خاں کاکوروی	۳۳۳
۵۹۵	میر نجم الدین بکری	۳۳۷
۵۹۶	مولوی نجم الدین چچا کوئی	۳۳۷
۵۹۷	مولوی نجف علی جمہوری	۳۳۸
۵۹۸	مولوی نجف علی سندیلوی	۳۳۹
۵۹۹	مولوی نصر اللہ خاں	۳۳۹
۶۰۰	مولوی نصرت علی خاں دیوبندی قیصر	۳۴۰

۶۰۱	قاضی نصیر الدین گنبدی	۴۴۱
۶۰۲	مولانا نصیر الدین محمود اودھی	۴۴۱
۶۰۳	قاضی نصیر الدین برہان پوری	۴۴۲
۶۰۴	مولوی سید نصیر الدین برہان پوری	۴۴۳
۶۰۵	مولانا نظام الدین محمد بدایونی قدس سرہ	۴۴۳
۶۰۶	شیخ نظام الدین امینوی	۴۴۴
۶۰۷	شیخ نظام الدین قاضی شیری	۴۴۵
۶۰۸	ملا نظام الدین سہاوی	۴۴۵
۶۰۹	قاضی نظام الدین احمد آبادی گجراتی	۴۴۶
۶۱۰	شیخ نظام الدین برہان پوری	۴۴۷
۶۱۱	قاضی نظام الدین بدیشی	۴۴۷
۶۱۲	مولوی نعمت اللہ فرنگی بھلی	۴۴۸
۶۱۳	مولوی نعیم اللہ بہرائچی	۴۴۸
۶۱۴	مولوی نعیم اللہ فرنگی بھلی	۴۴۸
۶۱۵	حاجی نعمت اللہ نوشہری	۴۴۹
۶۱۶	مولوی تقی علی خاں بریلوی	۴۴۹
۶۱۷	قاضی نور اللہ شوستری	۴۵۰
۶۱۸	آخوند نور الہدی کشمیری	۴۵۰
۶۱۹	مولوی نور احمد بدایونی	۴۵۱
۶۲۰	میر نور الہدی اورنگ آبادی	۴۵۱
۶۲۱	مولانا نور الحق دہلوی	۴۵۱
۶۲۲	مولانا نور الحق فرنگی بھلی	۴۵۲

۶۲۳	نور الدین محمد قزاق سفیدونی	۴۵۳
۶۲۴	مولانا شیخ نور الدین احمد آبادی گجراتی	۴۵۳
۶۲۵	شیخ نور الدین رفیق کشمیری	۴۵۵
۶۲۶	ملا نور محمد کشمیری	۴۵۵
و		
۶۲۷	مولوی وارث علی سندھی	۴۵۶
۶۲۸	مولوی وجہ الدین علوی گجراتی	۴۵۶
۶۲۹	مولانا وجہ الدین پانگی	۴۵۷
۶۳۰	مولوی وزیر علی سندھی	۴۵۷
۶۳۱	سید شاہ ولی ٹھٹھی	۴۵۸
۶۳۲	مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی	۴۵۸
۶۳۳	مولوی ولی اللہ برہان پوری	۴۶۰
۶۳۴	مولوی ولی اللہ فرخ آبادی	۴۶۰
۶۳۵	مولوی ولی اللہ ٹھٹھی	۴۶۰
۶۳۶	حافظ ولی اللہ لاہوری	۴۶۱
ز		
۶۳۷	حاجی زکریا شاہ	۴۶۲
۶۳۸	حاجی یاشم سندھی	۴۶۳
۶۳۹	مولوی زکریا علی شاہ	۴۶۳
ح		
۶۴۰	سید یاسین گجراتی	۴۶۴
۶۴۱	مولانا یعقوب شافعی بخاری	۴۶۴

۶۴۲	مور یا یعقوب بٹنی	۳۶۵
۶۴۳	قاضی یعقوب داک بوری	۳۶۵
۶۴۴	شیخ یعقوب صرف کشمیری	۳۶۵
۶۴۵	مفتی یعقوب علی ساکن راجندرہ	۳۶۶
۶۴۶	شیخ یوسف دہلوی	۳۶۶
۶۴۷	سید یوسف ملتان	۳۶۶
۶۴۸	شیخ یوسف ایرچی	۳۶۷
۶۴۹	مفتی یوسف چنگ کشمیری	۳۶۷
۶۵۰	حوشی	۳۶۸
۶۵۱	تکلمہ کتاب	۶۸۹
۶۵۲	کتب بیات	۷۳۲
۶۵۳	رسائل	۷۶۲
۶۵۴	گمریزی کتب	۷۶۳
۶۵۵	خاتمہ کتب	۷۶۵
۶۵۶	ضمیمہ الف	۷۶۸
۶۵۷	شارحہ	
	۱۔ اعلام	۷۷۲
	ب۔ اہل کن	۸۴۲
	ج۔ کتب	۸۴۵

۱۵ م ۱۴۲۳ ہجری

۱ فروری ۱۹۰۵ء

پیش لفظ

مسلمانوں نے تاریخ نویسی اور اس کے مختلف شعبوں میں جو کرائے ہوئے خدمات انجام دی ہیں اور انہیں دنیا نے اس میں تذکرہ نگاری بھی شامل ہے۔ تاہم میں معشرے کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد کے سوانح تحریر کیے جاتے ہیں۔ تذکروں سے ہمیں معشرے کے مختلف پہلوؤں کو جاننے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ جو عام تاریخی کتب سے ممکن نہیں۔ برصغیر مسلمان بھی اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہتے اور اس میں انھوں نے وقیع اضافے کیے۔ ان تذکروں میں ایک معروف اور معتبر تذکرہ مولوی رحمان علی بلگرامی کا "تذکرہ عالم ہند" ہے۔ اس دور کے علمی تقاضوں کے مطابق یہ تذکرہ فوری میں تحریر کیا گیا تھا۔

پاکستان کے قیام کے بعد مذہبی، سیاسی، سماجی و دیگر شعبوں میں ۱۹۵۰ء میں پاکستان ہسٹریکل سوسائٹی قائم ہوئی جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مستشرقین اور متعصب مورخین کے "ادو" کی تاریخ کو سچ کرنے کی جو کوششیں کی تھیں انھیں درست کیا جائے۔ ان کے "ادو" کے تاریخی ورثہ سے بھی متعارف کرایا جائے۔ اس مقصد سے جہاں اس تاریخی کتاب میں درجہ اولیات ہیں۔ گئے وہاں ایک اہم قدم یہ بھی تھا کہ چونکہ اس دور میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔

پس اس سلسلے میں کتاب اور تصانیف کے بارے میں غور و خوض کرنے کے لئے "تذکرہ علامہ ہند" کا انتخاب کیا اور اس کے بارے میں غور و خوض کرنے کے لئے اردو ترجمہ سوسائٹی نے پہلی بار ۱۹۶۱ء میں شائع کیا۔ اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت نے اس نقش اول میں آجھے خاموشی کی نشاندہی کی۔ ابھی مسلسل باہمی کلمات دو بارہ شائع کیا جائے۔

اس کتاب کی تصنیف علامہ محمد رفیع الرحمن نے کی ہے۔ ان کی تصنیف کا مقصد علم و ادب کے فروغ اور اسلامی تعلیم و تربیت کے فروغ کے لئے ہے۔ اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت نے اس نقش اول میں آجھے خاموشی کی نشاندہی کی۔ ابھی مسلسل باہمی کلمات دو بارہ شائع کیا جائے۔

الحمد للہ ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان نے اپنی کاوشیں جاری رکھی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی کاوشوں میں علامہ محمد رفیع الرحمن کی تصنیف کا مقصد علم و ادب کے فروغ اور اسلامی تعلیم و تربیت کے فروغ کے لئے ہے۔ اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت نے اس نقش اول میں آجھے خاموشی کی نشاندہی کی۔ ابھی مسلسل باہمی کلمات دو بارہ شائع کیا جائے۔

(محمد رفیع الرحمن)

صدر

پاکستان ہسٹریکل سوسائٹی

اس کتاب کی اشاعت میں ہمدرد فاؤنڈیشن کے لیے

پاکستان ہسٹریکل سوسائٹی

ہمدرد فاؤنڈیشن

۱۰

مرکزی وزارت تعلیم حکومت پاکستان

نہالہ

یہ کتاب قرآنی آیات و احادیث و روایات کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم و تربیت کے فروغ کے لئے ہے۔ اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت نے اس نقش اول میں آجھے خاموشی کی نشاندہی کی۔ ابھی مسلسل باہمی کلمات دو بارہ شائع کیا جائے۔

سابق حرم نے "ہند" کا ترجمہ ہر جگہ ہندوستان یا "پاکستان" دہرایا ہے اور اس کی وضاحت انھوں نے اپنے پیش لفظ (ص ۲۸) میں بھی دی ہے۔ ممکن ہے اس وقت پاکستان سٹارٹل سوسائٹی کا لائحہ عمل یہ ہو۔ لیکن جب کہ کتاب کی تصنیف کے وقت پاکستان کا وجود ہی نہ تھا تو ترجمہ میں یہ اضافہ سمجھ سے بالاتر ہے اس طرح قاری کو اشتباہ ہو سکتا ہے کہ شاید یہ کتاب قیام پاکستان کے بعد لکھی گئی۔ ہم نے ہند یا ہندوستان کا ترجمہ کرنے کی بجائے مصنف کا لکھا ہوا لفظ ہی نقل کیا ہے اس طرح سابق مترجم نے اپنے حواشی میں جہاں کسی شخصیت کے بارے میں اپنے ذاتی عقائد و نظریات کے تحت اظہار خیال کرتے ہوئے غیر ضروری اضافات کیے ہیں انہیں حذف کر دیا گیا ہے۔

چوں کہ مولانا عبدالرشید نعمانی اور ڈاکٹر معین الحق کے تحقیقی مقدمے اس کتاب پر پہلے سے موجود ہیں اس لیے ہم نے گزارش احوال پر ہی اکتفا کیا ہے۔

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جن کا خلوص تعاون اس کام کی تکمیل کا باعث بنا۔ ان میں سب سے پہلے محترم جناب حکیم محمد سعید صاحب کا شکر گزار ہوں جنھوں نے خاکسار کو اس ماقبہ سمجھ اور یہ کام کرنے کی ہمت فرمائی اس سلسلے میں ڈاکٹر انصار زاہد خاں صاحب اور علامہ فضل القدیر ندوی صاحب کی شفقانہ راہنمائی کا ممنون احساں ہوں۔ بیتہ کلمہ ہمدرد یونیورسٹی لاہور کے ارکان بالخصوص مولانا عبدالحامید قندلرانی صاحب، نایب محمد حسین اور محترمہ سنی عمر کے پر خلوص تعاون پر میں سراپا تشکر ہوں۔

وین اللہ التوفیق وحسن التکلیل

ڈاکٹر سید خضر نوشاہی

بیت القاد

ہمدرد یونیورسٹی ملتان

کراچی پاکستان

۱۲ ذیقعد ۱۴۳۸ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۹۸ء بروز

عرض مکرر حواشی

تذکرہ علماء ہند مصنف مولوی رحمان علی کے فارسی متن کا ترجمہ مرحوم ڈاکٹر ایوب قادری صاحب نے ۱۹۶۱ء میں ڈاکٹر معین الحق صاحب سیکرٹری اسامی پاکستان سٹارٹل سوسائٹی کی ایما پر اور علمی طور پر ڈاکٹر صاحب مرحوم کی رہنمائی میں شائع کیا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کا ایک عاقلانہ مقدمہ بھی شامل تھا۔

یہ ترجمہ خاصا مقبول ہوا اور یہ کمنا غلط نہ ہوگا مرحوم قادری صاحب کی ذات کے عالمانہ سفر کی ابتداء دراصل اس ہی سے ہوئی۔ یہ پاکستان سٹارٹل سوسائٹی کی سولہویں مطبوعہ کتاب تھی اور کافی مقبول ہوئی۔

اس کتاب کی مانگ برابر قائم رہی اور لہذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسے دوبارہ شائع کیا جائے لیکن احتیاطاً یہ بھی طے ہوا کہ فارسی متن سے اس کا تقابل کیا جائے جس کے لیے ڈاکٹر خضر نوشاہی سے درخواست کی گئی۔ خیال یہ تھا کہ اس میں تقریباً ۸۰ علماء کا تذکرہ ایک مزید کھلم کے طور پر شامل کیا جائے۔ لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا۔ شاعت ثانی کے لیے ترسیل واری اینڈیشن سے تقابل کیا گیا۔ جب تقابل کیا گیا تو علاوہ ایک طویل سلسلہ سائنسی، چھ تہمت کی اور کچھ غلط ترجمہ کی، جب کا مشترکہ ہوا تو یہ سول زیر بحث ہا کہ یہ اسطرح کی نشاندہی کیجائے یا نہیں۔ سینر اسکاڑوں کی رائے تھی کہ نشاندہی د جائے ہذاں سلسلہ میں حواشی قائم کئے گئے۔

اس سالہ میں یہ اہتمام کیا گیا کہ سابق یہیشن کے حواشی کے مجہ ہنا کر ستارہ نشین کی جائے اور لفظ مترجم کی جگہ ڈاکٹر قادری کی نشاندہی حرف 'ق' سے کرائی جائے۔ ڈاکٹر نوشای کی نشاندہی حرف 'ن' سے کی جانے اور اس خادم کی حرف (الف) سے اور نئے حواشی میں نمبر شمار بھی دیے جائیں۔

پورے ترجمے میں ڈاکٹر قادری نے لفظ دانشمند کا ترجمہ فاضل کر دیا تھا۔ اس کی جگہ دانشمند واپس تحریر کیا گیا ہے کیوں کہ اس سے علم و حکمت کے ایک علیحدہ معیار کی نشاندہی ہوتی ہے اس بارے میں موسوی رحمان علی نے خود شاہ ولی اللہ کے تذکرہ میں ان کے رسالہ دانشمندی سے فن دانشمندی اور اس کی اسناد پر ایک اقتباس شامل کیا ہے۔

امید ہے کہ یہ تصحیح شدہ ترجمہ بہتر ثابت ہوگا۔

ڈاکٹر اصرار احمد خان

جہاں سہریلوں کی کتاب

ہیشاریکل سوسائٹی، کراچی

1875

ڈاکٹر محمد ایوب خان، بی۔ اے۔

Handwritten signature

حکمرانہ علمائے ہند کا ترجمہ ناظرین کے لئے ہے۔ یہ کتاب ہے۔

۱۔ مولوی محمد علی کا بیٹا محمد علی صاحب شکر علیہ السلام
 ۲۔ ۱۲۳۵ھ ۱۸۲۸ء میں قندھار میں پیدا ہوا تھا۔ صبیحہ نامی بیوی
 سے تین بچے ہوئے۔ ۱۔ بڑے بڑے فاضل۔ ۲۔ مالک طبیب تھے۔ ۳۔ عظیم علی
 علیہ السلام ۱۲۵۶ھ ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۔ مولوی علی بن عمر قریب ہا
 علی اور قاسم کریم شمع خرمی کے بعد فارسی کی تعلیم کا آغاز ہو چکا تھا۔ فارسی کی تفصیل
 ۲۔ بھائی عظیم احسان علی (ف ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۷ء) سے کی اس کے بعد اپنے
 ۳۔ شاہ و فضلہ شامیہ کا شاہ ملاحت اللہ شفی بدایونی (ف ۱۲۸۱ھ ر
 ۴۔ قاری محمد الرحمان پائی پتی (ف ۱۳۳۳ھ ر ۱۸۹۶ء) مولوی محمد شکور پھل شری
 ۵۔ ۱۳۰۰ھ ۱۸۸۳ء) مولوی غارت علی سنان رکانہ (۱۲۸۲ھ ۱۸۶۵ء) مولوی یح
 ۶۔ علی صاحبہ اور مولانا عبداللہ صاحبہ۔ ۷۔ مولوی صاحبہ صاحبہ
 ۸۔ مولانا صاحبہ صاحبہ (۱۲۷۷ھ ۱۸۶۰ء) سے توسط سے ۱۲۷۷ھ

ایک خاص مقام رکھتا ہے۔

"تذکرہ علمائے ہند" مؤلفہ مولوی رحمان علی میں جن علماء کا ذکر آیا ہے ان میں سے ۵۰ علماء کی مستقل سوانح عمریوں لکھی جا چکی ہیں ان میں سے بہت سی طبع بھی ہوئی ہیں (۲۳)

"تذکرہ علمائے ہند" ۸ - ۳۳۵۵ء ۱۸۸۷ء میں مرتب ہوا۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا۔ یہ تذکرہ دوسری مرتبہ ۱۹۵۳ء میں مطبع نور کشور لکھنؤ میں چھپا۔ بڑا حیدر اور مشہور تذکرہ ہے۔ اور "تذکرہ تاریخی" کے لیے اس میں بہت مفید اور اکثر نادر معلومات مل جاتی ہیں 'عمرہ' سے تقریباً نایاب تھا۔ میری تحریک پر محمد ایوب قادری صاحب کو اس کے اردو ترجمہ 'ترتیب اور حواشی کا کام پاکستان سٹارٹنگل سوسائٹی کی طرف سے سپرد کیا گیا۔ قادری صاحب نے یہ کام بڑی محنت سے انجام دیا ہے۔ ایک مفید کام یہ کیا ہے کہ حواشی میں ضروری حالات اور مزید مواد کی نشان دہی کر دی ہے۔ تھمکہ کتاب میں علماء کی انجمن خاصہ تعداد کے حالات فراہم کر دیے ہیں جن کو مولفہ تذکرہ نے چھوڑ دیا تھا کتب میں کتابیات اور اشاریہ بھی شامل کر دیا ہے۔ ان خصوصیات کی بناء پر ترجمہ کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

کراچی ۲۵ جنوری ۱۹۷۶ء

سید معین الحق

وہابچہ مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم
بہت کلید در سخن حکیم

حمد ہے حد اور تعریف ہے شمار اس حکیم کو زیبا ہے جس نے قلم سے علم سکھایا (علم بالعلم) اور بے شمار علم کو، حق بے حس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا (علم الانسان بعلومہ) (۲) وہ ایسا حکیم ہے کہ اس نے فرشتوں کی زبان و سماعتک لاء علم بنا لایا (۳) ایک ہے تو ہم نہیں جانتے تھے کہ جو کچھ وہ نے سکھایا (۴) کے کلمہ سے گویا فرمایا اور وہ ایسا حکیم ہے کہ اس نے انسان ضعیف بسین سے دین و "ملاوینہ میں العلم الا قبیلا" (۳) (نہیں وہ علم بیان لکھیں) کے ذکر سے آسمان اور "رب زدنی علما" (۵) (اے رب! میرے علم کو بڑھا) کی تعلیم میں مشغول کیا۔ اس کی شان اعلیٰ اور اس کی قدرت لازماً ہے۔

قدرت شامہ کو راحت بخشنے والے درود اور سلام کے پھول اس بارگاہ میں نثار ہوں کہ جن کی بہت کے رنگے نے "العلماء وورثہ الانبیاء (علماء نبیاء کے وارث ہیں) کا شور آسمان کی پہلی پہاڑ اور "انا مدینہ العلم" (۶) (میں علم کا شہر ہوں) کی شہرت فرشتوں کے گاہ میں جا پہنچی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۷) (اللہ تعالیٰ انہیں اس میں امداد دے گا) (اللہ کا درود ان پر) ان کی اولاد پر اور ان کے اصحاب پر ہووے جو پاک مقدس ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ ہیں)

اس کے بعد واضح ہو کہ سرزمین ہندوستان میں کہ جس کا پہلا جزو یعنی ہندو جہان کا مساوی ہے۔ اسلام کے آغاز سے اس وقت تک بہت سے علمائے عظام اور فضلاء کرام گزرے ہیں اور اپنا نام چھوڑ گئے۔ انہوں نے علم دینے والے جہاں قدس سرہ اسامی

ز دانیس بود اس نکتہ مشہور

کہ دانش در کتب دانا ست در گور

ان کے اسمائے گرامی کا شمار عالم اغیب کے سوا کون جانتا ہے کہ جوان کو قلعہ بند کرے۔ مگر طبع حریص ہے جس کی جہت مالا پندروک کلدہ بنوک کلدہ (۸) (جس کا سب حاصل نہیں ہو سکتا اس کا سب چھوڑا بھی نہیں جا سکتا) ہے اور چھوڑے۔

کار دنیا کے تمام کرد
سنجہ گیرید مخفی گیرید

جو کچھ پایا اس کو نہ چھوڑا پس اس مقدس گروہ کے کچھ حالات جو بزرگوں کی کتابوں اور لائق معزز معاونین کی نقل و تحریرات سے مجھے ملے ہیں ان و اس رسالہ میں تفصیل کرتا ہوں جس کا نام تذکرۂ علمائے ہند مقرب بہ تختہ اسماء فی زائبر الکلاء ہے۔

فاخرین ہاشمیین کے اخلاق حسنہ سے مجھے امید ہے کہ وہ مجھ کم استعداد کے ناقص قلم کی کوتاہیوں و غرضوں کو درست فرمائیں گے در اصلاح کے ساتھ عیب پوشی کریں گے واللہ المستعان وعلیہ التکلیل (۹) اور اس سے مدد حاصل کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے یہ کتاب حروفِ جمعی کے اعتبار سے مرتب کی گئی ہے تاکہ کتاب کے پڑھنے والے کو کسی عالم کے ترجمہ کے تلاش کرنے میں وقت نہ ہو۔ ماخذ و معاونین کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ کتاب کے آخر میں آئے گا۔

(رحمان علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف الا الف

(۱) مولانا ابو حفص ربیع محدث بھری

مولانا ابو حفص ربیع محدث بھری بن صبیح اسدی اہل بھری۔ تاریخ کے طلباء سے یہ بات غفلت و پوشیدہ نہیں ہے کہ سب سے پہلے ممالک ہند (برصغیر جنوبی ایشیا) میں ملت اسلامیہ کا شیوع محمد بن قاسم ابن عقیل ثقفی کے ہاتھ سے ہوا جو حجاج بن یوسف کا چچا زاد بھائی اور داماد تھا، ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانہ میں یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ محمد بن قاسم نے سترہ سال کی عمر میں مجاہدین کے لشکر کی مدد سے بروز پنج شنبہ ۱۰ رمضان ۹۳ھ / ۷۳ یا ۹۹ھ / ۶۷۸ء میں ملک سندھ 'دہر بن بچ' (۱) سندھ کے راجہ سے فتح کیا (بھٹا) اس علاقہ (سندھ) میں اسلامی پرچم لہرایا۔ داہر طاکور میدان جنگ میں مارا گیا۔ اسی زمانہ میں یا اس کے بعد صاحب ترجمہ (مولانا ابو حفص ربیع محدث) یہاں آئے وہ تاج تابعین اور کامیاب محدثین (۲) میں سے ہیں۔ ابو حفص حسن بھری و عطا سے روایت کرتے ہیں اور ان سے روایت کرنے والے سفیان ثوری، وکیع اور ابن مہدی ہیں رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ صادق، عابد اور مجاہد تھے۔ کہتے ہیں کہ امت اسلامیہ میں وہ پہلے مصنف ہیں جنہوں نے ۲۰۰ھ / ۷۷۶ء - ۶۷۷ء میں ملک سندھ میں رحلت فرمائی۔ (۳) (۴) رضوان اللہ علیہ۔

(۲) مولوی ابوالحسن فرنگی محل

مولوی ابوالحسن ابن مولوی عبدالحامد ابن مولوی محمد نافع بن مولوی عبدالعلی بحر العلوم، قرآن مجید کے حفظ کرنے کے بعد علومِ دینیہ کی تحصیل مولوی عبدالکلیم کی خدمت میں کی اور بیعت مولوی حافظ عبدالوالی سے فرمائی۔ ۱۰۷۱ھ / ۱۳۸۲ھ

۱۸۶۶ء کو عالم جوانی میں انتقال کیا۔ (۵۶)

(۳) مولوی ابوالحسن نصیر آبادی

مولوی ابوالحسن 'قصبہ نصیر آباد مضاف لکھنؤ کے رہنے والے' عالم، عالم، متقی اور پرہیز گار تھے 'نقشبندی سلسلہ میں مولوی مراد اللہ سے ان کو بیعت و خلافت حاصل تھی جو فاروقی نسب، مہدی و مظہری مشرب، قصبہ تھانیسر کے رہنے والے تھے اور مولوی نعیم اللہ ہیراچئی، مرید و خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے مرید و خلیفہ تھے 'مولوی ابوالحسن نے ایک عالم کو شرک و بدعت کی تادیب سے نجات بخشی 'وہ سنت سنہ کے اتباع میں بہت کوشش کرتے تھے۔ ۲ شعبان ۱۲۷۲ھ ر ۱۸۵۶ء کو رحلت فرمائی اور جنت میں آرام فرما ہوئے۔ (۵۷)

(۴) شاہ ابو سعید عمری دہلوی

مولانا ابو سعید مفتی شرف الدین رام پوری اور مولانا رفیع الدین دہلوی کے شاگرد تھے 'مولانا عبدالعزیز دہلوی سے اجازت عامہ حاصل تھی 'نقشبندی سلسلہ میں شاہ فہام علی دہلوی سے بیعت تھے عید الفطر کے دن صبح کے وقت ۳۴۹ھ ر ۱۸۳۳ء میں ٹونک میں وفات پائی فقرا اللہ لہ۔ (۵۸)

(۵) میر ابو نعیم بخاری

میر ابو نعیم بخاری 'جلال الدین محمد اکبر شاہ کے زمانہ کے ایک عالم اور صوفی تھے 'گویا اللہ تعالیٰ کی نشانیں میں سے ایک نشانی تھے۔ ان کی مجلس اقدس میں قال اللہ وقال الرسول اور مشائخ کے اذکار کے سوا کوئی دوسرا ذکر نہیں ہوتا تھا۔ ۹۹۵ھ ر ۱۵۸۶ء میں قورنج کے مرض میں لکھنؤ میں وفات پائی۔ ان کی لاش دہلی لا کر دفن کی گئی۔ تاریخ انتقال "میر ستودہ میر" سے نقل ہے۔

(۶) شیخ ابوالفیض فیضی

شیخ ابوالفیض فیضی 'شیخ مبارک ناگوری کا بڑا بیٹا اور شاگرد تھا' ۹۵۳ھ ر ۱۵۳۷ء

پیدا ہوا۔ زمین فاقب اور فکر صاحب کا مالک تھا۔ چودہ سال کی عمر میں تحصیل علم شروع ہو گیا۔ مختلف علوم مثلاً شعر، معانی، عروض، قافیہ، تفسیر، تاریخ، لغت، طب، فرائض و غیرہ میں بے مثال تھا۔ ابتدا میں شرعی میں فیضی تخلص کرتا تھا اور اپنے پھونے ہوئی ابوالفضل کی تقریب سے جس کو عادی لکھا جاتا تھا اسی سے معالی کے طور پر 'فیاضی' تخلص اختیار کیا۔ ۹۷۳ھ ر ۱۵۶۶ء میں اکبر بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ ملک الشعراء کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ اس کا ایک طویل قصیدہ سر بادشاہ کی تعریف میں ہے۔ موارد الفہم علم اخلاق میں عربی زبان میں غیر منقود ہے۔ اور دایمہ الامام تفسیر قرآن بھی غیر منقود عبارت میں تحریر کی۔ اکبر بادشاہ نے اس کا مسلہ دو ہزار روپیہ دیا۔ میر حیدر معالی نے اس کے اتمام کی تاریخ سورہ ۱۱۳۵ء قال ہے۔ ترجمہ فارسی لیا اولیٰ مصنفہ چنڈت بھاسکریدری جو ۶۲۲ھ ر ۱۲۲۵ء میں حیدر آبادی تھی 'ترجمہ رامائن منظوم فارسی (۱) مشکوی للدمین' اور دیوان فارسی میں پندرہ ہزار اشعار ہیں فیضی کی مشہور تصانیف ہیں (۲) ۱۰ صفر ۱۰۰۳ھ ر ۱۵۹۵ء میں فوت ہوا اور وہیں دفن ہوا 'مشہور ہے کہ فیضی کسی مذہب کا پیروں نہ تھا۔ (۶۰)

(۷) ابوالفضل علّامی

ابوالفضل علّامی 'شیخ مبارک ناگوری کا دوسرا بیٹا ہے۔ ۹۵۸ھ ر ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوا۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم، عقائد و منقول سے فراغت حاصل کر لی، تجرید و گوشہ نشینی اختیار کیا۔ مگر دوستوں کے اصرار سے ۱۸ سال جلوس اکبری (۱۵۷۵ء) میں اکبر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تفسیر آیات الکرسی موسومہ "تفسیر اکبری" جس سے تاریخ تہذیب نقلی ہے لکھ کر بادشاہ کے حضور میں پیش کی 'عنایات شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ پہلے غشی گری کی خدمت ملی۔ اس کے بعد عہد وزارت پر سرفراز ہوا اور قورنج ہی دلوں میں بادشاہ کی طبیعت میں ایسا مقام حاصل کر لیا کہ امراء اور شہزادے اس کے لئے آگے۔ عادی تخلص کرتا تھا۔ دکن سے واپس کے وقت شہزادہ سلیم کے اشارے سے راجہ بھرت سنگھ بمیلہ (۱) نے ۳ رجب الاول ۱۰۱۱ھ ر ۱۶۰۲ء کو ابوالفضل کو

کل کر دیا اور اس کے سر کو کاٹ کر شہزادہ سلیم (جہانگیر) کے پاس بھیج دیا جو الہ آباد میں مقیم تھا۔ شہزادہ سلیم بہت خوش ہوا۔ اکبر بادشاہ نے افسوس کیا۔ کتاب ابو الفضل (۲) آئین اکبری 'اکبر نامہ' عیار والنس اور رسالہ اخلاق وغیرہ اس کی قابلیت کے منظر ہیں۔ شہرت ہے کہ وہ بھی کسی مذہب کا پیرو نہ تھا۔ (۵۶)

(۸) حافظ شاہ ابواسحاق

حافظ شاہ ابواسحاق 'شاہ ابوالقوت' گرم دیوان فاروقی بھیروی کے بیٹے اور خلیفہ تھے۔ جنھوں نے ۱۷۷۸ھ ر ۵-۱۷۷۳ء میں رحلت فرمائی۔ ان کو گرم دیوان اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا جسم بعض اوقات خرق عادت کے طور پر اس قدر گرم ہو جاتا تھا کہ اس پر گیسوں کی روٹی پکا سکتے تھے۔ ان کے دو مشہور خلیفہ تھے پہلے شاہ معشوق علی غازی پوری اور دوسرے ان کے فرزند رحمت اور محسن اخلاق کے منظر شاہ ابواسحاق تھے 'مؤرخانہ کر' نادۃ زمانہ تھے۔ صحابہ کبار کے عادت حسنہ کے زاکر تھے۔ زہد و تقویٰ ان کا شعار اور اسرار شریعت کی حفاظت ان کی عادت تھی۔ احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والتہ کی تصحیح و تنقید میں یہ خد وادار ملکہ رکھتے تھے اور علوم ظاہر و باطن کی تعلیم میں مشغول رہتے تھے۔ سنت سنیہ کی پیروی میں زور بحر غفلت نہیں برتتے تھے۔ امر معروف و نہی منکر میں ہر چھوٹے بڑے اور فنی و فقیر کو یکساں سمجھتے تھے۔ ۱۷۳۳ھ ر ۹-۱۷۸۸ء میں باغ رضوان میں آرام فرما ہوئے (انتقال فرمایا)۔ بھیروی موضع بھیرا ہاے سکورہ موجودہ مخلوط بہ ہدیای منۃ تحتانیہ معروف و رائے سملہ بعدش الف سے منسوب ہے جو عظیم گڑھ کے ضلع میں چڑھ کوٹ سے جانب شمال (۱) چھ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔

(۹) حکیم ابوالفتح گیلانی

حکیم ابوالفتح گیلانی 'وند مودنا عبدالرزاق' جامع کائنات اور اکبر بادشاہ کے ملازمین میں سے تھے۔ بروز جمعرات ۱۲ شوال ۹۹۷ھ ر ۱۵۸۹ء کو انتقال ہوا (۵۶) (۱)

(۱۰) شیخ ابوالفتح علّامی (علائی) قریشی کالپوی

شیخ ابوالفتح، سید محمد (۲) گیسو دراز کے مرید و خلیفہ اور علوم ظاہر و باطن تھے۔

زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے تھے۔ کتاب عوارف المعارف حضرت سید گیسو دراز پر مبنی۔ اور خلافت حاصل کی۔ نحو میں "تجیل" اور تصوف میں "مشاہدہ" (۲) ان کی تصنیفات ہیں۔ ان کی قبر کالپی میں ہے۔ برواۃ مجدد (۵۶)

(۱۱) قاضی ابوالفتح بلگرامی

قاضی ابوالفتح عرف قاضی کمال، جدل الدین محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ میں بلگرام کے عہدہ قضاء پر سرفراز تھے۔ علوم نقد میں نہایت شہرت رکھتے تھے۔ ۸۳۳ سال کی عمر میں ۱۱۱۱ھ ر ۹-۱۷۸۹ء میں انتقال ہوا۔ (۵۶)

(۱۲) خواجہ ابوالفتح کشمیری

خواجہ ابوالفتح کشمیری، دانشمند محقق اور عالم مدقق تھے خصوصاً علم کلام میں یہ حوالی رکھتے تھے۔ خواجہ حیدر چرخ کے شاگرد تھے، مسائل کے استخراج میں بے مثال تفسیر تھے، اہل تشیع کے عقائد کے رد میں ان کی تصنیف "سیف اسبائین" ہے۔ ۱۱۰۰ھ ر ۹-۱۷۸۸ء میں رانی دارالبقاء ہوئے۔ جزاء اللہ خیرا "رفت اندر ہزار ویک صد سال" ان کی تاریخ وفات ہے۔ (۵۶)

(۱۳) شیخ ابوالفتح تھانیسری

شیخ ابوالفتح، اپنے زمانہ کے علماء کے سرخیل تھے اور قمر جلیل القدر سرکردہ اشخاص میں سے تھے۔ (۱) حدیث کی سند سید رفیع الدین محدث سے حاصل کی۔ پچاس سال اکبر آباد میں علوم عقل و نقل کا درس دیا اور بہت سے ذی استعداد ذہین اشخاص (شاگرد) ان کے دامن فیض سے وابستہ رہے (۲) ۱۰ عبد القادر ہدیائی مصنف منتخب التواریخ ان کے شاگرد تھے۔ (۵۶)

(۱۴) مخدوم ابوالقاسم سندھی

مخدوم ابوالقاسم، ابن مفتی داؤد، علم کے طالب صاحب مدرسہ اور مشہور زمانہ تھے۔ بہت سے طلباء نے ان سے فیض حاصل کیا، اور نگ زیب عالمگیر نے اپنی طرف

سے ان کو وکیل شرعی مقرر کیا۔ (۱) ۱۰۳ھ ۹۳-۹۴ھ میں فوت ہوئے۔ مخدوم رحمت اللہ سندھی نے "ذہب العلم من اسد" سے ان کی تاریخ وفات نکالی ہے۔ (۲۵)

(۱۵) قاضی ابوالمعالی ساکن آگرہ

قاضی ابوالمعالی 'عزیز بن بخارا کے شاگرد' خلیفہ اور داماد تھے 'علم فقہ میں ایسی دستگاہ رکھتے تھے کہ بالفرض فقہ حنفی کی تمام کتابیں دنیا سے ختم ہو جائیں تو وہ از سر نو لکھ (۱) سکتے تھے۔ ۹۶۹ھ ر ۳-۱۵۶۱ھ میں توران سے ہند آئے اور آگرہ میں مقیم ہوئے' وہیں انتقال ہوا۔ سال انتقال معلوم نہ ہو سکا۔ ملا عبد القادر بدایونی مولف منتخب التواریخ در میر غیاث الدین الملقب بہ نقیب خاص نے ان سے استفادہ کیا تھا۔

(۱۶) شیخ ابوالکارم اسماعیل

شیخ ابوالکارم، سمیع، ابن شیخ صفی الدین رودلوی ۳، ر ۱) رجب الثانی ۷۸۹ھ ر ۸۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ چالیس دن کے تھے کہ ان کے والد نے اپنے چچا شاہ اشرف جہانگیر کے قدموں میں ڈال دیا سید موصوف نے فرمایا کہ یہ بھی میرا مرید ہے۔ آخر شیخ ابوالکارم نے اپنے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں تربیت پائی اور سولہ سال کی عمر میں تمام علوم متعارفہ سے فراغت حاصل کر لی۔ رات دن درس و تدریس اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ ۱۳ ر رجب الاول بروز بدھ بوقت عصر ۸۶۰ھ ر ۸۳۵۶ھ میں اس دور فانی سے عالم چودوانی کو رحلت فرمائی۔ ان کے چار بیٹے عبدالصمد، عزیز اللہ، عبدالقدوس اور حبیب اللہ عرف مخدوم تھیں تھے۔ عبدالصمد، عزیز اللہ اور حبیب اللہ نے اپنے والد ماجد کے فیض تربیت سے خاندان چشتیہ نظامیہ میں ارادت و خلافت حاصل کی 'شیخ عبدالقدوس خدام چشتیہ صابریہ میں مستفیض ہوئے اور قصبہ گنگوہ کو ہدایت و ارشاد کی روشنی سے جگمگا دیا۔ (۲۶)

(۱۷) حاجی ابراہیم محدث اکبر آبادی

حاجی ابراہیم محدث اکبر آبادی 'زہد و تقویٰ' پرہیزگاری اور علم دین خصوصاً علم

حدیث کے درس میں مشغول رہتے تھے شرع کی پابندی اور پرہیزگاری کی وجہ سے ان سے اختلاط و ارتباط نہیں رکھتے تھے، بیشہ امر معروف و نہی مکر کرتے تھے۔ اکبر بادشاہ کے عہدت خانہ (۱) میں جب کبھی بدلے پر پہنچتے تھے تو مراسم تکلفات اور 'داب شہانہ کی پابندی نہیں کرتے تھے' بیشہ وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ ان کا سال انتقال معلوم نہ ہو سکا۔ رحمت اللہ علیہ۔ (۲۷)

(۱۸) سید ابراہیم ایرہچی

سید ابراہیم ایرہچی، ابن معین بن عبدالقادر حسینی دانشمند کامل، تمام علوم عقلی و نقلی درسی حقیقی میں مہارت رکھتے تھے، ہر علم کی کثیر التعداد کتابیں مطالعہ کی تھیں، ان کی صحیح فرمائی تھی اور ان مشکلات کو ایب حل کیا تھا کہ جس کسی کو اپنی مناسبت بھی ہوتی تو (ابراہیم ایرہچی) کی کتاب کا مطالعہ ہی کافی ہوتا اور استاد کی ضرورت نہ ہوتی، حق یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں دہلی میں کوئی دوسرا شخص ان کی فہم و فراست کے برابر نہ تھا۔ اہل زمانہ کی ناخوشگاہی کی وجہ سے اپنے گھر میں مطالعہ اور تصنیف کتب میں مشغول رہتے، درس کم دیتے تھے۔ اس کے باوجود سلسلہ عالیہ قادریہ کی نسبت تمام معمولات پر غالب تھے، شیخ بہاؤ الدین قادری شادری کے مرید تھے۔ ۹۲۰ھ ر ۱۵۱۱ھ میں سلطان سکندری لودی کے آخری زمانہ میں دہلی میں آئے۔ شیخ عبداللہ دہلوی 'میاں داؤد' مولانا عبدالقادر صابون گر اور دوسرے صاحبان علم و فضل ان کی بزرگی نے معترف تھے۔ اسلام شاہ کے عہد میں ۹۵۳ھ ر ۱۵۴۶ھ میں وفات پائی۔ مقبرہ سلطان المشائخ میں دفن ہوئے۔

ایرہچی، بہ ہمزہ مکسورہ دیباکی تحتانی ثناء مجہول و رای مملہ مفتوحہ و جمیم فارسی ایرہج کی طرف منسوب ہے جو ملک مالہ میں ایک قصبہ ہے اب ضلع جالون سے متعلق ہے اور شرقائے مشائخ و سلاطین کی ہستی ہے۔ (۲۸)

(۱۹) معلم ابراہیم باعکظہ ساکن سورت

معلم ابراہیم دانشمند تبحر، فقیہ اشرف شافعی، المذہب اور جامع مسجد بندر بہمنی میں

دیگر

ازتہ فتنی حسین المسون تحفہ رکبیں ہاندہ
احسان علی وکیل نے رحلت جہاں سے کی
ذات شریف پاک حق ہر ایک عیب سے
المسوں کو فکر جب ہوئی سال وقات کی
داخل ہوئے بخلاف برا آئی طیب سے

۳۹۳ھ / ۱۸۷۷ء

ان کی تصنیفات سے طب احسانی (۳) معالجات احسانی 'مفردات احسانی' مرکبات
احسانی 'اوراد احسانی' نکات احسانی اور دیگر کتب یادگار ہیں۔

(۲۲) قاضی احمد محمد نارفولی

قاضی احمد محمد 'ابن قاضی محمد الدین بن قاضی تاج الماہض بن قاضی شمس
الدین شیبانی' امام محمد شیبانی (۱) 'صاحب امام اعظم ابو حنیفہ' کی اولاد سے تھے۔ بڑا
نارفول میں پیدا ہوئے۔ انہیں میں پردر ش پائی اور قبر ناگور میں ہے۔ خواجہ حسین
ناگوری کے شاگرد و مرید تھے 'انھارہ سال (۳) کی عمر میں تحصیل علم سے فراغت حاصل
کری اور مختلف علوم (۳) کا درس دینے لگے۔ ان کے والد قاضی محمد الدین کے سات
بیٹے تھے 'سب دانشمند پرہیزگار اور دیندار تھے 'ان میں سب سے بڑے احمد محمد تھے'
علم و عمل میں سب پر فائق 'جامع علوم شریعت و طریقت' زہد و پرہیزگاری اور لائق و
مال کی صفات سے متصف تھے۔ امر معروف و نہی منکر میں ایسے بے خوف تھے کہ ان
کے سامنے غنی و فقیر اور عزیز و بے گانہ سب برابر تھے 'صحبت کو روانہ رکھتے تھے۔
ارباب دنیا کی ان کے نزدیک کوئی قدر نہ تھی 'طالب علمی کے زمانہ میں دانشمندیوں
سے بحث کرتے تھے اور عربی و فارسی میں تقریر کرتے تھے۔ بادشاہوں اور مرآء کی
مجلس میں پہنچ جاتے اور بحث کرتے 'عین عالم جوانی میں خواجہ حسین ناگوری کے مرید
ہوئے۔ بحث و جدل اور بادشاہوں کے گھر جانے سے توبہ کی 'علم طریقت اپنے پیر

خطیب تھے۔ ہمیشہ تفسیر و حدیث و فقہ کے درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ مفتی
عبدالعظیم و مولوی سید عبدالقناح عرف مولوی اشرف علی گلشن آبادی اور سید عماد
الدین ان کے ارشد شاگرد ہیں۔ ۲۷ رجب ۱۳۸۲ھ / ۱۸۶۵ء کو رحلت فرمائی۔ ان کی
قبر بیدر سورت میں ہے 'گلشن آباد' ناسک کا مشہور نام ہے۔ (۶۵)

(۲۰) مولوی احسان الفنی ساکن دلمو

مولوی احسان الفنی 'دومو مضاف لکھنؤ کے عالم و عامل تھے۔ زہد و پرہیزگاری ان
کا معہر تھا 'ماہ رجب ۱۳۸۱ھ / ۱۸۶۳ء میں انتقال ہوا۔ (۶۶)

(۲۱) حکیم احسان علی ساکن احمد آباد تارہ

حکیم احسان علی 'بن حکیم علی مومن' احمد آباد تارہ 'مولف کتاب (مولوی رحمان
علی) کے بڑے بھائی تھے۔ ۲۰ شعبان ۱۳۲۹ھ / ۱۸۱۳ء میں قصبہ سلون میں پیدا ہوئے
مروجہ اور متعارف علوم قاضی عبدالکریم قدس سرہ کی خدمت میں رائے بریلی میں
حاصل کئے۔ علم طب اپنے والد ماجد سے پڑھا۔ فن طبابت میں پوری مہارت رکھتے
تھے۔ تمام عمر انگریزی سرکار میں عہدہ و کامت پر مشغول رہے پور و ہاندہ میں ممتاز رہے۔
ہاندہ میں ایک ہفتہ تک بیمار رہے۔ ۹ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ / ۱۸۷۷ء میں
انتقال کیا اور بروز جمعہ بہ مقدم ہاندہ دیون محمد علی مرحوم کے احاطہ میں شیخ محمد شفیع
الزماں کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔ ان کا قطعہ تاریخ وفات شیخ محمد نعیم الزماں ساکن
سندیہ نے یوں لکھا ہے۔

قطعہ تاریخ وفات حکیم احسان علی احمد آبادی

از شیخ محمد نعیم الزماں سندیلوی

حکیم	احسان	علی	رحلت	مؤدہ
جوار	حق	کم	از	دو
نہیم	از	دو	دل	سالم
مقتدر	ش	-	الفرس	ادا

۳۹۳ھ / ۱۸۷۷ء

طریقت سے حاصل کیا، اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر میں نارفول سے اجیر آئے اور اس مقدس مقام پر ستر سال زہد و پرہیزگاری کے ساتھ گزار دیے۔ مختلف قسم کی نیکیوں میں عمر بسر کی، اجیر شریف میں ان کی روش یہ تھی کہ آدھی رات کو خواجہ بزرگ (خواجہ معین الدین چشتی) کے رونے پر کھینچے، تہجد کی نماز ادا کرتے اور نماز چاشت تک بات نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد علوم دینیہ کا درس دیتے تھے، تھوڑی دیر قیلولہ کرنے کے بعد اٹھ بیٹھتے تھے، عصر تک اور دو ٹکاب میں مشغول رہتے تھے، اس کے بعد مجلس میں تفسیر مدارک بیان کرتے جیسے کہ ان کے مشائخ کا طریقہ و مسلک تھا۔

نقل

نقل ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے عزیزوں کے ہمراہ مد معاش کے لئے منہ (۱) گیا، میں اس زمانہ میں کم عمر تھا، شیخ محمود دہلوی منہ میں شیخ الاسلام تھے اور علماء کا عمدہ صدارت ان سے متعلق تھا۔ (شیخ الاسلام) نے نماز میں امام سے پہلے نیت پاندھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے منہ سے جو پہلی صف میں ان کے پاس میں تھے کسی نے کچھ نہ کہا، جب میں نے دیکھا کہ سب حق پوشی کرتے ہیں تو میں آگے بڑھا اور شیخ الاسلام سے کہا کہ آپ کی یہ نماز درست نہیں ہوئی کیونکہ آپ نے امام سے پہلے نیت پاندھی تھی۔ شیخ الاسلام شرمندہ ہوئے اور انھوں نے نماز دہرائی۔

نقل ہے کہ منہ کے سلاطین کی یہ رسم تھی کہ لوگ ان کے سامنے پشت خم کر کے اور گونگے کو زمین پر رکھ کر سلام کرتے تھے قاضی احمد مہر اور ادریس دہلوی نے جو کہ دشمنوں سے تھے اس طریقہ پر سلام نہ کیا کیونکہ یہ طریقہ بدعت ہے۔ انھوں نے 'اسلام عظیم' کہا اور بادشاہ کے برابر بیٹھ گئے، بادشاہ نے ان کے ساتھ انصاف کیا قاضی ادریس کو ان کے قاضی بنایا اور ان کو چار گاؤں دیے اور منصب افتاء پر قاضی احمد کو برقرار رکھا جو ان کا موروثی عہدہ تھا، قاضی احمد مہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل بیت سے بہت محبت تھی، وہ عام طور سے معمولی اور

میدان کپڑا پہنتے تھے۔ اکثر اوقات ان کے سر پر صرف ٹوپی ہوتی، نماز کے علاوہ سر پر کپڑی کم باندھتے، مجلس دعا میں شیر کی طرح بیٹھتے اور "ما قال اللہ وقال الرسول" ایسی ہیبت و عظمت کے ساتھ کہتے کہ بادشاہوں کا پتا پانی ہو جاتا۔ اپنی تعلیم کسی سے پسند نہ کرتے۔ ایک مدت کے بعد ناگور گئے جو ان کے چچ کا مسکن تھا۔ ۲۵ صفر ۱۰۳۷ھ ر ۱۵۲۱ء میں اللہ اکبر کہتے ہوئے جاں بحق تسلیم کی اور مخدوم بزرگ سلطان التارکین کے روضہ میں اپنے چچ کے قدموں میں دفن ہوئے۔ ملا محمد نارفولی جو مرد صالح مرید قاضی احمد مہر تھے اپنے زمانہ کے مورخ تھے انھوں نے ان کی تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال قاضی احمد مہر نارفولی

از ملا محمد نارفولی

نظر بست بود احمد مہر شہابی
زادن خدا مہر زادہ شہابی
کہ تاریخ آن چرخ خود نارفولی
بر آورد از جملہ شیخ زادہ
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۱۰۳۷ھ ر ۱۵۲۱ء

(۲۳) مولانا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

مولانا شیخ احمد سرہندی (۱) بن مولانا (۱) شیخ عبدالمعتمد نارفولی، ان کا نسب اٹھائیس واسطوں سے امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ وہ سرہند کے بزرگوں میں سے تھے، بلکہ برصغیر ہندوستان کے لئے باعث فخر تھے، عالم ربانی مجدد الف ثانی علوم ظاہر و باطن میں فاضل تھے اور انسانی شرافت کے لئے روشن دہلیں تھے۔ ۹۷۱ھ ر ۶۳ - ۱۰۶۳ء میں پیدا ہوئے، بچپن میں حفظ قرآن سے فراغت حاصل کر لی اور اس کے بعد علوم مروجہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اول اپنے والد ماجد سے بعض علوم حاصل کئے۔ پھر سیان کوٹ گئے اور مولانا کمال الدین کشمیری نزیل سیان کوٹ

سے نہایت محققانہ انداز میں علم معقول کی کتابیں پڑھیں اور علم حدیث مولانا محمد یعقوب کشمیری سے حاصل کیا۔ پھر مولانا عبد الرحمن محدث (۲) کی خدمت میں حدیث مسلسل بواسطہ واحد اور تفسیر صحاح ستہ (۳) اور دیگر مفردات کی اجازت حاصل کی۔ مولانا عبد الرحمن ہندوستان کے نامور محدث تھے۔ (شیخ احمد سرہندی) سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فراغت حاصل کر کے تدریس و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد سے خلافت پائی تھی اور سلسلہ قادریہ وغیرہ کی اعازت شیخ سکندر کہنہلی سے ملی۔ حجاز جانے کے ارادہ سے دہلی پہنچے وہاں حضرت خواجہ محمد باقی باندہ اہلکسی قدس سرہ سے ملاقات ہوئی۔ ان سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ دو ماہ اور کچھ دن میں سلسلہ نقشبندیہ میں اس کو نسبت حضوری حاصل ہو گئی۔ چنانچہ اسی زمانہ میں حضرت خواجہ (باقی باندہ) نے اپنے ایک مخلص سے فرمایا کہ ”سرہند کے ایک شخص محمد نائی نے دو کثیر العم اور قوی العمل ہے فقیر کے ساتھ کچھ دنوں نشست و برخاست رکھی ہے۔ اس کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا آفتاب ہو گا کہ دنیا اس سے روشن ہو جائے گی۔“ اور اسی زمانہ میں ان کی شہرت ہو گئی۔ ان کا آستانہ اہل کمال اور صاحب حال حضرات کا مرکز بن گیا۔ دور و نزدیک کے علماء و بزرگ و تاجیک کے امراء حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ ور ہوتے اور مشائخ سلسلہ رات میں تسبیح ہو جاتے۔ ان کا سلسلہ ہند سے ماوراء النہر روم، شام اور مغرب تک پہنچا۔ ان کی ذات پابریکات خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی۔ ہزار سال سے علماء اور صوفیاء کے درمیان جو نزاع تھا وہ انھوں نے ختم کر دیا اور حدیث میں مژدہ ہے اس کا مصداق ہوئے اس لئے کہ عہد ظاہر اور صوفیاء کے درمیان اتحاد کا باعث ہوئے اور دونوں فرق میں مسئلہ وحدت وجود کے متعلق جو اختلاف تھا اس کو صرف لفظی قرار دیا، ممبر رضا، تسبیح و شفقت اور ارباب حقوق کے ساتھ صلہ رحم و رعایت، سلام میں سبقت اور گفتگو میں مخلوق کے ساتھ نرمی ان کی عادت کر رہی تھی اور ان سب باتوں کے باوجود ہزار فضائل سے مقدم کتاب و سنت کی پابندی تھی۔

مقول ہے کہ علمائے ظاہرین نے سلطان جہانگیر ابن اکبر شاہ سے شکایت کی کہ شیخ احمد دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا مقام صدیق اکبر کے مقام سے بلند ہے، سلطان نے شیخ کو بلایا اور حقیقت حال پوچھی، شیخ نے جواب دیا کہ آپ کسی خدمت کے لئے اپنے کسی اپنی خادم کو طلب فرمائیں اور از راہ مرہانی اس سے کوئی پوشیدہ بات کہیں تو ضروری ہے کہ وہ اپنی خادمہ امراء عالی قدر کے مقام کو طے کر کے آپ تک پہنچے گا اور پھر وہ خادمہ واپس لوٹ کر اپنے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے، پس اس آمد و رفت سے یہ لازم (۴) نہیں آتا ہے کہ اپنی خادمہ کا مرتبہ امراء نامدار سے بلند ہو گیا، بادشاہ خاموش ہو گیا اور غصہ سے مسکھ پھیر دیا، اسی وقت دربار شاہی کے حاضرین میں سے ایک شخص نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شیخ کے محمد کو دیکھیے کہ آپ کو سجدہ نہیں کیا، حالانکہ آپ علی اللہ اور اس کے خلیفہ ہیں بادشاہ کو حلال آیا۔

شیخ احمد سرہندی کو قلعہ گوانیور میں محبوس کر دیا۔ جہانگیر کے بیٹے شاہجہاں نے جو شیخ سے خلوص رکھتا تھا ان کے دوبارہ میں آنے سے پہلے افضل خاں اور خواجہ عبدالرحمن مفتی کو قلعہ کی بعض کتابیں دے دیں (۵) کہ شیخ کے پاس بھیج دیا اور پیغام دیا تھا کہ عہد نے بادشاہوں کے لئے سجدہ حقیقت جائز رکھا ہے آپ (شیخ سرہندی) کو چاہیے کہ ملاقات کے وقت بادشاہ کو سجدہ کریں میں ضامن ہوں کہ بادشاہ سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ شیخ نے اس کے جواب میں کہا کہ سجدہ کی اجازت بصورت مجبوری ہے اور عزیمت یہ ہے کہ سوائے خدا کے بزرگ و برتر کے کسی کو سجدہ نہ کیا جائے۔ القصد شیخ تین سال تک قید رہے۔ بعد ازاں ان کو اس شرط کے ساتھ قید سے رہا کیا کہ وہ لشکر سلطانی سے تہذیب و کرامت کریں۔ چنانچہ شیخ کچھ دنوں لشکر سلطانی کے ساتھ رہے اس کے بعد بادشاہ سے وطن کی اجازت لے کر سرہند میں رونق افروز ہوئے۔ ۲۸ مفرمودہ شنبہ ۱۰۳۳ھ میں وصال ہوا اور سرہند میں دفن ہوئے۔ ان کی تاریخ وفات ”رفیع المراتب“ سے ملتی ہے۔

تصنیفات

رسالہ تبلیغ، رسالہ اثبات نبوت، رسالہ ہدایہ و معاد، رسالہ مکاشفات، رسالہ
رسالہ آداب المریدین، رسالہ معارف مدنیہ، رسالہ رد الشیعہ، تعلیقات العوارف شرح
رباعیات خواجہ باقی پائند، مکتوبات (امام ربانی) ص ۱۰۰ جلد۔

تذکرہ

حدیث شریف "ان الله يبعث لهدى الامم على راس كل مائۃ من بعد دلهما
امرد مہما" اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے شروع میں ایسے شخص کو بھیجتا ہے
جو اس کی تجدید کر دیتا ہے۔ سنس ابن داؤد و میرد کتب معتبرہ میں مروی ہے اور اہل
حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ "اس مائۃ" سے مراد آخر صدی ہے اور مجدد کی علامات
و شرائط یہ ہیں کہ وہ علوم ظاہر و باطن کا عالم ہو اور اس کے درس و تالیف و وعظ سے
فلکوں کو فائدہ ہو اور سنت کے احیاء اور بدعت کے رد میں سرگرم رہے اور اس کے
سبب ایک صدی کے آخر میں اور دوسری صدی کے شروع میں علوم کا اشتہار اور
فوائد دینیہ کی اشاعت ہووے پس مولانا شیخ محمد کے فصاحت و اوصاف بلند و آواز سے
پکارتے ہیں کہ وہ رحمت اللہ علیہ مجدد ہیں اور ایک صدی کے مجدد نہیں بلکہ ہزار سال
کے۔ سو اور ہزار میں فرق ظاہر ہے۔ سرہند، دہلی اور دہلی کے درمیان شامع عام پر
ایک شہر ہے جس کا ذکر حسن اللہ (نظام علی آزاد بلگرامی) نے بہت امرجان میں کیا
ہے۔

(۲۳) مولانا احمد احمد آبادی

مولانا احمد بن مولانا سلیمان قدس سرہا، ان کا اصل وطن "مگرو" ہے۔ مولانا
سلیمان مذکور احمد آباد (گجرات) چلے گئے۔ شیخ عبدالحق دہلوی کی خدمت میں کسب
فیض کر کے فاضل قیصر ہوئے۔ تصانیف عالیہ انھوں نے یادگار چھوڑی ہیں، ان کے بیٹے
مولانا احمد جو یگانہ روزگار تھے تمام علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے اور اکثر علوم میں
ان کی نادر تصنیفات ہیں۔ عقدہ گجرات میں علوم معقول کو انھوں نے ہی رواج دیا۔
ان کی تصنیفات سے علم کلام میں ایک کتاب "فیوض القدس" ہے کہ اس کو اسماءات

قدیمہ کہہ سکتے ہیں۔ انھوں نے اکثر علوم مولانا محمد شریف سے حاصل کئے۔ شرح
مواقف اور دوسرے علوم عقیدہ مولانا ولی محمد (۱) خاں سے نیز تصوف میں شیخ فرید سے
حاصل کیا۔ ریاضی شاہ قباد مخاطب بہ دیانت خاں سے پڑھی، حدیث نیز بعض دوسرے
علوم کی احادیث اپنے والد مولانا محمد سلیمان سے حاصل کی۔ ۲۱ جمادی الثانی ۱۲۳۲ھ ر
۱۷۰۰ء میں انتقال ہوا۔ ان کے شاگرد مولانا نور الدین گجراتی نے اس کی تاریخ انتقال
اس مصرع سے نکالی ہے۔

شیخ کہ بود بہ انجس علم، گل شدہ (۱۲۳۲ھ ر ۱۷۰۰ء) (۱)
باپ اور بیٹے کے مزارات احمد آباد (گجرات) میں ہیں۔

(۲۵) ملا احمد رام پوری

ملا احمد رام پوری، "ولایتی" کے نام سے مشہور تھے۔ مولوی برکت اللہ آبادی
کے شاگرد تھے۔ علوم دینیہ خصوصاً علم فلسفہ میں، ہر تھے، اکثر علمائے رام پور کا سلسلہ
تلمذ ان پر ختم ہوتا ہے۔

(۲۶) ملا احمد عبدالحق فرنگی محل

ملا احمد عبدالحق، ابن ملا محمد قطب الدین الشہید سہاوی، اپنے چچا ملا نظام الدین کی
خدمت میں تحصیل علم کی اور ان کے ساتھ ہی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ شہر گھنٹو
کے علمائین و اراکین میں خوب اقبال پیدا کر دیا۔ مورخانہ داری کی تمام ذمہ داریوں
سے اپنے چچا کو سنبھال دیا۔ ان کی تصانیف سے شرح سلم اور حواشی زواید مثلاً
یادگار ہیں۔

(۲۷) ملا احمد حسین فرنگی علی

ملا احمد حسین، ابن ملا محمد رضا، ملا قطب الدین شہید سہاوی کے فرزند چہارم،
مشہور کتب درسیہ اپنے چچا ملا نظام الدین سے پڑھیں اور فاضل کامل ہوئے۔ ان تہ
عمر تدریس علوم میں گزار دی، آخر میں ان کو فیض آباد کا نائب مدرسہ سے

ہو کر وطن سر پہ تھے کہ ثناء راہ میں وفات پائی۔ ملا حبیب اللہ فرنگی علی ان کے شاگردوں میں تھے۔ ☆

(۲۸) ملا احمد انوار الحق فرنگی علی

ملا احمد انوار الحق ابن ملا احمد عبدالحق ابن ملا محمد سعید بن ملا قطب الدین سالوی۔ چونکہ فطرت (۱) ان سے ان کے دل میں اللہ کی محبت ودیعت ہوئی تھی اس لئے بچپن میں اپنے والد (۲) کی خدمت میں بیٹھتے تھے اور ان کے انکس طیبہ کی برکات سے استفادہ کرتے تھے۔ درسی کتب میں مولوی احمد حسین اور ملا محمد حسن سے پڑھیں۔ علوم ظاہری کی تکمیل مولوی عبدالحق مرحوم کی خدمت میں کی۔ سترہ سال کی عمر میں اپنے والد سے بیعت ہوئے۔ ان کی طبیعت معنویات کی طرف راغب نہ تھی کتب معنویات کی طرف ابتدا توجہ کرتے تھے۔ غرض اپنے اوقات عزیز عبادت الہی میں بسر کرتے تھے ایک سانس بھی دگر و شغل کے بغیر نہیں گزارتے تھے ان کے خوارق عادت کا مفصل ذکر انصاف اربعہ میں مذکور ہے۔ ۲۶ شعبان ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء بروز منگل یک پیر دن باقی تھا کہ ان کی روح مبارک خجرو قاب سے نکل کر رفیق اعلیٰ سے جا ملی۔ اپنے بالغ واقعہ کائنات میں دفن ہوئے۔ کسی شاعر نے ان کے انتقال کا مادہ تاریخ اس مصرع سے نکالا ہے۔ (۱)

رحمت حق بروح انور باد (۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء)

(۲۹) شیخ احمد لاہوری

شیخ محمد ابن عبد اللہ بن علی محمد بن محمد جمال الدین دونی وہ (شیخ احمد) مولوی محمد اشرف لکھنوی کے پرداد تھے ان کے بزرگ ودان کے رہنے والے تھے جو شیراز میں ایک گاؤں ہے۔ جب اہل تشیع نے میراں پر غلبہ حاصل کیا اور ان کے ہاتھوں اہل سنت کی قتل و غارت اور بربادی کا ظہور ہوا تو ان (شیخ احمد) کے دادا پشاور چلے آئے وہاں شیخ احمد پیدا ہوئے۔ علوم عقیدہ و فہمہ کی تحصیل کی اور پشاور سے موضع نہ میں اقامت اختیار کی طیب حاذق تھے غریاء و فقراء کے ساتھ رعایت فرماتے تھے اور مال

داروں کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور بیش ریاضت اور علوم کے درس میں مشغول رہتے۔ ۱۲۷۷ھ / ۱۲۶۷ھ / ۱۲۳۶ھ میں وفات پائی اور نہ میں دفن ہوئے۔ نہ سیال کوٹ منصف لاہور کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔

(۳۰) مولوی احمد حسن قنوجی

مولوی احمد حسن مولوی سید آل حسن قنوجی کے بڑے بیٹے اور علوم عقیدہ و فہمہ کے جامع (۲) تھے۔ تاریخ ۱۹ رمضان بروز ہفتہ وقت اشراق ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء کو پیدا ہوئے۔ علوم (۳) مروجہ مختلف شروہ میں کئی استاد سے حاصل کئے۔ انہیں اور قوی حافظہ شاعر تھے۔ آخر میں مولوی عبدالحق (۴) ساکن کوٹ (مل گڑھ) کے سلسلہ تہذیب میں مسلک ہوئے اور حدیث کی اجازت حضرت شاہ عبدالحق مجددی دہلوی سے حاصل کی۔ ۱۲۷۶ھ / ۱۸۶۰ء میں حج بیت اللہ کے ارادہ سے وطن سے روانہ ہوئے۔ مقام بڑودہ (ملک گجرات) میں پہنچے اور مولوی خدام حسین قنوجی کے پاس مقیم ہوئے۔ وہاں بخار کے مرض میں مبتلا ہو گئے اور ۹ جمادی الاول بروز جمعہ ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء میں انتقال ہوا۔ ماز جمعہ کے بعد نکلیہ ماتریدہ میں دفن ہوئے۔ طالب اللہ شہادہ (۱۲۷۷ھ)

(۳۱) مولوی احمد اللہ پانی پتی

مولوی احمد اللہ پانی پتی قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے بیٹے و شاگرد اور مرزا مظہر جان جاناں دہلوی کے مرید تھے۔ فقہ و حدیث کے ماہر اور متقی و پرہیزگار تھے ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۳ء میں عالم جوانی میں انتقال ہوا۔

(۳۲) شیخ احمد فیاضی ایٹھوی

شیخ احمد فیاض سرخیل علماء کبار (۱) تقویٰ ریاضت اور مجاہدہ کے صفات سے متصف تھے۔ سخت بیماری کی حالت میں قرآن مجید کو ایک سال میں حفظ کیا اکثر کتب

تعداد حفظ تھیں اگر کوئی شاکر پڑھنے میں غلطی کرتا تو اس کی صحت حافظہ سے کر دیتے تھے۔ تفسیر 'حدیث' میر اور تاریخ سے خوب واقف تھے۔ اہم کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا جائز سمجھتے تھے۔ شیخ نظام الدین ایضوی کے ہم عصر تھے۔ شیخ نظام الدین مذکور نے ۹۸۱ھ / ۵۷۳ - ۵۷۳ھ میں وفات پائی اور شیخ احمد کی تاریخ وفات معلوم نہ ہوئی۔

(۳۳) قاضی احمد اللہ بگرامی

قاضی احمد اللہ عرف محمد عثمان ابن قاضی محمد احسان، زیور علم سے آراستہ تھے۔ خصوصاً علم فقہ و حدیث میں بگرام میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ ۱۲۹۶ھ / ۲ - ۱۸۸۱ھ تک بگرام کی مسند قضاء پر متمکن رہے۔ پچیس زمانہ میں بگرام کو سری مگر کہتے تھے، وہ علماء و فضل کا مرکز اور مردم خیز قصبہ ہے، بگرام 'توج' سے شمال اور مشرق کی طرف پانچ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اور ان دونوں شہروں کے درمیان سے دریائے گکھا اعلیٰ کوس کے فاصلہ پر سے گزرتی ہے۔

(۳۴) مفتی احمد ابوالرحم فرنگی علی

مفتی محمد ابوالرحم، ابن مفتی محمد یعقوب، کتب درسیہ کی تحصیل کے بعد درس میں مشغول ہو گئے، کتب فقہ کی تصنیف (و تالیف) میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے (۱) مفتی دیندار مشہور تھے، نواب سعادت علی خاں لکھنوی (۲) کے عہد میں ایک زمانہ تک عدالت فوجداری (۳) ان سے متعلق رہی، نواب موصوف ان کی دیانت و امانت پر اعتماد فرماتے تھے۔ انہماک پور ہوئے اور وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) مولوی احمد رضا خاں بریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ

مولوی احمد رضا خاں بریلوی، ابن مولوی تقی علی خاں بن مولوی رضا علی خاں، متوطن بریلی روہیل کھنڈ، شوال بروز ہفتہ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے، ان کے دادا کو حقیقت کے دن بشارت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ

میں نے یہ ہے کہ یہ فرزند فاضل و عارف ہوگا۔ غرض انہوں (مولوی احمد رضا خاں) ۱۰ سال کی عمر میں قرآن کی تعلیم سے فراغت حاصل کر لی اور چھ سال کی عمر میں ۱۰۰۰ کلمہ پڑھ کر سنانے رجب الاول کے مہینے میں حیدر کے اوپر رسالہ میلاد شریف پڑھا۔ ۱۰۰۰ سال موقوف و موقوف کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی۔ ۱۳ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں فارغ التحصیل ہو گئے اور اسی دن رضاعت کے استثناء کا جواب لکھا۔ ان کے والد ماجد نے فتویٰ نوکی نوکی کا کام ان کے سپرد کر دیا۔ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں سید (۱) تہ کل رسول مارہروی سے بیعت ہوئے اور تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت اور سند حدیث حاصل کی۔ ۱۳۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ وہاں کے اکابر عہد یعنی سید احمد دحلان (۲) مفتی شافعیہ اور عبدالرحمن سراج مفتی حنفیہ سے حدیث، فقہ، اصول، تفسیر اور دوسرے علوم کی سند حاصل کی۔ ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم علیہ السلام میں اذان کی نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اسیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے دیر تک ان کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا۔ "اللہ لا یردہ" اللہ من هذا الجبین" (بیشک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں) اس کے بعد صحیح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاں سے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "تھارا نام ضیاء الدین احمد" ہے۔ سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمہ تک گیارہ واسطے ہیں۔ مکہ معظمہ میں شیخ جمل اسیل موصوف کے ایماء سے رسالہ جوہر منیب کی شرح چھاپک حج پر شیخ کی تصانیف میں سے شافعی مذہب کے مطابق ہے دو دن میں لکھی اور اس کا نام "اللمعة الوضیة فی شرح الجوهرة المنیة" رکھ کر شیخ کی خدمت میں لے گئے۔ شیخ نے ان کے حق میں حمید و آفریں فرمائی، مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ کے صاحبزادے یعنی صاحب زاہد مولانا محمد بن محمد عرب نے ان کی ضیافت کی، کھانے کے دوران میں بیعت کے مدفونین کی انصافیت کا مسئلہ پیش آیا۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے کہا کہ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور مولانا محمد فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم فضیلت رکھتے ہیں، دونوں حضرات اپنے اپنے وسائل بیان کرتے تھے آخر میں مولانا نے فرمایا کہ ہر دو قول صحیح اور مدلل ہیں۔ مولوی احمد رضا خاں نے کہا ولکن وجهتہ بوجہ یہاں "اور ہر طرف کو وہی منہ پھیرنے والا ہے" اسی وقت حرم شریف سے عمر کی اذان کی آواز سنی مولانا محمد نے فرمایا "فاسبقوا الخیرات" (۱۷۸) یوں پر سبقت (کرد) وہ جلسہ درخواست ہو گیا، نماز میں شریک ہوئے۔ رات کو یعنی نماز عشاء کے بعد مولوی احمد رضا خاں مسجد خیمت (۳) میں تشریف لائے اور وہاں مغفرت کی بشارت پائی، اللہ ان کو سلامت رکھے۔ ان کی تصانیف بہت ہیں وہ سب یہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے متعلق:-

(۱) تجلی الحقین بان لیسید المرسلین (۳۰۵ھ ر ۱۸۸۷ء)

(۲) قائمہ القیامہ علی طاعن اقیام نبی تمامہ (۱۲۹۹ھ ر ۱۸۸۱ء) (۳) سلطنتہ المطلقہ فی کل لوری (۱۲۹۷ھ ر ۱۸۷۹ء) (۴) ثانی النبی عن نبوہ انار کل شی لقبہ بہ قرہ انعام فی لئی الظل عن سید الانام۔ (۱۲۹۷ھ ر ۱۸۷۹ء) (۵) ہدی الخیرات فی نفی النبی عن شمس اکون (۱۲۹۹ھ ر ۱۸۸۱ء) (۶) مع وظاہ ما حادث الشفاء (۳۰۲ھ ر ۱۸۸۳ء) (۷) تلذذ بواء ادناک بجدل حدیث اولاک (۱۳۰۵ھ ر ۱۸۸۷ء) (۸) القیام المسعود بہ تطہیح لقدم محمود (۱۳۰۳ھ ر ۱۸۸۶ء) (۹) جدل جبرئیل بحد خدا محبوب الجلیل (۱۲۹۸ھ ر ۱۸۸۰ء) (۱۰) اسرار الدہشین فی شفاعتہ سید الجہین (۳۰۵ھ ر ۱۸۸۷ء) (۱۱) اہمیت اللہ ص من طرق حدیث الصالحین۔

التفضیل شیخین سے متعلق:-

(۳) نقی التفضیل لمبحث التفضیل (۳) مطلع القرن فی اہانتہ سنتہ العرن (۳۹۷ھ ر ۱۸۷۹ء) (۴) الزوال الدقی من عمر سنتہ الماتقی (۱۳۰۰ھ ر ۱۸۸۲ء) (۵) الکام، لیس فی تنسیبہ العدیق بالنبی (۳۹۷ھ ر ۱۸۷۹ء) (۶) دہد المشرق بجلوۃ اسماء العدیق والداروث (۳۹۷ھ ر ۱۸۷۹ء)

اہل بیت و صحابہ سے متعلق:-

(۱۷) احیاء القلب الیبت بشر مناقب اہل بیت (۱۸) ظلال الصحابہ فی اہل بیت (۱۹) دفع العیوش القادیہ من ادب الامیر معاویہ (۲۰) الاحادیث الراویہ ل مناقب الصحابہ معاویہ (۳۰۳ھ ر ۱۸۸۶ء)

اولیاء کرام سے متعلق:-

(۲۱) اہل بیت بقیض الاولیاء بعد الوصال (۲۲) انوار الانوار من یم صلوة الاسرار (۳۰۳ھ ر ۱۸۸۶ء) (۲۳) ازہار الانوار من ضیاء صلوة الاسرار (۳۰۳ھ ر ۱۸۸۶ء) (۲۴) حوالع النور فی حکم السراج علی القبر (۲۵) عجیب معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم (۳۰۴ھ ر ۱۸۸۳ء)

مسائل فزاعیہ سے متعلق:-

(۲۶) حیات الموات فی سماع الاموات (۳۰۵ھ ر ۱۸۸۷ء) (۲۷) منیر العین فی حکم تقبیل الامامین (۳۰۱ھ ر ۱۸۸۳ء) (۲۸) ضمیمہ العباء فی ان الذان تجوز الوفاء (۲۹) البارک الشارح علی بارک الشارح۔

فن حدیث سے متعلق:-

(۳۰) انجوم المناقب فی تخریج احادیث الکواکب (۳۱) نورینی فی امانتہ امام العینی (۳۲) الرض السجانی ادب القرن۔ اگر اس سے قبل اس فن میں کوئی کتاب نہیں ملتی تو مصنف کو اس تصنیف کا موجد کہہ سکتے ہیں۔

فقہ سے متعلق:-

(۳۳) معبری حسن فی اجابتہ الامازان (۱۳۰۲ھ ر ۱۸۸۶ء) (۳۴) حسن البراعتہ فی تقلید حکم الجماعتہ (۳۹۹ھ ر ۱۸۸۱ء) (۳۵) از کی اہل بیت فی ابطال ما حدث الناس فی امر الہلال (۳۶) الاعلیٰ من النکر علیہ سکر دسر مفتوح رائے محمد و وسیم مفتوحہ در آخر رائے مملہ (۳۰۳ھ ر ۱۸۸۵ء) دوسرا انگریزی، تاجروں کی ایک جماعت

۱. ہانا ہے دنا ہے اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اب تک ان کی تصانیف پچھتر
۲. قرب پہنچ چکی ہیں۔

(۳۶) ملا احمد زین جون پوری

۱. احمد زین عالم متبر عامل متوکل متقی اور مقدس بزرگ تھے۔ شیخ معروف
۲. پوری کے مرید تھے اور شیخ معروف مولانا الہ دار شارح کافہ ہدایہ بزدوی د
۳. کے مرید تھے اور وہ راجہ حامد شاہ مانک پوری کے مرید تھے۔ ☆

(۳۷) مولانا احمد تھانیسری

۱. مولانا احمد تھانیسری شیخ نصیر الدین اودھی دہلوی کے مرید تھے علوم ظاہری اور
۲. معامل میں بہت مہارت رکھتے تھے امیر تیمور گورگانی کے واپس جانے کے بعد مولانا
۳. علی آکر کالپی میں متوطن ہو گئے وہیں انتقال ہوا اور کالپی کے قلعہ کے اندر دفن
۴. ہوئے ان کا ایک قصیدہ والہ نعت میں ہے جو نہایت فصیح و بلیغ ہے اس میں کچھ
۵. اہم شیخ الحدیث (عبدالرحمن) دہلوی نے اخبار الاخیار میں نقل کئے ہیں جو قابل دید
۶. ہیں۔ ☆

(۳۸) قاضی احمد غفاری قزوینی

۱. قاضی احمد غفاری امام نجم الدین عبدالغفار کی اودھ سے تھے جن کی شافعی مذہب
۲. متعلق کتاب "حاوی" ہے بے نظیر فاضل فنی مورخ اور خوش طبع تھے عجیب
۳. و غریب حالات و واقعات پر مشتمل ایک کتاب نگارستان (۱) اور دوسری کتاب "فتح
۴. میں آرا" لکھیں (شیخ جہاں آرا) تاریخی نام ہے۔ (۲) اس کتاب میں حضرت آدم
۵. (علیہ السلام) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تواریخ عالم کو اجمالی طور سے
۶. بیان کیا ہے آخر زمانہ میں عراق کے شہزادوں کی وزارت سے قطع تعلق کر لیا اور
۷. ریاست بیت الحرام کے لئے روانہ ہو گئے اس سعادت کے حصول کے بعد واپس (علاقہ
۸. کبریاں ؟) کے بندرگاہ سے ہندوستان آئے تھے کہہ اچانک دست قضا نے سامان ہستی

کا نام ہے کہ جس نے شاہ جہاں پور میں شکر و قد کا ایک کارخانہ قائم کیا ہے اور وہ
۲. حیدرآباد کی ہڈیاں جدا کر اس کے کونٹوں سے شکر وغیرہ صاف کرتی ہے۔ (۳۷) اجود
۳. القری من مطلب السعد فی اجارۃ القری (۳۰۲) ھ ۱۸۸۳ء (۳۸) النیرۃ الوضیۃ فی
۴. شرح الجوبۃ المنیش (۳۹۸) ھ ۱۸۸۰ء (۳۹) جس جلید فی ان المکر وہ تزہما لیس
۵. معصیت (۳۰۳) ھ ۱۸۸۶ء (۴۰) الامریۃ حزام المقابر (۴۱) البارۃ اللطاعی طالع
۶. نطق تکبر طوعا (۳۰۳) ھ ۱۸۸۶ء (۴۲) القائد المسفر عن احکام البدعۃ الکفرۃ
۷. (۳۰۹) ھ ۱۸۸۳ء (۴۳) احکام الاحکام فی الاماں من ید من مالہ حرام (۴۴) فصل
۸. انتفاء فی رسم الاثماء (۳۹۸) ھ ۱۸۸۰ء (۴۵) اسماۃ النبویہ فی الفتاوی الرضویہ۔

تصانیف مختلفہ:-

(۳۶) مقام احمد علی حذا، المنطق الجلید (۳۷) اعتبار الطالب - مبحث ابی طالب (۳۹۹)
۲. ھ ۱۸۸۱ء (۳۸) السعی المکثور فی ابداء الحق المہجور (۳۹) نور الایمان فی الادان
۳. والاعمال (۵۰) مائل و کفنی من اوجہ المصطفی۔

۱. جمادی الاخر ۱۳۰۰ ھ ۱۸۸۳ء میں بریلی ہدایون سنبل اور رام پور کے
۲. تلمذی حضرات نے جن کے سرگروہ مولوی محمد حسن سنبل بنے تھے۔ بریلی شہر میں
۳. جمع ہو کر چاہا کہ مولوی احمد رضا خاں سے مسئلہ تفضیل پر مناظرہ کریں۔ صاحب ترجمہ
۴. نے علالت طبع اور منہج کے استعمال کے باوجود فوراً تیس سوال لکھ کر اس جماعت
۵. کے سرگروہ (مولوی محمد حسن سنبل) کے پاس بھیج دیے ان مذکورہ سوالوں کو دیکھتے ہی
۶. مناظرین کے سرگروہ دھانی گاڑی (بریلی) پر سوار ہو کر فوراً اپنے وطن (سنبل)
۷. کی طرف روانہ ہو گئے اور ان کے دوسرے معاونین نے خاموشی ہی میں سلامتی سمجھی
۸. چنانچہ اس واقعہ کی تفصیل کے متعلق رسالہ "فتح خیر" (۳۰۰) ھ ۱۸۸۲ء طبع ہو چکا
۹. ہے۔ اس کے بعد بحث مذکور (مسئلہ تفضیل) کے متعلق صاحب ترجمہ کی جانب سے
۱۰. مناظرہ کا اعلان عام طور سے طبع ہو کر شائع ہوتا رہا ہے آج تک کہیں سے کوئی آواز
۱۱. نہ آئی۔ خالک فضل اللہ یوقہ من بشلہ واللہ ذو الفضل العظم۔ (یہ اللہ کی مہربانی

میں ضل ڈال دیا۔ ۹۷۵ھ ر ۶۸-۱۵۶۷ء میں رائی عالم بنا ہوئے۔ بفضل اللہ بادشاہ و بحکم مایید۔ اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم رہتا ہے۔

☆

(۳۹) مولوی احمد بخش سندیلوی

مولوی احمد بخش بن مولوی سید عبداللہ ساکن سندیلہ نے اپنے والد ماجد اور مولوی اعز الدین سندیلوی و مولوی حیدر علی سندیلوی سے تحصیل علم کی اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے۔ علوم ظاہر و باطن میں طلبہ کو ان سے بہت فیض پہنچتا تھا کم درس دیتے تھے اور (کثر) مرید کرتے تھے اس کا سال وفات معلوم نہ ہوا۔ امرہہ کے باغ (واقع سندیلہ) میں اپنے والد کے زیر قدم دفن ہوئے۔ علیہ رحمۃ اللہ الودود۔

(۴۰) شیخ احمد عرب یمنی شروانی

شیخ احمد عرب یمنی بن شیخ محمد یمنی شروانی بارہویں صدی کے آخر یا تیرہویں صدی کے شروع میں ہندوستان میں آئے بڑے بڑے شہروں کی سیاحت کی اکثر کلکتہ میں مقیم رہتے تھے۔ علی ادب میں کمال مہارت رکھتے تھے، ملاحظہ ایمن فیما یزول (۱) بذکر الشیخ انھوں نے صدر مدرس (مدرسہ) کلکتہ ایمسٹون کی فرائض پر لکھی۔ مناقب حیدریہ نواب غازی الدین حیدر فرماں روا کے لکھنؤ کی خاطر سے لکھی۔ شمس الاقبال فی مناقب ملک بھوپال اور انشائے عجیب، لہجائے ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ان تصانیف سے ان کی لیاقت کا انداز ہوتا ہے۔ ان کا سال انتقال معلوم نہ ہو سکا۔

☆

(۴۱) مولوی احمد علی عباسی چریا کوٹی

ہندوستان کے اکابر اور مشاہیر (۱) علماء میں سے تھے۔ تمام فنون مروجہ میں مہارت تامہ کے مالک تھے خصوصاً اصول فقہ اور فلسفہ میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ ۱۲۰۰ھ ر ۸-۱۷۸۵ء میں پیدا ہوئے عالم جوانی میں اپنے وطن میں تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے علم صرف و نحو مولوی حافظ غلام علی عباسی سے پڑھا جو چریا کوٹ

۱۱۷۰ء مشہور لوگوں میں سے تھے۔ جب ان کے دن میں تحصیل کمال علم (۲) کا شوق پیدا ہوا تو مسافرت اختیار کی اور مشاہیر علمائے ہند کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چوں کہ ان سنی روشن اور تیز رکھتے تھے اس لیے (۳) علم کا کوئی ایسا دروازہ نہ تھا جو ان پر نہ ہوتا ہو فنون ریاضیہ کو مولوی حیدر علی رام پوری کے ہمراہ مولوی غلام بیگانی سے حاصل کیا فلسفہ و فقہ اور اصول و بلاغت دوسرے مقامات پر پڑھے قرأت و تفسیر کی تحصیل قاری نسیم رام پوری سے کی اور اہل سلوک پر گزیدہ آفاق حضرت حاجی ابوالحسن ساکن بھیرا سے حاصل کئے۔ اہم طالب علمی میں سیاحت بھی کی اور ہر فن کے حاصل کرنے میں پوری کوشش کی تیس سال کی عمر میں تمام فنون درسیہ اور میر درسیہ (۴) حاصل کر کے وطن واپس ہوئے اور شادی کی۔ اس کے بعد مسند درس کو نبھا دیا اور ایک جماعت کثیر کو مختلف فنون پڑھائے ان کی تعلیم کا خاص طریقہ تھا کہ کوئی طالب علم بے ہوا نہ رہے ان کے زمانے کے علماء ان کے طریقہ تعلیم کے مدد و اعجاز سے متعارف تھے تصانیف کی طرف کم توجہ کی مگر بعض اصحاب کے اصرار پر بعض علوم پر کچھ لکھا کچھ مسودے باقی رہ گئے اور چند کھل کسبے مثلاً الزار اچھری حاشیہ کل احوال اور شرح مسلم لعلوم تکمیل کو نہ پہنچ سکے اور علم مناظرہ میں نورا نوا کمال ہو گئی۔ ان کے اس قسم کے رسالے مختلف فنون میں موجود ہیں اور ان کے مشہور و خاص شاگرد یہ علماء ہیں۔ مولوی نصر اللہ خاں حویلی شکی خوجی مولوی علی عباس چریا کوٹی مولوی نجم الدین چریا کوٹی مولوی عنایت رسول چریا کوٹی۔ صاحب ترجمہ (مولوی احمد علی) ذی الحجہ کے مہینے میں (۵) ۱۲۷۲ھ ر ۵۶-۱۸۵۵ء میں فوت ہوئے علیہ الرحمۃ والعترا۔

سوار اعظم گڑھ میں چریا کوٹ مردم خیز قصبہ ہے۔ بھیرا بائی موصدہ مکورہ قلوٹ سائے خلقی دیائے شہانہ تختیہ معروف واسے مملہ مفلوہ باغرش الف مہربان اعظم گڑھ میں ایک قصبہ (۶) ہے جو مشافحہ عظام کا مسکن ہے۔

(۴۲) قاضی احمد علی سندیلوی

قاضی احمد علی سندیلوی ابن سید فتح محمد ساکن سندیلہ مولوی محمد اللہ سندیلوی

کے شاگرد و داماد تھے، دانش مند، تبحر کثیر، مدرس و تصنیف اور لکھی و زبانی تھے۔ سلاطین دہلی کی طرف سے قصبہ سندیلہ کے قاضی تھے۔ مولوی حیدر علی ابن مولوی محمد اللہ نے بھی ان سے استفادہ کیا، حاشیہ میرزاہد رسالہ، و حاشیہ میرزاہد ملا جلال، و حاشیہ میرزاہد شرح مواقف و شرح سلم العلوم، حاشیہ منیب بر شرح سلم اور رسالہ فرائض حنفی وغیرہ تصنیفات ثابروہ (۱) ان سے یادگار ہیں۔

بارہویں صدی ہجری کے آخر میں رحلت فرمائی اور قصبہ سندیلہ میں غلام حسین کے امام ہائے کے مہن میں دفن ہوئے۔ طاب اللہ ثراہ و جعل الجنة مثواہ

(۴۳) خواجہ اختیار الدین عمر ایچی

خواجہ اختیار الدین عمر ایچی کے آباء و اجداد خطہ ایرج کے اکابر میں سے تھے۔ خواجہ اختیار الدین عیداری و منصب پر سرفراز تھے (۱) آخر میں ان پر جذبہ طاری ہوا۔ انھوں نے دنیا سے بھی بالکل قطع تعلق کر لیا اور مقررہ انعامات و وظائف کو خوشی خوشی چھوڑ کر صوم و زہد کی طرف متوجہ ہو گئے اور قاضی محمد ساوی کی خدمت میں تحصیل علم کی، جو اپنے زمانہ کے استاد و صالح بزرگوں میں سے تھے اور شیخ نصیر الدین محمود کے مرید و خلیفہ تھے۔ قاضی محمد ساوی سے خلافت و اجازت حاصل کی۔ ان کا انتقال ۱۳ محرم ۸۰۹ھ سے ۷-۸۳۰۶ھ کو ہوا اور مقام ایرج میں دفن ہوئے علیہ الرحمۃ والرضوان۔ ☆

(۴۴) حکیم ارزانی دہلوی

حکیم ارزانی کا نام محمد اکبر بن حاجی محمد مقیم تھا، بادشاہ مجاہد ابوالخضر محمدی الدین اور بنگ زبیب (۱) عالمگیر غازی کے عہد میں طبیب حاذق اور خاندان قادریہ کے مرید تھے۔ مطب پر مریضوں کے علاج اور کتب طب کی تالیف میں مشغول رہتے، کتب ذیل ان کی تصنیفات سے مشہور ہیں۔ میزان الطب، حدود الامراض، منتخب اکبری، بحرات اکبری، مفرح القلوب، شرح قانونیہ، قرابادین قادری (۲) ۱۰۸ھ سے ۱۱۶۱ھ میں کتاب شرح اسباب علامات کا ترجمہ کیا اور اس کا نام طب اکبر (۳) رکھا اس کی تالیف کی

شرح لفظ "شرح اسباب و علامات" میں سے حروف علت چار الف اور ایک واؤ کے حذف کرنے کے بعد مولف موصوف نے خود نکالی ہے۔ ☆

(۴۵) قاضی ارتضاعلی (۱) خاں گویاموی

قاضی ارتضاعلی خاں، ابن معصفی علی خاں، ۱۱۹۸ھ سے ۱۲۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ مولوی حیدر علی سندیلوی کی خدمت میں علوم عقلی و نقلی کی تحصیل کی، فن ادب مولوی محمد ابراہیم بکراوی سے پڑھا، شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ ۱۲۲۵ھ سے ۱۸۱۰ھ میں اپنے والد کے پاس مدراس پہنچے اس وقت ان کے والد مدراس کے قاضی تھے، اپنے والد کے انتقال کے بعد اسی منصب (قضاء) پر مقرر ہو گئے۔ افتادہ (۲) علوم میں مشغول رہتے، صدرا اور میرزاہد اور (۳) اور ملا جلال وغیرہ پر حواشی اور شروح لکھے جو علماء کرام کی نگاہوں کو طراوت بخشتے ہیں، نقد کس ارتضاعیہ، نقد الساب رسالہ فرائض اور شرح قصیدہ بردہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۲۵۱ھ سے ۱۲۶۱ھ میں انتقال ہوا۔ ☆

(۴۶) مولوی ازہار الحق فرنگی علی

مولوی ازہار الحق فرنگی علی، بن ملا احمد عبدالحق، ملا احمد انوار الحق کے حقیقی بھائی تھے۔ شرح جامی تک مولانا عبدالحق، بحر العلوم سے پڑھا مولانا موصوف (عبدالحق بحر العلوم) کی رد و لکھنڈ کی جانب روانگی کے باعث کتب متوسط اور اکثر (۱) علوم منقول کی مطلوات (۲) ملا احمد حسین سے تحصیل کیں اور کتب منقول سے استفادہ ملا محمد حسن سے کیا۔ اس کے بعد درس و تبحر کی غرض سے مولانا بحر العلوم کی خدمت میں شاہجہاں پور پہنچے۔ وہاں سے واپس آکر خود اپنے وطن لکھنؤ میں درس میں مصروف ہو گئے، پھر تلاش معاش میں رائے بریلی کی طرف روانہ ہوئے، شاہ داں مرحوم نے ان کو قیمت سمجھا اپنے مکان میں ٹھیرالیا، طالب علم پڑھنے کی غرض سے ان کی خدمت میں کثرت سے پہنچتے تھے۔ شاہ لال کی مسجد میں درس دیتے تھے۔ شاہ موصوف سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی، رائے بریلی سے مولانا بحر العلوم کے ہمراہ ہمار (بہار) (۳)

سے ہمیں ہی کشف و کرامات کے مقامات عالیہ ملے کر چکے تھے، مذاق و توحید کے متعلق
حنان اعلیٰ رکھتے تھے۔ ان کے مکتوبات نہایت عجیب و غریب تحقیقات پر مبنی ہیں۔
قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے ہم عصر تھے۔ غالباً قاضی (شہاب الدین) نے ان
سے فرعون کے ایمان کے متعلق بحث کی کہ جس کا اشارہ قصص انکم میں دیا ہوا
ہے۔ انھوں نے اس کے متعلق ان (قاضی) کو ایک خط لکھا تھا جس کو شیخ الحدیث
(عبدالرحمن) دہلوی نے اخبار الانبیاء میں نقل کیا ہے۔ شاہ اشرف کا مزار کچھ چھ میاں
ہے، ان کا نام مبارک دفع جن کے لئے نہایت موثر سمجھا جاتا ہے، ان کے ملفوظات کا
نام "لطف اشرفی" ہے جن کو ان کے ایک مرید (نظام یمنی) نے جمع کیا ہے۔ ۵۴

(۵۵) شیخ اعظم ثانی لکھنوی

شیخ اعظم ثانی، بن شیخ، بوابق بن شیخ موسیٰ بن شیخ ضیاء الدین کٹانی، سرخیل علماء
سے و قہر دانشمند تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے اور شیخ ابوالفتح جوہوری (۱)
سے ارادت رکھتے تھے۔ شیخ ضیاء لکھنوی اور شیخ سعد الدین خیر آبادی ان کے ارشد
علامہ میں سے ہیں۔ شیخ سعد اللہ کندوری سے فرازگی معاشرت کے ساتھ ساتھ بہت
محبت کرتے تھے، کہتے ہیں کہ علم فقہ میں ان کا مرتبہ اور پایہ نہایت بلند تھا، فقہ
کے مسائل کے متعلق نہایت صاف اور مدلل تقریر فرماتے تھے، علم فقہ میں ان کے
کئی رسائل ہیں، ان کے پر و دا شیخ ضیاء الدین، ہذا کو خاں کے زمانہ میں کمان سے
ہندوستان آئے اور شاہ سرگندی سے ملاقات کی غرض سے لکھنؤ پہنچے اور ان ہی کی
وجہ سے اس شہر میں توطن اختیار کیا۔ شیخ اعظم ثانی درج ذیل (۲) تین اولادیں چھوڑ
کر انتقال کر گئے، سال وفات معلوم نہ ہوا۔

(۱) شیخ محمد عرف شیخ قاضی (۲) شیخ احمد فیاض (۳) شیخ نصیر الدین۔ ان میں سے
ہر ایک کی اولاد لکھنؤ دیوبند اور انام میں موجود ہے۔

(۵۶) مولوی افہام اللہ سندیلوی

مولوی افہام اللہ، ابن مولوی سید فتح اللہ بن شاہ غلام علماء الدین مہمد زادہ

سندیلوی، علوم مروجہ کی تحصیل اپنے والد ماجد مولوی عبداللہ سندیلوی، مولوی احمد بخش
سندیلوی، مولوی انوار الحق لکھنوی اور مولوی سراج الحق لکھنوی سے کی اور ہم طب
حکیم مرزا محمد علی لکھنوی طیب شاہی سے پڑھا۔ سبحان علی خاں کبیرہ کے بیٹے احسان
حسین خاں و منظر حسین خاں اور مولوی محمد علی خاں لکھنوی ان کے شاگردوں میں سے
تھے، میران العرف پر ایک مختصر شرح کے علاوہ ان کی کوئی تالیف معلوم نہیں
ہو سکی، جب ان پارہ ضلع سراج میں راجہ منور علی خاں کے یہاں ملازم تھے تو انتقال
ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ علیہ الرحمۃ والاعتراف۔

(۵۷) مولوی اکبر علی سندیلوی

مولوی اکبر علی سندیلوی، بن مولوی حمد اللہ سندیلوی شارح سلم العلوم، مولوی
حیدر علی سندیلوی کے بڑے بھائی تھے، علوم ظاہر کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی۔
بڑے عالم تھے۔ مکرر درس و تدریس کی طرف اذکار اور ادب اور چلہ نشینی کی وجہ سے توجہ
نہیں کرتے تھے۔ وہ شاہ قدرت اللہ مرحوم (۱) مفتی پوری کے مرید تھے اور حزب انہر
پر ایک مفصل شرح ان کی تصانیف شریفہ سے ہے۔ ۲۷ شعبان ۱۲۲۰ھ / ۶-۱۸۰۵ھ
یا ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ھ میں اس دار فانی سے عالم ہمدانی کی راہ لی اور باشندگان سندیلہ کے
قدیم قبرستان موسیٰ پور میں سپرد خاک کیے گئے۔ علیہ رضوان اللہ الاعلیٰ الابرار۔

(۵۸) مولوی آل حسن قنوی

مولوی آل حسن بن اولاد علی، شرف توح کے حسینی بخاری سید تھے۔ ۳۱۰ھ /
۹۱-۹۵ھ میں پیدا ہوئے پہلے علوم درسیہ کی تحصیل مولوی عبدالباسط قنوی سے کی
پھر لکھنؤ پہنچے اور وہاں کے علماء مثلاً مولوی نور محمد و فیضیہ سے استفادہ کیا، ۳۳۳ھ /
۱۸۱۷ھ میں دہلی گئے مولانا عبدالعزیز اور مولانا رفیع الدین سے منسلک ہو گئے اور
کتب تفسیر و حدیث کی اجازت حاصل کی، سید احمد مجاہد بریلوی کے مرید و خلیفہ تھے
جب شیخ حسن بن طاہر، راجی صاحب شاہ مالک پوری کے مرید ہوئے تو مولانا الہ داد نے کہ
کہ میاں حسن تم نے عزت طالب علمان بہاد کردی، انھوں نے فرمایا کہ آپ ذرا ان

(۶۰) میاں آلہ داد لکھنوی

میاں آلہ داد لکھنوی کے متعلق مولوی عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ میاں آلہ داد دانشمند اور مستعد اور صاحب تصرف میں سے تھے، طبع روشن اور ذہن نقاد کے مالک تھے، فقہ اصول فقہ اور عملی (ادب) میں بہ نظیر تھے، نحو میں انھوں نے قطعی کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے، جس کی عبارت میں مثالیں بھی دی ہوئی ہیں، ان کی تصنیفات میں سے دو چیزیں میں نے عجیب و غریب دیکھیں۔ اول ایک رسالہ ہے جس میں لہجائی میں چودہ طرحیں تھیں اور اسی قدر سطور جدول میں لکھی ہوئی تھیں اور چودہ علوم کے مسائل کا اس میں بیان تھا، دوسرے رسالہ کا نام تبصرون تھا جس کی عبارت مقامات حریری کے انداز پر تھی ان کی اور تصنیفات بھی تھیں ان کی وفات کا حال کہیں نہیں ملا۔

(۶۱) مولانا آلہ داد سلطان پوری

موضع نبوہ قانع سندیلہ کے رہنے والے تھے، عہد اللہ مخدوم الملک کے شاگرد ہوئے، حسب و نسب کے اعتبار سے ممتاز سرور آوروہ ملا اور اکابر فقراء ہند میں سے تھے، اکبر بادشاہ کے زمانہ میں صوبہ پنجاب میں عمدہ صدارت پر اور اس کے بعد آلہ آباد میں عمدہ قضا پر سرفراز رہے اور جو تھوڑی سی معاش تھی اسی پر قانع تھے، ان کی تصانیف بہت ہیں۔ ان میں سے کتاب کشف الغمہ اور منہاج الدین بہت مشہور ہیں۔ ۱۰۰۶ھ ر ۹۸-۱۰۵۹ھ میں انتقال ہوا۔ طالب اللہ تعالیٰ ثواب۔

(۶۲) مولانا آلہ داد لنگر خانی لاہوری

مولانا آلہ داد لنگر خانی لاہوری کے محلہ لنگر خاں سے منسوب تھے۔ اکثر علوم مروجہ میں ماہر معترف تھے، شریعت کی پابندی پر پیکاری اور بہت نیک تھے، ہمیشہ درس میں مشغول رہتے تھے، کبھی ارباب دنیا (۱) کے مکان پر نہیں گئے اور نہ بادشاہان زمانہ سے کبھی کسی چیز کے طالب ہوئے اور نہ مدد معاش لی۔ غفر اللہ لہ۔

کی خدمت میں چپے اور امتحان لیتے اور پھر ہم کو مخدوم سمجھتے۔ دوسرے دن دونوں دوستوں نے راجی حیدر شاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا، مولانا آلہ داد نے ہدایہ اور بزدوی کے چند مسائل جو مشکل سمجھے جاتے تھے مشکو کے لئے ذہن نشین کر لئے جب راجی حیدر شاہ کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے اپنی عادت کے موافق اپنا حال اس طرح بیان کیا کہ اس سے مولانا آلہ داد کے مسائل حل ہو گئے۔ پھر مولانا بھی ان کے مرید ہو گئے۔ سلوک، مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہوئے۔ ۱۰۳۲ھ ر ۱۰۳۶ھ میں انتقال ہوا۔ نور اللہ مرقدہ۔

اور ان کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تھے۔ ان کی عمر عزیز دس اور وعظ و پند میں بسر ہوئی، ہندی (اردو) فارسی اور عربی میں ان کی بہت سی تألیفات ہیں۔ ان میں سے راد سلت، ہدایت المؤمنین، نور اوفاء من مرآۃ الصفاء، رسالہ در معنی کلمہ طیبہ، رسالہ روحانیہ، رسالہ آداب تذکیر، رسالہ آداب بیعت، رسالہ الاختصاص فی المہود و التماس اور تطوینہ الیقین فی رد عقائد المشرکین وغیرہ ان کی مفید تألیفات ہیں، ۱۰۵۳ھ ر ۱۰۳۸-۱۰۴۷ھ میں انتقال ہوا، تاریخ انتقال "مات بخیر" سے نکلتی ہے ان کے پیچھے (ان کے بیٹے) مولوی سید صدیق حسن خاں بہادر، شوہر خانی رئیس بھوپال (نواب شاہ جہاں بیگم) ان کی یادگار ہیں جن کا ذکر حرف "صا" کے تحت انشاء اللہ آئے گا۔

(۵۹) مولانا آلہ داد جون پوری

مولانا آلہ داد جون پوری جون پور کے اکابر عمامہ میں سے تھے، ایک واسطے سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے شاگرد تھے اور راجی حیدر شاہ مالک پوری کے مرید تھے، اپنی عمر عزیز کو علوم افتادہ در تصنیف میں بسر کیا، تحریر و تقریر اور مطالب حدیث کی فصیح و تحقیق میں نہایت قدرت اور رتبہ وافر رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف بہت اعلیٰ اور معتبر ہیں۔ ان میں سے شرح ہدایہ عم فقہ میں کئی جلدوں میں ہے شرح بزدوی و حاشیہ بر حاشیہ ہندی اور حاشیہ تفسیر مدارک دنیا میں ان کی یادگار ہیں۔ شیخ عبداللہ محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں نقل کیا ہے کہ شیخ حسن بن طاہر اور مولانا آلہ داد تحصیل سلوک میں ایک دوسرے کے رفیق تھے اور ان کے درمیان بہت محبت تھی،

(۶۳) مولانا الہ داد امرہوی

مولانا الہ داد امرہوی، مستند ملا (۱) خوش طبع، شیریں زبان اور خوش صحبت ندیم پیشہ تھے۔ طبیعت میں مزاج و عکرافت تھی، اکبر بادشاہ کی ملازمت میں سپاہیوں کے رموز میں ملازم تھے۔ ۹۹۰ھ ر ۱۵۸۲ء میں نواح سیال کوٹ میں انتقال ہوا۔ نواح امرہہ میں دفن ہوئے اور اللہ مرقدہ ☆

(۶۴) شیخ الہ یار خیر آبادی

شیخ الہ یار خیر آبادی، علمائے فہرستے شروع میں دتوں درس و افتادہ میں مشغول رہے۔ بہت سے دانشوران صاحب کمال ان کے وارث ہیں، آخر زمانہ میں بالکل صوفیاء کا طریقہ اختیار کر لیا تھا، شیخ صلی ضیفہ شیخ سعد الدین سے خط ارشاد حاصل کیا، ذوق سماع و وجد کی حالت ان پر غالب مگنی اہل ابواب اہل دنیا سے قطع تعلق کر لیا، یہاں تک کہ کسی کی دعوت بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ ۹۹۳ھ ر ۱۵۸۵ء میں وفات پائی۔ اور اللہ خیرک۔ ☆

(۶۵) حکیم امام بخش

حکیم امام بخش، کا نام احمد اللہ تھا قصبہ کیرت پور (۱) کے رہنے والے تھے۔ علوم عقل و نقلی کے ماہر، طبیب حاذق اور حکیم محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد تھے۔ راجہ کینت رائے، مدار الہام نواب آصف الدولہ بہادر رئیس ملک اودھ کے ملازم تھے، کتاب آداب لاطفاء (۲) اور اس کی شرح موسوم بہ معرکتہ الآراء دونوں زبان عربی میں اور رسالہ غلامتہ اطیب (۳) دربین ست ضروریہ ☆ فارسی زبان میں ان کی تصانیف ہیں۔ جامع الادب و راق (مولوی رحمان علی) کے والد ماجد حکیم شیر علی کو ان سے بہت تلمذ حاصل تھی، سال وفات معلوم نہ ہو سکا۔ علیہ الرحمۃ والاعتراف (۲)

(۶۶) حافظ امان اللہ بناری

حافظ امان اللہ، بن نور اللہ بن حسین بناری، حافظ قرآن مجید، علوم معقول و

معقول کے جامع اور فروغ و اصول کے ماہر تھے، اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں لکھنؤ کے عہدہ صدارت پر سرفراز تھے۔ ۱۰۳۲ھ ر ۱۶۲۰ء میں بنارس میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے، مندرجہ ذیل کتابیں ان کی تصانیف سے یادگار ہیں۔ مفسر در اصول فقہ، محکم الاصول شرح مفسر مذکور اور تفسیر بیضاوی، مضدی، تلویح، حاشیہ قدیمہ، شرح مواقف، مکتبہ العین، شرح عقائد دوانی، رشیدیہ، مباحث میر باقر علی استر آبادی اور علاء محمود جون پوری پر حواشی لکھے ہیں۔ مسئلہ حدوث دہر کے متعلق ایک خاکہ تحریر کیا ہے۔ قاضی حب اللہ بہاری مصنف سلم اعظم سے اس زمانے میں ایک عملی مذاکرہ ہوا جب وہ لکھنؤ کے قاضی تھے۔ ☆

(۶۷) شیخ امان اللہ پانی پتی

شیخ امان اللہ پانی پتی، کا نام عبدالملک بن عبدالغفور تھا، عالم، صوفی موجد، شیخ مودود لاری (۱) کے شاگرد اور شیخ محمد حسن بن شیخ حسن بن طاہر جون پوری کے مرید تھے، علم تصوف و توحید میں ان کی بہت سی کتابیں اور رسالے ہیں، ان میں سے رسالہ اثبات الاحدیہ، اور شرح نواح جہاں قدس سرہ السای بھی ان کی تصانیف سے ہیں۔ ۱۰۳۲ھ ر ۱۵۵۰ء میں انتقال ہوا، پانی پت میں دفن ہوئے۔ سنی اللہ ثراک۔ ☆

(۶۸) مولوی امان اللہ دہلوی

مولوی امان اللہ دہلوی، ابن مولوی خیر الدین، عالم و فاضل اور عقلی و پرہیزگار تھے۔ کم عمری میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کر لی یہاں تک کہ ان کے ہم عصر حسد کرنے لگے، حسن اخلاق اور شفقت عامہ کی بناء پر اپنے اور پرانے ان کے نزدیک برابر تھے، اچھی اور بہتر تعقیفات و تالیفات کے مالک ہیں۔ امیر الامراء نواب خان دوراں خان وزیر محمد شاہ بادشاہ دہلی ان سے خلوص رکھتا تھا، وہ بادشاہ کی طرف سے شیخ الاسلام کے منصب پر سرفراز ہوئے، نادر شاہ درانی کی جنگ میں ۱۱۵۱ھ ر ۱۷۳۸ء میں مقتول ہوئے۔ ☆

(۶۹) مولوی امان علی احمد آبادی

مولوی امان علی، ابن حکیم شیر علی متوطن احمد آباد نادر، مولف کتاب (مولوی

رحمان علی) کے بڑے بھائی تھے، 'اولیٰ علوم متعارفہ کی کچھ مختصر کتابیں مولوی ثابت علی ساکن بنگا ضلع الہ آباد سے پڑھیں، اور بڑی کتابیں مولوی محمد سعید رام پوری داماد مفتی شرف الدین رام پوری سے پڑھیں۔ علم طب اپنے والد ماجد سے حاصل کیا، زہد و تقویٰ ان کی فطرت میں شامل تھا۔ مہاراج ہشتنگہ سنگہ رکیں ریواں کے بلانے پر فتح پور سے ریواں پہنچے، ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ر ۱۸۳۶ء میں منصب طبابت پر ایک سو بیس روپیہ ماہانہ مشاہرہ پر ملازم ہوئے۔ اس زمانہ میں ریواں اور اس کے مضافات کے رہنے والے مسلمان لاعلمی اور محبت ہندو کی وجہ سے صوم و صلوة کی پابندی سے بہت دور تھے اور ان ہی کی طرح تھے بلکہ کچھ تو ہندوؤں کی طرح نام رکھتے تھے ان کے (ریواں) آنے کی برکت سے بہت سے مسلمان ہنگامہ نماز کے پابند ہو گئے، (مولوی امان علی) عام مریضوں سے کچھ نہیں لیتے تھے بلکہ دوا اپنے پاس سے دیتے تھے۔ ۱۵ شاہ بروز ہفتہ بوقت عصر بمقام احمد آباد تارہ (۱) ۱۳۵۸ھ ر ۱۸۳۷ء کو مولانا عبداللہ دی فتح پوری خلیفہ رفیع الدین عرف مولوی ذوالفقار علی سے قادری اور نقشبندی مجددی سلسلہ میں مرید ہوئے اور ہر دو سلسلوں کی خاانت حاصل کی اور اس علاقہ کے بہت سے لوگوں کو مرید کیا۔ ۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ ۱۳۷۲ھ ر ۱۸۵۶ء کو تمام ریاست کا انتظام پر صحت ان کے سپرد ہوا اور تاحیات منتظم پر صحت کے عمدہ پر مقرر رہے۔ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ ر ۱۸۶۰ء کو ریواں میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ حکیم ابو خاں دہوی نے ان کی تاریخ انتقال یوں لکھ کی ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال مولوی امان علی احمد آبادی

از حکیم ابو خاں دہوی

حد الموس حضرت امان علی

چہ جنت شدہ از جہاں بخت

کنون سال رحلت چہ گویم بہ تو

مر ہوش رفت از غم درد دل

۱۳۷۷ھ ر ۱۸۶۰ء

ہے۔ غدر (۱۸۵۷ء) کے زمانہ میں ہنگامہ سے چھٹکارا پا کر مکہ معظمہ ہجرت فرما گئے اور اس دیار برکت آثار میں مقیم ہیں (۱) اور اس بابرکت مقام پر ہر چھوٹا بڑا ان ہی کی طرف رجوع کرتا ہے، ہمیشہ حرم شریف میں، مثنوی مومناں روم کا درس دیتے ہیں۔ غزائے روح، فیاء القلوب، نعتہ، احشاق، جہاد اکبر، ارشاد مرشد اور درد شہساک ان کی تصنیفات میں سے مشہور ہیں، مولوی محمد یعقوب نانوتوی، حافظ محمد یوسف تھانوی، مولوی کرامت علی انبالوی اور مولوی محمد ابراہیم اجڑوری ان کے خلفائے مجاز ہیں نیز یہ فقیر مسودہ اوراق (مولوی رحمان علی) بھی مومناں و مرشدان حافظ محمد حسین الدہ آبادی کے تلمذ سے حضرت کے خدام کے زمرہ میں داخل ہے اور ہر سلسلہ میں بیعت و اجازت بھی حاصل ہے اللھم و فسی معاصی و ترویجی و اجعل آخرتی حیرام الاولیٰ ☆

(۷۱) مولوی امیر الدین علی ایٹھوی

جب کفار ہندو نے مسجد مالیکری واقع شومان گڑھی متعلقہ اودھ (ہنومان گڑھی) ہندوؤں کی مشہور عبادت گاہ (جہاں) کو شہید کر دیا اور اس معرکہ میں شاہ غلام حسین مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ۱۳ راتیں قید ۱۳۷۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں شہید ہو گئے تو مولوی امیر الدین علی، شاہ غلام حسین کے خون کے انتقام کی غرض سے ہنومان گڑھی کے ہیرائیوں کے مقابلہ پر جہاد کے لئے تیار ہو گئے اور جہاں باز غازیوں کی ایک جماعت کثیر نے ان کے ہاتھ پر جہاد کے لیے بیعت کی، سنی و شیعہ علماء پس دیش میں پڑ گئے۔ کسی نے فریفت جہاد کے مفقود ہونے کا بیان کیا تو دوسرے نے شرط امامت کو پیش نظر رکھا۔ واجد علی شاہ فرماں ردائے کھنٹو اس جھگڑے کے تغیر کا وعدہ کرتا تھا اور رزیدنت کی طرف سے لڑائی جھگڑے کے دفعیہ کے لیے بادشاہ اور وزیر پر اصرار ہوتا تھا اس قتل و قاتل میں کچھ وقت گزرا، جب دست مند ہندوؤں کے اثر سے (تغیر) کی امید منقطع ہو گئی تو امیر الجہادین مولوی امیر الدین علی عزم بالجزم کر کے اپنے مقصود کی طرف روانہ ہو گئے۔ فرماں ردائے کھنٹو (واجد علی شاہ) کی فوج کا افسر بار لوفرنگی، حاکم وقت (واجد علی شاہ) کے حکم سے سدراد ہوا اور شجاع گنج کے مقام پر بار لوفی فوج

نے غازیوں کا محاصرہ کر لیا طرفین سے مقابلہ ہوا۔ ۲۶ صفر ۱۲۷۲ھ ر ۱۸۵۵ء کو امیر الجہادین (مولوی امیر الدین علی) شہید ہو کر راسی جنت ہوئے۔ اللہ ان کی سعی مشکور کرے۔ عین معرکہ میں ان کے بعض ارادت مندوں نے عرض کیا کہ حالت خراب ہو چکے ہیں اگر آپ فرمائیں تو آپ کو کسی محفوظ جگہ پہنچا دیا جائے تو اس کے جواب میں بے ساختہ زبان حق ترجمان سے یہ مصرعہ ارشاد فرمایا۔

سرمدان کفن بردوش دارم

طالبان تاریخ نے شہادت کے بعد غور کیا تو مصرعہ کے اہدائے سال شہادت کے مطابق لکھے، منشی ظہیر الدین ظلف منشی مسعود بنگرانی نے اس کو اس طرح تفسیر کی ہے۔

قطعہ تاریخ شہادت مولوی امیر الدین علی ایٹھوی ☆

از منشی ظہیر الدین بنگرانی

تاریخ	شہیدان	کفن	پوش
چہ حاجت	کا منشا	من	برنگارم
کہ خود	فرمود	آن میر	شہیدان
سرمدان	کفن	بردوش	دارم

۱۸۵۵ء ر ۱۲۷۲ھ

(۷۲) مولوی امین اللہ فرنگی علی

مولوی امین اللہ، ابن مولوی اکبر ابن مفتی ابوالرحم ابن مفتی محمد یعقوب، حافظ قرآن اور فاضل تھے طلباء کو درس دیتے تھے، ایک بیٹے مولوی عبدالحمید یادگار چھوڑے۔ ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۷۳ھ ر ۱۸۵۷ء کو دن کے عارضہ میں انتقال ہوا۔

(۷۳) مولوی اوحید الدین بنگرانی

مولوی اوحید الدین بنگرانی اپنے زمانے کے یکتا بے نظیر و بے مثال عالم تھے۔ علم

ادب اور انشاء عربی میں شیخ احمد عرب یعنی شروانی مولف "نفعۃ البین" کے شاکر و تھے۔ ان کی تصنیف سے ایک کتاب "لکس اللغات" ہے۔ اس کتاب میں زبان اردوئے ہندوستانی کو جو فارسی، عربی، ترکی اور ہندی سے مرکب ہے اصل لغت قرار دے کر اس کی عربی اور فارسی کو بیس کیا ہے، حق یہ ہے کہ ایک ایسی ایجاد کی کہ اس سے پہلے اس قسم کی کوئی تصنیف نہیں ہوئی تھی اور اس کتاب کی تکمیل محمد علی شاہ بادشاہ اودھ کے زمانہ میں ۱۲۵۳ھ رجب ۱۸۳۷ء میں ہوئی، صاحب ترجمہ (مولوی اوحید الدین بنگرانی) کا سال وفات معلوم نہ ہو سکا۔ شکر اللہ علیہ۔ ☆

(۷۳) اوریس گوالیاری

اوریس گوالیاری اکبر بادشاہ کے زمانہ میں متاخر اور بحث کرنے کے فن کے دانشمند تھے، علم اصول اور فروع میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، ایسے تیز طبیعت تھے کہ بحث کے وقت جب حوالہ کا موقع آتا تھا تو مہارت کے ورق کے ورق اور سلف کے سلف یاد ہوتے تھے اور بتاتے تھے کہ یہ عبارت فلاں کتاب کی ہے اور اس جگہ دیکھئے اور مقابل کو لازم دیتے تھے۔ جب لوگ عبارت تلاش کرتے تھے تو اس کتاب میں نہیں پاتے تھے۔ ☆

(۷۵) مولوی امام الدین کانوڑی

مولوی امام الدین کانوڑی ولد مراد خاں، حاکم باعمل اور متقی و پرہیزگار تھے، ان کے ہدایت و ارشاد سے ایک کثیر مخلوق راہ راست پر آئی ۱۳۳۷ھ ر ۲۲ - ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۰ھ ر ۸۳ - ۱۸۸۲ء میں انتقال ہوا چار اولادیں یادگار چھوڑیں ان میں سے حافظ غریب اللہ کو میں نے دیکھا ہے نہایت متقی و دیانت دار ہیں اور "ابود سرابیہ" (بیٹا باپ کا ہمید ہوتا ہے) کے مصداق ہیں۔ قصبہ کانوڑ، ریاست پٹیالہ میں ایک مقام ہے جس کو آج کل مندر گڑھ کہتے ہیں۔

حرف الباء الموحده

(۷۶) مولانا بدر الدین اسحاق دہلوی (۱)

مولانا بدر الدین اسحاق بن علی بن اسحاق دہلوی شروع میں دہلی میں تحصیل علم کرتے تھے طلباء میں اپنی خوش طبعی اور تیزی ذہن کے لیے مشہور تھے، علوم مروجہ کی تفصیل کے بعد بخارا جانے کے ارادہ سے احمد من پنے اور حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کے کلمات کی شہرت سن کر ان کی زیارت کے مشتاق ہو گئے، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، شیخ نے جب ان کو قائل پایا تو اپنی خادی اور دامادی میں لے لیا اور فرقہ مانت مرحمت فرمایا۔ اسرار الاولیاء (۱) کے نام سے ان کا ایک رسالہ ہے جس میں اصول نے گنج شکر کے مخلوقات جمع کئے ہیں اور علم صرف میں ایک کتاب نظم کی ہے اور اس میں بڑی علمیت اور فصاحت کا اظہار کیا ہے، احمد من کی قدیم جامع مسجد کے محس میں بدر الدین اسحاق کا مزار ہے۔ (۷۶)

(۷۷) شیخ بدہ ہماری

شیخ بدہ ہماری، احمد رابع اور طیب حاذق تھے، شیر شاہ سوری نہایت اعتقاد رکھتے تھے، ان کے ارشاد قاضی شہاب الدین نے ارشاد فرمایا تھا۔ انھوں نے ارشاد فرمایا تھا۔ انھوں نے ارشاد فرمایا تھا۔ (۷۷)

(۷۸) مولوی برہان الدین ساکن دیوہ

مولوی برہان الدین، ایسے دانشمند، قیید اور محدث تھے کہ ان کا ظاہر و باطن مدائن و نعنوں سے تراست تھا اپنی تمام عمر مخلوق کے دغا و تدکیر میں گزار دی، ہزار ہا سالوں نے ان کے ہدایت و ارشاد سے غیر شرعی بری عادتوں کو چھوڑ دیا اور راہ راست پر آگئے۔ جامع اوراق (مولوی رحمان علی) کی نظر سے ان کے چند رسالے

مگز رہے ہیں جو نہایت مفید اور ذیل میں مذکور ہیں 'مؤلف بچپن میں ان کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا تھا۔ اب میری عمر ۶۱ سال کی ہوگی مگر ان کی صورت خیال سے نہیں آتی۔

تصانیف :

۲۹ رجب الثانی ۱۳۳۰ھ ر ۱۸۲۳ء بروز سہ شنبہ علمائے دہلی کے درمیان مختلف فہ مسائل پر مباحثہ ہوا (۶۶) 'فریق اوس کے سرگردہ عالی السنت مولانا رشید الدین خاں اور فریق ثانی کے قائد حاجی امجدت مولانا عبدالحی تھے جب مباحثہ ختم ہوا اور ہر دو فریق کی تقریر و تحریر صاحب ترجمہ (مولوی برہان الدین) کے سامنے آئیں تو انھوں نے بطور محاکمہ ایک رسالہ لکھا جو "محاکمہ" کے نام سے مشہور اور قائل دید ہے۔ ۳۳ھ ر ۱۸۳۱ء میں ایک رسالہ محدثہ 'زکوۃ اور مر کے متعلق "تحقیق الدوزان" لکھا 'احمد شاہ نادر کے بعض صلیاء کی درخواست پر ۳۵۰ھ ر ۱۸۳۳ء میں "رسالہ حکام عید الفطر" اور "رسالہ احکام عید الفطر" تحریر کئے۔ رسالہ نکاح 'رسالہ منع اشارہ تشہد 'رسالہ نذر و ذبیحہ 'رسالہ تحقیق ربوا و ربح اور رسالہ کفارة میت ان کی تصنیفات سے ہیں رحمتہ اللہ علیہ و علی اسلافہ (۶۶)

(۷۹) شیخ برہان الدین نسفی

شیخ برہان الدین نسفی دانشمندی کامل حال تھے اگر کوئی شکر گزار ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کوئی چیز پڑھتا تو فرماتے کہ پہلے مجھ سے تین شرطیں سمجھئے تب کوئی چیز سکھائیں گا۔ ان میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ کھانا ایک وقت کھاؤ تاکہ علم کا برتن خالی رہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ناند مت کھاؤ اگر ایک روز ناند کھو گے تو دوسرے دن سبق نہیں دوں گا۔ تیسرے اگر مجھے رستہ میں مل جاؤ تو سلام کرنے کے بعد جلدی سے گزر جاؤ اور راستہ میں زیادہ تقسیم کے لیے ہاتھ اور پاؤں پر نہ گرنا (نہ پکڑنا) (۶۶)

(۸۰) شیخ برہان الدین محمود بلخی

شیخ برہان الدین محمود بن ابی الخیر اسعد البلخی سلطان غیاث الدین بلبن کے نائب

میں اکابر علماء میں سے تھے اور صاحب علم و دانش تھے 'وجد و سماع کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ علوم شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ عند طفلی میں مولانا برہان الدین مرغینانی (۱) مولف ہدایہ کی خدمت میں پہنچے اور علم کی بشارت پائی۔ ۸۸۷ھ ر ۱۳۸۳ء میں فوت ہوئے۔ حوض شمس (دہلی) کے مشرقی جانب ان کی قبر ہے کہ اس کو تختہ کہتے ہیں 'اور اسی اطراف کے لوگ ان کی قبر کی خاک بچوں کو چٹاتے ہیں کہ علم کا درو رو ان پر مکمل جائے۔ (۶۶)

(۸۱) بہاء الدین زکریا ملتانی

بہاء الدین زکریا ملتانی شیخ شباب الدین سروردی کے غیف تھے ان کا نام نامی زکریا کنیت ابو محمد اور لقب بہاء الدین اقرشی لاسدی ثم الملتانی شیخ الاسلام ہے 'ہند کے اکابر ادباء میں سے تھے 'صاحب کرامات ظاہرہ مقامات عالیہ کے مالک اور علوم دہری و باطنی کے جامع تھے 'بغداد سے ملتان میں آئے وہاں کے اکابر نے ان سے حد کیا اور ایک پیاناہ دودھ سے بھر کر ان کی خدمت میں بھیجا 'اشارہ یہ تھا کہ اس شہر میں دوسرے کی گنجائش نہیں ہے شیخ الاسلام اس منہوم کو سمجھ گئے انھوں نے ایک پھل دودھ کے پیالے پر رکھ دیا اور اس جماعت کے پاس بھیج دیا۔ مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں ہماری جگہ مثل پھل کے ہوگی 'اکابر ملتان ان کے حسن لطافت سے حیران ہوئے 'وہاں سے محترم رہتے تھے 'متعدد تصنیفات علم سوکھ میں ہیں۔ ۷ صفر ۱۰۰۰ھ ر ۱۰۰۰ھ میں ان کی قبر ملتان میں ہے۔ رحمتہ اللہ علیہ و اسلافہ (۶۶)

(۸۲) شیخ بہاء الدین مفتی مگرہ

شیخ بہاء الدین 'کرامت برک' عالم 'عاس' 'ممر' جبرک اور متدین شخص تھے 'کرامت اور مسلمانوں کی مدد کرنے میں یکاںہ عصر تھے 'شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا (۱) کی اولاد سے تھے ۷۶۱ھ ر ۶۵ - ۱۳۷۳ء میں فوت ہوئے۔ (۶۶)

(۸۳) شیخ بہاء الدین کا کوروی

شیخ بہاء الدین (۱) کا نام نظام الدین بن امیر سیف الدین ہے۔ ۸۹۰ھ ر ۱۳۳۵ء

(۸۶) شیخ ہملول جالندھری

شیخ ہملول عالم عامل اور فاضل تھے۔ سید عبدالرشید کے شاگرد ہوئے، قلندرانہ وضع رکھتے تھے، شاہ بھیک (۱) چشتی دہوری کے مرید تھے۔ مختلف علوم سے متعلق نوے کتابیں تصنیف کیں، ان میں سے فوائد الاسرار، شرح دیوان حافظ شیراز اور انوار نامہ ان کی تصانیف سے ہیں۔ ۹۷۰ھ / ۱۵۷۶-۵۷۷ھ میں انتقال ہوا۔ نور اللہ مرقدہ۔

(۸۷) شیخ پہاڑ لکھنوی

شیخ پہاڑ لکھنوی، ابن محمد شریف، شیخ سعد اللہ کندھری کی اولاد میں تھے شریعت و طریقت کے جامع تھے، اول طبیعت کا میلان تقویٰ و صلاح کی طرف تھا، اسی انداز پر نشوونما ہوئی، علوم دینی حاصل کرنے کے بعد تہذیب اخلاق اور اعلیٰ صفات کے مالک ہوئے اور زہد و تقویٰ کو اختیار کیا، عمر کافی تھی، افادہ علم میں مشغول رہتے تھے، سب سے افضل عمل ان کا یہ تھا کہ بہت سی کتابیں جمع کر کے ان کی تصحیح کی اور ان کے مشکلات کو اس طرح حل کیا کہ جس کسی کو کسی علم سے اولیٰ مناسبت بھی ہوتی تو اس کے لیے ان کی کتاب کافی ہوتی اور استاد کی ضرورت نہ رہتی بلکہ خود اس لطافت کے وہ طلباء کو کتابیں دینے میں خوب مدد کرتے تھے۔ ان کا سال انتقال معلوم نہ ہوا۔ شکر اللہ علیہ۔

(۸۸) ملا بیگس غزنوی

ملا بیگس غزنوی، بیگس تخلص کرتے تھے، بکثرت فرائض اور متفرع کمالات اور اوصاف کے جامع تھے (۱) زیارت حسین شریعین سے مشرف ہوئے، پھر ہندوستان آئے، بعض کتب (۲) احادیث مثلاً مشکوٰۃ المصابیح در عرب (۳) (تجوڑ) اور شاکل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا میر مرتضیٰ شریفی (۴) وغیرہ سے پڑھیں۔ ضعف پیری کے غلبہ کی وجہ سے اپنے وطن بلخ غزنویں کا ارادہ کیا۔ پشاور میں انتقال ہو گیا۔ ۹۷۳ھ / ۱۵۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

میں پیدا ہوئے، علوم ظاہر و باطن کے جامع تھے، علوم ظاہر میں مولانا ضیاء الدین مہنی اور قاضی عبد لطیف ہرانی کے شاگرد تھے۔ شروع میں مشہور کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور علم باطنی میں سید ابراہیم اریچی کے مرید تھے جو شاہ عبدالرزاق بن غوث شتکین شیخ عبدالقادر جیلانی کے پوتے تھے۔ اصول حدیث میں کتاب "منہج" تصوف میں "معارف" اور ترجمہ رسالہ معارف حضرت شاہ عبدالرزاق، ان کی تصنیفات سے یادگار ہیں، ۹۸۸ھ / ۱۵۷۳ھ میں انتقال ہوا، قصبہ کاکوری میں دفن ہوئے، ہمہ خدم زادگان کاکوری ان کی اولاد سے ہیں، ان میں سے شاہ محمد کاظم و رشاہ تراب علی قدس اللہ سرہ، بہت مشہور ہیں۔ مولوی محمد حسن بھی ان کی اولاد سے ہیں جو نظم و نثر میں اپنی نظیر نہیں رکھتے ہیں، قصائد نعتیہ سرپائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثنوی صبح چلی اور میلاد مبارک وغیرہ ان کی تصانیف سے مشہور ہیں (۵)۔

(۸۹) شیخ بہکھاری جون پوری

شیخ بہکھاری (۱) جون پوری، شیخ احمد داد جون پوری کے بیٹے، سلطان سکندر لودی کے زمانے کے سرخیل (۲) صاف تھے۔

محقق ہے کہ بادشاہ نے اپنے علقہ کے علماء کو جمع کیا ایک طرف شیخ عبداللہ تلمیسی اور شیخ عزیز اللہ تلمیسی اور دوسری طرف شیخ احمد داد جون پوری اور ان کے بیٹے شیخ بہکھاری تھے۔ بحث میں (آفراندہ) دونوں ہار گئے۔ مگر اس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ دونوں بزرگوار (شیخ عبداللہ و شیخ عزیز اللہ) تقریر میں اور یہ دونوں بزرگوار (شیخ احمد داد و شیخ بہکھاری) تحریر میں ممتاز تھے۔ واللہ اعلم۔

(۹۰) شیخ ہملول دہلوی

شیخ ہملول دہلوی نے علم حدیث خوب حاصل کیا پھر درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوئے، اہل دنیا سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے تھے۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں طلباء کے فیض و افادہ میں مشغول رہتے تھے۔ (۵)۔

(۸۹) پیر محمد شروانی

پیر محمد شروانی، عظیم اور قابل مدّت تھے۔ ان کی مجلس نہایت شگفتہ ہوتی تھی، شرواں سے قدحار پہنچے اور حیرم خاں خاندان کی خدمت میں پردریش پائی، فتح ہند کے بعد خطاب "خالی" ملّا اس کے بعد "ناصر الملک" کا خطاب ملا، ماہو میں دریائے نربدا میں ڈوب کر مرے۔ (۵۶)

(۹۰) شیخ پیر محمد لکھنوی

شیخ پیر محمد لکھنوی، غلامی دہلی کے وطن اور اشدہا بہت اعلیٰ تعلیمات و تالیفات کے مالک تھے، ان کے بزرگ سادات منڈیاہوں (سواد جونیور) سے تھے، کتب درسیہ کی تفصیل جون پور، حرمین شریفین، دلی، اجیر اور قنوج میں کر کے لکھنؤ پہنچے، ایک مدت تک شاہ پنا قدس سرہ کے مزار پر رہ کر ریاضت اور مجاہدہ کیا اس کے بعد مولوی قاضی عبدالقادر کی خدمت میں فاتحہ فراغ پڑھا، ہاتھ میں حضرت شاہ پنا اوام اللہ لیلہ پنا کی روح پر قنوج سے تربیت حاصل کی اس کے بعد شاہ عبداللہ سیاح (۲) چشتی کی خدمت میں پہنچے، در اراوت و خدمت سے سرفراز ہوئے۔ لکھنؤ میں سکونت کی اجازت ملی، اپنے پیر کی وصیت کے موافق بیشہ غادہ علم میں مشغول رہے اور جو کچھ انوہت سے حاصل ہوتا خدا کی راہ میں صرف کر دیتے اور اپنے لیے صرف ایک دن کی خوراک کے علاوہ اور کچھ نہ رکھتے۔ کٹر علمائے نامدار نے فاتحہ فراغ ان سے پڑھی اور ان کی وفات کے بعد جو ۱۰۸۰ھ ۷۰-۱۲۶۹ء میں ہوئی، شیخ محمد تفاق ان کے جانشین ہوئے، وہ اس کے مریدوں میں سب سے زیادہ ممتاز تھے، شیخ پیر محمد کی قبر لکھنؤ میں دریائے گومتی کے کنارے، زیارت گاہ ہے اور "نیلہ شاہ پیر محمد" کے نام سے مشہور ہے۔ (۵۷)

(۹۱) مولوی بہر دہلوی

(۹۲) مولوی دھومن سہارنپوری

دونوں حرف شناس بھی نہ تھے، مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کی صحبت میں

رہے تھے، قوت حافظہ رکھتے تھے کہ جو کچھ مولانا سے سنتے تھے لفظ لفظ یاد رکھتے تھے، مولانا کی زبان سے قرآن مجید کا وعظ بار بار سن چکے تھے۔ اگر کوئی کہتا کہ کچھ فرمائیے تو کہتے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھو۔ اگر پڑھنے والا غلط پڑھتا تو تصحیح کرتے اس کا ترجمہ تفصیل اور ہمدردی و مافیہ مفصل و شرح بیان کرتے، مفتی محمد اسد اللہ آبادی مرحوم فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں دلی گیا۔ اس زمانہ میں مولوی بہر علی زندہ تھے، میں ان کے اوصاف سن کر ان کی ملاقات کا مشتاق ہوا، نماز جمعہ شام چھ بجائی مسجد میں ادا کی نماز کے بعد مجلس ترکیہ منعقد ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا یہی مولوی بہر علی ہیں جو وعظ کہتے ہیں۔ میں نے نہایت توجہ سے ان کا بیون سن، بہت ان کے متعلق سنا تھا اس سے زیادہ ان کو پایا، وعظ سے فارغ ہونے کے بعد میں نے مولوی بہر کو سلام و مصالحت کیا، آئیہ کریمہ "لہذا السعاء الدنیا بہت نالکواکب" پڑھی اور میں نے پوچھا کہ سات سیاروں کے علاوہ جملہ کواکب فلک امارک پر ثبت ہیں کہ اس کا ثبوت احادیث نبویہ سے ہوتا ہے پس "تزنین سماء الدنیا بہ کواکب" سے کیا مطلب ہے۔ مولوی بہر نے مجھ سے جواب میں کہا:

تم نے نہ ہو گا کہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں مکان شیشہ آئینہ وغیرہ سے کیا اچھا سا ہوا ہے حالانکہ شیشہ آئینہ اس مکان کی دیواروں اور چھت میں لگے ہوئے اور لٹکے ہوئے ہیں۔ اس سے حقیقت میں ترکیں مکان مقصود ہے۔ اسی طرح کواکب اگرچہ فلک امارک پر لگے ہوئے ہیں، لیکن حقیقت میں ان کواکب سے ساء دنیا کو زینت و روشنی حاصل ہے اس وجہ سے "لہذا السعاء الدنیا" فرمایا ہے۔ (۵۸)

صحبت صالح تر را صالح کند

اشیاء السعدیہ (۹) حاشیہ شرح لما جی (تاتمام) (۱۰) ازالتہ افضل عن شعار المعص
(۱۱) الترشیح الجلی فی مسائل المرور امام المصل (۱۲) القبول الصواب فی مسائل الخصب
(۱۳) ابرار الدقیقہ فی مسائل العقیدہ (۱۴) سبیل النجاة الی تحصیل اصلاح (۱۵) التعلیق
الرضی علی شرح القاضی (۱۶) التعلیق الاحسن علی شرح لما حسن (۱۷) حاشیہ شرح سلم
مولوی حمد اللہ سندیلوی (۱۸) شوکت الخواشی و زوائد الخواشی (۱۹) حاشیہ صدر (۲۰) بحہ
الروایات فی احوالہ الواقعات (تاتمام) (۲۱) البدلیین علی الجدلین (تاتمام) (۲۲) شرح
فارسی قصیدہ بردہ (۲۳) شرح فارسی قصیدہ تنزائی (۲۴) تحصیل الجوزہ باذاب العبرہ (۲۵)
شرح فارسی تحصیل الجوزہ (۲۶) مسائل اسنادی مسائل الافراد (۲۷) ہدایۃ التاتمام فی
آداب الاحرام (۲۸) تحصیل الخلف باذاب التمتع (۲۹) انوار المسین باذاب اہل الدین
(۳۰) ہر دو تاتمام ہیں) (۳۱) مواضع القرب فی آداب الماکل و الشرب (۳۲) درک امارت فی
آداب علمی و الشوارب (۳۳) شرح شمس بازغہ (تاتمام) (۳۴) التحقیقات الکیمیہ فی
ابطال ارتدادات الکالیہ (۳۵) اجماع البکیہ (۳۶) سوانہ الطریق لابطال اقوال الزندیق
(۳۷) ہدایۃ النہدین الی مسائل العبدین (۳۸) قرۃ العینین فی ابطال مسح الرمین
(۳۹) رسالہ در فضائل حضرت صدیق (۴۰) رسالہ در فضائل حضرت عثمان (۴۱)
رسالہ معراجیہ وغیرہ۔

(۹۵) شاہ تراب علی کاکوروی

شاہ تراب علی کاکوروی ابن شاہ محمد کاظم قلندر نہایت دانشمند صوفیہ سے تھے
اور علم تصوف میں مکمل عبور رکھتے تھے ان کو معدن تہذیب و اخلاق بھی کہہ سکتے
ہیں مطالب رشیدی اصول مفسر اور دیوان اشعار وغیرہ ان کی مشہور تصنیفات ہیں ان
کے دو بیٹے یعنی مولوی شاہ حیدر (۱) علی اور مولوی شاہ تقی علی تھے ہر دو
(صاحبزادے) ظاہری و باطنی کمالات کے جامع تھے۔ (۱۱۱۱)

(۹۶) مولوی تفضل حسین خاں کشمیری

مولوی تفضل حسین خاں کشمیری "خان علامہ" کے عرف سے مشہور تھے۔ خود

حرف التاء المشاہ

(۹۳) شیخ تاج الدین دہلوی

شیخ تاج الدین دہلوی ابن شیخ زکریا ابوہنی دہلوی اکبر بادشاہ کے حمد کے علماء
(۱) میں سے تھے شیخ امان پانی پتی کے شاگرد تھے ان کی تصنیفات سے شرح لوائح و
شرح نزہۃ لدرجات ہیں کہتے ہیں کہ وہ بھی اکبر بادشاہ کی بد اعتقادی کا باعث تھے۔
(۱۱۱)

(۹۴) مولوی تراب علی لکھنوی

مولوی تراب علی لکھنوی ابن شیخ شجاعت علی بن مفتی قیس الدین بن مفتی محمد
دولت بن مفتی ابوالبرکات مصنف تہذیب جامع اہلکات۔ ان کا نام رکن الدین محمد اور
ان کی کنیت ابوالبرکات ہے۔ ان (مولوی تراب علی) کے نسب کا سلسلہ (حضرت)
مصعب بن زبیر سے ملتا ہے ان کے بزرگ دہلی (۱) کے رہنے والے تھے۔ وہ ۱۲۳۳ھ
۹۹-۱۷۹۸ء میں پیدا ہوئے اس کی ولادت کی تاریخ "برخوردار" سے ملتی ہے۔ انھوں
نے سید مخدوم لکھنوی مولوی اسماعیل (۲) لدھی مولوی مظہر علی لکھنوی اور مولوی
ظہور اللہ لکھنوی سے تحصیل علم کی اور اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہوئے طلباء کے
درس و افتادہ میں عمر بسر کی۔ ۱۳ صفر ۱۳۸۱ھ ۶۵-۱۸۶۳ء میں قصبہ محمد آباد ضلع اعظم
گڑھ میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ لفظ "تاریخ" سے ان کی تاریخ انتقال
(۱۲۸۱ھ) نکلتی (۱۱۱) ہے ان کی تصنیفات بہت ہیں ان میں کچھ درج ذیل ہیں۔

تصانیف

- (۱) شمس لفظی لڑتہ لدھی (۲) کلمت اعلیٰ لواء اہدی (۳) الفرائد الغالبہ
- (۴) مصفاۃ الذہان فی تحقیق اسرار (۵) العشرۃ الکاملۃ (۶) منہج مصفاۃ الاذہان (۷)
- التحقیقات اہدیہ (۸) اشوکیہ فی توجہ اسنات السعدیہ (۹) التحقیقات الزکیہ فی

قصبہ کاکوروی مضاف لکھنؤ مولوی محمد مستعان (۱۱۶) کاکوروی کے شاگرد تھے۔ ہمیشہ درس اور افادہ طلاب (۱) میں مشغول رہے، کتاب 'روضہ الازہری'، اثر القندران کی یادگار ہے۔ عمر زیادہ پائی۔ ۱۲۰۰ رجب ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء بمذہب قریب ایک بجے انتقال ہوا۔ (۱۱۶)

شیعہ مذہب اختیار کیا، سیال کوٹ میں پیدا ہوئے، شاہجہان آباد (دہلی) میں پرورش پائی، علوم عقیدہ و فطریہ میں نہایت بہروانی رکھتے تھے خصوصاً علم ریاضی میں شہرہ آفاق تھے۔ شاہجہان آباد میں موسوی وجیہ شاگرد ملا نظام الدین سالوی سے اور کتب معقول و ریاضیت مرزا محمد علی ابن مرزا خیر اللہ مہندس سے پڑھیں، لکھنؤ میں ملا حسن فرنگی علی سے میرزا ہد شرح موقف کا سبق لیا اور علم حکمت کی دوسری کتابیں مثلاً شفاء وغیرہ اپنے آپ مطالعہ کیں، مجلس علماء میں "انہی اعلمہ سالا تعلمون" کا پرچم لہرایا۔ جب نواب سعادت علی خاں کے تالیق تھے تو لاہ آباد میں موسوی غلام حسین دکنی (شاگرد موسوی برکت اللہ لاہ آبادی) سے موسوی دہدار علی کے ذریعہ علم منطق میں مباحثہ کیا اور بنارس میں شیخ محمد علی حریس سے علمی استفادہ کیا، دانشمندان فرنگ کے نزدیک بھی بہت معزز تھے۔ عربی، فارسی، انگریزی اور لاطینی بہت اچھی جانتے تھے، طریقہ زندگی نہایت سادہ تھا، کچھ دنوں آصف الدولہ کے وکیل رہے پھر نواب موصوف کے نائب مقرر ہوئے، اس زمانہ میں بھی سادہ روی کو نہ چھوڑا، دروازہ پر درپہن مقرر نہیں کیا ہر شخص کی ان تک رسائی تھی۔ آصف الدولہ کے انتقال کے بعد نواب سعادت علی خاں لکھنوی کے عہد میں نہایت سے استفادہ دے لیا۔ مطالعہ کتب اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ ان کی تصنیفات سے "حکمائے فرنگ" فن صحت کے متعلق ایک کتب اور جہر و مقابلہ کے متعلق دو دوسری کتابیں ہیں۔ کلکتہ میں قانع یا مایوس کے مرض میں مبتلا ہوئے، تبدیل آب و ہوا کی غرض سے لکھنؤ جا رہے تھے کہ کلکتہ اور مرشد آباد کے درمیان ۱۸ شوال ۱۲۱۵ھ / ۱۸۰۱ء میں انتقال ہوا۔ (۱۱۶)

(۹۷) ملا تقی الدین شوستری

ملا تقی الدین، جہاں لدین محمد اکبر بادشاہ کے عہد میں علوم عقلی و نقلی میں اچھے جانتے تھے، طبع موروثی رکھتے تھے۔ اکبر بادشاہ کے حکم سے شاہنامہ فردوسی کو نثر میں لکھا اور بتوں، عبد القادر بدایونی، ربیعی کپڑے کو ٹاٹ اور سوت کو روئی کر دیا۔ (۱۱۶)

(۹۸) مولوی تقی علی کاکوروی

موسوی تقی علی کاکوروی، ابن شاہ تراب علی قلندر ابن شاہ محمد کاظم قلندر ساکن

حرف الثاء المشددة

(۹۹) مولوی حاجت علی ساکن بہکا

مولوی حاجت علی بن شیخ نثار الدین صدیقی ساکن موضع بہکا متصل پورہ ملتان پر گنہ چاکر طبع الہ آباد مولوی محمد اشرف لکھنوی کے شاگرد تھے، کتب منطق میں کامل مہارت رکھتے تھے، اکثر امراء وقت کے درس و تدریس کے لیے ان کے ملازم ہوئے۔ جس زمانہ میں وہ مولوی محمد عمر برادرزادہ مولوی محمد ظہور پھلی شہری کی تعلیم کے سنے غازی پور میں ملازم تھے مؤلف کتاب (مولوی رحمان علی) نے شرح جامی کے اوراق کی خدمت میں رہ کر پڑھے۔ ان کا انتقال ۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ ر ۱۸۶۵ء کو موضع بہکا وطن مالوف میں ہوا۔ (☆)

(۱۰۰) قاضی محمد خدایا اللہ پانی پتی

قاضی محمد خدایا اللہ پانی پتی شیخ جبار الدین کبیر انارلیا پانی پتی قدس سرہ کی اولاد میں سے ہیں۔ بہترین علماء پرہیزگار و عمدہ (ترین) متقیان روزگار میں سے تھے (۱)۔ ست سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور ۱۲ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو گئے، زمانہ طالب علمی میں کتب درسیہ کے علاوہ بھی ایک سو پچاس کتابیں مطالعہ کیں۔ پسے شاہ محمد عابد سنائی قدس سرہ سے بیعت کی پھر ان کی وفات کے بعد حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہ الحمید کی خدمت میں فیض حاصل کیا۔ حضرت مرزا نے علم الہدی کے لقب سے سرفراز فرمایا اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز "یعنی وقت" کے لقب سے یو فرمایا کرتے تھے۔ ایک زمانہ تک افتادہ فیض ظاہر و باطن، شاعت علوم، فصل خصوصیات، اثناء سوالات اور حل مشکلات میں مصروف رہے، علم تفسیر، فقہ کلام اور تصوف میں یدِ طولی رکھتے (۲) تھے خصوصاً علم فقہ میں ایسا مرتبہ حاصل تھا کہ اس میں کئی کتابیں اور رسائل تفسیف فرمائے اور

مشکل سوالات کے جوابات میں بہت سے خطوط تحریر فرمائے۔ ان کی ایک کتاب تفسیر منطری ہے جو سات گلدن جلدوں میں کافی ضخیم ہے، کتاب "سیف المسوس کو رد مذہب شیعہ میں شمشیر برہنہ کہتے ہیں، ارشاد اللہ سین، رسالہ مال بدینہ، تذکرۃ الموتی، انصاف، تذکرۃ اللہ، حقوق الاسلام، جو حقیقت الاسلام کے نام سے مشہور ہے، رسالہ حرمت و اباحت سرود (۳) رسالہ حرمت متد، رسالہ شباب ثاقب و غیرہ ان کی دوسری کتابیں اور رسائل بھی ہیں جن کی تعداد تیس سے زیادہ ہوگی۔ قاضی صاحب کی وفات یکم رجب ۱۳۲۵ھ ۱۸۱۰ء میں ہوئی۔

مولوی حافظ محب اللہ پانی پتی نے ان کی تاریخ انتقال آریہ کریمہ "اللہم مکرمون فی جنتہ النعیم" سے نکالی ہے۔ علیہ الرحمۃ والمعلوۃ من الغفور الرحیم (☆)

الحجیم

(۱۰۱) شیخ جان محمد لاہوری

شیخ جان محمد لاہوری، دانشمند، ماہر شریعت و طریقت اور مقتدائے زمانہ تھے، محلہ ہریز آباد میں رہتے تھے جو کہ بیرون لاہور (واقع) ہے۔ عمد طفلی میں جب شیخ عبدالحمید فیضہ شیخ اسماعیل عرف میاں کلان لاہوری کی خدمت میں تحصیل علم کرتے تھے تو ایک دن اپنے استاد کے ساتھ میاں موصوف (شیخ عرف میاں کلان) کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت میاں صاحب نے ان سے فرمایا اگر تم عالم ہوئے تو مجھ سے تکرار حدیث کرو گے، شیخ جان محمد، جیہ اور ادب کی وجہ سے خاموش رہے پھر استاد کے اشارہ کرنے پر عرض کیا کہ اگر سبب کی توجہ سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو ضرور خدمت میں حاضر ہوں گا، میاں موصوف نے ہاتھ اٹھائے اور ان کے حق میں دعا مانگی جو قبول ہوئی، ان کو چند مہینے میں ایسی استعداد حاصل ہو گئی کہ شیخ عبدالحمید نے ان کی تعلیم سے اپنے آپ کو قاصر پایا، در شیخ تیمور لاہوری کے سپرد کر دیا، شیخ تیمور کی خدمت میں زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ ناحق فراغ ہو گئی۔ (۱) ایک دن میاں کلان کی توجہ نے شیخ جان محمد کو اپنی طرف کھینچ لیا، جب جان محمد ان کی خدمت میں پہنچے تو میاں کلان نے ان سے معافہ کیا، باطنی نعمت عطا فرمائی اور کہا کہ حسب وعدہ بروزی اور جمعہ مجھ سے تکرار حدیث کرنی ہوگی، چنانچہ میاں موصوف کی زندگی تک معینہ دونوں میں حاضر ہوتے اور تکرار حدیث کرتے، جس حدیث میں شبہ ہوتا تھا تو میاں کلان مراقبہ کے ذریعے سے حضور پر نور رسالت پناہی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم سے اس کی تصحیح فرمالیتے رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۳۷۰ھ ر ۹-۱۰۸۱ھ میں انتقال ہوا اور ہریز آباد میں دفن ہوئے۔ کہتے ہیں کہ چند سال کے بعد اس محلہ کے (مقدم چودھری) (۲) سے خواب میں کہا کہ فحش کو نکال کر میاں کلان مرحوم کے مرتد کے پاس دفن کرو، ورنہ تمہارے محلہ پر سخت بلا نازل ہوگی، صبح کو اس مقدم نے ان کی فحش مبارک قبر

سے نکال کر میاں کلان کے قریب دفن کر دی، رحمۃ اللہ علیہ (۳)

(۱۰۲) سید جان محمد بنگرانی

سید جان محمد بنگرانی، ابن سید معین الدین ۱۰۸۳ھ-۱۱۷۱ھ-۱۱۷۲ھ میں پیدا ہوئے پہلے قرآن مجید حفظ کیا، پھر علوم متعارفہ کی تحصیل میں مصروف ہوئے اور تمام علوم میں لیاقت و قابلیت حاصل کی، فطری خوب لکھتے تھے، زیارات کے شوق میں بغداد، سرمن رائے، نجف، کربلا، طوس اور بیت الحرام پہنچے اور ادائے مناسک حج کے بعد مدینہ منورہ میں موت کی تمنہ میں متمم ہو گئے، مسجد نبوی میں قرآن کریم کی تصحیح کرتے تھے اور اسی مقام مقدس میں ۱۱۷۹ھ ر ۷-۱۱۷۱ھ میں انتقال ہوا، بقیع میں دفن ہوئے۔ (۴)

(۱۰۳) مولوی جان محمد لاہوری

لاہور کے بڑے علماء اور بزرگ مشائخ میں سے تھے، جمعہ کے دن وعظ کیتے تھے دور و نزدیک سے حقوق خدا ان کی خدمت میں پہنچتی تھی اور ان کے علم و عمل سے خوب مستفید ہوتی تھی۔ ۱۱۶۸ھ ر ۵-۱۱۷۱ھ میں لاہور میں انتقال ہوا۔ (۵)

(۱۰۴) شیخ چاہن میواتی

شیخ چاہن قصبہ سند کے رہنے والے تھے جو دہلی سے (۱) اشارہ کوس کے فاصلہ پر ملک میوات میں ایک قصبہ ہے، علمائے صوفیہ صافیہ (۲) اور شیخ عبدالعزیز دہلوی کے مشہور خلفاء میں سے تھے، راہ فقر پر مکمل استقامت رکھتے تھے (۳) کتب تصوف مثلاً فصوص الحکم اور نقد النصوص وغیرہ کا اہل استحقاق طلباء کو درس دیتے تھے، جمال الدین محمد اکبر بادشاہ کو آخر عمر میں ان سے بہت اعتقاد پیدا ہو گیا تھا، بعض مسامات میں ان سے مدد چاہتا تھا اور محل شامی کے قریب عبادت خانہ میں ایک جگہ ان کے لئے مقرر کر دی تھی۔ راتوں کو خلوت میں ان کے پاس حاضر ہوتا تھا، بادشاہ نے جب انھیں نماز منکوس پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کے خیالات الٹ گئے۔ شیخ نے ۱۱۹۸ھ ر ۹-۱۱۹۸ھ میں انتقال کیا۔

(۱۰۵) مولوی جعفر

مولوی جعفر، ساکن دلمو مضاف لکھنؤ متقی اور پریزگار عالم تھے۔ ۱۳۳۲ھ ر
۱۸۸۲ء میں انتقال ہوا (☆)

(۱۰۶) سید جلال کشمیری

سید جلال کشمیری، ابن سید جمال عالم اور عال تھے کتب نقد و حدیث و تصوف
حفظ تھیں، اپنے آباء و اجداد کے قبرستان کے قریب خانقاہ بنائی تھی، پرہیزگاری سے
زندگی گزارتے تھے۔ ۱۳۱۷ھ ر ۱۸۹۳ء میں انتقال کیا۔ (☆)

(۱۰۷) شیخ جلال تھانیسری

شیخ جلال تھانیسری، عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کے خلیفہ تھے اور علوم ظاہری
و باطنی کے جامع تھے۔ علوم حدیث اور معارف یقینہ کی نشر و اشاعت میں مشغول رہے
۷۰ آخر زمانہ میں علوم ربیبہ کو چھوڑ دیا تھا اور غلوت نشین ہو گئے تھے اپنے اوقات
متم قرآن مجید، نوافل، درود اور دعا میں گزارتے تھے، ان کی عمر تیرانوے سال کی ہو گئی
تھی اور وہ بہت کمزور و نحیف ہو گئے تھے صرف کھال اور ہڈیاں رہ گئی تھیں۔ انھیں
بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی تھی کمزوری و ناتوانی کی وجہ سے نکیہ لگائے ہوئے سوتے
رہتے تھے۔ جس وقت اذان کی آواز سنتے کسی دم سر سے کی مدد کے بغیر اٹھتے جوتیاں پہن
کر در عصا ہاتھ میں لے کر طہارت کرتے اور نماز ادا فرماتے اور پھر اسی طرح بستر
سوجاتے ۹۸۹ ر ۱۵۸۱ء میں انتقال ہو۔ لفظ ”شیخ الاولیاء“ سے ان کی تاریخ وفات نکلتی
ہے۔ (☆)

(۱۰۸) مولانا جلال الدین ماکپوری

مولانا جلال الدین، مولانا حسام الدین ماکپوری کے دادا تھے۔ بزرگ شخص
عالم، عابد، صابر اور متقی تھے وہ نماز (عشاء) کے بعد اس وقت تک سوتے تھے جب
تک کہ لوگ جاگتے رہتے تھے، جب لوگ سو جاتے تو یہ بیدار ہو جاتے (۱) یہاں تک کہ
صبح کی نماز ادا کرتے، روزانہ اکتالیس مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتے، نماز چاشت کے بعد علم

دین کی تعلیم دیتے اور معاش کفایت کے ذریعہ سے پیدا کرتے تھے قرآن شریف لکھتے
تھے اور دینی بھیج دیتے تھے جو پانچ سو تک میں ہدیہ ہوتا تھا بغیر وضو قلم نہیں پکڑتے
تھے۔ اگر ملک میں کسی وقت غارت گری ہوتی تو اس زمانہ میں گوشت نہیں کھاتے
تھے کہ شاید لے ہوئے (۲) جانوروں کا گوشت ہو۔ شیخ محمد خلیفہ نظام الدین ادبیا قدس
سرہ کے مرید تھے۔ (☆)

(۱۰۹) مولوی جلال الدین احمد بناری

مولوی جلال الدین احمد بناری، ابن مولوی عبدالعلی بناری، ۱۳۲۱ھ ر ۱۸۹۶ء میں
پیدا ہوئے اپنے والد اور مولوی احمد اللہ بناری سے علوم معارف کی تحصیل کی سند
حدیث مولوی عبدالحق محدث (۱) بناری سے حاصل کی، عال ہالحدیث، سنت نبوی کے
فتح اور قائل و متقی تھے۔ حافظ اس قدر قوی تھا کہ روزانہ کلام مجید کا ایک سہارہ حفظ
رکے رات کو ماہ رمضان میں تراویح میں پڑھتے۔ فرہنگ اخوان الصفاء، فاتحہ اصواب
فی قراءۃ فاتحہ الکتاب اور صرف و نحو میں ذبۃ القوائین، شرح کافیہ (اتمام) قواعد اردو
(اتمام) ان کی تصنیفات سے ہیں، بنارس کالج میں مدرس اس کے عہدہ پر سرفراز
تھے۔ ۱۳۷۹ھ ر ۱۸۶۳-۶۳ء میں ۵۸ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ (☆)

(۱۱۰) مولانا جلال الدین رومی

مولانا جلال الدین رومی صاحب فن استاد تھے، پیشہ (۱) فیروز شاہ بادشاہ کے زمانہ
میں مدرس۔ میوہ شامی واقع دہلی میں علوم دینی کے فائدہ میں مشغول رہتے تھے در طلبہ
کو ہمیشہ کسیر، حدیث اور فقہ کا درس دیتے تھے۔ (☆)

(۱۱۱) قاضی جلال الدین ملتانی

قاضی جلال الدین ملتانی، دانشمند متبحر، حق کو در حق پسند تھے۔ شروع میں
تجارت کرتے تھے درمیانی عمر میں درس میں مشغول ہوئے کچھ دنوں اکبر آباد میں
رہے، قاضی یعقوب کے معزول ہونے کے بعد اکبر بادشاہ کے حکم سے قاضی ہند کے
عہدہ پر سرفراز ہوئے دیانت و امانت کے اعتبار سے بہترین قاضی تھے۔ لیکن بد قسمتی

سے بیٹا ناطق اور بدوہیت تھا، دکن کی طرف ان کا اخراج ہوا۔ اس علاقہ کے حکام نے دین اسلام میں ان کی صہرت اور کلمہ الحق کے اظہار کی شہرت سنی تھی، ان کی تعظیم و تکریم میں بڑی کوشش کی وہاں سے زیارت بیت اللہ اعزام کو گئے اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ علیہ الرحمۃ والرضوان (رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱۳) سلطان جلال الدین قریشی

سلطان جلال الدین قریشی، دانشمند، متبحر، صاحب حال درویش اور مجتہد صورت تھے اکثر نیچے سر اور نیچے پیر رہتے تھے۔ جنگوں میں گھوڑے صرف ستر پوشی ہی پر اکتفا کرتے، علوم عقلی و نقلی اور رسمی و حقیقی زبان پر تھے اور جب بھی تقریر کا اتفاق ہوتا تو خوب بیان کرتے کسی چیز اور کسی شخص سے تعین نہیں رکھتے، عربی فارسی اور ہندی میں شعر کہتے تھے، قلندر یہ طریقہ تھا عبادت میں فرائض و سنن ہی پر اکتفا کرتے تھے، فصوص الحکم اور قیام کتب تصوف یاد نہیں، کچھ دنوں دہلی میں رہے، پانچ ماہ، آگرہ اور اس کے قرب و جوار میں بھی رہے تھے ان کی عمر ۲۵ سال کی تھی ۷۳۸ھ / ۱۵۳۱ء میں انتقال ہوا اور منڈو کے کسی گاؤں دفن ہوئے۔ رحمت اللہ علیہ (رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱۳) سید جلال الدین حمید عالم

سید جلال الدین حمید عالم، بن سید محمد ابو الجود محبوب عالم احمد آبادی گجراتی، ۲ جمادی الاول ۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۲ء کو پیدا ہوئے، علم ظاہر و باطن اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے درجہ کمال کو پہنچے تعبیر خواب میں، رسالہ مرآۃ الرایا اور اعمال و اشغال میں رسالہ مفاتیح الحاجات ان سے یادگار ہیں۔ ۲۰ ذی الحجہ کی شب ۱۱۳۳ھ / ۱۷۲۰ء میں انتقال ہوا احمد آباد گجرات میں دفن ہوئے۔

(۱۱۴) مولوی سید جلال الدین برہان پوری

مولانا سید جلال الدین برہان پوری، عرف اللہ والے صاحب، مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے شاگرد تھے عارف وقت زاہد، عابد اور محدث تھے ۱۱۷۳ھ / ۱۸۵۷ء میں برہان پور میں انتقال ہوا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱۵) شیخ جمال الدین احمد ہانسوی الخلیف

شیخ جمال احمد امام اعظم ابو حنیفہ کوئی سے سبت رکھتے تھے، شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہا کے بڑے خلیفہ اور کمالات طاہرہ و باطن کے جامع تھے، صاحب ترجمہ (شیخ جمال ہانسوی) کے کچھ رسالے اور اشعار بھی ہیں جو اکثر ملتے ہیں، ان میں سے رسالہ معلومات برہان علی متفق کمالات کا جامع ہے، اس میں درویشی کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ ان کی قبر ہانسی میں ہے۔ پزارو۔ جہڑک۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱۶) ملا جمال الدین کشمیری

ملا جمال الدین کشمیری، ملا کمال الدین کے بھائی تھے، دانشمند متبحر اور پرماتھ اللہ حقانی (۱) کے مرید تھے شب و روز درس و تعلیم میں مشغول رہتے، ابو اسحاق شیخ نصیر الدین، بابا نصیب الدین اور شیخ اسماعیل چشتی اس کے شاگردوں میں ہیں، وہ ایک فیض اور ایک بوریہ سے بے تکلف زندگی بسر کرتے تھے ان کی قبر کشمیر میں ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱۷) مولوی جمال الدین فرنگی علی

مولوی جمال الدین ابن ملا عطاء الدین، فصوص اکبری کے شارح ہیں، کتب درسیہ سے فراغت حاصل کر کے مدراس پہنچے اور نواب قدامت خاں ریکس کرناٹک کی تعلیم پر ڈھائی سو روپے ماہانہ مشاہرہ پر ملازم ہو گئے۔ وہیں ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ / ۱۸۵۹ء کو انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱۸) مولانا جمال لاہوری

مولانا جمال لاہوری، شہر لاہور کے محلہ تلہ کے رہنے والے تھے اپنے وقت کے ممتاز عالم، جامع علوم کے جامع اور اسمعیلی اہل حق کے شاگرد تھے، خوش تقریر و مہربان تھے، اکبر بادشاہ کے زمانہ میں لاہور کے مدرسہ میں مدرس تھے، کہتے ہیں کہ وہ آٹھ سال کی عمر سے درس دیتے اور محفل و محفل کے مشکل مباحث آسانی سے شاگردوں کو سمجھا دیتے، متقی و پرہیزگار اور نیک اخلاق کے مالک تھے، شیخ فیض کی تفسیر کی اکثر جگہ اصلاح کی۔

اوپنی 'اویج' کی طرف منسوب ہے۔ جو ملتان کے قواح میں ایک قصبہ ہے اویج ہتھال زبان میں بلند کو کہتے ہیں اور چونکہ یہ قصبہ ہندو زمین پر واقع ہے اس لئے اس کا نام اویج مشہور ہوا۔

(۱۱۹) شیخ جمال دہلوی

شیخ جمال دہلوی فاضل 'خرد مند تھے جلدی قلم تھے۔ شیخ ساء الدین دہلوی کے مرید تھے، (ملکت) ہند سے خراسان گئے اور سلطان حسین مرزا کے انتقال کے بعد خراسان سے ہند آئے (۱) سلطان سکندر لودی 'بابر اور ہمایوں بادشاہ کی مصاحبت میں رہے' ان مذکورہ بادشاہوں میں سے ہر ایک ان کی عزت کرتا تھا ان کی تصنیفات سے بڑا اثر فرما رہا ہے۔ (۲) مشہور ہے۔ ۹۳۲ھ ر ۳۶-۱۵۳۵ میں رحلت فرمائی "خسرو ہندوای" تاریخ ولادت ہے (۲)

(۱۲۰) مفتی جمال خاں دہلوی

مفتی جمال خاں بن شیخ نصیر الدین 'برادر میاں ماڈن اپنے والد کے شاگرد اور طائفہ کنبہ سے تھے' اپنے زمانہ میں اعلم العلماء تھے 'علوم عقیدہ و فطریہ خصوصاً فقہ و کلام عربیت (عربی ادب) اور تفسیر میں بے نظیر تھے انھوں نے ملاح کی (دونوں) شروح پر مباحثہ کیا ہے۔ چالیس مرتبہ کتاب عضدی کا 'اول سے آخر تک درس دیا۔ ہمیشہ درس دیتے تھے اور علوم دینی کی نشر و اشاعت کرتے تھے 'بادشاہوں اور سلاطین کے گھروں پر نہیں جاتے تھے 'ہمیشہ حکام کے نزدیک معزز و محترم رہے اور ان کے اکثر شاگرد دانشمند ہوئے ہیں۔ عمر نوے برس سے تجاوز ہوئی ۹۸۳ھ ر ۱۵۷۶ء میں فوت ہوئے ان کی تصنیفات سے شرح عضدی 'شرح ملاح اور شرح الزوار فقہ مشہور ہیں۔ (۵۶)

(۱۲۱) جواد ساہبا

جواد ساہب علی لعل قصص تھا اس کا نام جواد ساہبا لعلی بن ابراہیم ساہبا لعلی باطنی تھا 'ملت محمدیہ کو چھوڑ کر مسیحی مذہب اختیار کر لیا اور ناگائیکل ساہبا کے نام سے

مشہور ہوا۔ ۱۲۲ھ ر ۸۰۷ء میں گلگتہ میں شیخ احمد عرب (۱) شروانی سے ملاقات ہوئی تھی وہ (جواد ساہبا) 'حریف الطبع' عجیب و غریب لطائف اور عجیب و معجزہ خیر باتیں بیان کرنے میں یکتائے روزگار تھا 'مختلف علوم میں اس کی تصنیفات ہیں۔

تصنیفات: القواعد الفکرية فی الصرف والنحو بالدارسیہ۔ ضروریات الصرف ربط الحمار فی ردالاستعداد اور یہ کتاب مولوی باقر دہرا سی کی تصنیف امیر معاویہ کے اجتہاد کے اثبات میں ہے۔ مقدمہ اعطوم در منطق۔ الموجز انافع در عروض (۲) مختصر در قوانین۔ الاموزج السہاوی در عروض و قوانین۔ مختصہ البقشیرہ در منافع و بدائع۔ شراب الصوفیہ در اصول تصوف۔ اسام اسبابیہ در ہجرات خود۔ اوطاف کتب اسبابیہ 'وہ دعائیں جو اپنے لئے لکھیں۔ موجز الرمل۔ ضریح الرمل۔ ہماکنہ سہاویہ در صرف و نحو ہندی۔ ان کے علاوہ عربی و فارسی زبان میں کتابیں اور رسالے لکھے ہیں۔ (۵۷) نیز قصائد و غیو بھی ہیں۔ (۳)

(۱۲۲) جواہر ناتھ کشمیری

جواہر ناتھ کشمیری کشمیر کے مشہور عالم تھے 'علوم عقیدہ کے جامع اور محدث تھے اکثر علوم سلطان قطب الدین کشمیری کے مدرسہ میں تحصیل کئے 'حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ مناسک حج بیت اللہ کے ادا کرنے کے بعد حدیث شریف کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں کے ممتاز محدثین اور علماء سے حدیث کی اجازت حاصل کی۔ ملا علی قاری ہروی اور ابن حجر مکی سے حدیث کی اجازت معصن کے طریقہ سے پائی۔ پھر کشمیر واپس آئے اور اللہ کی عبادت و یاد میں مشغول ہو گئے۔ مدرسہ روزی کے حاصل کرنے کی غرض سے اون کے کاتے کا پیشہ اختیار کیا جس سے وہ شالہ بنایا جاتا ہے 'علوم دہمہ کا درس دیتے تھے 'ان کے مشہور شاگردوں میں ملا محمد نوبلی گر فنی شرح جای ہیں۔ صاحب ترجمہ (جواہر ناتھ کشمیری) ۱۰۲۶ھ ر ۱۶۱۷ء میں فوت ہوئے اور کشمیر میں ملا حسین خاں کے مرقہ کے مشرقی جانب دفن ہوئے۔ (۵۸)

(۱۲۳) ملا جیون امٹھوی

ملا جیون امٹھوی کا نام شیخ احمد بن ابی سعید بن عبدالرزاق بن حامد 'مدنی

نسب، حنفی مذہب، ملکی اصلاً (۱) اصنافی اشعری میں پیدا ہوئے تھے، قوت حافظہ خوب تھی۔ ایک مرتبہ من کر قصیدہ یاد کر لیتے تھے اور دوسری کتابوں کی عبادت بغیر کتاب دیکھے زبانی پڑھ دیتے تھے۔ پچیس قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر اپنے زمانہ کے علماء سے تفصیل علم کی، علاء الدین ساکن کوڑہ جہاں آباد کی خدمت میں فاتحہ فراغ پڑھی اس کے بعد محی الدین اورنگ زیب بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ بادشاہ موصوف نہایت تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آیا اور ان کے شکر و درود میں شامل ہو گیا، زندگی بھر ان کا ادب ملحوظ رکھا۔ اسی طرح بادشاہ کی امداد بھی ان کا ادب کرتی تھی، ملائے مذکور نے اپنی تمام عمر افتادہ درس و تصنیف میں گزار دی، زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، یکم ربیع الاول ۱۰۰۵ھ ر ۱۶۹۳ء میں فوراً انوار (شرح منار) کلمنی شروع کی اور ۷ ر جمادی الاول ۱۰۰۵ھ ر ۱۶۹۳ء میں مدینہ منورہ میں بغیر کسی کتاب کی مدد کے ختم کر دی۔ ان کی مشہور تصنیفات میں سے آیات احکام کی شرح میں تفسیر امجدی ہے۔ ۱۱۳۰ھ ر ۱۷۱۸ء میں دہلی میں وفات پائی ان کی نعش اشعری میں دفن ہوئی۔ (۲) طالب اللہ شراہ و جعل الجنۃ شواہد (۳)

حرف الحاء المہملہ

(۱۲۴) میاں حاتم سنبھلی

میاں حاتم سنبھلی، شیخ عزیز اللہ تلمیذ سنبھلی کے شاگرد و مرید تھے، اپنے زمانہ میں جامع حیثیت کے مالک تھے، خاص طور سے علم کلام، اصول اور عربی ادب اور فقہ میں بے نظیر تھے، صاحب ریاضت متقی اور پربہزگار تھے، کہتے ہیں کہ شرح منار و مطوں کو بسم اللہ کی ب سے تمت کی تک (از اول تا آخر) چالیس مرتبہ پڑھا، اسی طرح دوسری کتابوں کو قیاس کرتا چاہیے۔ جب علاء الدین دہلی نے اپنی تصنیف حاشیہ عقائد نسفی (۲) کو بڑے دعوے کے ساتھ میاں صاحب کے سامنے پیش کیا تو میاں صاحب نے اس کے معاملہ کے بعد ایک ہار یکیاں یوں فرمائیں کہ ملا علاء الدین کو جواب نہ بن پڑا، حاصل کلام یہ ہے کہ ستر سال تک مسند ارشاد و افتادہ پر متمکن رہے۔ ۹۶۸ھ ر ۱۵۶۰ء میں انتقال ہوا۔ (۲۶)

(۱۲۵) حافظ کوکی

حافظ کوکی، تاشکندی حافظ کے نام سے مشہور تھے، دانشمند متبحر تھے، عربی ادب میں خاص طور سے ملا عصام الدین اسراہیلی کے شاگرد تھے، تمام علوم سے خوب واقف تھے، ان سے (مخلوق کو) بہت نفع ہوا، سپاہی وضع رکھتے تھے۔ ۹۷۷ھ ر ۱۵۶۹ء میں ہندوستان آئے اور اکبر بادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوئے، بادشاہ کے حضور میں تفسیر (۱) سورہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی، قریب چالیس ہزار روپیہ انعام ملا، سبغات کے راست سے حرمین شریفین گئے۔

(۱۲۶) حاجی محمد کشمیری

حاجی محمد کشمیری (۱) بہران کے رہنے والے تھے، ان کے ایک بزرگ، سید علی بہرانی کے ہمراہ کشمیر میں سفر متیم ہو گئے تھے، حاجی محمد وہیں پیدا ہوئے، دہلی میں آکر

علم و فضل حاصل کیا۔ کثر علوم میں درجہ کمال کو پہنچے، فقر و عبادت میں زندگی گزارتے تھے اور امور دنیا سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ بروز پنجشنبہ (۱) ۸ صفر ۱۰۰۶ھ ر ۱۵۹۷ء کو وفات پائی۔ ان کے انتقال کا مادہ تاریخ وفات "لوز ویم بود از شہر صفر" ہے۔ (۶۶)

(۱۲۷) شیخ حبیب اللہ قنوجی

شیخ حبیب اللہ 'شہر قنوج کے مشائخ کبار میں سے تھے' مروجہ علوم و رسمہ کے عالم اور مولوی علی اصغر قنوجی کے معاصر تھے، سلوک و تصوف میں انتہائی مشفق و کمال رکھتے تھے اور زیادہ تر مخلوق خدا کے ارشاد و ہدایت میں مصروف رہتے تھے، جواہر خمسہ 'تذکرۃ الاولیاء' روایت النبی، انیس العارفین اور الفاضل فی الفتا ان کی لعیف تصنیفات سے ہیں 'شاہ عبدالجلیل الہ آبادی سے بیعت اور ارادت رکھتے تھے (۱) ۱۰۳۰ھ ر ۱۷۲۷ء میں قنوج میں انتقال ہوا اور اپنے بارغ میں دفن ہوئے۔ (۶۶)

(۱۲۸) ملا حبیب اللہ فرنگی علی

ملا حبیب اللہ فرنگی علی، بن ملا حبیب اللہ بن ملا احمد عبدالحق بن ملا محمد (۱) سعید بن ملا قطب الدین الشہید اساموی، اکثر کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی ملا محمد حسین سے دور ان میں سے بعض اپنے چچا ملازہ عبدالحق سے پڑھیں، بڑی کتابیں ملا احمد حسین سے پڑھیں، معقولات کی تفصیل ملا محمد حسن کی خدمت میں کی۔ فتداں معاش کی وجہ سے درس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ (۶۶) ۶ ر ذی قعدہ ۱۲۳۶ھ ر ۱۸۱۱ء کو فوت ہوئے۔ ان کی رحلت کی تاریخ "شہر صفر بریں حبیب اللہ" سے نکلتی ہے۔

(۱۲۹) مولانا حسام الدین مانک پوری

مولانا حسام الدین بن مولانا خوجہ ابن مولانا جبار الدین، شیخ نواب قطب عالم پنڈو کے مرید و خلیفہ تھے اپنے وقت کے سرکردہ مشائخ میں شریعت و طریقت کے عالم تھے، ان کے مملوغات ہیں جن کا نام "رفیق العارفین" ہے جو ان کے ایک مرید نے جمع کئے ہیں۔ (۶۶)

(۱۳۰) حکیم حسن گیلانی

حکیم حسن گیلانی، حاذق اور مشہور حبیب تھے، اگرچہ علم میں ایسے (مشہور) نہ تھے لیکن اخلاق اور اچھے اوصاف سے موصوف تھے۔ ۳ ر محرم ۱۰۰۳ھ ر ۱۵۹۵ء کو فوت ہوئے۔ (۶۶)

(۱۳۱) شیخ حسن بن طاہر جون پوری

شیخ حسن کے والد شیخ طاہر ملتان سے تفصیل علم کی فرض سے ان اطراف (پورب) میں آئے اور بہت دنوں شریبہ میں رہے، شیخ بدہ قدنی سے تحصیل علم کی، بھاری میں ان کے بیٹے شیخ حسن پیدا ہوئے، شباب میں تفصیل علم کے ساتھ (شیخ حسن کو) طلب حق کا جذبہ غالب ہوا، راجی حامد شاہ مانک پوری کے مرید ہوئے۔ شیخ حسن کے علم سلوک و توحید میں کئی رسالے ہیں، ان میں سے ایک کتاب علم سلوک میں مدح اخیض ہے۔ شیخ حسن مشائخ جون پور سے تھے۔ سلطان سکندر ہودی کے زمانہ میں اس کی درخواست پر جون پور سے دہلی پہنچے اور کوٹک بیٹے منزل میں جو سلطان محمد تغلق کے قلعہ کے برج کا نام ہے، اہل و عیال کے ساتھ ٹھہرے، وہیں ۲۳ ر ربیع الاول ۹۰۹ھ ر ۱۵۰۳ء کو وفات پائی۔ ان کی قبر اور ان کی اوداد کی اکثر قبریں وہیں ہیں۔ علیہ الرحمۃ (۶۶)

(۱۳۲) حسن علی موصلی

حسن علی موصلی، شاہ فتح اللہ کے شاگرد رشید تھے، جس سال کامل فتح ہوا اسی سال اکبر بادشاہ کی خدمت میں پہنچے اور بڑے شہزادے کی تعلیم پر مامور ہوئے، کچھ دنوں شیخ ابوالفضل نے بھی ان سے خفیہ طور سے فن ریاضی و طبیعیات و جہد علوم حکمت کی تعلیم پائی اور علوم کے نکات و غوامض ان سے حل کئے، کچھ مدت کے بعد (حسن موصلی) ملازمت ترک کر کے گجرات پہنچے، وہاں مرزا نظام الدین حمد در ان کے بیٹے محمد شریف نے ان سے علوم عربیہ و حقیقہ میں استفادہ کیا اور وہ درجہ کمال پر پہنچے، کچھ زمانے کے بعد ابوالفضل وغیرہ مقربان (شاہی) نے ان کے کمالات و فضائل کا

کچھ ذکر بادشاہی محفل میں کیا تو ان کی طلبی کا فرمان جاری کیا گیا۔ صاحب ترجمہ (حسن علی موصلی) لاہور پہنچے۔ کورنش کے وقت ان کو (رسم) سجدہ کی پابندی کرنی پڑی، اس بات سے وہ آزرده دہ ہو کر ۹۹۸ھ ر ۹۰-۱۵۸۹ھ میں اپنے وطن (موصل) واپس چلے گئے۔ (۵۶)

(۱۳۳) مرزا حسن علی صغیر محدث لکھنوی

مرزا حسن علی صغیر لکھنؤ کے محدثی گنج میں رہتے تھے، میرک جمال الدین نقب اور مرزا کے عرف سے مشہور تھے۔ ملوی سادات تھے اپنے کو ہاشمی لکھتے تھے، سند حدیث مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے حاصل کی، سیکڑوں اشخاص نے ان سے علم حدیث میں استفادہ حاصل کیا۔ سیدی مولوی ابوالخیر محمد معین الدین مشدی انکڑوی نے ان سے سند حدیث حاصل کی، رسالہ نعلتہ المشتاق فی انکاح و العداق ان کی تصنیفات میں مشہور ہے، ایک کتاب برہان الخفاصت اور فتاویٰ فارسی زبان میں ان سے منسوب ہیں، بعض کہتے ہیں کہ شافعی مذہب رکھتے تھے۔ فاضل غلام علی سندیلوی مولف تاریخ جدیدہ نے ۱۲۲۶ھ ر ۲-۱۸۸۱ھ میں بمقام ہاندہ ان سے استفادہ کیا۔ نصیر الدین حیدر بادشاہ دودھ کے آخر عہد میں لکھنؤ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ سنی اللہ ثرا۔ (۵۷)

(۱۳۴) مرزا حسن علی کبیر محدث لکھنوی

مرزا حسن علی کبیر لکھنؤ کے محدث محمود مگر کے رہنے والے تھے اور مولوی حیدر علی سندیلوی کے شاگرد تھے۔ (۵۸)

(۱۳۵) مولانا حسن صفائی لاہوری

مولانا حسن صفائی ابن محمد بن حسن بن حیدر صفائی، صفائی بہ صلوٰۃ مملوہ و غیر معجمہ ایضاً کا معرب ہے، باوراء ماتم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے ان کے بزرگ وہاں سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے مولانا حسن ۱۵ صفر ۱۲۵۷ھ ر ۱۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ اپنے والد سے تحصیل علم کی۔

مولانا موصوف قیہ کمال، محدث عالم ربانی، اور واقف احکام و معانی تھے۔ ۶۹۵ھ ر ۱۹-۱۳۱۸ھ میں بھادو گئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ اور بے شمار علوم میں اچھی کتابیں تصنیف کیں اور وہیں لغت کی کتاب "کتاب العباب" کی تکمیل سے پہلے ۶۵۰ھ میں وفات پائی۔ اپنی وصیت کے مطابق اسی سال مکہ معظمہ میں دفن ہوئے۔ ان کی مشہور تصانیف سے مندرجہ ذیل کتابیں ہیں۔ لغت میں شرح القادہ السمیعہ فی توضیح الدریدہ، کتاب لافعال، کتاب العروض، مشارق الانوار، مصباح الدقی، الخس المبرق، شرح البحری، درۃ السموات و شرح درۃ الصحب و در علم حدیث، کتاب القرائن، کتاب العباب (ماتم) وغیرہ (۵۹)

(۱۳۶) امیر حسن بن علاء مجری دہلوی

امیر حسن مجری اپنے زمانہ سے نضاء میں دیگر (طلحدہ) عزت و مقام رکھتے تھے اور (اس کے ساتھ ساتھ) شیخ نظام الدین اولیاء کے مریدوں میں شیخ سے قربت و عنایت کی امتیازی خصوصیت رکھتے تھے، حسن معتمد، صفائے رموز اور تمام حمیدہ اچھی صفات میں بگناہ روزگار تھے۔ تصوف کی خوبیوں کے مالک اور امیر خسرو کے مصاحب و معاصر تھے۔ غیاث الدین بلخ کی مدح میں ان کے قصیدے ہیں۔ امیر خسرو کے کلام میں سلطان مذکور کی مدح کمتر ہے، امیر حسن کی ایک کتاب فوائد افواہ (۱) ہے۔ اس میں شیخ نظام الدین قدس سرہ کے ملفوظات جمع کئے ہیں، کتاب مذکور الفاظ کی متانت اور معانی کی لطافت کے اعتبار سے شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے مریدوں اور خلفاء کے درمیان مثل ایک دستور کے رہی ہے۔ (۶۰)

(۱۳۷) مولوی حسین علی سندیلوی

مولوی حسین علی سندیلوی، ولد غلام مرتضیٰ اصل میں قصبہ صفی پور کے رہنے والے تھے، مخدوم عبدالصمد عرف شاہ صفی، صفی پوری کی بہن کی اولاد میں تھے، ان کا سلسلہ نسب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہے۔ والدہ کے سلسلہ کے بزرگ چارپشتوں سے قصبہ سندیل میں رہتے ہیں۔ مولوی حسین علی ۱۲۴۰ھ ر ۲۵-۱۸۲۳ھ

میں سندیلہ میں پیدا ہوئے، اپنے والد نیز صائے فرنگی محل کی خدمت میں فارسی و عربی کی کتابیں پڑھیں اور فراغ حاصل کیا، طلباء کے افادہ میں مشغول ہو گئے۔ دیوان اشعار فارسی، شرح چل کاف اور سہ نامہ منظوم ان کی تصنیفات ہیں۔ سلسلہ قادریہ میں شاہ محمد احسن سرہندی بختیار گھری (۱) کے مرید و مجاز سلسلہ قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں بیعت لینے شاہ خادم صفی، صفی پوری کی طرف سے مجاز بنائے گئے۔ سلمہ اللہ والقاء۔

(۱۳۸) سید حسین شاہ

سید حسین شاہ، حقیقت محض رکھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ فضائل و کمالات میں خود بادشاہ تھے، مدراس کے رئیس کے یہاں میرنشی کا منصب رکھتے تھے، ان کی تصانیف بہت ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب خزینۃ الامثال ہے۔ اس میں عربی و فارسی اور ہندی کے امثال ۱۲۱۵ء ر ۱۸۰۰ء میں جمع کئے ہیں۔ کتاب مذکور کے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ خزینہ صاف عربی، فارسی اور ہندی امثال کے سکوں سے مجرا ہے۔ اس لیے اس کا دیباچہ تینوں زبانوں میں لکھا ہے اور اس کے اختتام میں تینوں زبانوں کے اشعار میں اس کی ماریج لکھی ہے۔

میں	انتم	اہلہ	النساء
استمعنا	ہم	خویشام	کہ
سال	تاریخ	ہم	کمال
ہم	فراموش	ہم	کمال
کر	خزینہ	سے	ساختہ
بولا	ہاتف	"مخبریتہ"	الامثال

(۱۳۹) خواجہ حسین ناگوری

خواجہ حسین ناگوری، شیخ حمید الدین ناگوری کی اولاد میں سے ہیں، شریعت و طریقت و تصوف کے جامع و در شیخ کبیر کے مرید تھے۔ گجرات میں ایک مدت تک اپنے

ہجرت کی خدمت میں رہے اور علوم کسی و دینی حاصل کیے۔ پھر اپنے وطن کو واپس آئے، ان کی تصنیفات سے تفسیر نور الہی ہے کہ قرآن کریم کے ہر جزو (سیپارہ) کو عرصہ لکھا ہے، حل تراکیب اور معانی قرآن کو جو تفسیروں میں بیان ہوئے ہیں مفصل طور سے حل انداز میں بیان کیا ہے اور مباح کے عنوان ٹاٹ کی ایک شرح لکھی ہے، رسائل و مکتوبات بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ شیخ احمد غزالی کی سوانح کی شرح بھی کی ہے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خواجہ معین الدین چشتی جہیری کے قمر کے ادب و عمارت روضہ کی بیٹا رکھی، وہ علوم دین کی تعلیم اور ارہاب یقین کی تلقین میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت رکھتے تھے، کمر باغ اور کنواں، جو کچھ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کر کے سب کو وقف کر دیا تھا، ۹۹۶ھ ر ۹۹۱-۱۳۹۵ء میں انتقال ہوا۔ رحمت اللہ علیہ (۵۶)

(۱۴۰) ملا حسین ہروی

ملا حسین ہروی، شیخ رکن الدین علاء الدین سمنانی کے بیٹوں میں سے ہیں۔ علوم معقول میں مولانا عصام الدین اور طافی کے شاگرد تھے۔ علوم شرعی میں خاتم العلماء والمحمد میں شیخ ابن حجر مکی کی شاگردی اختیار کی۔ شعر، انشاء، مناجات، بدیع، حسن تقریر، فصاحت، بلاغت، عرفات اور طائف میں بے نظیر تھے۔ فارسی اشعار کا دیوان مکمل کیا، اکبر بادشاہ نے سنگھاسن بقی کو منظوم کرنے پر مامور کیا تھا مگر یہ کتاب مکمل نہ ہو سکی کہ ۹۷۹ھ ر ۹۷۷-۱۵۷۱ء میں وہ ہندوستان سے رخصت لے کر عازم وطن ہوئے۔ کابل کے نزدیک پہنچے تھے کہ انتقال ہو گیا، شیخ فیضی نے جو ان کا تربیت یافتہ تھا لفظ "وام ظلہ" ۹۸۰ھ ر ۹۷۷-۱۵۷۲ء سے تاریخ وفات نکالی ہے۔ (۵۷)

(۱۴۱) مولوی حسین علی قنوی

مولوی حسین قنوی، ابن مولوی عبدالباق قنوی، اپنے والد کے شاگرد تھے اپنے باپ کی زندگی ہی میں طلباء کے درس و افادہ میں مشغول ہو گئے۔ مشکل مینیون کے بیان میں "تربن المتعلم" ان سے یادگار ہے۔ اپنے والد کے انتقال کے پانچ دن بعد

۲۲ سال کی عمر میں ۸۲۳ھ میں فوت ہوئے۔ (۵۶) بواہ اللہ نے دارالعلوم

(۱۲۲) مولانا حسین احمد طبع آبادی

مولانا حسین احمد بن شاہ علی احمد بن شاہ علی احمد ان کے والد سرہند سے کھنٹو
آئے اور کھنٹو کے قریب قصبہ طبع آباد میں مقیم ہو گئے۔ صاحب ترجمہ (مولانا حسین
احمد) ۲۵ صفر ۱۲۴۰ھ ر ۱۷۸۶ء میں طبع آباد میں پیدا ہوئے۔ مولوی ظہور اللہ کھنٹوی
مولوی عبدالرحیم کھنٹوی 'مرزا حسن علی محدث صغیر ساکن کھنٹو محدثی گنج (۱) مولوی
سید مخدوم کھنٹوی 'مولوی نور الحق کھنٹوی' مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی 'شیخ عمر محدث
کلی' حکیم محمد صادق فیض آبادی اور مولوی حیدر علی سندیلوی سے علوم مروجہ کی
تحصیل کی۔ پیشہ درس عبادت اور ارشاد طالبان میں مشغول رہے اور تصنیفات کی
طرف کم متوجہ ہوئے۔ رسالہ جواز قرأت فاتحہ خلف امام رسالہ در بیان بیعت شرح
رسالہ مولوی رفیع الدین دہوی در بیان وجود تصوف میں کچھ رسالے اور علیہ نبوی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تصنیفات سے صفات زندہ پر یادگار (۲) ہیں۔ ۳۰
رمضان ۱۲۷۵ھ ر ۱۸۵۹ء میں فوت ہوئے اور اپنے والد کے قریب موضع دودھیا
(متصل طبع آباد) کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ (۵۷)

(۱۲۳) مولوی حفیظ اللہ فرنگی علی

مولوی حفیظ اللہ فرنگی علی بن ملا حبیب اللہ بن ملا حبیب اللہ فرنگی علی مولوی
دلی اللہ کے چھوٹے بھائی نہایت ذہین و زکی تھے بڑی محنت اور توجہ سے کتب درسیہ
کی تحصیل کی۔ کھنٹو کے بادشاہ کی سرکار کی طرف سے فیض آباد کی عدالت میں
جلوسہنگی کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اسی حالت میں طلباء کو درس دیتے تھے۔ ۲۰ ربیع
الثانی ۱۲۷۹ھ ر ۱۸۶۳ء میں انتقال ہوا۔ (۵۸)

(۱۲۴) حکیم الملک گیلانی

حکیم الملک گیلانی کا نام شمس الدین تھا علم حکمت و طب میں اپنے زمانے کے
جانیئوس اور مسیح تھے۔ اکبر بادشاہ کے ملازم 'بندگان خدا' کے خیر خواہ اور آشنا میور

تھے 'پیشہ طلباء کو درس دیتے اور ان کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے' لوگوں کے مکان پر
کم جاتے تھے۔ ۹۸۸ھ ر ۱۵۸۰ء میں زیارت حرمین شریفین کو گئے اور وہیں سفر آخرت
پیش آیا۔ (۵۹)

(۱۲۵) حکیم دانا سیالکوٹی

حکیم دانا سیالکوٹی کا نام ملا محمد صادق ابن مولانا کمال الدین سیالکوٹی ہے۔ علوم
مقلدہ و نقلیہ کے جامع تھے۔ جب نور الدین محمد جوگیر بادشاہ نے ان کے کمال کا شہرہ
سنا تو ان کو اپنی محفل خاص میں جگہ دی جب بھی علماء اہل سنت و تشیع کے درمیان
مباحث ہوتا تو وہ اہل سنت کی طرف سے مناظرہ کرتے اور جواب دیتے اور ملا حبیب
اللہ شیدہ کو خاموش کر دیتے۔ وفات کے بعد اپنے مکان میں جو محلہ جمالہ میں تھا دفن
ہوئے۔ (۶۰)

(۱۲۶) مولوی حمد اللہ سندیلوی

مولوی حمد اللہ سندیلوی ولد حکیم شکر اللہ ولد شیخ دانیال ولد پیر محمد صدیقی ملا نظام
الدین بن قصب الدین شہید (۱) سالوی کے ارشد تلامذہ سے تھے 'علم عامل اور
طبیب حاذق تھے' قصبہ سندیلہ (مضاف کھنٹو) میں ایک بڑا مدرسہ جاری کیا۔ بادشاہ
وقت کی پیشہ کی طرف سے مدرسہ کے مصارف کے لیے چند دہسٹ بطور معافی (جن
کا لکھن معاف ہوتا تھا) دیئے گئے (۶۱) انھوں نے اپنی تمام عمر طلباء کے درس و
افتادہ میں صرف کی 'بادشاہ دہلی کی طرف سے فضل اللہ خاں کا خطاب تھا' نواب ابو
المصنوع خاں صوبہ دار اودھ ان کا دستار بدل بھائی تھا' بہت سے مشہور علماء و فضلاء
نے ان کے سایہ دامن میں تربیت پائی ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) قاضی احمد علی سندیلوی داماد صاحب ترجمہ

(۲) مولوی احمد حسین کھنٹوی

(۳) ملا باب اللہ چنوری

(۴) مولوی محمد اعظم قاضی زادہ سندیلہ

(۵) مولوی عبداللہ ابن مولوی زین العابدین مخدوم زادہ منوطیہ

مولوی حمد اللہ کی مندرجہ ذیل تصانیف مشہور و متداول ہیں۔ شرح تصدیقات
سہم العلوم معروف بہ حمد اللہ، حاشیہ شمس ہانڈہ، حاشیہ صدرا و شرح زیۃ الاصول عالی
(۴)۔ ان کی وفات دہلی میں ۱۲۹۰ھ ر ۱۸۷۷ء میں ہوئی اور حضرت قطب الدین اوشی
قدس سرہ کے غریب و جنوب میں دفن ہوئے۔ غفر اللہ لہ۔ (۵۶)

(۱۲۷) قاضی حمید الدین ناگوری

قاضی حمید الدین ناگوری، شمس الدین التمیم بادشاہ کے زمانہ میں تھے۔ ان کا
سم مبارک 'محمد بن عطاء' ہے، ہندوستان کے قدیم مشائخ میں سے تھے، علم ظاہر و باطن
میں کامل تھے۔ شیخ شہاب الدین سروروی کے مرید و فیض تھے۔ لیکن ان کے مشرب پر
وجد و سماع غالب رہا۔ اس میں زیادہ غلو تھا۔ ان کی تصنیفات بہت ہیں۔ مشق و
دور کے ساتھ بات کرتے تھے، اسماء حسنی کے بیان میں طوابع شمس ان کی تصنیف
ہے۔ ۶۰۵ھ ر ۱۲۰۸ء میں انتقال فرمایا۔ (۵۷)

(۱۲۸) شیخ حمید الدین الصوفی

شیخ حمید الدین، السیدی ناگوری اسوالی کی کنیت ابو احمد اور لقب سلطان
الارکین ہے۔ خواجہ بزرگ معین الدین بھڑی (بھڑی) اجیری کے بڑے خفہاء میں
تھے۔ عدائے صوفیاء میں بزرگ تھے۔ عشرہ مشہور میں سے سعید بن زید کی اولاد میں
تھے۔ عمر طویل پائی، وہ پچیسے مولود تھے جو دہلی کی فتح کے بعد مسلمانوں کے یہاں پیدا
ہوئے اور حضرت خواجہ معین الدین کے زمانے سے شیخ نظام الدین اولیاء کے اواخر
زمانہ تک زندہ رہے، ان کی تصنیفات بہت ہیں۔ ان میں سے نسخہ اصول الترقی بہت
مشہور ہے۔ ان کی وفات ۲۹ ر ربیع الثانی ۶۷۳ھ ر ۱۲۷۴ء میں ہوئی۔ قبر ناگور میں
ہے۔ سوانی ناگور کا ایک گاؤں ہے اور ناگور مارواڑ کے علاقہ میں ایک شہر ہے۔ (۵۸)

(۱۲۹) مولانا حمید قلندر دہلوی

مولانا حمید قلندر دہلوی ایک فاضل شاعر اور شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید تھے

اور شیخ کے بعض خفہاء کی صحبت میں جو کچھ اس کی قابلیت اور استعداد کے لائق تھا
استفادہ کیا۔ اول مولانا برہان الدین غریب کی خدمت میں رہے اور ان کے جملہ
ملفوظات کو جمع کیا اور اس کے بعد شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں پہنچے اور ان کے
ملفوظات کو بھی جمع کیا۔ اس کا نام "خیر النجاس" رکھا اس کی تالیف کا آغاز ۷۵۵ھ
۱۳۵۴ء میں اور اس کا اتمام ۷۵۶ھ ر ۱۳۵۵ء میں ہوا۔ (۵۹)

(۱۵۰) شیخ حمید سنہلی

شیخ حمید سنہلی قرآن کریم کی تفسیر میں علامہ زمان اور یکتائے دوراں کی حیثیت
سے معروف اور فرقان حمید کی نکتہ سنجی میں مشہور تھے۔ انہوں بادشاہ ان کا بہت معتقد
تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ ہندوستان کے دوبارہ فتح کرنے کے زمانہ میں انہوں بادشاہ کے
استقبال کی غرض سے کابل (۱۱۵۵ء) گئے۔ بادشاہ ان سے بہت اعتقاد رکھتا تھا۔ ایک
دن بادشاہ سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ اسے بادشاہ! میں نے تمہارے تمام لشکر کو
رائسی دیکھا، بادشاہ نے پوچھا کہ شیخ یہ کیسے کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ہر جگہ
تمہارے سپاہیوں کا نام بار علی، کنش علی اور حیدر علی پڑا اور کسی شخص کو نہیں دیکھا
کہ دوسرے یاران پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر اس کا نام ہو، بادشاہ کو غصہ
آگیا، اس کے ہاتھ میں جو قلم تھا اس کو زمین پر پھینک دیا اور کہا کہ خود میرے دادا کا
نام عمر شیخ ہے اور میں کچھ نہیں جانتا (یہ کہہ کر) اللہ اور حرم سرا میں چلا گیا پھر واپس
آیا، ملا مت و در محبت سے شیخ کو اپنے حسن عقیدہ پر اطلاع دی۔ اس حکایت کا نتیجہ
(ظاہر کرتا ہے) اہل سنت میں شیخ حمید کی عصمت اور انہوں بادشاہ کی خوش خلقی اور
خوش عقیدگی و عبادت اللہ تعالیٰ (۶۰)

(۱۵۱) قاضی حمید الدین دہلوی

قاضی حمید الدین دہلوی، عمدة اصماء اور قدوة اخفاء تھے، ساری عمر درس میں
صرف کردی۔ ان کی تصنیفات سے ہدایت اللہ کی شرح مشہور ہے۔ (۶۱)

(۱۵۲) حمید الدین نارنولی

حمید الدین نارنولی، صوفی عالم تھے دلائل الخیرات کی شرح تیسرا لہرکات ان کی تالیف ہے اس میں (مختلف فنون کے) (۱) متن کے اختلافات کو بیان کیا ہے۔

(۱۵۳) ملا حیدر کشمیری

ملا حیدر کشمیری، ابن خواجہ فیروز، سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اول علماء وقت مثلاً بابا قصبہ الدین اور جوہر ناتھ سے استفادہ کیا اس کے بعد کشمیر سے دہلی پہنچے اور شیخ الحدیث دہلوی (شیخ عبدالحق دہلوی) کی خدمت میں فقہ، حدیث اور تفسیر کی تکمیل کر کے کشمیر واپس آئے وہاں کے حاکم نے ہرچند اس شہر (۱) کے عمدہ قضا کے لئے کہا۔ لیکن انھوں نے اس منصب سے انکار کر دیا، ان کا انتقال ۱۰۵۷ھ ر ۱۲۴۳ء میں ہوا۔ (☆)

(۱۵۴) قاضی حیدر کشمیری

قاضی خاں خطاب تھا۔ کشمیر کے مشہور قیصر اور نامور عالم تھے۔ ملا عبدالرشید زرگر کے شاگرد تھے۔ عسرت معاش کی وجہ سے وطن مالوف چھوڑ کر محی الدین محمد اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور سیادت خاں صدر الصدور کے توسط سے بادشاہ کی خدمت میں پہنچے، پہلے شہزادوں (۱) کی تعلیم پر مقرر ہوئے اس کے بعد دہلی کے قاضی ہوئے، بادشاہ ان کے عدل و ریاست سے بہت خوش ہوا، ان کو قاضی خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ۱۱۳۱ھ ر ۱۷۱۹ء میں مرض اسہال میں ملک دکن میں ان کا انتقال ہوا۔ نقشب کشمیر ماکر شہر کے باہر پتہ پورہ کے باغ میں دفن کی گئی۔ (☆)

(۱۵۵) مولوی حیدر علی سندیلوی

مولوی حیدر علی سندیلوی، ابن مولوی محمد اللہ سندیلوی، اپنے والد ماجد اور قاضی احمد علی سندیلوی کے شاگرد تھے، اپنے والد کے شاگرد ملا باب اللہ جون پوری سے

تحفیں کی تھیں، عالم متبحر، طیب حافظ اور شاعر تھے، ان کے مشہور شاگردوں میں قاضی ارتضیٰ علی خاں گوبندوی، مولوی دمدار علی لکھنوی، مجتہد شیعہ مولوی سید محمد سپر مولوی دمدار علی، مولوی نور اللہ فرنگی علی، حافظ غلام میر سندیلوی، مولوی احمد بخش سندیلوی، مولوی نجف علی، قاضی جلال الدین سیونی، مولوی محمد علی بدایونی، حاجی امین (۱) الدین کاکوروی، مولوی اعجاز الدین سندیلوی، مولوی حسین احمد طبع آبادی، مرزا حسن علی محدث کبیر ساکن لکھنؤ (۲) محلہ محمود نگر اور مولوی رحیب علی چڑیا کوٹی ہیں، حاشیہ میرزاہد، تعلیقات میرزاہد ملا جلال، تعلیقات شرح مسلم مولوی محمد اللہ، اور تلمذہ شرح مسلم مولوی محمد اللہ (۳) (اتمام) ان کی مشہور تصنیفات ہیں۔ ۶ رجب ۱۳۲۵ھ ۱۹۱۰ء میں وفات پائی اور اپنے باپ کے مدرسہ کے صحن میں دفن ہوئے۔ صلیہ الرحمہ و الغفران۔

(۱۵۶) مولوی حیدر علی رام پوری

مولوی حیدر علی رام پوری، نے پسرے مولوی عبدالرحمان قستانی دکنی (دکنی) اور پھر مولوی محمد جیلانی رام پوری سے علم حاصل کر کے تحفیں صوم کی۔ مولوی محمد جیلانی (☆) کی بیٹی کے ساتھ شادی ہوئی۔ علم طب میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ نواب احمد علی (☆) خاں کے آخر زمانہ میں ٹونک گئے وہاں اعزاز و مرجعہ پایا، کہتے ہیں کہ علم حدیث کی سند مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے پائی، ٹونک میں درس و طبابت کرتے تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ ان کی وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہے، ان کی تالیفات سے صلیتہ الاناس عن دوستہ الناس اردو میں اور رسالہ ریح الہدین فارسی میں مشہور ہیں۔ (☆☆☆)

(۱۵۷) مولوی حافظ حیدر علی فیض آبادی

مولوی حافظ حیدر علی فیض آبادی، علم من علوم اور کلام میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ خصوصاً ہمارے زمانے میں شیعوں کے ساتھ مناظرہ کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، زیادہ تر فریق مخالف (۱) کی کتابیں ان کے پیش نظر رہتی تھیں۔ ان کی عمر

بچھتر سال سے زیادہ ہوئی۔ قریب پانچ سال ہوئے کہ حیدر آباد دکن میں وہاں کے نواب کی ملازمت میں دو سو روپے مشاہرہ (۲) پاتے تھے، حیدر آباد ہی میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ اب ان کے بیٹے وہاں ملازم اور موجود ہیں۔ مندرجہ ذیل تصنیفات کے علاوہ دوسری کتابیں بھی تمام یا ناقص شیعوں کے رد میں ان کی تصانیف ہیں۔

تصنیفات :-

مختصر الکلام، رسالہ در نکاح ام کلثوم، نصارة العمس عن شادة الصنین، کاشف البشام عن تدلیس الحتمہ، التعمق، ازاہ، النیس عن بصارة لیسین (سہ جلد) الدایت الی ملہ علی عن اخرن من الی بیت افامہ، رویت الثعالب و الغریب فی انشاء رکاتیب، رسالہ در بیت مرتضیٰ (۱۵۶)

حرف الخاء المعجمہ

(۱۵۸) خان خاتون دہلوی

اس کا نام عبدالرحیم پر محمد حرم خاں خان خاتون ہے۔ (۱) ۱۳ صفر ۱۱۶۳ھ ر ۱۷۵۶ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ قابلیت و استعداد میں ممتاز اور یککائے روزگار تھے۔ فارسی، ہندی اور سنسکرت زبان میں خوب اشعار کہتے تھے۔ واقعات ہابری (۲) ان کی تصانیف سے ہے۔ ۷۲ سال کی عمر میں ۱۱۳۲ھ ر ۱۲۳۲-۳۳ میں روات پائی اور دہلی میں دفن ہوئے۔ (۱۵۶)

(۱۵۹) مولوی خادم احمد فرنگی علی

مولوی خادم احمد فرنگی علی بن مولوی محمد حیدر بن مولوی محمد عین فرنگی محل (۱) کی مسجد میں مجلس و خطا اپنے بزرگوں کے طریقہ پر معتقد کرتے تھے اور ان کے وعظ سے فرنگی محل کی رونق تھی، اپنے والد مولوی محمد حیدر مرحوم کے مرید تھے۔ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں مولوی امیرالدین علی امینوی مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ہونمان گڑھی کے پیرایوں کے مقابلہ کے لئے ۱۳۷۱ھ ر ۱۸۵۳ء میں کربستہ ہوئے تھے تو دوسرے درپرست علماء کے ساتھ انہوں نے بھی نواب نقی علی خاں کے اشارہ پر مولوی امیرالدین علی کو فہمائش کی۔ اسی زمانہ میں ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں مولوی خادم احمد سنت کے اترنے کے مرض میں مبتلا ہوئے اور ۳ ذی الحجہ کو بوقت ظہر ان کی روح پر فتح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ (۱)

قطعہ تاریخ رحلت مولوی خادم احمد فرنگی علی

(۱) از منشی الخاف حسین، منشی خزانہ سلطانی (کستور)

دریں مقام سرانے فانی نہ کعبہ و نے کشت باشد
نہ طفل باشد نہ پیر باشد نہ خوب باشد نہ دشت باشد

(۱۶۰) مولوی خرم علی ہاشموری

(۲۴) امیر خسرو دہلوی

امیر خسرو دہلوی، نامور شعراء کے بادشاہ، معرفت شعار (۱) صوفیاء کے سردار اور علوم ظاہر و باطن کے جامع تھے وہ "سلطان الشعراء" اور "برہان الفضلاء ہیں" ان کا نام ابوالحسن ابن امیر سیف الدین محمود ہے۔ ہزارہ مخ کے امیر زادوں میں سے تھے۔ قصبہ موئن آباد عرف پٹیالی میں پیدا ہوئے۔ اشعار سب دار چار لکھ سے زیادہ ہیں اور مشہور ہے کہ خانوے کتابیں انہوں نے نظم میں لکھی ہیں۔ ان میں سے تعلق نامہ (۲) اور قرآن امجد ہیں، قرن السعدین ناصر الدین بخر خان حاکم بنگال اور اس کے بیٹے معز الدین کیستار بادشاہ دہلی کی ملاقات کی داستان ہے۔ وہ اپنے شیخ مولانا شیخ نظام الدین اولیاء سے فتاویٰ الشیخ کی نسبت رکھتے تھے، اپنے پیر کے انتقال کے چھ ماہ بعد شب جمعہ ۸/ ۱۸ (۲) شوال ۷۲۵ھ، ۱۳۲۵ء میں فوت ہوئے اور دہلی میں اپنے مرشد کے در قدم دفن ہوئے۔ (۵۲)

(۱۴) مولانا خواجہ مانگ پوری

مولانا خواجہ مانک پوریؒ مولانا حسام الدین مانک پوری کے والدؒ دانشمند (☆) متبر اور پرہیزگار تھے۔ فقر بہت برداشت کرتے تھے ایک مرتبہ تین لافٹے ہو چکے تھے کہ ایک مھس لٹوی پوچھنے آیا اور کچھ سوتا بھی لیا۔ انہوں نے وہ سوتا واپس کر دیا۔ گھر والے ناراض ہوئے۔ مطرب کا وقت ہوا۔ ملک عین الدین مانک پوری میں آئے ہوئے تھے۔ ایک دعا پڑھ رہے تھے۔ اس میں ایک لفظ مشکل آیا۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی عالم ہے بتایا گیا کہ مخدوم مولانا خواجہ دانشمند ثانی ہیں ان کو بلا کر وہ غلط حل کیا۔ ملک عین الدین نے اسی قدر سوتا جتنا لٹوی پوچھنے والا لایا تھا اور اس کے علاوہ جامہ اور کھانا بھی پیش کیا۔ انہوں نے اس کے بعد اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب ہم نے ہمت کی اور مشکوک ہل واپس کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حلس زریحہ سے عطا فرمایا۔

رحمۃ اللہ علیہ (☆)

(۱۱۳) خواجہ محمد قنوی

خواجہ محمد قنوی، ابن مولوی عبدالرحمن قنوی، عالم، عارف، اور سالک تھے۔ سادات رسول سے تھے۔ اخلاق حمیدہ اور فضائل شہیہ کے مالک تھے۔ (۱) حرمین شریفین گئے اور وہاں کے مشائخ (۲) سے فیض حاصل کیا پھر قنوج واپس آئے۔ ان کی تصانیف (۳) سے علم تصوف و سلوک میں ایک کتاب ہے جس کا نام "ہدایۃ" ہے۔ لیکن الی صرف رب العالین ہے۔ قنوج میں وفات پائی ان کے انتقال کی تاریخ معلوم نہ ہوئی۔ (۴)

(۱۱۴) خواجہ محمد دہلوی

خواجہ محمد دہلوی، ابن مولانا مدرالدین اسحاق، خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی دختر زادہ ہیں۔ علوم کے جامع تھے، فنون پر عادی تھے، علم حکمت اور موسیقی میں بھی کمزور حاصل تھے۔ اوق و شوق اور عبادت الہی میں مستغرق رہتے تھے۔ نماز میں شیخ نظام الدین دہلیاء کی امامت کرتے تھے۔ (۱) شیخ نظام الدین دہلیاء کے ملفوظات "الذوار مجالس" کے نام سے ایک کتاب میں جمع کئے ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہ (۲)

(۱۱۵) مولانا خواجگی کاپڑوی

مولانا خواجگی کاپڑوی، شیخ نصیر الدین محمود کے مرید و خلیفہ، مولانا معین الدین عمرانی کے شاگرد اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے استاد تھے، امیر تیمور گورکان کے آنے سے پسماندہ دہلی چھوڑ آئے اور کاپڑی میں سکونت پذیر ہو گئے، وہیں زندگی گزار دی، ان کی قبر کاپڑی شہر کے باہر ہے۔ (۳)

(۱۱۶) خواجہ بہاری لاہوری

خواجہ بہاری لاہوری، تفسیر، محدث، مفسر اور اسرار حقانی کے واقف تھے۔ پہلے اپنے مسکن قصبہ حاجی پور سے قصبہ گوردہ پور میں تحصیل علم کی غرض سے آئے اور شیخ جمال الدولہ (۱) کی خدمت میں پڑھتے رہے اس کے بعد لاہور پہنچے، ملا محمد فاضل

لاہوری کی خدمت میں دستار فضیلت بندھی اور ان ہی کے یہاں سکونت اختیار کر لی۔ آخر میں یہاں میر کے مرید و خلیفہ ہو گئے۔ ۱۰۶۰ھ و ۱۰۶۵ھ میں فوت ہوئے اور لاہور میں دفن ہوئے۔ (۲)

(۱۱۷) شاہ خوب اللہ آبادی

ان کا نام محمد بن محمد، شیخ محمد افضل الدین آبادی کے بھتیجے، داماد اور خلیفہ تھے۔ علوم شریعت و طریقت کے بحر اموح تھے۔ ۳۳ سال کی عمر میں علوم مروجہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ اپنے پیر کی تعلیم و تربیت کے موافق سلوک کے مدارج طے کئے اور مرشد کے ہم پلو ہوئے۔ اپنے پیر کے انتقال کے بعد تمام عمر ان کی خلافت کے کام انجام دئے۔ بہت سی کتابیں اور رسالے تصنیف کئے ان میں سے اقوال الصبیح فی صلوۃ الصبح، الکلام الحمید (۲) یہ مصنف بابشیر و المرید (۳)، اللغات المولفہ فی القاصد المختلف، بصائر مزبہ، ماخذ الاعتقاد فی شان الصحابہ و اہل بیت الامجاد، تزیین الدور وال نی غرق، طباق، خلاصۃ الاعمال، ذیات الاعلام (لمحلت اناس ماجانی کے انداز پر) اور تصوف کی حقیقت کے اظہار میں چار جلدیں مکتوب کی ہیں جو مشہور و معروف ہیں۔ شب و شبہ، جمادی الاول ۱۱۳۳ھ و ۱۱۳۴ھ میں انتقال ہوا۔ الہ آباد میں اپنے پیر و مرشد کے پلو میں دفن ہوئے ان کی رحلت کی تاریخ "کان الشیخ ممبھا" ہے۔ (۴)

حرف دال مملہ

(۱۶۸) داتا گنج بخش لاہوری

ان کا اسم مبارک علی خدام غزنوی ہے۔ (۱) ان کا شجر نسب حضرت حسن بن علی کرم اللہ وجہہ پر ختمی ہوتا ہے، محدثین اولیاء میں علوم ظاہر و باطن کے جامع، عبادت گزار، زاہد، متقی اور صاحب خوارق و کرامات و خفی المذہب تھے اپنے مرشد شیخ ابوالفضل بن حسن متقی (۱) کے علاوہ شیخ ابوالقاسم گورگانی و ابوسعید و ابوالخیر اور ابوالقاسم کشمیری محدث جیسے مشائخ کبار کی صحبت پائی اور بہت استفادہ فرمایا، آخر میں اپنے مرشد کے ارشاد پر غزنی سے لاہور آئے، یہاں فضیلت و شیعت کا سنگم گرم ہو گیا، دن میں طلباء کو درس و تعلیم و رات میں مریدوں کو تلقین ہوتی تھی، بہت سے صماء و رصماء نے ان کے دامن تربیت سے فیض پایا۔ اس کی تصنیفات بہت ہیں، جن میں کشف المحجوب بہت مشہور ہے۔ ۳۶۵ھ ر ۷۷۳ھ میں انتقال ہوا اور اپنی خانقاہ واقع لاہور میں دفن ہوئے۔ (۲)

(۱۶۹) ملا درویشہ پشاوری

علوم ظاہری و باطنی کے جامع اور سید علی خواص کے مرید و خلیفہ تھے، زندیقوں، فہرہوں اور رافضیوں کے رد میں بہت کوشش کرتے تھے، ان سے مباحثہ کر کے ان کو مزہم ٹھہراتے خاص طور سے مسیحی طوطی اور بایزید مد سے کہ جس نے اپنا نام بدر روشن رکھا تھا، بحث کرتے تھے، پشتو میں مخزن الاسلام کتاب لکھی جو نام تمام رو گئی۔ ان کے بیٹے عبدالکریم نے اس کو مکمل کیا۔ جس قدر تصنیف مل درویشہ سے ہے اس میں حقائق و معارف کے علاوہ احکام شرع کا بیان زیادہ ہے اور جو حصہ ان کے بیٹے عبدالکریم نے مکمل کیا ہے، اس میں حقائق و معارف کا بیان زیادہ ہے۔ مخزن الاسلام کی انہوں نے ایک شرح بھی لکھی ہے۔ جس کا نام "شرح کلمات باقیات" ہے، مولانا

دربارہ ۱۰۳۸ھ ر ۱۶۹۰-۱۷۳۸ء میں فوت ہوئے۔ (۳)

(۱۷۰) حافظ دراز پشاوری

ان کا نام محمد احسن و اعظم بن حافظ محمد صادق (۱) و اعظم بن حافظ محمد اشرف خوشدل پشاوری ہے، فقہ حدیث اور اصول میں یگانہ روزگار تھے، علمی خاندان کے فرد تھے اکثر علوم اپنی والدہ سے حاصل کئے جو عالمہ اور فاضلہ تھیں پھر مسند فیض و ارشاد پر متمکن ہوئے، تمام عمر طلباء کے درس اور کتابوں کی تالیف میں بسر کردی، "منہج الباری شرح فارسی صحیح بخاری، تفسیر سورہ یوسف، تفسیر و المعنی، معراج نامہ، وفات نامہ، حاشیہ شرح قاضی مبارک بر مسلم، خواشانی تہذیب، اخوند یوسف وغیرہ رسالے اور کتابیں ان کی تصنیفات ہیں۔ ۷۰ سال کی عمر میں ۱۰۳۳ھ ر ۱۸۴۷ء میں رحلت فرمائی۔

(۱۷۱) بابا راؤد مشکوئی کشمیری

کشمیر کے علمائے نامدار سے تھے۔ فقہ و حدیث و تفسیر اور حکمت و معانی (۱) میں بڑی دسترس رکھتے تھے، مشکوٰۃ المصابیح کے حافظ تھے۔ اس لئے ان کو مشکوئی کہتے تھے، علوم مروجہ کی تفصیل خواجہ حیدر چشتی سے کی تھی اور علم باطن و بابا نصیب الدین اور خواجہ محمود نقشبندی سے حاصل کیا، کتاب اسرار الاشیاء کشمیر کے درویشوں اور ساوات کے حالات میں، اسرار الاشیاء اور منطق الصیر منظوم ان کی تصنیفات سے ہیں۔ ۱۰۹۷ھ ر ۱۶۸۵ء میں انتقال ہوا، کشمیر میں میدگاہ کے متصل دفن ہوئے۔ (۲)

(۱۷۲) مولوی دلدار علی لکھنوی مجتہد اشیہ

مولوی دلدار علی لکھنوی ابن مولوی محسن الدین بن عبدالہادی رضوی، ۱۲۶۶ھ ر ۱۷۵۳ء میں قصبہ جائس یا نصیر آباد میں پیدا ہوئے۔ اہل تشیع میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں دعویٰ اجتہاد کیا، اور مذہب میں جمع و جماعت قائم کیا۔ شروع میں علوم عقیدہ ہندوستان کے فضا مثلاً سید غلام حسین دکنی الہ آبادی، مولوی حیدر علی ولد ملا احمد اللہ سندیلوی اور مولوی باب اللہ شاگرد ملا احمد اللہ سندیلوی سے حاصل کئے اور علوم عقیدہ حاصل کرنے کے بعد کربلائے معلیٰ میں آقا باقر بہبانی اور

سید علی طباطبائی سے علوم فقہ، حدیث اور اصول کی تحصیل کی، مشہد مقدس میں سید
ممدی بن سید ہدایت اللہ سے استفادہ کیا اور اجازت لے کر اپنے وطن واپس آئے۔
ذہبی (۲) تعلیم و فادہ میں مشغول ہو گئے۔ ان کی تصنیفات سے مندرجہ ذیل کتابیں
ہیں: 'اساس الاصول'، 'مواظع حسنہ'، 'شرح باب الصوم حدیثہ المصنفین مصنفہ اخوند مجلسی'،
'شرح باب الزکوٰۃ' (ار کتاب مذکور)، 'مدار السلام' (کوچ بڑی جدیدیں) 'شباب عاقب'،
'مواہم لیلیات'، 'حسام الاسلام'، 'احیاء السنہ'، 'رسالہ ذوالفقار'، 'رسالہ غیبت'، 'رسالہ جمعہ'،
'حاشیہ بر شرح ہدیہ حکمت علامہ صدر'، 'فتی ارکان'، 'مسکن القلوب'، 'رسالہ ذبیہ'، 'رسالہ
آثار الاحزان' تھے۔ غازی امدین حیدر بادشاہ اودھ کی حکومت کے زمانہ میں بمقام لکھنؤ
۱۹ رجب کی رات میں ۱۳۳۵ھ / ۲۰ - ۱۸۸۸ء میں انتقال ہوا اور مقبرہ حسینہ واقع
لکھنؤ میں دفن ہوئے۔ انہوں نے ۱۲۲۷ھ / ۱۸۸۳ء میں لکھنؤ میں ایک مسجد تعمیر کرائی
کسی شاعر نے اس کی تاریخ لکھی ہے۔ (۲۶)

دہر ذہرا و دلدار طلی
کامل اندر اجتہاد و انشاء
ساخت چرخ مسجد، شدہ تاریخ آن
مسجد اتصافے طالی شد با
۱۳۳۷ھ / ۱۸۸۳ء

(۱۷۳) مولوی دین محمد سندیلوی

مولوی دین محمد سندیلوی ابن امجدہ امدین بن شیخ عبدالسیح قاضی زادہ سندیلہ
دانشمند، محدث اور مدرس تھے توکل اور تقویٰ ان کا شعار تھا۔ تیرہویں صدی کے
شروع میں ہی جہان طالی سے کوچ کر گئے۔

حرف ذال معجمہ

(۱۷۴) مولوی ذاکر علی سندیلوی

مولوی ذاکر علی بن مولوی اکبر علی بن مولوی محمد اللہ سندیلوی شارح سہم العلوم
فارغ التحصیل جوان تھے، اپنے والد ماجد اور مولوی حیدر علی سندیلوی سے تعلیم و
ترتیب حاصل کی میں عالم جوانی میں تلامذہ میں نہاتے ہوئے اپنے والد ماجد کے سامنے
ڈوب گئے۔

ایما ماتم سخت است کہ گوید جواں مو
امیر اللہ علیہ شایب الرحمتہ و القفران

(۱۷۵) حکیم ذکا خاں ساکن آگرہ

حکیم ذکا خاں، طبیب حاذق اور ماحولیتی سیندھی والی گوالیار کے ملازم تھے۔
۱۳۰۹ھ / ۹۵ - ۱۷۹۳ء میں فوت ہوئے، اس کی قبر شاہ علاء الدین کی درگاہ کے احاطے
میں اکبر آباد (آگرہ) میں ہے، اس کو سنگ مرمر سے بنایا ہے، اس پر ان کی تاریخ وفات
منقش ہے۔ (۲۷)

ذکا خاں عالم کانون حکمت
کہ دلوے عقل کل بدست او بوس
شب آئینہ د بہتم دشوال
بہ عزم کوچ زد زیں کوپک کوس
خود گفت او سر افسوس تاریخ
”شد از دنیا مسج وقت السوس“

اللہ کے شاگرد تھے۔ علوم و درسیہ سے فراغت حاصل کر کے غازی پور ضلع میں مقیم ہو گئے اور مدرسہ چشمہ رحمت کی بنیاد ڈالی۔ علوم مروجہ اور معقولات (۲) کا طلباء کو درس دیتے تھے۔ بہت سے لوگ ان کے فیض سے کامیاب ہوئے۔ ۲۱ جمادی الاول ۱۳۰۵ھ ر ۸ - ۱۸۸۷ھ میں غازی پور میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

(۱۸۰) شیخ رزق اللہ دہلوی

شیخ رزق اللہ دہلوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تلامذہ تھے، ان کا تخلص مشتاق تھا، فاضل کمال (۱) عارف وقت، بزرگوں کی یادگار اور ظاہری و باطنی فضائل کے جامع تھے۔ ہندی اور فارسی میں شعر کہتے تھے، ان کے ہندی رسالے ادبک آیین اور جوت زنج اہل ذوق میں مقبول و مشہور ہیں۔ ہندی میں راجن اور فارسی میں مشتاق تخلص کرتے تھے۔ آٹھ سو ستانوے ہجری (۱۸۶۹ - ۱۸۷۰) میں فوت ہوئے۔ شیخ الحدیث (شیخ عبدالحق محدث) دہلوی نے ان کی تاریخ وفات "مشتاق نعم" سے نکال ہے۔ (۲۵)

(۱۸۱) مولوی رستم قنوجی

مولوی رستم علی قنوجی، بن مولوی علی اصغر قنوجی ۱۳۵۵ھ ر ۳ - ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے، مختصرات سے مطبوعات تک درسی کتابیں (۱) اپنے والد ماجد سے پڑھیں، والد کے انتقال کے بعد فاتحہ فراغ ۱۳۳۰ھ ر ۸ - ۱۳۲۷ھ میں ماکام الدین لکھنؤ سے پڑھا اور اپنے والد کے سجادہ فیض پر متمکن ہوئے۔ تفسیر صلیب جو اختصار مہارت میں تفسیر جلالین کے برابر ہے اور شرح منار ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۳۷۸ھ ر ۵ - ۱۳۷۳ھ میں انتقال ہوا۔ (۲۶)

(۱۸۲) مولانا رشید الدین خاں دہلوی

مولانا رشید الدین خاں، مولانا رفیع الدین دہلوی کے مشہور تلامذہ میں تھے، ذہین وقاد اور طبع نقاد رکھتے تھے (۱) علم کلام میں بڑی بہت کمال رکھتے تھے، شوکت عمری، بارتھ مینیہ کے جواب میں حس میں حد وغیرہ کے مسائل میں اور دوسرے رسالے مذہب اہل تشیع کے رد میں ان کی یادگار ہیں۔ ۱۳۳۹ھ ر ۴ - ۱۳۳۳ھ میں ان کا طائر

حرف الراء

(۱۷۶) راج بن داؤد احمد آبادی

راج بن داؤد ۹۰۰ھ م ۸۷۷ھ ر ۷ - ۸۳۶ھ کو احمد آباد میں پیدا ہوئے، صرف، نحو، منطق اور عروض وغیرہ محمد بن محمود مقرئ غنی سے پڑھا اور علم معانی و بیان مخدوم بن برہان الدین سے اور علم ہیئت و کلام، محمد بن تاج العسلی کی خدمت میں حاصل کیا۔ ہر ایک فن میں تبحر کامل پیدا کیا۔ طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تھی، حدیث انبیاء کی اجازت سخاوی سے حاصل کی، ۹۰۳ھ ر ۹ - ۸۳۹ھ میں انتقال ہوا۔ (۲۷)

(۱۷۷) رحمت اللہ سندھی

رحمت اللہ سندھی، بڑے کمال عالم اور عامل تھے۔ سندھ سے جاکر مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کر لی تھی، ۹۹۰ھ ر ۸۵۸ھ میں مکہ معظمہ میں رحلت فرمائی۔ (۲۸)

(۱۷۸) حافظ رحمت اللہ آبادی

ان کی اصل صاحب سے ہے۔ بچپن میں عارضہ چمک کی وجہ سے دونوں آنکھیں جاتی رہی تھیں اور بصارت سے محروم ہو گئے تھے، جب بن تیر کو پہنچے تو تھوڑے عرصہ میں قرآن شریف یاد کر لیا، صرف و نحو کی کتابیں اپنے زمانہ کے علماء سے زبانی یاد کر لیں، اسی طرح اکثر علوم کی کتابیں اساتذہ سے پڑھیں، ذکی الطبع اور قوی حافظ تھے کہتے ہیں کہ صرف تین مرتبہ سننے سے درق و روق یاد ہو جاتا تھا۔ قاموس الفت چھ ماہ میں یاد کر لی، در صحیح ستہ زبانی یاد تھی۔ اللہ آباد میں شادی ہوئی اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ ۱۳۰۳ھ رمضان بروز منگل ۱۳۳۳ھ ر ۶ - ۱۳۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ (۲۹)

(۱۷۹) مولوی رحمت اللہ فرنگی علی

مولوی رحمت اللہ فرنگی علی، مولوی نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا محمد اسعد بن ملا قطب الدین سالوی (۱) کے تیسرے فرزند اور اپنے چچا ملا ظہور

روح عالم بلا کی طرف پرواز کر گیا، برود اللہ منجہ (۶۶)

(۱۸۳) مولوی رضا حسن خاں کاکوری

مولوی رضا حسن خاں امیر حسن خاں کاکوری کے مخدوم زادوں میں سے تھے۔ ۱۳ ذی قعدہ بروز جمعرات ۱۲۳۶ھ ر ۵ - ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ حاجی محمد سعید بغدادی نے ان کی ولادت کے چند طے عربی زبان میں نظم کیے ہیں ان میں سے "شرف العصر بموود وفاق" اور مادہ ثانی "معین طیر قد زان الوجود" ہے وہ ذہانت اور فطانت وہیں رکھتے تھے بخیرہ (۱) سال کی عمر میں علوم مروجہ سے فارغ ہو گئے۔ خاص طور سے عربی اور فارسی انشاء میں خاص نظم ہو یا نثر اپنے عم عموروں میں ممتاز تھے۔ اہل کمال میں شمار ہوا۔ بنگال میں ان کی تصنیفات بہت مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ قصیدہ المودج الکمال، ہم وزن دہم قافیہ، قصیدہ برود ۱۲۳۳ھ ر ۸ - ۱۸۳۷ء میں تصنیف فرمایا۔ چنانچہ اس کے خاتمہ میں لکھتے ہیں:-

تم المدائح فقد ارجست مرثیاً
اللہ اذلّل الادبجار الخضمہ

اس کی شرح ۱۲۶۵ھ ر ۹ - ۱۸۳۸ء میں لکھی اس وقت ان کی عمر ۹ سال تھی اس کی دوسری تصنیف مطارح المذکبہ مختلف علوم کے رموز و وقائق کے حل میں ہے۔ مکتوف (مولوی رحمان علی) کی نظر سے یہ دونوں کتابیں گزری ہیں۔ حق یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں سے مصنف کی لیاقت عینی ظاہر ہوتی ہے۔ کل فلسفہ ذائقہ الموت کے تقاضے کے مطابق عین عالم شباب میں ملک بنگالہ میں سفر آخرت اختیار کر گئے، رحمت اللہ علیہ (۱)

(۱۸۴) مولوی رضا علی خاں بریلوی

مولوی رضا علی خاں بن محمد کاظم علی خاں بن محمد اعظم شاہ بن محمد سعادت دار خاں بہادر، بریلی (روڈ کنگنڈ) کے مشہور عالم اور بھڑنچ کے اعلیٰ خاندانی (۱) پھان تھے۔ ان کے بزرگ سماجین دہلی کے یہاں شش ہزاری مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے۔ (۳)

۱۲۳۲ھ ر ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ مولوی ظلیل الرحمن مرحوم سے نوک میں علوم دینیہ کی تحصیل کی اور ۲۳ سال کی عمر میں علوم مروجہ سے فراغت حاصل کر لی۔ اپنے ہم عموروں میں ممتاز ہوئے خصوصاً علم فقہ میں کامل (۳) مہارت تھی، ان کا وعظ تاثیر میں مشہور ہے۔ مختصر یہ ہے کہ کلام و سلام میں ابتداء کرتے تھے۔ زہد، قناعت، صلہ، تواضع اور تجرد ان کی خصوصیات تھیں۔ ۲ جمادی الاول ۱۲۸۲ھ ر ۶ - ۱۸۶۵ء میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی، رضی اللہ عنہ بھڑنچ پھانوں کا ایک گروہ ہے جس کو روینہ بھی کہتے ہیں۔ (۶۶)

(۱۸۵) شاہ رضا لاہوری

شاہ رضا لاہوری، قادری شکاری، لاہور کے اکابر علماء اور کامل مشائخ (۱) (۲) تھے صاحب لٹری وارشاد تھے۔ ظاہر و باطن میں جو فتوحات تھیں (۳) حاصل ہوتی تھیں، پنجاب میں کسی دوسرے کو حاصل نہ تھیں۔ ۱۲ جمادی الاول ۱۲۸۸ھ ر ۷ - ۱۲۸۹ء میں رحلت فرمائی، ان کا حجاز لاہور میں ہے۔ (۶۶)

(۱۸۶) شیخ رضا رفیع کشمیری

شیخ رضا رفیع کشمیری، بن محمد بن مصطفیٰ رفیع، ان کی کنیت ابو حمزہ ہے۔ ۱۳۰۵ھ ر ۹ - ۱۷۹۰ء میں پیدا ہوئے، اپنے والد، پاپا اور نانا شیخ نعمت اللہ بن اشرف ٹوپی گڑ سے تحصیل علم کی، تفسیر، محدث اور مفسر ہوئے، علوم کے درس میں مشغول رہتے تھے، ہر چھوٹے بڑے کو سلام کرنے میں پل کرتے تھے، بہت حلیم، رحیم اور متواضع تھے، ماہ شعبان ۱۲۷۶ھ ر ۶ - ۱۸۵۹ء میں انتقال ہوا۔ (۶۶)

(۱۸۷) میر رضی الدین

میر رضی الدین عمامہ کشمیر میں نہایت فاضل اور کامل و متبر تھے۔ مرزا حیدر (۱) کے اقتدار کے زمانہ میں محلہ قطب پورہ میں مدرس مقرر ہوئے، اکثر علوم میں ان کی گراں قدر تابعت ہیں۔ ان کی بیٹی کی شادی ملا فیروز سے ہوئی، مولوی فقیر محمد لاہوری نے عداوت حنفیہ مطبوعہ مطبع نول کشور صفحہ ۷۷ پر پہلے ان کی وفات ۱۲۵۶ھ ر ۱۵۳۹ء

میں نکلی ہے پھر اسی صلح پر میر موصوف کے حالات میں ان کی وفات ۹۶۰ھ ر
۱۵۵۲ء میں نکلی۔ معلوم نہیں کوئی صحیح ہے اور دوبارہ حالات لکھنے کی کیا ضرورت
تھی۔ اس کے سوائے اور کیا سمجھا جائے کہ یہ لکھنے والے قلم کی بھول ہے۔ (۵۶)

(۱۸۸) مولوی رضی الدین

مولوی رضی الدین ولد حبیب الدین، کان پور کے قاضی اور زیور حلیم و رضا
سے آراستہ تھے، خدا کے حکم سے ۱۲۶۲ھ ر ۶ - ۱۸۳۵ء میں کانپور میں دارفنا سے
درہا کی طرف رخصت ہوئے۔ مولانا محمد سلامت اللہ کشفی اداام اللہ برکاتہ نے ان کی
تاریخ وفات اس طرح لکھی ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال مولوی رضی الدین

از شاہ محمد سلامت اللہ کشفی

نہال باغ شرف مولوی رضی الدین
قد لفت بہ غاشق چہ آفتاب
رہ چھ سال وفات او جسم
ر غصہ گشت من "ہائے ہائے دریغ"
۱۲۶۲ھ ر ۶ - ۱۸۳۵ء

(۱۸۹) میر سید رفیع الدین محدث آگرہ

میر رفیع الدین محدث کے نام (۱) بزرگ علماء اور صلحاء تھے۔ وہ خود بھی دانشمند
اور محدث تھے، نہایت جود و سخاوت اور خلق و لطف کے مالک تھے، مقتولات میں
مولانا جہاں الدین درانی کے شاگرد اور حدیث میں شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن
السلوی النیظہ المعری کے شاگرد تھے، ان کی اصل شیراز سے تھی وہیں پیدا ہوئے۔
سلطان سکندر لودی کے زمانہ میں دہلی آئے، سلطان سکندر کو ان سے بہت اعتقاد ہو گیا
تھا۔ انہوں نے سلطان سکندر کے حکم سے آگرہ میں سکونت اختیار کر لی (۱) وفات
۹۵۳ھ ر ۸ - ۱۵۳۷ء میں ہوئی۔ ان کی قبر وہیں ہے، جہاں ان کا گھر تھا۔ رحمتہ اللہ

علیہ (۵۷)

(۱۹۰) مولانا رفیع الدین دہلوی

مولانا رفیع الدین، ابن شاہ ولی اللہ دہلوی، اپنے زمانہ کے ممتاز عالم تھے، مقدمہ
العلم، رسالہ عروض، کتاب الفکیں، رسالہ دغ الباطل، اسرار الخد اور اردو زبان میں
قرآن مجید کا تحت اسفط ترجمہ ان کی تصانیف سے ہیں، کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ چنانچہ
مولانا عبدالرحیم دہلوی کی غزل کو جو بیت نفس کے بیان میں شیخ الرئیس علی کی غزل
کے جواب میں ہے، "خمس کیا تھا۔ ۱۲۴۹ھ ر ۱۸۳۳ء میں فوت ہوئے۔ اللہ جنت میں
ان کے مراتب بلند فرمائے۔ (۵۸)

(۱۹۱) مولوی رفیع الدین مراد آبادی

مولوی رفیع الدین، مراد آبادی فرید الدین کے بیٹے تھے، علم حدیث مولوی
خیر الدین سورتی تمیز شیخ محمد حیات سندھی اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی سے
حاصل کیا اور مولانا شاہ عبدالعزیز سے تحقیق و تدقیق کی محبتیں ہوتی تھیں۔ شیخ محمد
غوث لاہوری کے مرید تھے۔ حرمین شریفین کی زیارت سے شرف ہوئے تھے، حرمین
شریفین کے حالات میں ایک کتاب تالیف کی، جس کا نام قمرانہاں ہذا لکھا، و اماں
اور سلوا کلیف ہذا الحبيب، ترجمہ میں العلم، شرح اربعین لودی، کنز الحساب، تذکرہ
الشاخ، کتاب الاذکار، تذکرہ الممک، شرح حصینہ الطہین اور تاریخ افاغہ ان کی
مشہور ترین تصنیفات ہیں۔ ۱۵ (۱) ذی الحجہ ۱۲۱۸ھ ر ۱۸۰۳ء میں مراد آباد میں استقامت
کے مرض میں وفات پائی، (۵۹)

(۱۹۲) مولوی روح اللہ لاہوری

مولوی روح اللہ لاہوری، ۱۲۷۱ھ ر ۸ - ۱۲۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ علوم کی تحصیل
میں مشغول ہو گئے۔ صرف "نور منہق" حدیث اور تفسیرانی میں اپنا نظر نہیں رکھتے
تھے۔ مولانا محمد سلیم لاہوری کے شاگرد رشید تھے، ان کے زمانہ کے حکام یعنی رنجیت
سنگھ وغیرہ ان کا بہت ادب کرتے تھے یہ وہ زمانہ تھا جب لاہور میں سکھوں کی بہت

شورش تھی۔ مگر انہوں نے لاہور میں شمار شرع کو جاری رکھا، ان کے زمانہ کے علماء میں ان کا فتویٰ مقبول تھا، مکہ معظمہ گئے وہاں بہت دنوں رہے اور قرآن شریف حفظ کیا، اکثر کتابیں تہنیف کیں، واپسی کے وقت شریں میں ۱۲۳۳ھ / ۹ - ۱۸۲۸ء میں فوت ہوئے۔

(۱۹۳) شاہ رؤف احمد مصطفیٰ آبادی

شاہ رؤف احمد نقشبندی 'مہمدی' مصطفیٰ آبادی شاہ ابو سعید دہلوی کے خالہ زاد بھائی تھے۔ تہذیب، محدث اور منہر تھے۔ ظاہری علوم کی تحصیل مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے کی، خاندان نقشبندیہ میں فرقہ خدافت شاہ غلام علی دہلوی سے پایا اور بھوپال میں مقیم ہو گئے۔ اردو زبان میں تفسیر رؤفی لکھی۔ اس کا آغاز ۱۲۳۹ھ / ۳ - ۱۸۲۳ء میں اور اس کا اختتام ۱۲۳۸ھ / ۳ - ۱۸۲۲ء میں ہوا۔ اپنے مرشد کے ملفوظات و راءعارف (۱) کے نام سے لکھے، دیوان رافت ہندی اور فارسی اشعار میں ان کو تہنیف ہے۔ اشعار میں رافت (۲) ظہور کرتے تھے۔ بھوپال سے حج بیت اللہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے تھے کہ جہاز کی سوجھری میں ۱۲۴۰ھ / ۹ - ۱۷۸۸ء (۲) میں فوت ہوئے۔ (۲)

(۱۹۴) مولوی رحمان علی مؤلف کتاب ہذا

فقیر حقیر کی کیا مجال ہے کہ ارہاب علم کی صف حال سے تجدد کر کے عہد فضلہ کے پہلو میں بیٹھے اور اپنے کو مؤلفین و مصنفین کی جماعت میں شامل کرے، لیکن اما نہضت، ربک فہدث (اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کر) کی قبیل میں قلم ڈالیدہ نگار کو تحریک ہوئی۔ پس واضح ہو کہ مؤلف اور اقا محمد عبدالغفور عرف رحمان علی (اللہ پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف کرے) بن حکیم الکمل حکیم شیر علی (اللہ انہیں بخشے) بروز جمعہ ۲ ذی الحجہ ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۹ء کو پیدا ہوا، والد ماجد نے نہایت لاڈ اور پیار سے پرورش فرمائی، تہذیب خوبی کی رسم کے بعد جیسا کہ برصغیر ہند کے مسلمانوں کا طریقہ ہے، ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ اور فارسی کی ابتدائی کتابیں شروع کیں نصاب ابوالنصر

فرائی تک پہنچا تھا کہ والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ حکیم حسان علی خاں حقیقی بھائیوں میں جو سب میں بڑے تھے مجھ بیچ کارہ کی تربیت و تادیب کے لئے آمادہ ہو گئے اور مجھے فتح پور لے گئے جہاں وہ خود مقیم تھے، وہاں ضروریات فارسی سے فراغت حاصل کر لی، پھر مولانا محمد شکور محلی شری، صدر اعداد و ضلع فتح پور، مولانا غایت علی بھکوی، مولوی سید حسین علی فتح پوری، مولانا عبداللہ زید پوری، مولانا شاہ سلامت اللہ بدایونی کان پوری اور مولانا قاری عبدالرحمان پٹی پٹی سے کتب درسیہ کی تحصیل کی۔ ۱۸۰۱ء رجب الثانی ۱۲۶۷ھ / ۱ - ۱۸۵۵ء میں اپنے بڑے بھائی مولوی حکیم امین علی خاں مرحوم کے توسعہ سے ریاست ریواں پہنچا۔ جب بابو رگھوراج سنگھ خلف الصدق ودلی عہد مہاراجہ بھناتھ سنگھ والی ریواں کے دربار میں آیا، تو انہوں نے میرا نام پوچھا میں نے عرض کیا عبدالغفور، فرمایا یہ لفظ ہماری زبان کو فٹیل معلوم ہوتا ہے، تمہارا نام تمہارے بھائی کے ہم وزن رحمان علی بہتر (۱) ہے۔ میں تسلیمت ہوا، دیا اس دور سے اسی نام سے مشہور ہو گیا، اس ریاست میں سفارت جے پور، مصری فوج، پانچوں کی تادیب، جیسوں نے شاہراہ دکن کو مسدود کر دیا تھا، دیوان ریاست کی پیشی، انتظام پرست، ڈپٹی مجسٹری، سول ججی اور مجسٹری (درجہ اول) پر وقت فوقت مامور رہا اور ۱۸۸۳ء میں ریاست کی کونسل کا ممبر سکریٹری کی حیثیت سے مقرر ہوا، اور اسی عہدہ پر ممتاز ہوں۔ ۲۱ فروری ۱۸۸۷ء میں قیصر ہند (ملکہ و کنوریہ) کی جوبلی کے موقع پر گورنمنٹ ہند کی پارک گاہ سے خاں بہادری کا خطاب عطا ہوا، ڈی۔ ڈیو۔ کے۔ بار صاحب بہادر پوینگل ایجنٹ و پرنسڈنٹ ریاست سے مقام ریواں میں ۲۲ اپریل ۱۸۸۷ء کو دربار عام منعقد فرمایا اور اپنی تقریر کے بعد گورنر جنرل بہادر کی مرشدہ خطاب کی سند گورنمنٹ ہند کی طرف سے اور چاندی کا عصا مع چوہدار (۲) اور غفلت ریاست کی طرف سے اپنے دست خاص سے عنایت فرمایا۔ اس سے قبل ۱۲۷۸ھ / ۲ - ۱۸۶۱ء میں ریواں میں میں نے ایک مسجد چھری تعمیر کرائی جس کے مصارف مسجد کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں اور وہ گاؤں جو دوامی معانی میں مجھے ریاست سے ملا تھا مسجد مذکور کے مصارف کے لئے وقف کر دیا تاکہ اس گاؤں کی تمدنی سے مسجد کے سنوٹ و پیش امام کی تحواہ اور

مرمت و جانناز کا صرف ہوتا رہے۔ اس مسجد کی بنا کے چند قطعات تواریخ مولانا ابوالخیر
سید معین الدین کاشمی نے لکھنؤ کے شعراء کے منظومہ بھیجے ہیں جن کو ناظرین کے
ملاحظہ کے لئے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ (۶۲)

قطعہ تاریخ بنائے مسجد ریاست ریواں معمرہ
مولوی رحمان علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند

ہذا مسجد کہ صحن چوں رخ جوہر از نور
ہر ستون ساق عرش کبریا یا ساق جوہر
ہر تاریخ بیاں نقش فکر رسا
در رقم مسجد بیام قبلہ عبدالمککور (۳)

۱۸۶۷ء ۲/ ۱۸۶۸ء

دیگر در عربی

اسم المسجد مسجد الفرق

فجزاء المہممن الفرق

ارخ الفکر ذلک مصرعاً

"ذلک المسجد الحرام بحق" (۴)

(۴) ۱۸۶۷ء ۲/ ۱۸۶۸ء

مسجد کے صدر دروازہ پر یہ آیت کریمہ کندہ ہے کہ اس سے بھی مسجد کی تاریخ بیام
نکلتی ہے۔

"لعبد واللہ مخلصین لہ الدین" (۵)

۱۸۶۷ء ۲/ ۱۸۶۸ء

چاروں خانہ انوں میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کے ساتھ اجازت بیعت و خلافت مولانا حافظ
حاجی (۶۲۶) محمد حسین عمری حب الہی الہ آبادی سے پائی ہے۔
اپنی تصنیفات کو اہل علم کے سامنے پیش کرنا ایسا ہے۔ جیسے بادشاہ کے حضور میں
کوئی فقیر اپنی جمہولی اور ذلیل پیش کرے۔
بقول

نم چشم قلم را شرم دارم
کہ سوئے چشمہ حیواں فرستم
اس لئے جو متاع قلیل میرے پاس ہے اس کو لکھتا ہوں۔
کتب مطبوعہ۔

(۱) فوائد جلالیہ منظومہ فارسی اصول نحو میں آٹھ عالم کے وزن و قافیہ پر ہے۔
(مطبوعہ دہلی)

(۲) تحفہ مقبول (۱۲) در فضائل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اردو) مطبوعہ مطبع
نظامی (کان پور)

(۳) طریقہ حشر و دراجات مولد و قیام (اردو) مطبوعہ لکھنؤ۔

(۴) آداب احمدی در بیان سخن نواند (اردو) مطبوعہ بنارس۔

(۵) ریاض الامراء - تاریخ امیران اندرونی و بیرونی ہند (۱) جو گورنمنٹ ہند سے
توبہ کی سلامی پاتے ہیں (اردو) مطبوعہ لکھنؤ۔

(۶) معین البحرین - در بیان حفظ صحت مشتمل پر قواعد سلسلہ اطباء یونان و
ہندوستان (اردو) مطبوعہ لکھنؤ۔

(۷) اسبۃ الاسلام (عربی) در بیان النبی خمسہ اسام بطور شرح حدیث نبی الاسلام
علی خمس الحدیث جو دار الخلافہ قسطنطنیہ میں طبع ہوئی اور حرمین شریفین بغداد مصر
بصرہ شام اور تونس وغیرہ میں تقسیم ہوئی۔

(۸) طب رحمانی - مشتمل بر معالجات قلیل الاجزاء (فارسی) مطبوعہ آگرہ۔

(۹) صحت جسمانی۔ مشتمل بر بیان فصول ۳۰ گانہ (۲) و خواص ماکول و مشروب (۱) اردو) مطبوعہ نکلای کان پور۔

(۱۰) ہر ہفتہ۔ در بیان اشیاء ہفتگاہہ (۱) اردو) مطبوعہ ریواں

(۱۱) کفارہ الذنوب۔ روزہ اور نماز کے کفارہ کے ادا کرنے کے اور ذبیحہ کے استقامت کے بیان میں ہے۔ مطبوعہ آگرہ۔

(۱۲) قتالہ نالہ۔ متضمن اقوال فصیحہ آمیز (مطبوعہ دہلی) اردو

(۱۳) تختہ خان بہادر۔ در بیان کرسی نامہ قوم بکھیل (مطبوعہ الہ آباد) کتب غیر مطبوعہ۔

(۱) مسبقہ السبب لیمالیسریہ ادریب (عربی نثر)

(۲) دروئے لطافت (طائف و طرائف) اردو

(۳) آداب حکمت (اقوال حکمائے سلف) اردو

(۴) تواریخ بکھیں کنڈ (اردو)

کتب (۲) زیر تالیف۔

(۱) تاریخ تواریخ

(۲) میوان الموازین

(۳) جغرافیہ عرب

(۴) تعلیم رحمانی

(۵) ندیم الاطباء

حرف الزاء

(۱۸۵) مولانا شاہ زاہد بخاری احمد آبادی

مولانا شاہ زاہد بخاری، حنفی المذہب، محدث اور قیید تھے، شاہ عالم گجراتی کے مرید تھے، درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ ۶ شعبان ۱۲۹۳ھ / ۱۳۸۸ء میں وفات پائی۔ احمد آباد (گجرات) میں دفن ہوئے۔

ملک زین الدین و زبیر الدین

ملک زین الدین اور زبیر الدین دو بھائی تھے، اگرچہ علمائے کرام میں ان کا شمار نہیں ہے مگر اپنے زمانے کے علمی، صلحائے امت علم اور علماء سے محبت کرنے والے تھے۔ لہذا ان کا ذکر، مصدق، المومع من احب، (انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے) جیسا و حیر کا کیا جاتا ہے۔

(۱۸۶) ملک زین الدین

ملک زین الدین، خان جہاں کے وکیل تھے جو سکندر لودی کے بنی اہم سے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو بھلائی اور نیکی کے کاموں کی توفیق دی تھی۔ ان کے زمانہ کے اکثر علماء اور مشائخ، صلاح، تقویٰ اور خدمت گزاری کی وجہ سے ان سے محبت اور تصدیق رہتے تھے۔ حبشہ کھڑے ہو کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے۔ ایک رطل بوائی تھی جس کی اونچائی ان کے سینے کے برابر تھی۔ اس پر قرآن مجید رکھتے تھے وہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ ان کے تمام متعلقین و خدمت گزار، آدمی رات کے بعد تہجد کے لئے ٹھ بیٹھتے تھے اور چاشت کے وقت تک ان کے مکان میں اوراد و وظائف کی وجہ سے سوائے ہاتھ اور زبان کے اشارے کے کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ شب جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس کے لئے چند من چاول دی قبول (قبول) ۱۸) بکھڑی بکواتے تھے۔ (۱۹) اور ہر چاول پر تین مرتبہ قل ہو اللہ اعظم کہہ پھونکتے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایام پیدائش (ربیع الاول

کے پہلے بارہ روز) میں روزانہ ایک ہزار تک زیادہ کرتے تھے یہاں تک کہ بارہویں دن ۳ ہزار تک خرچ ہوتے تھے۔ تکہ ایک سکہ سونے چاندی یا تانبے کا ہوتا تھا اور یہ تکے کامفرس ہے۔ (☆☆)

(۱۹۷) ملک زبیر الدین

ملک زبیر الدین اپنے بھائی (ملک زین الدین) کی ملازمت اور خدمت میں رہتے تھے جو سلطنت میں عہدیدار تھے۔ تجدد کی زندگی گزارتے تھے وہلی کے قریب ایک گاؤں اپنی ملکیت میں لے لیا تھا 'عداء' 'صحاء' اور صلحوں کے ساتھ خوش خوش رہتے تھے چوں کہ دونوں بھائی الزما بدھ کے دن اپنی شہادت کی وہ مانگتے تھے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ وہ چاہتے تھے یعنی زین الدین ۹۳۶ھ / ۲۰ - ۱۵۵۹ء میں زہر سے فوت ہوئے اور زبیر الدین سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی کے امرا ۹۳۲ھ / ۱۵۲۶ء میں شہید ہوئے۔ (۱) دہلی میں ان کی قبر حوض شمس کے مغربی جانب ہے۔ (☆)

(۱۹۸) زین العابدین دہلوی

زین العابدین عرف شیخ الامین دہلوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نانا تھے فاضل 'کامل' متقی 'عہدوت گزار' نہایت صاحب خُشوع 'ملکس الزاج' مہذب اور ہادقار تھے۔ اسی طریق و آداب کے ساتھ گھر میں رہتے تھے جو مجلس میں ہوتا تھا ان کی زبان ہمیشہ ذکر الہی میں مشغول رہتی تھی۔ نہایت خوب صورت اور پر نور کہ علم و تقویٰ کی تجلیاں ان کی پیشانی سے نمایاں رہتی تھیں۔ اکثر روزہ رکھتے اور کھانے میں بہت احتیاط فرماتے تھے۔ سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی نے ان کو اپنی سفارت کے لئے طلب کیا، لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ مولانا ساء الدین کے مرید اور مولانا عبداللہ تلمیذی کے شاگرد تھے۔ رحمت اللہ علیہم۔ ان کی وفات ۹۳۳ھ / ۸ - ۱۵۲۷ء میں ہوئی۔ قبر دہلی میں حوض شمس کے مغربی جانب ہے۔ (☆)

(۱۹۹) شیخ زین الدین خوانی

دہلی کا شخص تھا، ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے مستقل صدر تھے نہایت دانشمندی

سے موصوف تھے۔ اگرچہ میں ان کی ایک مسجد اور مدرسہ ہے۔ جو دریائے جمن کے اس طرف ہے۔ کمالات صوری و معنوی کے جامع تھے 'سماء' 'تاریخ' 'بدیعہ گوئی' 'شعر بلکہ تمام اقسام نظم و نثر اور انشاء میں اپنے زمانہ میں بے مثل تھے کہتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ بابر بادشاہ کی ملازمت میں پہنچے تو اس نے ان سے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے انہوں نے فوراً کہا کہ پانچ سال پہلے چالیس سال کا تھا اور اب بھی چالیس کا ہوں اور

دس سال کے بعد چالیس بھی ختم ہو جائیں گے۔ یہ ان کا قلعہ ہے۔

غم گریبان گیر شد سر در گریبان چوں کسم

شوق دامن گیر آمد پا بہ دامن چوں کسم

اے گریبانم ز شوق پارہ دامن چاک چاک

بے تو پا در دامن و سر در گریبان چوں کسم

انہوں نے ہندوستان کی فتح کی تاریخ لکھی ہے جس میں غزات کی شرح اور سلطان لودی کا کمال دکھایا ہے۔ ان انتقال چنار گڑھ کے مدفن میں ۹۳۰ھ / ۳ - ۱۵۳۳ء میں ہوا۔ اپنے مدرسہ میں اگرچہ میں دفن ہوئے۔ (☆)

(۲۰۰) خواجہ زین الدین علی بنور کشمیری رانیواری (۱)

خواجہ زین الدین علی 'ملائے کشمیر' سے تھے۔ شیخ یعقوب صنی 'حاشی الدین پال' کے شاگرد اور شیخ حوزہ کے مرید تھے اوچیز عمر میں حرمین شریفین گئے۔ شیخ ابن حجر کی سے سند حدیث حاصل کی اور کشمیر واپس آئے ہمیشہ درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے انتقال کے بعد محلہ رانیوارہ میں دفن ہوئے جہاں وہ رہتے تھے۔ (☆)

(۲۰۱) مولوی زین الدین کشمیری

مولوی زین الدین ابن خواجہ عبدالصیف دانشمند 'کامل' ذکی الطبع اور موزوں طبیعت تھے 'شعر خوب کہتے تھے' حلقاں روزی میں بہت احتیاط کرتے تھے ۱۵۵۵ھ / ۳ - ۱۵۴۲ء میں ۵۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اور محلہ رانیوارہ میں اپنے دادا زین الدین علی کے قریب دفن ہوئے۔ (☆)

حرف سین (س) لہملہ

(۲۰۲) مولوی سخاوت علی عمری جون پوری

مولوی سخاوت علی عمری ساکن قصبہ منڈیا ہوں مضاف جون پور صاحب درس و تدکیر تھے ان کی ذات والہ صفات سے طالب علموں کو فیض عام تھا وہ ۱۲۶ھ ر ۱۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ مولوی قدرت علی رودودی، مولوی عبدالحی دہلوی، مولوی محمد اسغیل اور مولوی احمد اللہ اتالی سے علوم نقلہ و عقیدہ کی تحصیل کی اور طلباء کے درس و افتادہ میں مشغول ہو گئے۔ جون پور کی جامع مسجد جو سلاطین شرقیہ کی تعمیر کردہ ہے اہل کے قبضہ میں تھی اور بدعات شیعہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ اس مسجد کو ان سے آزاد کرایا اور اس میں مدرسہ رہائیہ قرآنیہ قائم کیا جو آج تک (۱۳۰۸ھ ر ۱۸۹۰ھ) جاری ہے۔ مسجد میں نماز، ہنگامہ اور جمعہ ہوتا ہے اور مدرسہ سے سینکڑوں حفاظ فارغ ہو کر نکلتے ہیں۔ مولوی سخاوت علی کچھ دنوں تک نواب ذوالفقار الدولہ بہادر مرحوم کے زمانہ میں (ہاندہ) (ہاندہ) کے مدرسہ میں مدرس بھی رہے، مسود اور اراق (مولوی) رحمان علی) دو مرتبہ ان سے جا ہے۔ پہلی مرتبہ پھلی شریں استاذی مولانا محمد سکور فقرا اللہ کے مکان پر اور دوسری مرتبہ فتح پور میں مفتی محمد اسد اللہ مرحوم (۱) کی قیام گاہ پر ملاقات ہوئی مولانا مرحوم طلباء کے حال پر بہت مہمانی فرماتے تھے۔ زیارت بیت الحرام سے مشرف تھے اور وہیں ۶ شوال ۱۳۷۷ھ ر ۱۸۵۸ھ میں فوت ہوئے۔ جنت المصطفیٰ میں دفن ہوئے۔ التقدیم فی احادیث النبی الکریم در حدیث، رسالہ اسم و منطق، رسالہ تقویٰ در رد بدعات، عقائد نامہ اردو، رسالہ کلمات کفر، رسالہ اسرار فقر جواب سوالات تسعہ (۲) مولوی شیخ محمد پھلی شری، رسالہ عرض نیک اور مناقب شیعہ، رسالہ عرفان در اوقات اور رسالہ تعداد لغات وغیرہ ان کی مشہور تصنیفات سے ہیں۔

ہمت سے مشہور علما نے ان سے تربیت و فیض پایا۔ ان میں سے مولوی سید خواجہ احمد نصیر آبادی، مولوی کرامت علی جون پوری، مولوی رجب علی جون پوری،

مولوی محمد شریف جون پوری، مولوی غلام محمد جگدیش پوری (اعظم گڑھ) مولوی شیخ محمد پھلی شری، مولوی محمد یعقوب بہاری، مولوی شجاعت حسین، مولوی محمد عمر غازی پوری، مولوی جیلانی بایزید پوری غازی پوری، مولوی فیض اللہ منوی (اعظم گڑھ) اور مولوی رحیم اللہ ساکن حلقہ ہستی مشہور ہیں

خدائے تعالیٰ نے اس کو چار بیٹے عطا فرمائے۔ مولوی محمد، مولوی حکیم محمد جنید، مولوی محمد شبلی اور مولوی حافظ ابو الخیر محمد کی ہیں۔ ان چاروں کا ذکر اپنے اپنے مقامات پر آئے گا۔ (۵۶)

(۲۰۳) مولوی سراج الحق بدایونی

مولوی سراج الحق ابن مولوی فیض احمد بدایونی، عالم، کامل، فاضل کمال ذہن، نقاد و طبع و قدار رکھتے تھے ۱۲۶ھ ر ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے، اظہار الحق تاریخی نام ہے۔ اکثر کتب مروجہ انھوں نے اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور حکیم اپنے ماموں مولوی نور احمد بدایونی سے کی، مولوی فضل رسول بدایونی کے مرید ہوئے، مخلوق کے افتادہ و افتادہ میں ہمہ تن مصروف ہیں، "ح کل جب کہ" علم در کتاب اور علماء در گور" ہیں ان کی ذات غنیست ہے۔ رسالہ سراج الحکمت (فلسفہ) شرح رسا کل صمیمات بہاء الدین عالمی، شرح میزبان منطق، حاشیہ بر کتاب معتقد مستفاد، رسا کل طبعہ اور دیوان عربی و فارسی ان کی تصنیفات سے علماء وقت کی نظروں میں (اعلیٰ) مقام رکھتی ہیں۔

(۲۰۴) حکیم سراج الدین شاہ جہاں آبادی

شاہ جہاں آباد کے مشہور طبیب اور اپنے زمانہ کے مشہور علامہ تھے۔ تصانیف و کتابت کے لئے مشہور ہیں۔ چراغ دین، انتخاب بحر الکلام، علم رموز، عقل افزاء، حکمت ایمانی، سراج منیر، سراج ہدایت، لب لباب مشنوی مولانا روم، دستور العمل علمائے حدیث و عقائد سابقین، مجموعہ گل وریاحین اور قانون العلاج ان کی تالیفات سے ہیں۔

(۲۰۵) سراج الدین علی خاں اکبر آبادی

سراج الدین علی خاں کا تخلص "رزق" تھا۔ فارسی زبان کے محقق تھے۔ چراغ ہدایت، تذکرہ شعراء موسوم بہ جمع الشعائیں اور تنبیہ الغافلین (تحفہ شیخ علی حزیں) ان کے فضل و کمال کے شاہد ہیں۔ فارسی کے علاوہ رشتہ گوئی میں بھی کمال رکھتے تھے۔ دہلی کی بہادری پر سالہا جنگ کے اشرار پر لکھنؤ پہنچے اور وہیں ۱۲۱۹ھ / ۱۷۵۵ء میں فوت ہوئے۔ (☆)

(۲۰۶) مولوی سید سرفراز علی سندیلوی

مولوی سرفراز علی ولد میر مکتوفہ علی، والد میر محمد صالح، ان کا سلسلہ نسب میرزا موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئے، اپنے زمانہ کے ممتاز علماء سے علوم مروجہ و متداولہ کی تحصیل کی۔ شروع زمانہ سے آپ تک طباء کو درس دیتے ہیں، شاہ غلام رسول کان پوری کے غلیفہ مجاز ہیں۔ رحمہ اللہ و ابتداء۔

(۲۰۷) شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی لاہوری

شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی لاہوری شیخ اسحاق ابن کاکولہ لاہوری کے شاگرد تھے، خود کو بنی اسرائیل کہتے تھے۔ تالیف الطوار رکھتے تھے۔ شروع زمانہ میں شریعت کے پابند تھے۔ پھر ایک دم آزاد ہو کر نواہی میں مبتلا ہو گئے، ایک گانے والی سے تعلق پیدا کر لیا اور سفید دماغی کے ساتھ بازار میں بھرتے تھے۔

دیں پیش گرچہ خلق گرفتار ما سبھی

عشق آمد و نماند نشانے ما سبھی

لوگ ان کے پیروں کی خاک کو سر پہ کی جگہ لگاتے تھے (بست عقیدت رکھتے تھے) اور ان کی ولایت پر عقیدہ رکھتے تھے اسی حالت میں وہ نفاس (جانوروں کی مشین) میں درس دیتے تھے۔ جو کچھ ان کے پاس سامان تھا وہ محبوب کے عشق میں ضایع تھا۔ ایک رات اس کے ساتھ شراب پی رہے تھے محبتوں کی ایک جماعت ان کے شاگردوں کے مشورہ سے انہیں ہو کر اصلاح حال کے خیال سے دیوار کی طرف

سے گھر کے اندر داخل ہوئی اور اسباب مذہبی و نواہی کو توڑ دیا اور چاہا کہ ان کو سزا دیں انہوں نے وہی بات کہی جو لوگوں نے خلیفہ دوم امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی۔ اگرچہ ہم نے ایک گناہ کیا ہے مگر تم نے تین گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ پس تمہیں زیادہ سزا ملنی چاہیے کہ تم تجسس کے خیال سے دیوار کی طرف سے اس گھر میں بے اجازت داخل ہوئے، وہ جماعت جنہوں نے شرمندہ ہو کر واپس ہو گئی اس کے بعد ان کو توبہ النصوح کی تلقین ہوئی۔

کتاب احیاء العلوم کو اپنا دستور ٹھہرایا، ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ انہوں نے بہت سی مفید اور اعلیٰ کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے امام غزالی کی تعریف جواہر اقرآن پر ایک شرح ہے۔ جمال الدین محمد اکبر بادشاہ نے غلوٹ میں بلا کر ان سے پوچھا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ محروم کی جماعت سے ہوں جن کو ہندی میں کاشتہ کہتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کی یہ بے تکلفی بہت پسند آئی، بادشاہ ان سے طویل محبت رکھتا تھا، وہ سائل کو کبھی محروم نہیں لوٹاتے تھے، اگرچہ تجارت و زراعت کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور بادشاہ کی طرف سے بھی کوئی مدد معاش مقرر نہ تھی، کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ تمام صرفہ اور سخاوت و ایثار کہاں سے ہوتا تھا، لوگ اس معاملہ میں حیران تھے، کم و بیش اسی (۸۰) سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، ہزار ہا بھولے بڑے ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔ ان کی نقشب پاک تمبر کا سر اور کندھے پر رکھتے تھے، یہاں تک کہ قدم رکھنے کی بھی جگہ نہ رہی۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ (☆)

(۲۰۸) شیخ سعد اللہ کندوری فراز لکھنوی

شیخ سعد اللہ، ابن شیخ ۳۳ اندین لکھنوی، تمام علوم نقلی، رسمی اور حقیقی کے جامع اور ظاہر و باطن کی شوکت و سطوت (۱) کے مالک تھے، شکر گزار مالداروں میں صاحب بذل و ایثار مشہور (۲) تھے، چونکہ فقیروں اور محتاجوں کو بہت کھانا کھلاتے تھے اس لئے لوگ ان کو "کندوری فراز" کہتے تھے۔ مخدوم شیخ قیوم الدین کی زبان فیض ترجمان سے شیخ الاسلام کا لقب ملا۔ پشتیہ خاندان میں اپنے والد ماجد سے اجازت و خلافت پائی

اور فرقہ سروردیہ 'سید اجل جون پوری سے حاصل کیا۔ ان کے آٹھ بیٹے تھے۔

(۱) بدیع الدین (۲) فرید الدین (۳) شیخ بڑے (۴) شیخ جہانگیر (۵) امین الدین (۶) سعد الدین (۷) نحر الدین (۸) رکن الدین - ان کی خویاں اور بزرگی بیان سے باہر ہیں۔ ان میں سے کچھ شیخ رحمت اللہ کھنوی نے تذکرۃ الامعیاء میں لکھی ہیں ' یہاں ان کے بیان کی گنجائش نہیں ہے۔ ۲۳ رجب الثانی ۸۲۹ھ ر ۶-۷۳۵۶ھ میں فوت ہوئے اور کھنوی میں (۳) اپنے والد کے زیر قدم دفن ہوئے ' شیخ رحمت اللہ مؤلف تذکرۃ الامعیاء نے "رحمت اللہ علیہ" سے تاریخ انتقال نکال ہے۔ کندوری دسترخوان کو کہتے ہیں۔

(۲۰۹) شیخ سعد اللہ بیانونی

شیخ سعد اللہ بیانونی 'علم نحو میں ب نظیر تھے 'مدقوں طباء اور اہل سلوک کے حجام و دوئی رہے 'ہیش روزہ رکھتے تھے 'دودھ 'کھس اور جنگل کے میوؤں سے انظار فرماتے تھے 'بچپن میں شیخ محمد غوث کے مرید ہو گئے تھے۔ آخر زمانہ میں ان پر حیرت کا غلبہ ہو گیا 'ہیش خاموش رہتے 'ایک گوشہ تنہائی اختیار کر لیا 'یہاں تک کہ اپنے بیٹوں سے بھی نہیں ملتے تھے۔ ۸۸۹ھ ر ۷۳۸۳ھ میں فوت ہوئے اور بیابانہ میں اپنی خانقاہ کے اندر جو انھوں نے خود بنوائی تھی دفن ہوئے برد اللہ منجم۔ بیانہ یوزں بہانہ ہجرت پر (راجستان) کے قریب ایک قصبہ ہے۔

(۲۱۰) حافظ سید سعد اللہ بیکرامی

بے بدل لاضل اور بے نظیر عالم تھے 'امام عبدالعظیم سیالکوٹی کے شاگرد ملا عبدالرحیم قاضی مرد آبادی کے شاگرد تھے۔ ۸۸۹ھ ر ۷۴۰۰ھ (۱) میں وفات پائی۔

(۲۱۱) مولانا سعد اللہ سلونی بن عبدالشکور

مولانا سعد اللہ (۱) سلونی بن عبدالشکور 'شیخ پیر محمد سلونی کی اولاد میں تھے 'بچپن ہی میں قنوی سی مدت میں تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے اور درس و تصنیف کا شغل اختیار کیا 'نیز مدت حرمین شریفین سے شرف ہوئے مکہ معظمہ میں ۳ سال قیام فرمایا۔

حرمین شریفین کے رہنے والے ان سے بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ شیخ عبداللہ بصری کی (صاحب فیاء الساری شرح صحیح بخاری) قادری سلسلہ میں ان کے مرید ہوئے 'مخدوم ہاشم سندھی ان کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں 'مولانا سعد اللہ نے مکہ معظمہ سے واپس ہجر سورت بندر میں سکونت اختیار کر لی 'تکلفی نے ان کی طرف خاص طور سے رجوع کیا۔

شرح ہدایت الحکمت 'رسالہ کشف الحق' شرح مثنوی مولانا روم اور رسالہ تفسیر الرسول 'ان کی تألیفات (۲) ہیں۔ (۳) ۷۱ ر جمادی الاول ۱۳۳۸ھ ر ۶-۷۴۵۶ھ میں بندر سورت میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے ان کے دو (۴) بیٹے عبدالعلی اور عبدالولی تھے۔ دوسرے بیٹے (عبدالولی) کمالات علمی میں اپنے باپ کی طرح تھے۔ (۵) عزت تخلص کرتے تھے 'مودی محمد صادق لکھنوی ان کے شاگرد تھے۔ (۶)

(۲۱۲) مولوی مفتی سعد اللہ مراد آبادی

ان کی پیدائش ۱۳۱۹ھ ر ۵-۷۸۰۳ھ میں ہوئی۔ تاریخ پیدائش لفظ "ظہور حق" اور "بیدار بخت" سے نکلتی ہے۔ بچپن ہی میں ضروری (۱) فارسی کتابوں سے فراغت حاصل کر لی۔ شوق طالب علمی سر میں لایا تو رام پور پہنچے 'اس وقت امرچنگی اس۔ بعد نجیب آباد میں مولوی عبدالرحمن قسستانی (۲) سے شرح جامی پڑھی اور کافی استعداد حاصل کر کے دہلی پہنچے 'اخوند شیر محمد دہلی 'محمد حیات پنجابی اور مفتی صدر الدین خاں صدر الصدور سے اکثر درسی کتابیں پڑھیں '۱۲۴۳ھ ر ۸-۷۸۲۷ھ میں وارد ہوئے۔ مولوی محمد اشرف (۳) لکھنوی مولوی محمد اسماعیل مراد آبادی 'مرزا حسن علی محدث اور مفتی ظہور اللہ لکھنوی فرنگی علی (۴) سے تحصیل علم کی۔ 'تیس سالہ عمر میں "ظہور حق" کے بعد مدرسہ شامی (لکھنؤ) میں مدرس ہو گئے۔ پھر تاج اذیت ترجمہ کاموس جلالی کی بعض جلدوں کی تالیف کی اور اس کے بعد پکری کوتوالی (لکھنؤ) کے مفتی کے عہدہ پر ۲۹ سال رہے۔ اس زمانہ میں سترج کی توفیق بھی نصیب ہوئی۔ شیخ جمال کی سے علم حدیث کی جدید سند حاصل کی اور لکھنؤ واپس آ گئے اور عہدہ افتاء کے انعام میں مصروف ہو گئے۔ واجد علی شاہ کے معروض ہونے کے بعد نواب یوسف علی خاں 'جوان

کے شاگرد تھے، کے بدلے پر رام پور، پہنچے، عہدہ قضاء الناء اور مرافقہ (ایکل) پر سر
فرز ہوئے، نواب کلب علی خاں کے زمانہ تک اسی عہدہ پر مقرر دفاثر رہے۔ ۱۳۳۰ھ (۶)
رمضان المبارک بروز اتوار ۱۳۹۳ھ ر ۱۸۷۷ء میں بمقام رام پور داعی اجل کو لبیک
کہا اور دیں دفن ہوئے۔ طالب اللہ ثراء دو بیٹے طلف اللہ اور بشارت اللہ یادگار
چھوڑے۔ دونوں رام پور میں رہتے ہیں۔ حکیم لطف اللہ نے کئی عربی اشعار میں ان
کی تاریخ وفات کسی ہے مقطع میں مادہ تاریخ شامل ہے جو یہ ہے۔

لعلنا المصطفیٰ صفت (۷) تاریخاً

لمسنى مولى وما لکنا

لموجه الجميل با بشرى

بہل بنوہ طاب طب لہ

مولوی یحییٰ نے ان کی تاریخ یہ کہی ہے۔

تاریخ ذات فوت یحییٰ

مہینہ علم و فضل صد ۱۳۹۳ھ

مسودہ اوراق (مولوی رحمت علی) نے ۱۳۹۳ھ ر ۱۸۳۸ء میں جب وہ طالب علمی
سے سلسلہ میں کھنوی میں تھا تو ان (مفتی سعد اللہ) کو دیکھ کر 'شک مزاج تھے اور
ہندوؤں کی طرف بہت کم توجہ کرتے تھے۔ ان کی تصنیفات سے مندرجہ ذیل کتابیں
یادگار ہیں۔

(۱) مفید اصحاب فی خصایص ادبواب (۳) اقول الفضل فی امزۃ الوصل (۳) حقوق
الدیود فی مجہول اختار و افتاد (۳) نوادر الاصول فی شرح الاصول در علم صرف (۵)
غایت البیان فی تحقیق لسان (۶) رسالہ تریب بسم اللہ در نحو (۷) خلاصہ النوادر (۸)
نوادر بیون فی علم القرآن (۹) رسالہ مد فی اجود سعد در قرأت (۱۰) اقول المانوس فی
صفت القاموس (۱۱) نور الصراح فی اغاظ اللہ (۱۲) ترجمہ قاموس بعض مجلدات در
علم لغت (۱۳) ترجمہ فقہ کبیر (۱۴) وصیت نامہ ابو حنیفہ (۱۵) ترجمہ حقیقت الاسلام
(۱۶) ہدایت انور نیما شعل ہال طہار و اشعار (۱۷) زاد السبیل الی دار الکلیل (۱۸)
حواشی مال (۱۹) ہدیتہ (۱۹) رسالہ طہر متخل در ریاضات (۲۰) حاشیہ پر شرح 'سلم' مولوی

محمد اللہ سندیلوی (۲۱) شرح ضابطۃ التہذیب (۲۲) شرح خطبہ قطبی در منطق (۲۳)
رسالہ قوس قزح (۲۴) رسالہ تناخ (۲۵) رسالہ تحقیق علم واجب در حکمت (۲۶)
رسالہ سبع عرض شیعہ موسومہ مفید المصیرہ در حساب (۲۷) حاشیہ پر شرح چغینی در
ہیات (۲۸) رسالہ تفسیرہ و استدرہ در علم بیان (۲۹) رسالہ عروض باقانیہ (۳۰)
میزان الافکار شرح معیار الاشعار (۳۱) (شرح) قصیدہ لامیہ فارسی وغیرہا

(۲۱۳) شیخ سعد الدین لکھنوی

شیخ سعد الدین لکھنوی، ابن شیخ اسلام شیخ سعد اللہ کندوری فراز لکھنوی، علوم
ظاہر و باطن میں جامع تھے، ہمیشہ علوم دینیہ کے درس میں مشغول رہتے اور ان کے
درس میں مستعد ذی استعداد طالب علم رجوع کرتے تھے (۲۱۴) ان کی طبیعت شعرو
شاعری کی طرف بھی مائل، قلمی سعدی تخلص کرتے تھے، نتیجہ لکھنوی کا نمونہ یہ ہے۔

چو داری مونسے چوں قل ہو اللہ

خلفے در کش جمود ماسوی اللہ

چوں دوست موافق است سعدی

سل است جفاکی ہر دو عالم

گریہ بر محبوب کس نہ سکنی

خیرہ بر عیب دیگران چہ لکنی

۲۹ جمادی الاول ۸۸۱ھ ر ۱۳۷۲ء میں انتقال ہوا "مخدوم قطب المادیہ" سے سن

وفات تھکی ہے۔ (۲۱۵)

(۲۱۴) شیخ سعد الدین خیر آبادی

ان کے والد خیر آباد کے قاضی تھے، شیخ نے پہلے حفظ قرآن شریف کیا پھر مولانا
اعظم لکھنوی کے حلقہ تلمذ میں شریک ہو گئے۔ تحصیل علوم سے فارغ ہونے کے بعد

شیخ یثا کسنوی کے مرید ہوئے۔ اپنے پیر کے انتقال کے بعد اپنے وطن مالوف خیر آباد میں آئے اور درس و ارشاد میں مشغول ہو گئے۔ ۸۸۲ھ / ۱۴۷۷ء میں فوت ہوئے۔ شرح مصباح، شرح کافہ، شرح جانی، و بزدوی اور شرح رسالہ یکید جس کا نام مجمع السوگ ہے اور اس میں شیخ یثا کے بہت سے ملفوظات و حالات بھی درج ہیں ان کی یادگار ہیں۔ ان کی قبر خیر آباد میں ہے۔ جبرک اور زیارت کے لائق ہے۔ (۱)

(۲۱۵) ملا سعد الدین دہلوی

ان کی کنیت ابو منذر کل ہے، شرح کنز الدقائق اور شرح منار ان کی عمدہ تصنیفات ہیں۔ ۷۹۹ھ / ۱۳۸۸ء میں فوت ہوئے۔ طالب ثراء و جمل الجنت مشواہ۔

(۲۱۶) مولوی سعد الدین صادق دہلوی

مولوی سعد الدین صادق دہلوی بن مولوی امان اللہ شہید ۷۳۷ھ / ۱۳۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد سے علوم کی تحصیل کی اور سند افتادہ پر متمکن ہوئے۔ اکثر مباحثوں میں اپنے معاصرین پر غالب آجاتے تھے۔ ۸۲۳ھ / ۱۴۱۱ء میں فوت ہوئے اور اپنے والد کے قریب دفن ہوئے۔ (۱)

(۲۱۷) مولانا سعید سمرقندی

مولانا سعید سمرقندی اپنے زمانہ کے علم و ادب تھے۔ تحصیل علوم ملا احمد جند، ملا محمود سرخ و ملا عصام الدین ابراہیم سے کی۔ ۹۶۶ھ / ۱۵۵۸ء میں ہندوستان میں آئے۔ اکبر بادشاہ کی ملازمت سے ممتاز ہوئے، کیفیت درویشی و انکساری کا غلبہ تھا۔ خوش طبع، فصیح، بیخ اور شفیق تھے۔ بادشاہ ان کی صحبت سے خوش ہوتا تھا۔ ۹۹۷ھ / ۱۵۶۳ء میں فوت ہوئے۔ (۱)

(۲۱۸) مولوی سلام اللہ محدث رام پوری

مولوی سلام اللہ محدث رام پوری ابن شیخ الاسلام بن حافظ فخر الدین، شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی اولاد سے تھے۔ (۱) تہذیب، محدث اور مفسر تھے، علوم مروجہ اپنے والد شیخ لاسلام مصنف شرح فارسی صحیح بخاری، رسالہ طرہ الدہام عن اثر الامام

الانعام، کشف الغطاء عن احوال (۲) لموتی عن الاحیاء سے حاصل کئے اور حدیث کی اجازت حاصل کی۔ ان کے دادا حافظ فخر الدین بھی اپنے زمانہ کے علامہ تھے۔ حافظ مذکور کی تصنیفات سے شرح فارسی صحیح مسلم، شرح فارسی عین العلم اور شرح حصین یحییٰ یادگار زمانہ ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ صاحب ترجمہ (مولانا سلام اللہ) تحصیل کے بعد اپنے بزرگوں کی طرح سند افتادہ و افتادہ پر متمکن ہوئے اور علوم کی اشاعت میں کوشش کرتے رہے، جمادی الثانی کے مہینے میں بوقت شرم ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۳ء یا ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء بقول (دیگر) میں فوت ہوئے ان کی مشہور تصانیف یہ ہیں۔ کمالین حاشیہ جلالین، محلی شرح موطا، جس کو انھوں نے ۱۲۱۵ھ / ۱۸۰۰ء میں تصنیف کیا، اس کی تاریخ تصنیف "ہذا لغز الکبیر" سے نکلتی ہے، ترجمہ فارسی صحیح بخاری، ترجمہ فارسی شامی، تفسیر اصول حدیث بربان علی (۱)

(۲۱۹) مولانا محمد سلامت اللہ بدایونی کان پوری

مولانا محمد سلامت اللہ بدایونی (۱) شیخ برکت اللہ صدیقی رئیس بدایوں، علوم کے عالم جیسے ستاروں میں آفتاب، ان کی ذات بابرکات توصیف و تعریف سے مستغنی ہے۔ مولف اور اراق (مولوی رحمان علی) نے تھوڑا سا لیض ان سے حاصل کیا ہے۔ ان کے تعارف کے لئے ان کا رسالہ الاسناد کافی ہے جو انھوں نے اپنے شاگرد رشید مصلوبی مولوی شاہ محمد عادل کو سند عطا کرتے وقت فارسی زبان میں تحریر فرمایا ہے۔ اس رسالہ سے ان کے مختصر حالات لکھے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"سلامت اللہ کہتا ہے کہ میں بدایون میں پیدا ہوا۔ صدیقی نسب، فنی مذہب اور قادری شرب ہوں، فقیر نے مروجہ درسی کتابیں اپنے زمانہ کے چند (۲) فضلاء سے پڑھیں، اوس بچپن میں مولانا ابو المعالی ابن مولانا عبدالغنی بدایونی سے استفادہ کیا جن کا سلسلہ درس ملا جلاس الدین ودائی تک پہنچتا ہے۔ دو سال میں میران صرف سے شرح جانی برکافہ تک اور شرح تہذیب پردی پڑھ لیں۔ اس کے بعد مولوی ولی اللہ سے جو مولانا باب اللہ جوہروری کے شاگرد تھے، "۱" "۲" "۳" "۴" "۵" "۶" "۷" "۸" "۹" "۱۰" "۱۱" "۱۲" "۱۳" "۱۴" "۱۵" "۱۶" "۱۷" "۱۸" "۱۹" "۲۰" "۲۱" "۲۲" "۲۳" "۲۴" "۲۵" "۲۶" "۲۷" "۲۸" "۲۹" "۳۰" "۳۱" "۳۲" "۳۳" "۳۴" "۳۵" "۳۶" "۳۷" "۳۸" "۳۹" "۴۰" "۴۱" "۴۲" "۴۳" "۴۴" "۴۵" "۴۶" "۴۷" "۴۸" "۴۹" "۵۰" "۵۱" "۵۲" "۵۳" "۵۴" "۵۵" "۵۶" "۵۷" "۵۸" "۵۹" "۶۰" "۶۱" "۶۲" "۶۳" "۶۴" "۶۵" "۶۶" "۶۷" "۶۸" "۶۹" "۷۰" "۷۱" "۷۲" "۷۳" "۷۴" "۷۵" "۷۶" "۷۷" "۷۸" "۷۹" "۸۰" "۸۱" "۸۲" "۸۳" "۸۴" "۸۵" "۸۶" "۸۷" "۸۸" "۸۹" "۹۰" "۹۱" "۹۲" "۹۳" "۹۴" "۹۵" "۹۶" "۹۷" "۹۸" "۹۹" "۱۰۰" "۱۰۱" "۱۰۲" "۱۰۳" "۱۰۴" "۱۰۵" "۱۰۶" "۱۰۷" "۱۰۸" "۱۰۹" "۱۱۰" "۱۱۱" "۱۱۲" "۱۱۳" "۱۱۴" "۱۱۵" "۱۱۶" "۱۱۷" "۱۱۸" "۱۱۹" "۱۲۰" "۱۲۱" "۱۲۲" "۱۲۳" "۱۲۴" "۱۲۵" "۱۲۶" "۱۲۷" "۱۲۸" "۱۲۹" "۱۳۰" "۱۳۱" "۱۳۲" "۱۳۳" "۱۳۴" "۱۳۵" "۱۳۶" "۱۳۷" "۱۳۸" "۱۳۹" "۱۴۰" "۱۴۱" "۱۴۲" "۱۴۳" "۱۴۴" "۱۴۵" "۱۴۶" "۱۴۷" "۱۴۸" "۱۴۹" "۱۵۰" "۱۵۱" "۱۵۲" "۱۵۳" "۱۵۴" "۱۵۵" "۱۵۶" "۱۵۷" "۱۵۸" "۱۵۹" "۱۶۰" "۱۶۱" "۱۶۲" "۱۶۳" "۱۶۴" "۱۶۵" "۱۶۶" "۱۶۷" "۱۶۸" "۱۶۹" "۱۷۰" "۱۷۱" "۱۷۲" "۱۷۳" "۱۷۴" "۱۷۵" "۱۷۶" "۱۷۷" "۱۷۸" "۱۷۹" "۱۸۰" "۱۸۱" "۱۸۲" "۱۸۳" "۱۸۴" "۱۸۵" "۱۸۶" "۱۸۷" "۱۸۸" "۱۸۹" "۱۹۰" "۱۹۱" "۱۹۲" "۱۹۳" "۱۹۴" "۱۹۵" "۱۹۶" "۱۹۷" "۱۹۸" "۱۹۹" "۲۰۰" "۲۰۱" "۲۰۲" "۲۰۳" "۲۰۴" "۲۰۵" "۲۰۶" "۲۰۷" "۲۰۸" "۲۰۹" "۲۱۰" "۲۱۱" "۲۱۲" "۲۱۳" "۲۱۴" "۲۱۵" "۲۱۶" "۲۱۷" "۲۱۸" "۲۱۹" "۲۲۰" "۲۲۱" "۲۲۲" "۲۲۳" "۲۲۴" "۲۲۵" "۲۲۶" "۲۲۷" "۲۲۸" "۲۲۹" "۲۳۰" "۲۳۱" "۲۳۲" "۲۳۳" "۲۳۴" "۲۳۵" "۲۳۶" "۲۳۷" "۲۳۸" "۲۳۹" "۲۴۰" "۲۴۱" "۲۴۲" "۲۴۳" "۲۴۴" "۲۴۵" "۲۴۶" "۲۴۷" "۲۴۸" "۲۴۹" "۲۵۰" "۲۵۱" "۲۵۲" "۲۵۳" "۲۵۴" "۲۵۵" "۲۵۶" "۲۵۷" "۲۵۸" "۲۵۹" "۲۶۰" "۲۶۱" "۲۶۲" "۲۶۳" "۲۶۴" "۲۶۵" "۲۶۶" "۲۶۷" "۲۶۸" "۲۶۹" "۲۷۰" "۲۷۱" "۲۷۲" "۲۷۳" "۲۷۴" "۲۷۵" "۲۷۶" "۲۷۷" "۲۷۸" "۲۷۹" "۲۸۰" "۲۸۱" "۲۸۲" "۲۸۳" "۲۸۴" "۲۸۵" "۲۸۶" "۲۸۷" "۲۸۸" "۲۸۹" "۲۹۰" "۲۹۱" "۲۹۲" "۲۹۳" "۲۹۴" "۲۹۵" "۲۹۶" "۲۹۷" "۲۹۸" "۲۹۹" "۳۰۰" "۳۰۱" "۳۰۲" "۳۰۳" "۳۰۴" "۳۰۵" "۳۰۶" "۳۰۷" "۳۰۸" "۳۰۹" "۳۱۰" "۳۱۱" "۳۱۲" "۳۱۳" "۳۱۴" "۳۱۵" "۳۱۶" "۳۱۷" "۳۱۸" "۳۱۹" "۳۲۰" "۳۲۱" "۳۲۲" "۳۲۳" "۳۲۴" "۳۲۵" "۳۲۶" "۳۲۷" "۳۲۸" "۳۲۹" "۳۳۰" "۳۳۱" "۳۳۲" "۳۳۳" "۳۳۴" "۳۳۵" "۳۳۶" "۳۳۷" "۳۳۸" "۳۳۹" "۳۴۰" "۳۴۱" "۳۴۲" "۳۴۳" "۳۴۴" "۳۴۵" "۳۴۶" "۳۴۷" "۳۴۸" "۳۴۹" "۳۵۰" "۳۵۱" "۳۵۲" "۳۵۳" "۳۵۴" "۳۵۵" "۳۵۶" "۳۵۷" "۳۵۸" "۳۵۹" "۳۶۰" "۳۶۱" "۳۶۲" "۳۶۳" "۳۶۴" "۳۶۵" "۳۶۶" "۳۶۷" "۳۶۸" "۳۶۹" "۳۷۰" "۳۷۱" "۳۷۲" "۳۷۳" "۳۷۴" "۳۷۵" "۳۷۶" "۳۷۷" "۳۷۸" "۳۷۹" "۳۸۰" "۳۸۱" "۳۸۲" "۳۸۳" "۳۸۴" "۳۸۵" "۳۸۶" "۳۸۷" "۳۸۸" "۳۸۹" "۳۹۰" "۳۹۱" "۳۹۲" "۳۹۳" "۳۹۴" "۳۹۵" "۳۹۶" "۳۹۷" "۳۹۸" "۳۹۹" "۴۰۰" "۴۰۱" "۴۰۲" "۴۰۳" "۴۰۴" "۴۰۵" "۴۰۶" "۴۰۷" "۴۰۸" "۴۰۹" "۴۱۰" "۴۱۱" "۴۱۲" "۴۱۳" "۴۱۴" "۴۱۵" "۴۱۶" "۴۱۷" "۴۱۸" "۴۱۹" "۴۲۰" "۴۲۱" "۴۲۲" "۴۲۳" "۴۲۴" "۴۲۵" "۴۲۶" "۴۲۷" "۴۲۸" "۴۲۹" "۴۳۰" "۴۳۱" "۴۳۲" "۴۳۳" "۴۳۴" "۴۳۵" "۴۳۶" "۴۳۷" "۴۳۸" "۴۳۹" "۴۴۰" "۴۴۱" "۴۴۲" "۴۴۳" "۴۴۴" "۴۴۵" "۴۴۶" "۴۴۷" "۴۴۸" "۴۴۹" "۴۵۰" "۴۵۱" "۴۵۲" "۴۵۳" "۴۵۴" "۴۵۵" "۴۵۶" "۴۵۷" "۴۵۸" "۴۵۹" "۴۶۰" "۴۶۱" "۴۶۲" "۴۶۳" "۴۶۴" "۴۶۵" "۴۶۶" "۴۶۷" "۴۶۸" "۴۶۹" "۴۷۰" "۴۷۱" "۴۷۲" "۴۷۳" "۴۷۴" "۴۷۵" "۴۷۶" "۴۷۷" "۴۷۸" "۴۷۹" "۴۸۰" "۴۸۱" "۴۸۲" "۴۸۳" "۴۸۴" "۴۸۵" "۴۸۶" "۴۸۷" "۴۸۸" "۴۸۹" "۴۹۰" "۴۹۱" "۴۹۲" "۴۹۳" "۴۹۴" "۴۹۵" "۴۹۶" "۴۹۷" "۴۹۸" "۴۹۹" "۵۰۰" "۵۰۱" "۵۰۲" "۵۰۳" "۵۰۴" "۵۰۵" "۵۰۶" "۵۰۷" "۵۰۸" "۵۰۹" "۵۱۰" "۵۱۱" "۵۱۲" "۵۱۳" "۵۱۴" "۵۱۵" "۵۱۶" "۵۱۷" "۵۱۸" "۵۱۹" "۵۲۰" "۵۲۱" "۵۲۲" "۵۲۳" "۵۲۴" "۵۲۵" "۵۲۶" "۵۲۷" "۵۲۸" "۵۲۹" "۵۳۰" "۵۳۱" "۵۳۲" "۵۳۳" "۵۳۴" "۵۳۵" "۵۳۶" "۵۳۷" "۵۳۸" "۵۳۹" "۵۴۰" "۵۴۱" "۵۴۲" "۵۴۳" "۵۴۴" "۵۴۵" "۵۴۶" "۵۴۷" "۵۴۸" "۵۴۹" "۵۵۰" "۵۵۱" "۵۵۲" "۵۵۳" "۵۵۴" "۵۵۵" "۵۵۶" "۵۵۷" "۵۵۸" "۵۵۹" "۵۶۰" "۵۶۱" "۵۶۲" "۵۶۳" "۵۶۴" "۵۶۵" "۵۶۶" "۵۶۷" "۵۶۸" "۵۶۹" "۵۷۰" "۵۷۱" "۵۷۲" "۵۷۳" "۵۷۴" "۵۷۵" "۵۷۶" "۵۷۷" "۵۷۸" "۵۷۹" "۵۸۰" "۵۸۱" "۵۸۲" "۵۸۳" "۵۸۴" "۵۸۵" "۵۸۶" "۵۸۷" "۵۸۸" "۵۸۹" "۵۹۰" "۵۹۱" "۵۹۲" "۵۹۳" "۵۹۴" "۵۹۵" "۵۹۶" "۵۹۷" "۵۹۸" "۵۹۹" "۶۰۰" "۶۰۱" "۶۰۲" "۶۰۳" "۶۰۴" "۶۰۵" "۶۰۶" "۶۰۷" "۶۰۸" "۶۰۹" "۶۱۰" "۶۱۱" "۶۱۲" "۶۱۳" "۶۱۴" "۶۱۵" "۶۱۶" "۶۱۷" "۶۱۸" "۶۱۹" "۶۲۰" "۶۲۱" "۶۲۲" "۶۲۳" "۶۲۴" "۶۲۵" "۶۲۶" "۶۲۷" "۶۲۸" "۶۲۹" "۶۳۰" "۶۳۱" "۶۳۲" "۶۳۳" "۶۳۴" "۶۳۵" "۶۳۶" "۶۳۷" "۶۳۸" "۶۳۹" "۶۴۰" "۶۴۱" "۶۴۲" "۶۴۳" "۶۴۴" "۶۴۵" "۶۴۶" "۶۴۷" "۶۴۸" "۶۴۹" "۶۵۰" "۶۵۱" "۶۵۲" "۶۵۳" "۶۵۴" "۶۵۵" "۶۵۶" "۶۵۷" "۶۵۸" "۶۵۹" "۶۶۰" "۶۶۱" "۶۶۲" "۶۶۳" "۶۶۴" "۶۶۵" "۶۶۶" "۶۶۷" "۶۶۸" "۶۶۹" "۶۷۰" "۶۷۱" "۶۷۲" "۶۷۳" "۶۷۴" "۶۷۵" "۶۷۶" "۶۷۷" "۶۷۸" "۶۷۹" "۶۸۰" "۶۸۱" "۶۸۲" "۶۸۳" "۶۸۴" "۶۸۵" "۶۸۶" "۶۸۷" "۶۸۸" "۶۸۹" "۶۹۰" "۶۹۱" "۶۹۲" "۶۹۳" "۶۹۴" "۶۹۵" "۶۹۶" "۶۹۷" "۶۹۸" "۶۹۹" "۷۰۰" "۷۰۱" "۷۰۲" "۷۰۳" "۷۰۴" "۷۰۵" "۷۰۶" "۷۰۷" "۷۰۸" "۷۰۹" "۷۱۰" "۷۱۱" "۷۱۲" "۷۱۳" "۷۱۴" "۷۱۵" "۷۱۶" "۷۱۷" "۷۱۸" "۷۱۹" "۷۲۰" "۷۲۱" "۷۲۲" "۷۲۳" "۷۲۴" "۷۲۵" "۷۲۶" "۷۲۷" "۷۲۸" "۷۲۹" "۷۳۰" "۷۳۱" "۷۳۲" "۷۳۳" "۷۳۴" "۷۳۵" "۷۳۶" "۷۳۷" "۷۳۸" "۷۳۹" "۷۴۰" "۷۴۱" "۷۴۲" "۷۴۳" "۷۴۴" "۷۴۵" "۷۴۶" "۷۴۷" "۷۴۸" "۷۴۹" "۷۵۰" "۷۵۱" "۷۵۲" "۷۵۳" "۷۵۴" "۷۵۵" "۷۵۶" "۷۵۷" "۷۵۸" "۷۵۹" "۷۶۰" "۷۶۱" "۷۶۲" "۷۶۳" "۷۶۴" "۷۶۵" "۷۶۶" "۷۶۷" "۷۶۸" "۷۶۹" "۷۷۰" "۷۷۱" "۷۷۲" "۷۷۳" "۷۷۴" "۷۷۵" "۷۷۶" "۷۷۷" "۷۷۸" "۷۷۹" "۷۸۰" "۷۸۱" "۷۸۲" "۷۸۳" "۷۸۴" "۷۸۵" "۷۸۶" "۷۸۷" "۷۸۸" "۷۸۹" "۷۹۰" "۷۹۱" "۷۹۲" "۷۹۳" "۷۹۴" "۷۹۵" "۷۹۶" "۷۹۷" "۷۹۸" "۷۹۹" "۸۰۰" "۸۰۱" "۸۰۲" "۸۰۳" "۸۰۴" "۸۰۵" "۸۰۶" "۸۰۷" "۸۰۸" "۸۰۹" "۸۱۰" "۸۱۱" "۸۱۲" "۸۱۳" "۸۱۴" "۸۱۵" "۸۱۶" "۸۱۷" "۸۱۸" "۸۱۹" "۸۲۰" "۸۲۱" "۸۲۲" "۸۲۳" "۸۲۴" "۸۲۵" "۸۲۶" "۸۲۷" "۸۲۸" "۸۲۹" "۸۳۰" "۸۳۱" "۸۳۲" "۸۳۳" "۸۳۴" "۸۳۵" "۸۳۶" "۸۳۷" "۸۳۸" "۸۳۹" "۸۴۰" "۸۴۱" "۸۴۲" "۸۴۳" "۸۴۴" "۸۴۵" "۸۴۶" "۸۴۷" "۸۴۸" "۸۴۹" "۸۵۰" "۸۵۱" "۸۵۲" "۸۵۳" "۸۵۴" "۸۵۵" "۸۵۶" "۸۵۷" "۸۵۸" "۸۵۹" "۸۶۰" "۸۶۱" "۸۶۲" "۸۶۳" "۸۶۴" "۸۶۵" "۸۶۶" "۸۶۷" "۸۶۸" "۸۶۹" "۸۷۰" "۸۷۱" "۸۷۲" "۸۷۳" "۸۷۴" "۸۷۵" "۸۷۶" "۸۷۷" "۸۷۸" "۸۷۹" "۸۸۰" "۸۸۱" "۸۸۲" "۸۸۳" "۸۸۴" "۸۸۵" "۸۸۶" "۸۸۷" "۸۸۸" "۸۸۹" "۸۹۰" "۸۹۱" "۸۹۲" "۸۹۳" "۸۹۴" "۸۹۵" "۸۹۶" "۸۹۷" "۸۹۸" "۸۹۹" "۹۰۰" "۹۰۱" "۹۰۲" "۹۰۳" "۹۰۴" "۹۰۵" "۹۰۶" "۹۰۷" "۹۰۸" "۹۰۹" "۹۱۰" "۹۱۱" "۹۱۲" "۹۱۳" "۹۱۴" "۹۱۵" "۹۱۶" "۹۱۷" "۹۱۸" "۹۱۹" "۹۲۰" "۹۲۱" "۹۲۲" "۹۲۳" "۹۲۴" "۹۲۵" "۹۲۶" "۹۲۷" "۹۲۸" "۹۲۹" "۹۳۰" "۹۳۱" "۹۳۲" "۹۳۳" "۹۳۴" "۹۳۵" "۹۳۶" "۹۳۷" "۹۳۸" "۹۳۹" "۹۴۰" "۹۴۱" "۹۴۲" "۹۴۳" "۹۴۴" "۹۴۵" "۹۴۶" "۹۴۷" "۹۴۸" "۹۴۹" "۹۵۰" "۹۵۱" "۹۵۲" "۹۵۳" "۹۵۴" "۹۵۵" "۹۵۶" "۹۵۷" "۹۵۸" "۹۵۹" "۹۶۰" "۹۶۱" "۹۶۲" "۹۶۳" "۹۶۴" "۹۶۵" "۹۶۶" "۹۶۷" "۹۶۸" "۹۶۹" "۹۷۰" "۹۷۱" "۹۷۲" "۹۷۳" "۹۷۴" "۹۷۵" "۹۷۶" "۹۷۷" "۹۷۸" "۹۷۹" "۹۸۰" "۹۸۱" "۹۸۲" "۹۸۳" "۹۸۴" "۹۸۵" "۹۸۶" "۹۸۷" "۹۸۸" "۹۸۹" "۹۹۰" "۹۹۱" "۹۹۲" "۹۹۳" "۹۹۴" "۹۹۵" "۹۹۶" "۹۹۷" "۹۹۸" "۹۹۹" "۱۰۰۰"

زمانہ میں مولوی صاحب کسی ضرورت کی وجہ سے اپنے وطن چلے گئے حضرت
 بیرومرشد شاہ آل احمد دہلوی قدس سرہ کے حسب ارشاد مولانا محمد الدین عرف مولوی
 (۲۸) دن صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا جو اس زمانہ میں کلکتہ (۲۹) سے واپس ہو کر
 بریلی میں سکونت پذیر تھے اور ان سے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ کتب درسیہ
 متعارف سے زوائد محدث، قاضی مبارک، محمد اللہ شرح سلم، مطول تفتازانی، صدرائے
 عشق، بازغہ، شرح عقائد جلالی، مذہب، حاشیہ مکمل الدین، بدایہ فقہ حنفی، مسلم
 اثبوت اور بیضاوی وغیرہ پڑھیں، مولانا دن نے نہایت مہمانی اور عنایت سے تھوڑی
 مدت میں جو کچھ وہ سرمایہ علمی رکھتے تھے مجھ پہنچ کارہ کو مرحمت فرمادیا، اور حق یہ ہے
 کہ عظیم تحقیقات و تحقیقات جو معرکہ دارا اور علماء کے قدم لاکھڑانے والی ہیں
 جناب ممدوح (مولوی دن) کے فیض و توجہ سے مجھے ان کی استعداد فراہم ہوگئی۔ واللہ
 ینفع من یشاء (اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے)۔ کتب درسیہ کی
 تحقیق و تدقیق کے بعد جناب بیرومرشد قدس سرہ کے حکم کے مطابق سراپا بخشش (۳۰)
 مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اناراللہ برہانہ کی خدمت بابرکت میں سعادت حاصل کی اور
 احادیث و تفاسیر کی کتابوں کی تفصیل و تحقیق و تلمیح میں مشغول ہوا اور اس خوان عالی
 (خانہ عالی) (۵) سے فیض حاصل کیا چنانچہ صحاح ستہ اور کتب تفسیر کی مولانا ممدوح
 (مولانا شاہ عبدالعزیز) دن کے چھوٹے بھائی مولانا شاہ رفیع الدین سے جو جملہ علوم
 خصوصاً علم حدیث و تفسیر میں تبحر کامل رکھتے تھے، سند حاصل کی یہاں تک کہ ان
 دونوں کی صحبت سے معانی حدیث کی فہم اور تفسیر کے حقائق و دقائق کے سمجھنے کا
 مذاق میری طبیعت میں پیدا ہو گیا۔ آخر میں جناب مولانا ممدوح (حضرت شاہ
 عبدالعزیز) نے اس خاکسار کے حال پر بہت کرم فرمایا اور صحاح ستہ، مشکوٰۃ المصابیح،
 مس حصین، کتاب المسائل اور احادیث و تفسیر کی دیگر (۶) کتابوں اور اپنے مصنف
 رسالوں اور اپنے والد ماجد (حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی) کی کتابوں کی اجازت مرحمت
 فرمائی اور رخصت کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ فقیر کتب درسیہ کی سند تمام و کمال مولانا محمد
 الدین شاہ (۱۰۰) سے اور احادیث و تفاسیر کی کتابوں کی سند قرآن، سنی، وراثت

اور اجازت حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی اور ان کے چھوٹے بھائی شاہ رفیع الدین سے
 رکھتا ہے اور وہ حضرات اپنے والد ماجد مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے رکھتے ہیں
 اور انھوں (شاہ ولی اللہ) نے اپنی مختلف اسناد کا حال کتاب انارشار الی مسماۃ
 الاسناد میں تفصیل سے لکھا ہے۔

مولانا صاحب الزجر (شاہ سلامت اللہ صاحب) نے اپنی زندگی میں کانپور میں
 ایک مسجد ۱۳۶۷ھ تا ۱۸۵۰ء میں بنوائی تھی اس کی بناء کی تاریخ "ان هذا انابت اللہ
 "ما هذا المسجد افردوس" اور "واللہ حوالہ" سے نکلتی ہے۔ مولانا سلامت اللہ
 کی ذات مفید عام اور متمیز امام تھی، سینکڑوں علماء و فضلاء آپ کے شاگرد ہوئے اور
 علم حاصل کیا، اس کے علاوہ ان کی شان علمی کی دلیل ان کی مصنفہ کتابیں ہیں جو یہ
 ہیں۔

(۱) تحفۃ الاحباب (۲) معرکہ الاراء (۳) برقی خاطف در مناقب اہل سنت و
 شیعہ (۴) شرح تراجم بیان شہادت سید الشہداء رضی اللہ عنہ
 (۵) حدائق رحمت و ہیں میلا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۶) رسالہ شباب
 طاقب (در سقود کواکب) (۷) حقائق احمدیہ در علم حقائق (۸) بحر التوحید در بیان
 شہادت اویاء اللہ (۹) اسرارہ تئیں در حل احوال و اشعار عربی و فارسی بطریق صوفیہ
 کرام (۱۰) رسالہ کشف جو بعض جلاء کہ ان اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے
 جو انھوں نے حافظ شیرازی کی اصطلاحات سے تاواقیف کی بناء پر حافظ کے بعض اشعار پر
 ہے جن (۱۱) ترجمہ دو سالہ شمس الدین ابن العربی در بیان لطائف موسومہ معانیات صوفیہ
 (۱۲) مکاشفات قدسیہ (۱۳) رسالہ نعمت حالات (۱۴) رسالہ اشباع الکلام فی اثبات
 المولد والقیوم (۱۵) رقائق کشفی (۱۶) شرح مشنوی گل کشتی (۱۷) رسالہ اثبات در بیان
 جواز و عدم جواز الزوان (۱۸) رسالہ در تحقیق جواز مصافحہ و معانفت عیدین (۱۹) رسالہ
 مجموعہ استفنا جن میں سے ہر ایک کا جواب خود تحریر فرمایا ہے (۲۰) اور رسالہ الاسناد
 جس میں مختلف مروجہ علوم کے تحصیل کی کیفیت اور اساتذہ سے اسناد علوم کے حصول
 کا حال لکھا ہے۔

مولانا سلامت اللہ کو شعر گوئی کا بھی مذاق تھا۔ اس لئے اپنا شخص کشفی کرتے تھے، دیوان کشفی اس کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے اس کو بطور نمونہ (۱۰) مٹے از خرد اسے سمجھنا چاہئے۔ دیوان مذکور میں سے کچھ اشعار بطور نمونہ لکھے جاتے ہیں۔

تنانکہ بریاں تو جان را خدا کند
ببند اگر ندیدہ بمالت چہا کند
محو نظارہ رخ خوب تو دیدہ است
لے کہ خاک پائے ترا تو میرا کند
ترسم کہ رفتہ رفتہ شدت من ذہام
یہاں اگر کافہ عشق تو دا کند
غیر از جفا ندیدہ دل من ز سوشاں
ایں ہم حکایت است کہ حوہاں وفا مند
بہار عشق بہ شود از دم مسج
بہودگی مگر کہ بیسبب روا کند
تھا نہ من سبک رو گلزار و حدتم
زنداں تمام بگیہ بدوش صبا کند
تیکہ را بدست گیرند زہنہلو
خوہاں اگر معینہ یار ما کند
زادہ تو حق شناس تھی راہ خود گیر
خاصاں حق ہمیشہ من اقتدا کند
تر دامن چنای کہ مالک بر آسماں
نام مر و خلیفہ بجائے دعا کند
حرف حزن بگفتہ حافظ فی رسد
کشفی تو کیستی کہ ترا مرعا کند

خداوند یہ ہے کہ ہر کمال کو دواں ہے "وکل نفس ذائقہ الموت" جو کہ صاحب

خیاں کے دل میں جاگزیں ہے۔ افسوس! افسوس کہ مسلمان تحقیق و تدقیق کا وہ آفتاب (مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی) ۳ رجب بروز ہفتہ ۱۲۸۱ھ ر ۱۸۶۳ء کو عدم کے افق کے نیچے چھپ گیا۔ یعنی انتقال ہو گیا اور کان پور میں اپنی مسجد کے سامنے سپرد خاک کیے گئے، اس مرتبہ انصوم کی تاریخ وفات کا قطعہ لوح مزار پر اس طرح کندہ ہے

قطعہ تاریخ وفات مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی

مظہر کشف و کرامات جناب کشفی
ہادی راہ خدا کاشف راز عرفان
شدہ برضت خاطر چوہ ازیں کشف دہر
رفت در چشم رون جناب باغ رضون
ساں تاریخ قلم بند نمود اوشد
یوم ہفتہ سوم اور ماہ رجب شد زحمان
۱۲۸۱ھ ر ۱۸۶۳ء

(۲۲۰) حاجی سلطان تھانیسری

حاجی سلطان تھانیسری مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریاست سے مشرف ہوئے تھے، علوم، فہم، خوب، اچھی طرح حاصل کئے تھے۔ ایک مدت تک اکبر بادشاہ کی حازمت میں رہے۔ بادشاہ موصوف کے حکم سے چار (۱) سال کتاب مہبھارت کے ترجمہ میں موسوم بہ رزم نامہ تھا (۲) واستقلال سے مشغول رہے، اس کام کا آغاز نقیب خاں نے کیا تھا، انہوں نے اس کو پورا کیا، مہبھارت کے ترجمہ نویسی کے وقت کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے جو لکھتے ہو، انہوں نے جواب دیا کہ دس ہزار سال پہلے حرف (دباں) کی زبان حال کے موافق لکھ رہا ہوں (۵)

(۲۲۱) قاضی سماء الدین

قاضی سماء الدین کا لقب تعلق خاں (۱) تھا، سلطان حسین شری (۲) کے وزیر تھے

جو خود ایک ممتاز عالم تھا، سلطان بطلول لودی کے ہاتھ سے ۸۸۳ھ / ۸۰-۷۹ء میں گرفتار ہوئے اور قید خانے میں ڈال دئے گئے، مسلمانوں کی ایک جماعت نے رہائی دوائی۔

(۲۲۲) مولانا ساء الدین دہلوی

مولانا ساء الدین دہلوی علوم رسمی و حقیقی کے جامع تھے اور صاحب تقویٰ و ورع تھے ضرورت سے زیادہ دنیا کو اختیار نہیں کیا، مولانا ساء الدین شاکر مدبر سید شریف جرجانی کے شاگرد تھے، مہمان سے بعض واقعات کی وجہ سے نکل کر مدت تک زہرہ (دستہ بوز؟) اور بیانہ (میں) گزر کیا (پھر) دہلی پہنچے اور وہیں سکونت اختیار کر لی، شیخ کبیر کے مرید تھے اور عمر بھی زیادہ تھی۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی، خدا تعالیٰ نے بغیر علاج کے ان کی آنکھوں کو روشنی دے دی۔ دعوت شیخ فخر الدین عراقی پر حوشتی لکھے ہیں جن سے اس کے معانی بہت اچھی طرح حل ہو جاتے ہیں، رسالہ منہاج الاسرار بھی ان کی تصنیف ہے۔ ۱۰۱۰ھ / ۱۰۹۶ء میں انتقال ہوا۔ ان کی قبر حوض شمس دہلی کے اوپر ہے۔ مولانا ترواب علی کھنوری ان کی امداد امداد سے ہیں۔ (۶۵)

(۲۲۳) مولانا سناء الدین احمد (۱) بدایونی

مولانا سناء الدین احمد ابن مولانا محمد شفیق بن مولانا عبد الحمید بن مولانا محمد سعید بن مولانا محمد شریف بن مولانا محمد شفیق بدایونی، ان کی پیدائش ۸۱۹ھ / ۵-۱۸۰۳ء میں ہوئی۔ چنانچہ ”ظہور حق“ ان کا تاریخی نام ہے۔ علوم و رسم کی تحصیل مولانا فضل امام خیر آبادی اور علم حدیث و تفسیر کی تحصیل شاہ عبد العزیز دہلوی سے کی، انھوں نے فوائد مستندہ لغت میں حاشیہ قلموس اور دوسرے عربی مسودات ان کی تالیفات سے یادگار ہیں، رحمتہ اللہ علیہ۔ اپنے چچا مولانا عبد الحمید مین الحق کے مرید تھے۔ محرم ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء میں وفات پائی۔ (۶۶)

اور علوم ریاضی و ادب میں ماہر کامل تھے۔ ان کی تصنیف سے حاشیہ مطلوب ہے۔ (۶۶)

(۲۳۰) مولوی سید محمد بہان پوری

مولوی سید محمد بہان پوری، ابن شاہ فضل اللہ نائب رسول اللہ، دانشمند بزرگ اور عارف کامل تھے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد بہان پور میں مسند علم کو آراستہ کیا اور لوگوں کو فیض پہنچایا ان کی تصنیفات سے ایک کتاب "تعلیقات الصمد" مشہور و معروف ہے۔

(۲۳۱) سید محمد علی الدلوی ابن سید جعفر المکی

سید محمد مکی دانشمند تبحر، خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی، توحید و تنزیہ میں بڑا مرتبہ رکھتے تھے، کتاب "عز العالی، حقائق العالی، (۲) دقائق العالی، رسالہ اسرار روح، رسالہ شیخ ثلاث اور بحر الانساب "اہل بیت کے نسب میں" ان کی تصنیفات سے ہیں۔ سلطان بہمن لودی کے زمانہ میں ۸۹۹ھ ر ۱۳۸۶ھ میں رحلت فرمائی۔ (۶۷)

(۲۳۲) میر سید محمد امروہوی

میر سید محمد امروہوی، عالم باعمل اور صاحب صلاح، متقی اور پرہیزگار تھے، ہدایوں میں سید جلال شاگرد سید رفیع الدین سے تحصیل علم کی۔ حصوں علم سے فارغ ہو کر درس و افتادہ میں مشغول ہو گئے، آخر زمانہ میں شاہی ملازمت میں مرتبہ خصوصی حاصل کیا اور میر عدل کے مرتبہ پر سرفراز ہوئے اور اس جمیل القدر منصب میں عدالت، انصاف اور صدق امانت کو پیشہ طوطا رکھا، اس زمانہ میں جب کہ وہ اکبر کے دربار میں تھے تو کسی مبتدع اور ملحد کو دین اسلام میں رخنہ اندازی کا موقع نہ ملا، ان کے بعد میر عدل کا عہدہ برائے نام لوگوں کے لئے رہ گیا۔ ۹۸۳ھ ر ۱۰۷۷ھ میں بھکر کی حکومت پر فائز ہوئے اور وہیں ۹۸۶ھ ر ۱۰۷۷ھ میں انتقال ہوا۔ (۶۸)

(۲۳۳) سید محمد بکرامی

سید محمد بکرامی ابن سید عبدالجلیل، الحسینی الواسطی، بکرامی علم ادب میں کامل

(۲۲۷) سید محمد گیسو دراز ساکن گلبرگہ

سید محمد گیسو دراز، بن یوسف الحسی الدلوی، شیخ نصیر الدین محمود کے چچ اور اعظم (۱) خلیفہ تھے۔ سیادت، علم اور ولایت کے جامع نیز شاہ رفیع، رجبہ عالی، استوار طبیعت اور عالی کلام کے مالک تھے۔ شروع میں وہ دہلی تشریف لائے، پھر اپنے چچ کے انتقال کے بعد دکن چلے گئے، وہاں مقبولت عظیم ہوئی اور وہیں انتقال ہوا۔

گیسو دراز اس سلسلے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ دوسرے مریدوں کے ساتھ شیخ نصیر الدین محمود کی پاکی لئے جا رہے تھے، پاکی اٹھتے وقت اس کے گیسو لہائی کی وجہ سے پاکی کے پائے میں لٹھ گئے، انہوں نے ادب اور استعراق کی وجہ سے گیسو کو نہیں نکالا اور اس طرح ایک طویل قاصد ملے ہو گیا۔ جب شیخ کو یہ حال معلوم ہوا تو بہت حوش ہوئے اور یہ شعر ارشاد فرمایا

ہر کو مرید سید گیسو دراز شد

واللہ خلاف نیست کہ او عشق ہاد شد

ان کے مریدوں میں سے ایک شخص جس کا نام محمد ہے، اس نے ان کے ملفوظات، تراجم الفکر کے نام سے جمع کئے ہیں اور ان کی تصدیقات میں ایک خاص کتاب سہا ہے جس میں حقائق و معارف کو رموز و بیام اور الفاظ و اشارات میں بیان فرمایا ہے۔ (۶۹)

(۲۲۸) مفتی سید محمد لاہوری

مفتی سید محمد لاہوری ابن مفتی غلام محمد لاہوری صاحب علم و عمل تھے، کتاب خلاصۃ الدلائل، فقہ محمدی اور مخزن الفرائض ان کی تالیفات سے ہیں، حرمین شریفین کی زیارت کے ارادہ سے سفر کیا تھا، ابھی منہن کوٹ (پنجاب) (۱) میں پہنچے تھے کہ سفر آخرت پیش گیا، اور دار البقاء کو سد حار گئے۔

(۲۲۹) سید محمد قنوجی

سید محمد قنوجی گروہ سادات رسوں سے تھے، اور جنگ نسیب عالم گیر بادشاہ کے استلا

حاصل تھا، سید طفیل محمد ازودی کے شاگرد تھے، اور اپنے والد سے فنون عربی اور ادب کی تحصیل کی تھی۔ کتاب "بخیرہ الماشرف من المستطرف" منتخب کتاب مستطرف" ان کی تالیف سے ہے۔ جو کہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۲ء میں منتخب کی گئی۔

۸ شعبان شب شنبہ ۱۳۸۵ھ / ۱۹۷۲ء میں وفات پائی اور مگرام میں دفن ہوئے۔ (☆)

(۲۳۴) شیخ سیف الدین سرہندی

شیخ سیف الدین سرہندی، ابن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد قدس سرہم، جامع علوم عقیدہ و نقلیہ تھے، علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی اور طریقت میں بھی ان کے مرید تھے اور محی السنہ کے لقب سے مشہور تھے، ارہاب دنیا سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا نام سننے سے ان کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۸۶ء میں فوت ہوئے۔ قدس سرہ (☆)

حرف الشین المجمع

(۲۳۵) شاہ احمد شرعی، ساکن چندری

شاہ احمد شرعی ساکن چندری، دانشمند، متبحر، درویش کامل، کبیر السن تمام علوم عقیدہ و نقلیہ اور دینی و حقیقی کے جامع تھے، ملک مالوہ کے شہر چندری میں رہتے تھے، انھوں نے صاحب کشف کے اشعار کے جواب میں جو اس نے اہل سنت و جماعت کے طعن میں کئے ہیں ان اشعار کا جواب اسی وزن اور قافیہ میں دیا ہے۔

اشعار صاحب کشف:

وجماعتہ سمو اہواہم منہ

وجماعتہ سمو لعمری موکفہ

قد ذہبوا بحلفہ فورا

فلسع (۱) السوری فورا وبالکفہ

جواب شاہ احمد شرعی:

عجبا القرم ظالمین تمقورا

بالعدل ما فیہم بعمری معرفہ

قد جاءہم من حیث لا یخرونہ

تمطیل ذات اللہ مع بغی الصفہ

ان کی وفات ۱۱۳۸ھ ر ۱۵۱۲ء میں ہوئی۔ شیخ عبدالغنی سنی تھے جو مشہور فاضل اور عبادت گزار تھے ان کے شاگرد تھے۔ (۶۶)

(۲۳۶) شیخ شاہ محمد فاروقی

جو پور کے بزرگ عالم اور صاحب زہد و تقویٰ تھے، ہمیشہ درس اور افادۂ علوم میں مصروف (۱) رہے۔ ملا محمد جو پوری ان کے پوتے تھے۔ شیخ موصوف نے ۱۱۴۲ھ / ۱۷۲۶ء میں وفات پائی۔

(۲۳۷) شرف الدین احمد منیری

شرف الدین احمد منیری ابن یحییٰ المصوری ہمدانی کے مشاہیر مشائخ میں سے ہیں، کیا مجال ہے کہ کوئی ان کے مناقب بیان کر سکے، ان کی عالیہ تصانیف ہیں جن میں "مکتوبات ان کی مشہور اور لطیف ترین (۲) تصانیف سے ہیں۔ ان میں بہت سے آداب طریقت اور اسرار حقیقت درج کئے ہیں۔ نیز آداب امر دین کی بھی ایک شرح لکھی ہے، وہ خواجہ نجیب الدین فردوسی کے مرید تھے۔ شیخ شرف الدین کی قبر بہار میں زیارت گاہ و متبرک ہے۔ ۱۱۸۲ھ ر ۱۳۸۰ء میں وفات پائی، رحمتہ اللہ علیہ (۶۶)

(۲۳۸) مفتی شرف الدین رام پوری

مفتی شرف الدین رام پوری علوم فلسفہ و منطق میں ماہر اور مشہور تھے، ملا احمد دہلوی کے داماد تھے۔ ۱۱۵۶ھ ر ۱۸۴۰ء میں جب وہ کلکتہ سے رام پور واپس آ رہے تھے تو راستہ میں فتح پور سہ میں اپنے داماد مولوی محمد سعید کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لائے جو درگاہ سید شاہ راجی قدس سرہ میں مدفون ہیں اور میرے اپنے بڑے بھائی حکیم احسان علی کے مسکن پر تشریف لائے۔ میں (مولوی رحمان علی) اس وقت بہت چھوٹا تھا۔ (۱) لیکن ان کا عید اب بھی خیال میں ہے۔ وہ میانہ قد، سیاہ رنگ، سفید ریش، نحیف الجشہ اور ضعیف القوی تھے ان کی تصنیفات سے سراج المہبران (منطق) شرح مسلم (بالا بعد و لا تصور) اور بعض فقہ کے فتاویٰ مشہور ہیں۔ (۶۶)

(۲۳۹) حکیم شریف خاں دہلوی

حکیم شریف خاں دہلوی مشہور و معروف طبیب تھے، علامہ نالندہ، تالیف شریف، علاج الامراض، دستور الفصد، حاشیہ نفیسی، حاشیہ شرح اسباب وغیرہ ان کی تصنیفات سے ہیں، ان کی وفات ۱۱۳۱ھ ر ۱۸۱۵ء میں ہوئی۔ کسی شاعر نے ان کے انتقال کی تاریخ یوں لکھی ہے۔ (۶۶)

قطرہ تاریخ انتقال حکیم شریف خاں دہلوی:

دریغ ازین دار فانی گذشت حکیم و طبیب و لطیف و عریف
خرد گشت سال دلائل من "صد السوس مرزا محمد شریف"
۱۱۳۱ھ

(۲۴۰) مولانا شعیب دہلوی

مولانا شعیب دہلوی کے والد ملا مشاج (۱) صغریٰ میں تحصیل علم کی غرض سے ماہور سے دہلی آئے اور تحصیل علم میں بڑی محنت کی، اس کے بعد سلطان بہلول لودھی (۲) کے زمانے میں مفتی شہر ہوئے اور بیس کی سکونت اختیار کر لی۔ مولانا شعیب عالم و عامل تھے۔ صورت و میرت میں فرشتہ خلعت تھے اور وعظ و تذکیر میں بے نظیر زمان، جب وعظ کہتے اور قرآن مجید پڑھتے تو کسی کی مجال نہ تھی کہ راستے سے گزر جائے۔ اگرچہ سر پر کتنا ہی بڑا بوجھ ہو کھڑے ہو کر سنتا، اور وعظ میں وعدہ وعید کے بیان میں اختلافات مقامات کے مطابق حالات واقع ہوتے تھے۔ (۱) شہر دہلی کے اکابر علماء ان کے وعظ میں حاضر ہوتے اور شر کے بہت سے لوگ شروع میں ان کے شاگرد ہوئے۔ ۱۱۳۶ھ ر ۱۵۲۹-۳۰ء میں وفات پائی ان کی قبر دہلی میں حوض کشی کے اوپر ہے۔ نور اللہ مرقدہ (۶۶)

(۲۴۱) قاضی شمس الدین شیبانی

قاضی شمس الدین شیبانی دانشمند تبحر تھے۔ تعلق شاہ کے زمانہ میں دہلی سے تارنول گئے۔ ابھی شادی بھی نہ ہوئی تھی کہ زیارت خانہ کعبہ کا ارادہ کر لیا۔ جب

گجرات پہنچے اور ایک مسجد میں ٹھہرے تو ایک معتزلی مذہب کا داعظ آیا اور مذہب اعتزال کے موافق تقریر کی کہ تحقیق افعال میں بندوں کو دخل ہے اور کما کہ یہ میرا ہاتھ ہے اگر کھولوں تو میں کھولوں اور بند کروں تو میں بند کروں۔ حاضرین میں سے کسی کو اس سے مقابلہ کی ہمت نہ تھی۔ قاضی شمس الدین نے کہا کہ اگر تمہارے ہاتھ میں قدرت ہے تو تم نے ہاتھ کو پیٹھ پر قائم کیوں نہیں کیا۔ حاکم گجرات کو ان کا یہ دخل بہت پسند آیا اور جو سوئذی دار بحرب سے وصول ہوئی تھی ان کو نذر کی۔ اس سے اولاد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں برکت دی اور علم بخشا۔ ان کی اولاد میں ایک کا نام تاج الافاضل تھا۔ ان کے پانچ بیٹے تھے 'مقام دانشمند اور متقی تھے' ان میں سے ایک شیخ احمد محمد کے والد قاضی محمد تھے کہ جن کا ذکر حرف الف کے تحت گزر چکا ہے ان کے سات بیٹے تھے وہ سب عالم و عامل تھے۔ (۵)

(۲۴۲) مولانا شمس الدین یحییٰ اودھی

مولانا شمس الدین یحییٰ اودھی مولانا فرید الدین شافعی کے شاگرد تھے جو اودھ کے شیخ الاسلام تھے۔ تحصیل علم کی غرض سے اودھ سے دہلی پہنچے۔ مولانا ظہیر الدین بھکری کی شاگردی اختیار کی اور شہر دہلی کے مشہور علماء میں شمار ہوا 'شہر کے بیشتر لوگ ان کے شاگرد تھے اور اس نسبت پر فخر و خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کی (ایک) شرح ہے مشارق الانوار پر (اور) اس میں نقل کیا ہے (حدیث شریف) 'مناقب سیدنا محمد (یعنی کسی نبی نے کبھی انگوٹھی جمادی نہیں لی) (۱)

بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک روز مولانا صدر الدین ثاری کے ہمراہ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں آئے۔ شیخ نے پوچھا شہر میں رہتے ہو کچھ پڑھتے ہو؟ جواب دیا ہاں! مولانا ظہیر الدین بھکری کی خدمت میں اصول برزوی پڑھتا ہوں۔ شیخ نے بعض مقامات میں سے جو مشکل مشہور ہیں کچھ پوچھا 'انہوں نے کہا کہ ہمارا سبق یہیں تک پہنچا ہے۔ یہ حرف ہمیں بھی مشکل محسوس ہوا' شیخ (نظام الدین اولیاءؒ) نے اس کو حل کر دیا۔ ان کو شیخ کے حق میں اعتقاد راسخ پیدا ہو گیا۔ ایک مدت کے بعد شیخ شمس الدین یحییٰ مرید ہوئے اور مرتبہ کمال کو پہنچے 'شیخ کے بڑے خلفاء میں ان کا شمار ہوا۔

شیخ کے مخصوص خلفاء میں معظم، مکرم اور منیر تھے۔ تکلفات اور نام و نمود کی عادت بالکل نہ تھی 'شادی نہیں کی تھی' مرید بست کم کرتے تھے۔ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے جو ان کے مرید تھے ان کی تعریف میں ایک شعر کہا ہے۔

مسالت العلم من احباک حفا

فقال العم شمس الدین یحییٰ

اس زمانہ میں جب سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی نے مخلوق پر قہر و سیاست کی تلواریں خصوصاً مشائخ پر کھینچ رکھی تھی تو اس نے مولانا شمس الدین یحییٰ (۲) کو بھی بلایا اور کہا کہ تم صیاد دانشمند یہاں کیا کرتا ہے؟ تم کشمیر جاؤ وہاں کے بت خاںوں میں بیٹھو اور طلق خدا کو اسلام کی دعوت دو۔ مولانا بادشاہ کے سامنے سے سفر کے اسباب کی فراہمی کی غرض سے چلے آئے اور (لوگوں سے) کہا کہ میں نے خوب میں اپنے شیخ کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے بلاتے ہیں۔ (بادشاہ) کیا کہتے ہیں؟ میں اپنے خواجہ کی خدمت میں جاتا ہوں وہ مجھے کہاں بھیجتے ہیں۔ اس کے دوسرے دن ان کے سینہ پر دھنیل لگا اور بیمار ہو گئے۔ جب سلطان کو یہ خبر پہنچی تو حکم دیا کہ ان کو ہمارے حضور میں لاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمانہ کرتے ہوں اسی دوران ۷۷۴ھ ر ۱۳۷۶ء میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے اور دہلی میں یاروں کے چہوڑے پر دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ (رحمۃ)

(۲۴۳) مولوی حافظ محمد شوکت علی صدیقی سندیلوی

مولوی حافظ محمد شوکت علی ابن چودھری سند علی ابن چودھری منصب علیؒ ۱۹ محرم الحرام بروز جمعرات ۱۳۳۳ھ ر ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے ان کے دادا چودھری منصب علی نے اپنے اولین (۱) پوتے کی پیدائش میں ہزار ہا روپیہ خرچ کیا۔ جب ان کی عمر تین سال کی ہوئی تو ان کی کمر کے نیچے دھنیل لٹک آئی۔ اس کے صدمہ کی وجہ سے پاؤں کی رگیں سمٹ گئیں 'دونوں پاؤں مانع اور کوتاہ ہو گئے۔ وہ چھپنے سے معذور تھے۔ اس زمانہ کے اطباء کی کوششوں کے باوجود اس معیبت سے نجات نہ ملی۔ جب ان کی عمر چار سال چار ماہ اور چار دن کی ہوئی تو جیسا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا

دستور ہے رسم تسمیہ خوانی ہوئی، قرآن مجید سید فتح اللہ سندیلوی اور حافظ محمد خیر آبادی سے حفظ کیا اور چار سال میں فارغ ہو گئے، مولوی سید قتیبہ اللہ سندیلوی اور ملا اسرار قل بخاری قدری کی خدمت میں استفادہ کیا۔ اس کے بعد ان کے والد ماجد چودھری مسند علی نے مولوی تراب علی ابن شیخ شجاعت علی کھنوی کو جو مشہور دانشمند تھے صاحب ترجمہ (مولوی شوکت علی) کی تقسیم کے لئے حازم رکھا، پچاس روپے ماہانہ تنخواہ، اس کے علاوہ خوراک و پوشاک اور چند طلبہ کا خرچ طے ہوا۔ تھوڑے ہی عرصے میں مولوی تراب علی کی خدمت میں کتب درسیہ سے فراغت حاصل کر لی لیکن ان کے والد چودھری مسند علی فراغ علم سے پیسے ہی راہی ملک بھا ہوئے۔ ان کے چچا چودھری حشمت علی اور چودھری عفت علی موجود تھے انھوں نے تقریب فراغ میں قریب پندرہ ہزار روپیہ صرف کیا۔ جزا حوالہ خیر۔ اس تقریب میں بہت سے علماء صیاء، طباء، حفاظ، اطباء، قجاق اور مشائخ بدائے گئے۔ صاحب ترجمہ (مولوی شوکت علی سندیلوی) نے نماز جمعہ کے بعد یہ کریم ”علم دوم الاسلام“ پر گفتگو کی (عقد کما) اس کے بعد سورۃ فاتحہ اور حدیث الموالعین پانچیاں پڑھی، موجود علماء نے اپنے دست خاص سے ان کے سر مبارک پر دستار فضیلت باندھی۔ مولوی تراب علی صاحب کو ایک ہزار روپیہ نقد، دو سالہ اور دو مال وغیرہ صاحب ترجمہ کے بچاؤں نے نذر کئے۔ طے ہوا قیاس دوسرے علماء کو بھی ان کے حسب حال نذر کیا۔ مشارالہ (مولوی شوکت علی) طلبہ کے درس و تربیت میں مصروف ہیں، مولوی سید حسین احمد شیخ آبادی، شاہ خادم صفی، صفی پوری، سید شاہ نوازش احمد صفی پوری اور شاہ محمد علی صفی پوری سے قادریہ، چشتیہ اور سرورویہ سلسلہ میں بیعت و خلافت حاصل کی، سینکڑوں حضرات ان کے مرید ہیں، مؤلف (مولوی رحمان علی) کو اس تذکرہ کی تالیف میں حضرت (مولوی شوکت علی) سے مدد کامل ملی، میں ان کا شکریہ ہزار زبان سے (کسی طرح) ادا نہیں کر سکتا (☆)

مشہور تصانیف

(۱) حاشیہ شرح جای (۲) الاصحار فی الاستفتاء (۳) علم الیقین فی مسائل امارتین

(۴) ثمرات الاقطار فیہ منی من الآثار (۵) غایت الذرک فی مسائل سواک (۶) اوار الھدی فی تحقیق الصلوۃ الوسطی (۷) کشف المسور عن وجہ المسور۔ کتب زیر تالیف

(۱) رسالہ درباب طہارت، مصلی (۲) رسالہ الشرح الصدور بیعت القدر (۳) رسالہ درباب بظان خلافت خلفائے ثلاث (۴) افانہ النافع، مسائل اختلاف المطالع (در تحقیق ریت بدل) (۵) عقد الملوہ المسور فی مکملہ کشف المسور (۶) الہم اسکر بجواب تاد مسائل (۷) انشاء خیر افراد (۸) تاریخ سندیلوہ۔

(۲۳۴) قاضی شہاب الدین دولت آبادی

قاضی شہاب الدین دولت آبادی، ابن شمس الدین بن عمر الزاوی، دولت آباد میں پیدا ہوئے، قاضی عبدالقادر دہلوی اور مولانا خواجگی (تلمذ مولانا معین الدین عمرانی) سے علوم کی تحصیل کی۔ جب امیر تیمور کا لشکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا تو اس کے کھینچنے سے پہلے قاضی شہاب الدین اپنے استاد مولانا خواجگی کے ہمراہ دہلی سے کالپی چلے گئے۔ مولانا خواجگی نے کالپی میں سکونت اختیار کر لی اور قاضی (شہاب الدین) جون پور چلے گئے۔ سلطان ابراہیم شرقی نے قاضی کے کھینچنے کو نصیحت سمجھا، ان کی بہت تعظیم و تحکیم کی اور ملک العلماء کے عقب سے سر فراز کیا۔ قاضی نے جون پور میں افتادہ و درس کی سند کو آراستہ کیا اور تصنیف کتب میں مصروف ہو گئے۔ بحر موانع تفسیر قرآن مجید (فارسی) حاشیہ کافیہ، کتاب ارشاد جو کہ نحو کے بارے میں ہے اور اس میں ہر مسئلہ کی مثال ضمنی طور پر عبارت میں ادا کردی گئی ہے۔ مؤلف نے اسے مولانا ملحق علی کبیر مچھل شری کے کتب خانہ میں دیکھا تھا، بدائع البیان در فن جاہت، شرح بروہی در اصول فقہ، شرح قصیدہ ہانت سعد، رسالہ در تقسیم علوم فارسی میں مناقب السادات اور فتاویٰ ابراہیم شاہ دہلی کی مشہور تصانیف سے ہیں۔ ۲۵ رجب ۸۴۹ھ ر ۱۴۴۵ء میں انتقال ہوا، جون پور میں سلطان ابراہیم کی مسجد میں جو مسجد اٹالہ کے نام سے مشہور ہے جنوبی جانب دفن ہوئے۔ مؤلف اوراق نے ۱۳۶۶ھ ر ۱۸۴۵ء

کے والد) نے پہلے علم طب کی درسی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں اس کے بعد لکھنؤ میں حکیم امام بخش کلید حکیم محمد اسحاق خاں دہلوی (مغفور) کی موجودگی میں طب شروع کیا اور طبیب حاذق ہوئے۔ نواب آصف ابدہ بہادر کی سرکار میں عہدہ ہائے جلیلہ مثل تحصیل داری اور فوج داری کی ملازمت کی، بدھاپہ میں خانہ نشین ہو گئے۔ مریضوں کا علاج کرتے تھے، کسی سے طلب کچھ نہیں کرتے تھے، رات دن تلاوت قرآن مجید، دماغ الخیرات اور نماز پنجگانہ میں مصروف رہتے تھے۔ غفرلہ۔ نماز چاشت اور اشراق کے بعد اس تخت پر بیٹھتے تھے جو ان کی نشست گاہ تھا اور ان مریضوں کا احوال پوچھتے تھے جو موجود ہوتے تھے، ہر ایک کا مناسب علاج کرتے تھے اور حتی الامکان ایسا نسخہ تجویز کرتے تھے جس میں اجزاء کم ہوتے اور نفع زیادہ ہوتا تھا۔ کسی کے گھر نہیں جاتے تھے، اہل برادری اور غریب سے کچھ نہیں پیتے تھے اور باہر کے صاحب حیثیت حضرات سے جو کچھ ملتا تھا وہ خیراء کے اوپر خرچ کرتے تھے، ان کے علاج کا طریقہ عجیب تھا کہ سننے اور دیکھنے میں نہیں آیا۔

ایک مرتبہ لوگ ایک بچہ کو ان کے پاس لائے، وہ بچہ کان کے درد کی وجہ سے بیہوش تھا اور کہتا تھا کہ کوئی چیز میرے کان میں کاتی ہے، والد مرحوم نے فرمایا کہ حلقہ کی نگلی ماؤ۔ جب لوگ نگلی سائے تو انھوں نے اس کو قلم کی طرح چھری سے تراش جو ان کے قلعہ میں تھی اور اس بیمار بچہ کے کان میں لگا دی اور دوسری طرف جتا ہوا ایک فیلپس رکھ دیا، ذرا دیر نہ ہوئی تھی کہ بچہ ہنسنے لگا، جب نگلی کو زمین پر مارا تو ہزار پا جس کو مسکھورا کہتے ہیں (۶۲) باہر نکلا لوگ حیران رہ گئے۔

ایک عورت بھرا کرتی ہوئی دونوں ہاتھ سر کے اوپر لے گئی اس کے ہاتھ اسی طرح اوپر کھینچے رہ گئے، کسی تدبیر سے نیچے نہیں آئے۔ والد مرحوم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس عورت سے مذاق کا تعلق رکھتا ہو تو اچانک اپنا ہاتھ اس کی ٹانف (۳) کے نیچے لے جائے، پناچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس عورت کے دونوں ہاتھ اچانک نیچے آ گئے۔

اوائل ماہ شعبان المعظم ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء میں حضرت قبلہ گاہی شپ و اسماں

میں جب مچھلی شر سے غازی پور جاتا تھا تو ان کی قبر کی زیارت کی تھی۔ نور اللہ مرقد صاحب تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ وہ غزنین کے رہنے والے تھے دولت آباد (دکن) میں نشوونما پائی، سلطان ابراہیم شرقی اس کی تعظیم و توقیر میں بہت کوشش کرتا تھا، وہ متبرک دونوں میں سلطان ابراہیم کی مجلس میں چاندی کی کرسی پر بیٹھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاصی کو کوئی مرض لاحق ہوا۔ سلطان ان کی حیات کو گما، حالات پوچھنے کے بعد انھیں مریانی کے طور پر پانی سے ایک پیالہ مہرا اور مولانا کے سر کے گرد گھما کر پی لیا اور کہا کہ خدایا جو بلا بھی ان کی راہ میں ہوئے میرے لئے مقدم کروے اور ان کو شفا دے۔ اس بات سے صاحب (۱) تخت و تاج سلطان کا عقیدہ عدائے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق معلوم ہو سکتا ہے کہ کس قدر تھا۔ (۶۲)

(۲۳۵) شباب الدین معانی

شباب الدین معانی، فن معنائی میں بڑی مہارت رکھتے تھے، باہر بادشاہ کے ہمراہ ہند میں آئے اور اس کے مقرب ندیموں میں شامل ہوئے ان کی تصنیف سے ایک کتاب "رسالہ در تبیین و توضیح علم معانی" ہے۔ ۱۱۱۰ھ میں بادشاہ کے زمانہ میں ۱۱۳۲ھ ۱۵۳۵ء میں انتقال ہوا "شباب الثاقب" ان کے انتقال کی تاریخ ہے۔ (۶۲)

(۲۳۶) ملا شگرف کشمیری

بابا شگرف کشمیری بابا عثمان گنئی کی ولاد میں ہیں، کشمیر کے مشہور عالم، محدث، قیہ اور صوم عقلی و نقلی کے جامع تھے۔ ملا فیروز ملتی ان کے بیٹے تھے، اپنے شر کے علماء سے کتب درسیہ کی تحصیل کر کے حرمین شریفین گئے اور ابن حجر کی سے اجازت حدیث حاصل کی، وہاں سے واپس سر طالب عموم کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ ان کا آخری وقت پہنچا، محلہ قلاش پورہ میں دفن ہوئے۔ (۶۲)

(۲۳۷) حکیم شیر علی احمد آبادی

حکیم شیر علی ابن حکیم محی الدین صدیقی، اس مسودہ اور اوراق (مولوی رحمان علی

سبکی کے مارنے میں جمل ہوئے تو ان کے بیٹے حکیم موان علی اور حکیم احسان علی مؤلف طب حسانی جو مؤلف سے بڑے تھے ان کے پاس موجود تھے ان میں سے ہر ایک طبیب حاذق تھا انھوں نے بہت کوشش کی لیکن بقول:

قصائے نبی نہاید ستر

کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تاریخ ۱۳۲۲ رمضان المبارک سال مذکور نماز عشاء کے وقت کلہ طیبہ کہتے ہوئے ۵۷ سال کی عمر میں جان تسلیم حق فرمائی۔ اپنے آبائی قبرستان میں احمد آباد میں دفن ہوئے، سات بیٹے حکیم موان علی، حکیم علی رضا، حکیم حسان علی، مولوی حکیم مان علی، حافظ قراں علی، حکیم فرمان علی اور رحمان علی مؤلف کتاب (۳) اور نیز پانچ بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑیں۔ جسد اولاد پرسی و دختر کی ذکر و اثاث اور چھوٹے بڑے ساتھ عدد ان کی وفات کے وقت زندہ اور موجود تھے، مرنے سے ایک دن پہلے سب کو پاس بلایا۔ ایک ایک کو پوچھا اور رخصت کیا، مؤلف اور اہل اس وقت گیارہ سال سے چند ماہ زیادہ عمر کا تھا۔ ان کے انتقال کی جو تاریخیں شعراء نے لکھی ہیں ان میں سے چند ذیل میں درج ہیں:

تاریخ انتقال حکیم شیر علی احمد آبادی

از شیخ نیاز محی الدین سلونی

شیر علی بہ غن طبابت بہ ملک ہند
بود است بہ مہار با بوعلی سیم
رحلت بہ بعد کرد ز وار الشغائی دہر
در خانہ بارغ غلد برضوان بود عہد
تاریخ آن بدستہ طبع صحیح ریخت
"السوس بہ علاج طبابت شدہ حکیم"

دیگر

از مولوی کفایت علی کافی مراد آبادی (☆☆)

جو شیر علی نے کیا انتقال
تو کافی مناسب ہے ہر ثواب
یہی سال تاریخ کلہ دیجئے
ہر لوح لکھ "قادم بہ ثواب"
۱۳۵۶ھ

دیگر

از صنعت مراد آبادی

حکیم شیر علی کافی ملاطون تھے
یہ چاہا آپ نے اب میر کجئے جنت کی
یہی ہے سال وفات ان کا صنعت از سر آہ
"ہزار جہت مسیح دہا نے رحلت کی"

۱۳۵۶ھ / ۱۳۵۵ھ

دیگر

از شاعرے لکھنؤ

چورفت از جہاں شیخ عالی نسب
کہ راہ غنی بود بر وے جلی
خود از سر جہد تاریخ گفت
"بود با علی حشر شیر علی"

۱۳۵۶ھ

حرف الصاد والمہملہ

(۲۲۸) ملا صادق حلوائی سمرقندی

ملا صادق حلوائی سمرقندی، علامہ زمیں تھے، ان کا مرتبہ اس سے کہیں اعلیٰ ہے کہ ان کا شمار شعراء میں کیا جاوے، 'ہائے' (۱) خوش قسم اور خوش بیان پر مادہ (۲) تھے۔ بہت تردد کے بعد ہندوستان آئے، جب تفتیش ان کے رفتی حال ہوئی تو بیت اللہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے گئے۔ ۹۷۸ھ ر ۱۰۵۷ھ میں اپنے وطن مالوف کو واپس ہوئے۔ راستے میں مرزا محمد حکیم نے ان کو ٹھہرا کر سبق پڑھنا شروع کیا، شعر گوئی میں خوب سیرت تھا اور طبیعت موزوں تھی، صاحب دیوان ہیں نمونہ اشعار ہیں۔

دل گم شد و نمی دہم کس نشان اند
در خندہ است لعل تو دارم گمان اند

طیبر دوست چہ (۱) آئینہ در مقابل است
درد معاینہ پیدا است انچہ در دل است

درد (۲) شقت کز تو پنہان در دل و جان داشم
شد عیاں (۳) از چہ ام ہر چند پنہان داشم

(۲۲۹) سید صبغتہ اللہ بریلوی

ان کا نام سید محمد الدین بن روح اللہ حسینی ہے۔ شیخ وجیہ الدین گجراتی کے شاگرد اور ضیفہ تھے، ایک مدت تک اپنے مرشد کے حکم کے مطابق درس و ارشاد میں مشغول رہے، ایک کثیر جماعت شاگرد اور مرید ہوئی، اس کے بعد حرمین شریفین گئے،

زیارت سے مشرف ہو کر اپنے وطن واپس آئے، ۹۹۹ھ ر ۱۰۷۹ھ میں مالوف پہنچے اور وہاں سے احمد نگر آئے، یہاں تک کہ ایک سال برہان الملک مرزاہاں مالوف (۱) کے اشارہ سے مالوف میں مقیم رہے، پھر حرمین شریفین کے ارادہ سے پنجپور گئے، سلطان ابراہیم پنجپوری نے پورا اعزاز فرمایا، اور ماہیں سفر میں کیا، خاص جہاز پر سوار کیا اور حرمین کی طرف روانہ کردیا، سید موصوف مدد جبین و خدام کے حرمین پہنچ گئے، زیارت سے مشرف ہونے کے بعد امد کے پہاڑ کے قریب مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی۔ جواہر فہرست از محمد غوث گوالیاری کو عربی میں لکھا، کتاب الاصحۃ رسالہ ارادۃ الدقائق فی شرح مرآۃ العقائق اور مالا وسیع للمرید، ان کی تصنیفات سے ہیں، احمد شادی، حسن قرانی، حبیب اللہ اور عبدالعظیم ان کے شاگرد تھے۔ ۱۳۱۵ھ ر ۱۳۹۶ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ بروج ہائے موحده و سکون رای مہملہ و فتح و اد و جیم (۲) جملہ کے وزن پر صوبہ گجرات کا شاعر ہے۔

(۲۵۰) صدر جہاں پٹاوی

صدر جہاں پٹاوی، پٹائی کے رہنے والے تھے جو قنوج کے مضافات میں ایک گاؤں ہے، خوش مزاج فاضل تھے، شیخ عبدالنبی صدر الصدور (۱) گنگوہی کی خدمت میں تحصیل کمالات کی، شیخ موصوف کی کوشش سے کچھ دنوں ممالک محروسہ کے ملحق رہے اس کے بعد حکیم (۲) ام کے امراء حاکم دہان کے یہاں سفارت پر گئے، وہاں سے واپس آکر عداوت پر سر فراز ہوئے۔ (۳)

(۲۵۱) قاضی صدر الدین جالندھری شمس اللہ پٹواری

قاضی صدر الدین جالندھری اکبر بادشاہ کے زمانہ میں بندرگاہ بروج (ملک گجرات) کے قاضی تھے، دانشمند تاجر اور مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری کے شاگرد تھے، لیکن تحقیقات میں اپنے استاد سے فائق تھے، اہل تصوف کے معتقد اور خوش مزاج تھے، اس کے باوجود اپنی سادہ لوحی سے ایسا حسن ظن رکھتے تھے کہ اگر کسی کو درویش صورت دیکھتے تو چاہے وہ بدعتی ہو تا مگر اس کے پاس جاتے اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے،

ایک دن ایک چالاک بدعتی نے ان سے کہا کہ خضر علیہ السلام ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں، قاضی اس کے بیروں پر گر گئے اور کہا کہ مجھے دکھا دیجئے، اس چالاک آدمی نے کہا کہ ابھی تو مجھے اپنی بیٹی کی شادی کی فکر ہے اور اس کے لیے سات سو تنکوں کی ضرورت ہے، میں اس بات سے فارغ ہو کر خضر علیہ السلام سے تمہاری ملاقات کا انتظام کروں گا، قاضی نے فوراً سات سو تنکے اس کو دیے، وہ دن کے بعد وہ آدمی قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ آؤ میں ہمیں خضر علیہ السلام کو دکھاؤں وہ قاضی کو دریا پر لے گیا، وہ مکار طویل القامت اور قاضی کو تاہ قد تھے، وہ قاضی کو اس جگہ لے گیا جہاں حلق تک پانی تھا اور قاضی سے کہا کہ آؤ اس جگہ خضر علیہ السلام ہیں، قاضی نے کہا کہ میں تیرا نہیں جانتا ہوں کیسے آؤں، اس شخص نے کہا کہ میں نے تم کو خضر (علیہ السلام) تک پہنچا دیا، اگر تم نہیں سکتے ہو تو میرا کیا کناہ ہے۔ (☆)

(۲۵۲) صدر الدین حکیم دہلوی

حکیم صدر الدین دہلوی اپنے زمانہ کے اعلیٰ حکیم تھے، ان کو طب میں کامل مہارت حاصل تھی۔ شیخ نصیر الدین محمود (چراغ دہلوی) کے خاص خلیفہ تھے، بچپن میں شیخ نظام الدین اولیاء کے منظور نظر تھے، ان کی پیدائش سلطان الشارح کی دعا سے ہوئی، پریاں ان کو بیماروں کے علاج کے لیے اڑا کر لے جاتی تھیں، یہ اخبار الانبیاء میں مذکور ہے، ان کی تعظیفات سے بہت فصیح و متین کتابیں ہیں جو حقائق و معارف پر مشتمل ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ (☆)

(۲۵۳) مفتی صدر الدین دہلوی

ان کی اصل کشمیر سے ہے وہ دہلی میں پیدا ہوئے۔ (☆) علوم نقلیہ کی تحصیل شاہ عبدالعزیز شاہ عہد لتاقد اور شاہ محمد اسحاق سے کی اور علوم متعبدہ مولوی فضل امام خیر آبادی سے حاصل کیے، اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے، انگریزی حکومت کی طرف سے دہلی کے صدر الصدور اور مفتی مقرر ہوئے، صاحب مروت و احسان تھے، مدرسہ دار البقام کے اکثر طلباء کو جو جامع مسجد دہلی کے نیچے تھا کھانا اور لباس دیتے تھے۔ ۱۳۷۳

۱۸۵۷ء میں غدر کے زمانہ میں فتویٰ جہاد کے اتمام میں منصب اور جائداد منقولہ و غیر منقولہ ان سے چھین لی گئی، چند مہینے نظر بند بھی رہے، تحقیقات کے بعد رہا ہوئے۔ جائداد غیر منقولہ واپس مل گئی اور جائداد منقولہ جو بیلد ہو چکی تھی نہ ملی۔ اس کے بعد بھی درس دیتے تھے، موزوں طبع تھے، عربی فارسی اور اردو اشعار کہتے تھے، ان کا تخلص 'آزود تھا' دور دور سے لوگ آتے تھے اور ان سے استفادہ کرتے تھے، کثرت درس اور افتاء (۱) کی وجہ سے تعینف کی طرف کم توجہ تھی، رسالہ ختمی المقال فی شرح حدیث لاشدد الرجال، در المنفود فی حکم امراء (۲) المنفود اور بہت سے فتوؤں کے جوابات ان سے یادگار ہیں، دو سال فالج کے مرض میں مبتلا رہے، اکیس (۸۱) سال کی عمر میں بروز پنجشنبہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ ر ۱۸۶۸ء میں فوت ہوئے۔ مولوی ظہور علی الخاں صاحب شمس اشراء نے ان کی تاریخ وفات یوں لکھی ہے۔

قطعہ تاریخ وفات مفتی صدر الدین آزرودہ دہلوی

از شمس اشراء ظہور الدین ظہور

چہ مولانا صدر الدین کہ در عصر امام اعظم آخر زمان بود
ذہبہ صدر الصدور نیک صخر بعدل و داد چون نوشیروان بود
بر روز پنجشنبہ کرد رحلت کہ این عالم نہ جائے جادوان بود
ربیع الاول و بہت و چارم دواغ او سوئے دارالہنکان بود
ظہور الفوس کل اوستاد ذی قدر پدر دارم ہمیشہ مہمان بود
چراغش بہت تاریخ ولادت کنوں گھنیم چراغ وہ جہان بود
چراغ = ۱۳۰۳ ۱۳۸۵ھ ر ۱۸۶۸ء

(۲۵۴) مفتی صدر الدین لکھنوی

مفتی صدر الدین لکھنوی، شیخ محمد عرف شیخ قاضی (ہر اکبر شیخ اعظم عثمی) کی اولاد میں تھے، بزرگ اور مسن عالم تھے، شعر گوئی کا مذاق رکھتے تھے، جس زمانہ میں ارادت خاں فوجدار لکھنؤ نے رہنے کی غرض سے محمد ارادت گھر آباد کیا اور ہند مہارت ہوائی

تو صاحب ترجمہ (مفتی صدر الدین) نے خان مذکور اور عمارت کی تحریف میں قصائد اور غزلیات لکھیں ان میں سے (بطور نمونہ) یہ ہیں۔

ہم (۱) آفاق چون جسم و جان را جان ارادت خاں
صفات عالیا نش گوہر است و کلن ارادت خاں
شود آباد کہ ہر جائے کہ احمد یک کلام او
خراب آباد گیتی را مزد ساکن ارادت خاں

ہر سوختہ کلن پہ ارادت مگر آید
گر چہ یک خشک است کہ ہا برگ تر آید
جائے است (۲) مصفا کہ اگر دید یحیٰ
انداز نظر تو غم یوسف بر آید

ان کا انتقال ۱۳۷۵ھ / ۶۵-۶۶ء میں ہوا ان کے بیٹے محمد صادق نے ان کے انتقال کی تاریخ اور ان کے مقبرہ کی تاریخ تعمیر جو ۱۳۰۹ھ میں تعمیر ہوا اس طرح لکھی ہے۔

شدہ تاریخ وصل وہ و تاریخ بنا
کہ بود "خانہ" بنف "بپے" دوست خدا
۱۳۰۹ھ ۱۰۷۵ھ

(۲۵۵) مولوی سید صدیق حسن خاں بہادر

مولوی سید صدیق حسن خاں ابن مولوی سل حسن قزوینی ان کی کنیت ابوالعباس ہے۔ ۱۳۳۸ھ / ۳-۴۸۳۲ء میں قنوج میں پیدا ہوئے (۶۵) درسی مروجہ علوم مفتی صدر الدین خاں دہلوی کی خدمت میں حاصل کیے اور تفسیر و حدیث وغیرہ علوم میں اور ہند کے علماء مثلاً قاضی حسین بن محمد انصاری، شیخ عبدالحق بن فضل اللہ ہندی اور شیخ محمد یعقوب دہلوی صاحب (۱) برادر مولوی محمد اسحاق دہلوی سے حاصل کیے اور ہر ایک سے اجازت حاصل کر کے متعدد علوم کی مختلف کتابوں کے مطالعہ میں مصروف

۱۱ مئی ۱۸۸۸ء تک کہ وہ مالہ کے ملک کی ریاست بھوپال میں مقیم ہو گئے اس شہر میں اس کو خوب ترقی حاصل ہوئی اور وزارت و نیابت کا کیا ذکر ہے رئیس بھوپال کی نوہری ۱۳۸۸ھ / ۱۸۷۳ء میں حاصل ہوئی اور نواب (۲) و خان کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور سلطان عبدالحمید خاں عثمانی سے نشان مجیدی درجہ ثانیہ حاصل ہوا۔ دوسری بیوی سے دو بیٹے نور الحسن خاں طیب اور میر علی حسن خاں طہر ہیں دونوں صاحب زادے باپ کی طرح صاحب علم و ثروت ہیں۔ صاحب ترجمہ (نواب صدیق حسن خاں) کی تصنیفات ہندی، فارسی اور عربی زبانوں میں ہیں جو بھوپال، مصر اور قسطنطنیہ وغیرہ میں طبع ہو گئی ان کے نام ذیل میں مذکور ہیں۔

تصنیفات: ایجد العلوم، اتحاد النبلاء، "توہ (۳)"، الادراک، الاذکار، ماکان و مایکون بین یہی الساعۃ، چل حدیث، افادۃ الشیخ، اکسیر فی اصول التفسیر، اکلیل الکرامۃ فی بیان مقاصد الامامہ، الاتفاق الرجیح فی شرح الاعتقاد السبع (۴)، بدور الماہلہ، بعثہ الراشدی فی شرح العقائد، ابلغ فی اصول اللغۃ، بلوغ المسؤل من احمیت الرسول، تمییز النبی، شمار (۵)، انکبوت فی شرح آیات التنصیب، الجنت فی الاسوۃ الحسنہ، حج الکرامۃ فی آثار القیامہ، المحرر المکنون من خط المعصوم اماموں، حصول اماموں من علم الاصول، الحمد فی ذکر الصوح است، حل الاسئۃ المشد، حقیقۃ الاکوان، دلیل الطالب الی ارج المطالب، وغزالی من آداب المفتی، رعتہ الصدیق الی الیت الحق، الردۃ الندیہ فی شرح الدرۃ البیہ، ریاض الجنۃ فی تراجم اہل سنۃ، اسباب المروم، سلسلۃ المسجد (۶) فی ذکر مشائخ اسنہ، شیخ النجم، صافیہ شرح شافیہ، ضابطۃ انشاء، ظفر الماضی بما جب فی القضاء علی القاضی، الصبرۃ مجاہد فی الطہر و الشاہدۃ و الحجۃ، العلم الخفای (۷) من علم الاشتقاق، عون الباری لعل اولیہ البخاری (۲ جلد)، غنم البیان، غنیۃ القاری، فتح البیان فی مقاصد القرآن، فتح الخفیث، بلقہ الحدیث، الفروع الثانی من الاصل السامی، قصدا لیس، قضاء الدرب، تعلق التسمی، کشف الالتباس رد شیخ، مفترقا، لغتہما لفظان، مشیر ساکن الغرام (۹)، مواقع القرآن، حکم الحکم، شرح بلوغ الغرام (۱۰)، شیخ الوصول (الی اصطلاح حدیث الرسول)، الموعظۃ الحسنہ، نشوۃ الکرام

نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام، الوشی المرقوم، ہدایت السکلی، جلد اولی الاعتبار۔
جمادی الثانی شب، پنجشنبہ ۳۰ ھ ۱۸۹۰ء میں وفات پائی اور بمبھال میں دفن ہوئے۔ (☆☆)

(۲۵۶) صفی بن نصیر

ان کا اسم شریف صفی الدین بن نصیر الدین بن نظام الدین ہے، چند واسطوں سے ان کا نسب امام یوسف کوئی سے مل جاتا ہے، اور نام امام (۱) رحمۃ اللہ شاہ محمد نوشیروں عابد کی اورد سے تھے۔ صاحب ترجمہ (صفی الدین) کے دادا شیخ نظام الدین نے اپنے بیٹے نصیر الدین اور دوسرے چند لوگوں کے امراء ہد کو خال کے ہنگامہ میں غزنین سے عہدہ اندین نگی میں ہندوستان کی طرف رخ کیا (۲) اور مدتوں دہلی میں رہے اور اسی ہنگامہ میں قاضی شہاب الدین بن قاضی شمس الدین بن قاضی شمس الدین دوست آبادی بھی اس علاقہ سے عکرو دہلی میں مقیم ہوئے اور انھوں نے (قاضی شہاب الدین) نے قاضی عبد القادر دہلوی کی شاکردی اختیار کی۔ جب دہلی میں مغلوں کا ہنگامہ بڑا ہوا (۳) تو سلطان ابراہیم شرتی کے زمانہ میں قاضی شہاب الدین اور صاحب ترجمہ کے دادا شیخ نظام الدین دہلی سے جو پور پہنچے 'قاضی (شہاب الدین) کی ایک بیٹی تھی وہ انھوں نے نظام الدین سے بیاہ دی اس کے تین لڑکے ہوئے 'صفی الدین' فخر الدین اور رضی الدین' ان میں سے ہر ایک اپنے نانا قاضی شہاب الدین سے علوم مزاجہ تحصیل کر کے دانشمند تہر ہوا۔ شیخ صفی الدین تحصیل علم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد علوم کے درس میں مصروف ہو گئے اور بہت سی عربی و فارسی کی کتابوں کی شرحیں لکھیں اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں، ان میں سے دستور المبتدی، حل التریک کافہ اور غایت التحقیق شرح کافہ مشہور ہیں۔ شیخ صفی الدین مدتوں درس و تدریس میں مشغول رہے، آخر عمر میں وہ شیخ (مرشد) کی تلاش میں ردولی پہنچے، اس زمانہ میں شاہ اشرف جہانگیر کہ جن کا مزار کچھو محمد میں ہے وہاں مقیم تھے، جب شیخ صفی الدین ان کی خدمت میں پہنچے شاہ اشرف ان کی ملاقات کے لیے اٹھے اور اپنے قریب بٹھالیا، اسی وقت ان کو سمد چشتیہ نظامیہ میں مرید کر کے

خرق خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ان کے چھوٹے (۴) بھائی شیخ رضی الدین اس زمانہ میں ردولی کے قاضی تھے شیخ صفی الدین وہیں مقیم ہو گئے۔ ان کے بیٹے شیخ ابوالکارم اسماعیل تھے کہ جن کی تعلیم کی غرض سے رسالہ دستور المبتدی لکھا۔ شیخ ابوالکارم کو بھی خاندان چشتیہ نظامیہ میں خلافت حاصل تھی۔ ۳۳ ذی قعدہ ۸۸ ھ ۱۴۷۱ء میں دہلی جنت ہوئے۔ (☆)

(۲۵۷) مولانا صفی الدین سرہندی

مولانا صفی الدین سرہندی، صفی القدر کے نام سے مشہور ہیں ان کے والد کا نام عزیز القدر بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین بن محمد معصوم المقلب بہ عروۃ الوثقی ابن مولانا شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی ہے۔ مولانا صفی الدین دانشمند تہر، محدث معتبر جامع علوم ظاہر و باطن، تارک اندنیا زاہد اور طالب موات تھے۔ نواب نیر اللہ (۵) خاں (۱) حاکم رامپور (۲) ہر چند فوج کی بخشی گری کے لیے بلجی ہوئے (۳) مگر انھوں نے قبول نہیں کیا، ہمیشہ حدیث، تفسیر اور دراد و اشغال میں مصروف رہتے تھے۔ ۲۵ شعبان بروز جمعرات ۱۲۶۱ ھ ۱۸۸۸ء میں انتقال ہوا۔ (☆☆)

حرف الضاد المعجم

(۲۵۸) خواجہ ضیاء الدین برنی

خواجہ ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی کے مصنف ہیں جو ۸۵۸ھ / ۱۴۵۳ء میں مکمل ہوئی۔ اس کتاب میں آٹھ بادشاہ غیاث الدین بلبن سے فیروز شاہ تک کا ذکر ہے، جنہوں نے ۹۵ سال سلطنت کی ہے۔ (خواجہ ضیاء الدین) شیخ نظام الدین اویاء کے مرید تھے، طبیعت قریظانہ تھی ہر قسم کی حکایات اور کلمات یاد تھے، آخر عمر میں طائف صبح اور فن ندیم کی بدولت سلطان محمد تغلق کی خدمت میں بار بار ہوئے، اس کے بعد فیروز شاہ کے زمانہ میں قنات اختیار کر لی اور گوشہ نشین ہو گئے، فن تصوف میں ایک کتاب ”حسرت نامہ“ ان کی تصنیف ہے۔ انتقال کے بعد حضرت نظام الدین اویاء کے قریب دفن ہوئے (رحمۃ اللہ علیہ)

کہتے ہیں کہ شیخ نظام الدین اویاء کے زمانہ میں تین آدمی ضیاء الدین نام کے تھے، ایک قاضی ضیاء الدین سنائی جو شیخ کے مکر تھے، دوسرے صاحب ترجمہ (خواجہ ضیاء الدین برنی) جو شیخ کے مرید و معتقد تھے، تیسرے خواجہ ضیاء الدین نعشہ جو نہ مکر تھے نہ معتقد۔ (۵۶)

(۲۵۹) خواجہ ضیاء الدین نعشہ

خواجہ ضیاء الدین نعشہ شیخ فرید کے مرید تھے، جو شیخ حمید الدین ناگوری کے

پوتے اور خلیفہ تھے، ان کی بہت سی تصنیفات ہیں ان میں سلک السلوک، عشوہ ہمش، کلیات و جزئیات اور طوطی نامہ وغیرہ، کتاب سلک السلوک شیریں بیانی اور رنگین لہانی میں مشہور ہے اور (یہ کتاب) لطیف حکایت پر مشتمل ہے جو نہایت موثر ہیں۔ انہوں نے ۸۷۵ھ / ۱۴۷۰ء میں وفات پائی۔ (۵۷)

(۲۶۰) قاضی ضیاء الدین سنائی

قاضی ضیاء الدین سنائی، دانشمند، قہر، دیانت و تقویٰ میں اپنے عہد میں ممتاز اور شیخ نظام الدین اویاء قدس سرہ کے ہم عصر تھے، شریعت مطہرہ کے نہایت پابند تھے، ہمیشہ شیخ سے سماع کی وجہ سے احتساب کرتے تھے، شیخ ہمیشہ ان سے معذرت کرتے اور ان کا حکم مانتے اور صاحب ترجمہ کی تعظیم میں کوئی دقیقہ (۱) فرو گذاشت نہیں کرتے تھے، قاضی ضیاء الدین سنائی کی ایک کتاب نصاب احتساب ہے جس میں وقایع (۲) و آداب احتساب انواع (۳) بدعت اور حکام سنت کے نکات بیان کیے گئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ قاضی کے مرض الموت میں شیخ نظام الدین اویاء عیادت کے لیے گئے۔ قاضی نے اپنی دستار شیخ کے راس میں ڈال دی، شیخ نے ہکڑی کو اٹھایا اور آنکھوں پر رکھا، جب تک شیخ بیٹھے رہے قاضی نے ان سے آنکھیں چار نہیں کیں، جب شیخ اٹھے اور باہر آئے تو ان کے انتقال کی آواز باہر آئی، شیخ روئے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ ایک ذات حامی شریعت خلی السوس کہ وہ بھی نہ رہی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴)

ضیاء الدین سنائی کے عہد میں تین ہزار سے زیادہ آدمی ہوتے تھے نقل ہے کہ ایک مرتبہ شیخ شرف الدین بو علی قلندر کی موٹھیں زیادہ لمبی ہو گئیں کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کے کانٹے کا حکم دے، قاضی ضیاء الدین سنائی جن میں شریعت کا جوش تھا اٹھے اور قہقہہ لائی اور شیخ شرف الدین قلندر کی داڑھی ہاتھ میں سے کران کی موٹھیں کتر ڈالیں، کہتے ہیں اس کے بعد شیخ بو علی قلندر ہمیشہ اپنی داڑھی ہاتھ میں لیتے اور کہتے کہ یہ شریعت محمدی کی راہ میں ہکڑی گئی ہے۔ قدس سرہ۔ (۵۷)

(۲۳۱) حافظ ضیاء اللہ بکراہی

حافظ ضیاء اللہ بکراہی کے واسطی سادات سے ہیں وہاں کے ممتاز فاضل تھے، قرآن مجید کے حافظ، قاری اور عالم کمال تھے۔ بیشتر طلباء کے درس میں مشغول رہتے، عربی، فارسی، نظم و نثر میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ ان کی مناسبات انتقال کے بعد دو دفتروں میں مرتب ہوئی میر عبد الجلیل بکراہی نے اس پر دیباچہ لکھا ہے۔ ۱۰۰۹ھ / ۱-۱۶۶۰ء میں فوت ہوئے۔ (۵۶)

حرف الطاء المہملہ

(۲۳۲) سید طفیل محمد اترولی

سید طفیل محمد اترولی، ابن سید شکر اللہ، لیسینی اترولی، البکراہی، دانشمند تبحر، جامع علوم ظاہر و باطن اور سوزوں طبع تھے، ۱۰۷۳ھ / ۱۲۶۳-۶۳ھ کو قصبہ اترولی میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں اپنے چچا احسن اللہ کے ہمراہ دہلی پہنچے اور وہاں پڑھنا شروع کیا۔ پہلا سبق میزان الصرف کا سید حسن رسول (۱) لہا سے جو دہلی کے مشہور عارف تھے پڑھا اور ابتداء سے شرح جہی تک اپنے چچا سید احسن اللہ (۲) سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۵ سال کی عمر میں بکراہی آگئے اور دوسری درسی کتابیں سید مرلی بکراہی، سید سعد اللہ بکراہی، قاضی سلیم اللہ کبندوی اور مولانا قطب الدین شمس آبادی سے پڑھیں، فراغ بھی کے بعد بکراہی میں مقیم ہو گئے۔ اور اپنی عمر علوم کی خدمت میں صرف کردی، ان سے بہت سے فضلاء نے تربیت حاصل کی۔ ۲۳ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ / ۱۷۳۸-۳۹ء کو وفات پائی اور محمد نگر کے باغ واقع بکراہی میں دفن ہوئے۔ اترولی، اکبر آباد (آگرہ) کے (مضافات) میں سے ایک قصبہ ہے۔ (۵۶-۵۷)

(۲۳۳) شیخ طیب رفیقی

شیخ طیب رفیقی، ابن احمد ابن مصطفیٰ ابن معین الدین رفیقی (۱) انکی کنیت ابوالمصطفیٰ ہے، ۱۱۹۷ھ / ۱۷۸۷ء میں پیدا ہوئے، قید و محنت تھے، قرآن مجید پڑھنے کے بعد مروجہ ظاہری باطنی علوم اپنے والد، چچا اور چچا زاد بھائی سے حاصل کیے۔ اپنے والد کے مرید ہوئے، بہت سے اولیاء اور مشائخ کی صحبت سے استفادہ فرمایا اور مہاں عبد المجید سے قادریہ، کبرویہ اور شاذلیہ طریقہ کی تعلیم حاصل کی، ہباء و فضاء کی ایک بڑی تعداد شیخ طیب رفیقی سے مستفید ہوئی، سنہ ۱۲۰۰ء میں اپنی مسجد میں مشغول ہو گئے تھے، رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے۔ علم حدیث، فقہ، سلوک اور معرفت میں کئی کتابیں تصنیف کیں، حنفی مذہب کے حامی تھے، بروز پیر ماہ شوال ۱۲۲۶ھ / ۱۸۱۱ء میں فوت ہوئے۔ (۵۶)

حرف الظاء المعجمة

(۲۶۴) مولوی ظہور الحق فرنگی علی

مولوی ظہور الحق فرنگی علی، ابن مولوی ازہار الحق، موجد علوم حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید حفظ کیا، ملاوت قرآن، تفسیر بی اور حدیث کی کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہتے تھے اور معقولات کی طرف ہرگز توجہ نہیں کرتے تھے، فراخی معاش کے سلسلہ میں کلکتہ، مدراس اور حیدرآباد کا سفر اختیار کیا مگر قسمت سے زیادہ نہ ملا۔ انھیں یہ ہوتا ہے وہی ملتا ہے۔ غرض تمام عمر غلگی میں بسر ہوئی۔ (۵۶)

(۲۶۵) مولوی ظہور اللہ فرنگی علی

مولوی ظہور اللہ، بن مولوی محمد دلی بن مفتی غلام مصطفیٰ ۱۷۷۳ء ر ۱۷۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد اور اپنے تایا صاحب حسن سے تفصیل علم کی اور یحییٰ الملک سعادت علی خاں نوب لکھنؤ کے زمانہ میں عہدہ التاء پر سرفراز ہوئے پھر بعض وجوہ کی بناء پر جن کو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے معزول ہوئے، حکیم صدی علی خاں نائب نواب کی رفاقت میں رہے اور ان کی سفارش سے بیس روپیہ ماہوار سرکار نواب سے وظیفہ مقرر ہو گیا، سعادت علی خاں کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے غازی الدین حیدر نے ان کو پھر سی عہدہ پر مقرر کر دیا، تعلیقات حاشیہ زاہد بر شرح تفسیر منہق حاشیہ دور، طبع ہارند ان کی تصنیفات سے ہیں، ہمیشہ درس دیتے تھے اور اپنے زمانہ میں خوب مشہور ہوئے، بہت سے لوگوں سے ان سے علم حاصل کیا اور ایک جماعت ان کے فیض سے مستفیض ہوئی۔ (۵۷)

حرف الحین المہملہ

(۲۶۶) ملا عالم کابلی

ملا عالم کابلی، تخلص عارف تھا، وہ شیریں ادا، خوش طبع اور مولوں حرکاتی ملا تھے، مباحثہ کے وقت ایسی باتیں کرتے تھے کہ ہنستے ہنستے دلی بوٹ جائے، اپنی بیاض میں ایک تقریر شرح مقاصد کی بحث میں اس طرح لکھی تھی کہ یہ عبارت کتاب قصد کی ہے اور خود مصنف کی تصنیف ہے، اسی طرح شرح تجرید کے مقابلے میں "تجہید" اور ایک دو حاشیے مطوں پر لکھے تھے اور لکھا کہ یہ عبارت کتاب طوں سے نقل ہے جو مطول و اطول کے برابر ہے، اور مشائخ ہند کے حالات میں ایک کتاب فروع الاولیاء کے نام سے لکھی۔ منسلک ابرس، دلالت العقل، بحر وجود، عوام الآثار بھی ان کی تصنیفات ہیں۔ ۱۷۹۳ء ر ۱۷۸۳ء میں وفات پائی۔ (۵۸)

(۲۶۷) مولوی عالم علی مراد آبادی

مولوی عالم علی مراد آبادی، ابن سید کفایت علی بن سید فتح علی ساکن قصبہ گھیند ضلع بجنور، مراد آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ عالم، حافظ، طبیب اور قاری تھے، مندرجہ ذیل علماء، مولوی فرید الدین سہارن پوری، ملا غفران رام پوری، حافظ شہرانی رام پوری، مولوی محمد رام پوری، مفتی شرف الدین رام پوری، مولانا مملوک (۵۹) علی نانوتوی، مولانا محمد اسماعیل دہلوی، حکیم نصر اللہ خاں تلیند حکیم شریف خاں دہلوی، حکیم غلام حیدر خاں دہلوی، مولوی نوارش علی گینوی، مولوی تہور علی گینوی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

رسالہ فضائل صیام، رسالہ فضائل رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، رسالہ قرأت صد مئید، رسالہ تعدد جمعہ اور شرح ضابطہ شرح تہذیب یزدی ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

۲۰ رمضان المبارک بروز جمعرات عصر و مغرب کے درمیان ۳۵ھ ۸۷۸ء میں
۶۷ سال کی عمر میں رحلت فرمائی "باغ جناں دار مسکن (۱)" تاریخ انتقال ہے۔ (☆☆)

(۲۶۸) حافظ عبد اللہ اعظم گڑھی

حافظ عبداللہ اعظم گزنی، ساکس (تعب) مؤلف اعظم گڑھ اور رسالہ شہیل
الفرقان وغیرہ کے مؤلف ہیں۔ اوصاف حسنی (۱) اور فضیلت کمال کے مالک تھے
اکثر کتب فاضل صدوق (۲) مولوی محمد فاروق عباسی چڑیا کوٹی سے پڑھیں، کتب حدیث
مولوی نذیر حسین نزہی دہلی سے ۳۰ عت فراہمیں، بہتم نوں تک مدرسہ چشمہ رحمت
غازی پور میں درس دیا، سیکرٹری طلبہ کو مستفید کیا مگر اہل حدیث کے مسک میں
متعصب ہونے کی وجہ سے اپنے درجہ سے گر گئے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲۶۹) شیخ عبداللہ تلبنی

شیخ عبداللہ تلمیسی، ابن شیخ الہ داد مٹلانی تلمیسی تاج العلماء سراج الفضا اور علوم معقول و منقول میں پچانوہ عصر اور فروع و صوں میں یککائے دہر تھے۔ مدتوں اپنے وطن تلمبہ مضاف ملتان میں درس اور طباء کے افادہ میں مصروف رہے، ملتان کی خرابی کے وقت، سلطان سکندر لودھی کے زمانہ میں دہلی آئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ (۱) اس علاقہ میں علم معقول کو رواج دیا، ان سے قبل ہندوستان میں شرح شنبہ اور شرح صحائف کے علاوہ علم منطق اور کلام میں کچھ نہیں پڑھایا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ چالیس سے زیادہ علماء مثل میار ماؤن، جمال خاں دہلوی، میار شیخ بودے اور میاں سید جلال بدایونی وغیرہ علمائے نحو و متران کے شاگرد تھے۔ جب سلطان سکندر درس کے وقت شیخ عبداللہ کے پاس آتا تھا تو مجلس کے گوشہ میں آہستہ سے بیٹھ جاتا تھا، کہیں ایسا نہ ہو کہ طباء کے سبق میں کچھ خلل پڑے اور درس کے بعد سلام علیک کہہ کر (دو

شیخ رحمۃ اللہ کے والد قاضی عبداللہ بعض حادثات کی وجہ سے ملک منہ سے

سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے قصد اور ان حبرک مقامات میں توطن اختیار کرنے کے خیال سے اپنے فرزندوں اور اہل و عیال کے ہمراہ چلے، کچھ دنوں احمد آباد میں رہے، شیخ علی تنکی سے میل جول ہو گیا۔ مقامات مقدمہ دیکھنے کے بعد مدینہ شریف میں مقیم ہو گئے اور وہیں تھوڑے دنوں میں انتقال ہو گیا۔

شیخ عبد اللہ، قاضی عبد اللہ کے مصاحب اور دوست تھے، ان کی تعلیم و تربیت مدینہ منورہ میں ہوئی اور ساتھ ان مقامات میں درس و عبادت میں گزار دیے۔ بعض حوادث و واقعات کی وجہ سے ۹۷۷ھ / ۱۵۶۹ء میں اس دیار میں آئے۔ کچھ دنوں احمد آباد میں جو ان کے صلی وطن کے مصداق تھا ٹھہرے۔ آخر زمانہ میں دونوں بزرگ نے چند سال کے فصل سے عین مرض موت میں جبکہ حس و حرکت کی قوت نہ تھی احمد آباد سے نکل کر ان مقامات شریفہ کا اردہ کیا یہاں تک کہ مکہ معظمہ پہنچ گئے اور جلد ہی راہی دار ابقا ہوئے رحمۃ اللہ علیہما۔ (☆)

(۲۷۲) سید عبد اللہ لاہوری

سید عبد اللہ لاہوری، ابن سید عبدالقاسم بکری، سلسلہ قادریہ کے مشائخ کرام اور سادات فلام سے تھے، جامع علوم و فہم تھے، تمام عرفہ، حدیث اور تفسیر کے درس میں فہم کروی۔ کسی سائل کو اپنے دروازہ سے محروم نہیں کرتے تھے۔ ۹۳۳ھ / ۱۵۳۶ء میں رحلت فرمائی، لاہور میں سید جان محمد کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔ (☆)

(۲۷۳) ملا عبد اللہ سلطان پوری

ملا عبد اللہ سلطان پوری، نسباً انصاری، ان کے بزرگ سلطان پور میں سکونت رکھتے تھے۔ عاصی زمان کے سرکردہ اور یگانہ دور ان تھے خصوصاً علم فقہ اور تعلیمات میں گوئے سبقت رکھتے تھے۔ عربی ادب، اصول فقہ، تاریخ اور تمام علوم نقلی میں اعلیٰ اور مائت تصنیفات کے مالک تھے۔ ان میں سے صحت مانجیہ اور شرح شاکل و لہبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مشہور ہیں۔ ہمایوں بادشاہ نے مخدوم الملک اور شیخ الاسلام کا

خطاب دیا۔ ملا عبد اللہ شریعت غرا کی اشاعت میں بہت کوشش کرتے تھے۔ متعجب سنی تھے۔ یہاں تک کہ روئے الاحباب کے تیسرے دفتر کو کہتے تھے کہ یہ میر جلال الدین محدث کا نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں ان سے مولوی عبد القادر بدایونی کا مکالمہ بھی ہوا جس کی تفصیل منتخب التواریخ میں مذکور ہے، ملا موصوف (عبد اللہ سلطان پوری) اکبر بادشاہ کے زمانہ میں اس قدر مال دار ہوئے کہ ان کے مرنے کے بعد تین کروڑ روپیہ ان کے خزانہ سے برآمد ہوا۔ وہ دیوان خانہ عالی کے عہدہ وکالت پر سرفراز تھے ۹۹۰ھ / ۱۵۸۲ء میں مکہ معظمہ شکر احمد آباد (ہجرات) میں انتقال ہوا، سلطان پور لاہور کے مضافات میں ہے۔ (☆)

(۲۷۴) مولوی عبد اللہ سندیلوی

مولوی عبد اللہ سندیلوی، ابن سید ذین العابدین، قصبہ سندیلہ کے مخدوم زادے تھے اور مولوی محمد اللہ سندیلوی کے شاگرد اور شاہ عبد الباقی ایشوی کے مرید تھے، پشت خانہ ان میں شاہ قدرت اللہ قدوائی صوفی پوری سے اجازت حاصل تھی۔ صوم ظاہری و باطنی میں مہارت کاملہ رکھتے تھے، جمعرات کو نماز عصر کے بعد اور جمعہ کو وقت ان پر جذب کی حالت طاری ہوتی تھی ان دو روز کے علاوہ بقیہ ایام میں سالانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کا مزار، قصبہ سندیلہ کے امرہہ کے باغ کے مقابر میں ہے۔

(۲۷۵) عبد اللہ شکاری

عبد اللہ شکاری، ابن شیخ سلول سندیلوی، دانشمند صوفی اور بہتر تصنیف کے مالک تھے۔ کتب سراج السالکین، انیس السافرن، اسرار الدعوات، کنز الاسرار، اشکال الشاریہ، شرح رسالہ غویہ وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔ ۲۳ / جمادی الاول ۱۰۱۰ھ / ۱۶۰۱ء میں آگرہ میں انتقال کیا رضی اللہ عنہ (۱)

(۲۷۶) شیخ عبد اللہ بدایونی

سلمانہ کے نواح سے، جہاں ان کے باپ دادا رہتے تھے دہلی کی طرف سفر اختیار کیا، قرآن مجید پڑھنے کے بعد تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ غرض عاصی نادر اور

مشائخ سہار کی ایک جماعت سے فیض حاصل کیا۔ اپنے عہد کے سرکردہ دانشمند ہوئے۔ شیخ عبدالحق چشتی بدایونی روح اللہ روح کے مرید ہوئے، شیخ صفی قدس سرہ سے بھی فیض حاصل کیا اور تکمیل تک پہنچے (۱)۔ علوم غامہ کی تفصیل اپنے زمانہ کے اکثر علماء مثلاً شیخ راؤن دہلوی اور سید جہاں بدایونی سے کی اور سید جلال کے انتقال کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ مکتوب بدایون میں درس دیا اور مخلوق کو فائدہ پہنچایا۔ بہت سے نامی دانشمند ان کے دامن تربیت سے فیضیاب ہوئے، بزرگوں کے طریقہ پر اپنی ضرورت کی چیزیں بازار سے خریدتے تھے اور اس خدمت کو دوسروں سے نہیں لیتے تھے اور راستے میں طلبہ کو سبق بھی پڑھاتے تھے۔ ہر چند طلبہ ان کی خدمت کی کوشش کرتے لیکن وہ قبول نہیں کرتے تھے اور ہر خود بزرگوں کی اجازت کے بغیر مرید نہیں کرتے تھے بلکہ اس سے حرز کرتے تھے۔ (۲) مدعہ القادر بدایونی نے علم کلام میں "شرح مصنف" در صوفیہ فقہ میں "تحقیق" ان سے پڑھی تھیں، وہ منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں کہ شکر مدسائل دینی (۳) ان کے سامنے مانتے تھے لیکن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ان کو ادب، افادہ و بحث و نکات کے حل میں کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت پیش آتی ہو۔ تمام نظریات ان کے سامنے ہوتے تھے۔ نوے سال تک زندہ رہے ان کی تاریخ انتقال مؤلف کو نہ مل سکی۔ (۴)

(۲۷۷) مولوی حافظ عبد اللہ بکرامی

مولوی حافظ عبد اللہ بکرامی، خلی مذہب، قادری مشرب، سید آل احمد واسطی بکرامی کے بیٹے تھے۔ ۲۱ ہجری لہول ۱۳۳۸ھ ر ۱۸۳۲ء میں قصبہ بکرام میں پیدا ہوئے، ان کے نسب کا سلسلہ حضرت زید بن زین العابدین بن سیدنا حسین بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے، ان کے بعض بزرگ مدینہ منورہ سے آکر شہر واسطہ میں مقیم ہو گئے ان کی اولاد میں سید محمد صغریٰ نے ۱۲۶۳ھ ر ۱۳۱۷ء میں قصبہ بکرام میں جس کا نام س سے پہلے سری تھو تھا، سکونت اختیار کی، ان سے قبیلے اور شاخیں پھیلیں، وہ پنج بھائیوں کی اولاد ہیں اور اسی پنج بھائی قبیلہ سے صاحب ترجمہ (مولوی عبد اللہ) متعلق ہیں۔ مولوی عبد اللہ نے ۳ سال کی عمر میں قرآن کریم اور

فارسی کی مروجہ کتابیں اپنے وطن میں ختم کر لیں پھر والد ماجد کے ہمراہ اپنے ماموں سید فرزند حسین عرف گھوڑے میاں کے پاس کانپور آئے اور عربی کتب کی تحصیل میں مصروف ہو گئے، اسی زمانہ میں قرآن مجید بھی حفظ کر لیا، صرف و نحو اور منطق کی ابتدائی کتابیں جناب مولانا محمد سلامت اللہ بدایونی کانپوری کے بعض شاگردوں سے پڑھیں، اس کے بعد قصبے سے شرح سلم حمد اللہ تک، خاص مولانا (سلامت اللہ بدایونی) کی خدمت میں پڑھیں، منطق و فلسفہ کی بقیہ کتابیں، عربی قصائد، مولوی فضل حق خیر آبادی سے رام پور اور لکھنؤ میں پڑھیں، اس کے بعد فقہ، حدیث اور تفسیر کی دوسری درسی کتابیں ریاست اور میں سودی لور الحسن کاندھلوی (ہڈا) سے ختم کیں جو معقولات میں مولانا فضل حق خیر آبادی کے اور حدیث میں مولانا محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد تھے، کان پور میں واپس آکر بیضاوی شریف مولانا محمد سلامت اللہ مرحوم سے پڑھی اور ماہ شوال ۱۲۷۱ھ ر ۱۸۶۰ء میں سند فراغ حاصل کی، سید محمد دہان ملتوی شافعی اور مدرس مدرسہ بیت الحرام سے فقہ، حدیث اور تفسیر کی سند حاصل کی، حافظ عبد العزیز دہلوی خلیفہ سید شاہ آل احمد مارہری عرف اچھے میاں سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور سند خلافت حاصل کی، گورنمنٹ کالج بنارس میں عربی کے مدرس مقرر ہوئے۔ اعلیٰ تفتیشات ان سے یادگار ہیں۔ یکم رمضان بروز ہفتہ ۱۳۰۵ھ ر ۱۸۸۸ء میں اس دار فانی سے عالم جودانی کو رحلت کی، کسی شاعر نے ان کی تاریخ رحلت اس طرح کہی ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال مولوی حافظ عبد اللہ بکرامی

مکو سیرت محمد عبد اللہ حافظ سوئے ملک بکام رفته
بال وحلش ہاتف ندا داد "بعثت پاک عبد اللہ رفته" (۱۳۰۵)
تصانیف: رسالہ بین الدقاہ فی کشف الافاضہ و ریون اضافت (۱) بحال ہادیہ
در حرمت شریعت و تنبیہ وغیرہ، حاشیہ ہادیہ فقہ از کتاب "یسوع" کتاب الشفہ تحفہ علیہ
حاشیہ ہادیہ سعیدہ در علم حکمت طبیعی معین فارسی (۲) قواعد فارسی، تشریح انواری،
قواعد نحو بربان اردو اس کے صلہ میں سرکار گلرزی نے دو سو روپے انعام دیے۔ فیض

۱ صرف (۳) قواعد صرف عربی زبان اردو دفتر عصمت تہذیب زبان شاعرات تشریح
الاشاء شہد نظم شرح مہدست دانش صل غو، معنی شرح اشعار اردو اور ان کے علاوہ
رسائل رد وہابیہ قصائد مکاتیب عربی و رفعات تواریخ عربی و فارسی ان سے یادگار
ہیں۔ (۶۶۶)

(۲۷۸) مولوی عبدالاعلیٰ فرنگی علی

مولوی عبدالاعلیٰ فرنگی علی، ما عبدالحی، بحر العلوم بن ملا نظام الدین بن ملا قطب
الدین اشہد اسماعیلی کے بڑے بیٹے تھے کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد سے
کی کچھ دنوں درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا، دراس میں ایسے بیمار ہوئے کہ زندگی
کی امید نہ رہی انھوں نے والد سے دین جانے کی اجازت چاہی ہر چند ان کے والد
نے منع کیا کہ اس بیماری میں اس قدر طویل مسافت کیسے طے ہوگی مگر وہ اپنے ارادہ
سے باز نہ آئے اور رخصت ہو کر گھنٹہ چل دیے راستہ میں ۳۰۷ھ ر ۳۰۷ھ ۱۷۷۳ء میں
انتقال (۶۶۶) ہو گیا کسی شاعر نے ان کے انتقال کی تاریخ اس طرح کہی ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال مولوی عبدالاعلیٰ فرنگی علی

ازیں جہاں رفت چو عبد اعلیٰ یافت در غلہ مقام اعلیٰ
بت و ہشتم ز ماہ شعبان بود رحلت از عالم اجسام نمود
گفت تاریخ ولادتش رضوان اگر آرام کہ خود بخود ۳۰۷ھ

(۲۷۹) مولوی عبدالاعلیٰ بنارس

مولوی عبدالاعلیٰ بناری، ابن حاجی شاہ کریم اللہ الصدیق النجفی، نواح غازی
پور نہاسیہ سے آنکر بنارس میں سکونت اختیار کر لی۔ صاحب ترجمہ (مولوی عبدالاعلیٰ)
۳۰۷ھ ۱۷۷۳-۱۷۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ علم باطن اپنے والد ماجد شاہ کریم اللہ سے
حاصل کیا اور غلبہ کے درس و اندوہ میں مشغول ہو گئے قانع زاہد اور پرہیزگار تھے۔
کتب ہدایت امسین و تہذیب المنطق منظوم فارسی و فیروہ ان کی تصنیفات ہیں۔
بنارس کے مدرسہ میں جس کا نام جی غرائن کالج تھا عربی کے مدرس اول تھے اس سے

مستغنی ہو کر عبادت الہی میں اپنے اوقات گزارتے تھے ۱۷۷۲ھ ر ۱۸۵۸ء میں ستر
سال کی عمر میں انتقال ہوا اور قاضی (۱) باغ شہزادگان بنارس میں دفن ہوئے روح اللہ
وہ الاسنی۔ (۶۶۶)

(۲۸۰) سید عبدالاول زید پوری

سید عبدالاول زید پوری، ابن علماء الحسینی، ان کے بزرگ زید پور کے رہنے
والے تھے جو جون پور کے مضافات میں ایک قصبہ ہے اس کے بعد وہ لوگ دکن چلے
گئے اور وہیں ان (عبدالاول) کی پیدائش ہوئی وہیں علوم کی تحصیل کی۔ سید محمد گیسو
درازی اولاد میں کسی کے مرید تھے علوم عقلی و نقلی اور حقیقی و رسمی کے جامع تھے
اکثر علوم میں ان کی تصانیف ہیں۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری، رسالہ فرائض
منظوم، رسالہ تحقیق نفس در فارسی اور منتخب کتب سفر السعادت ان کی تصانیف سے
مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر کتابوں پر حواشی، شروح اور تعلیقات ہیں۔ آخر عمر میں
ہرم خان خانقاہ کے بلانے پر دہلی آئے اور ۹۶۸ھ ر ۱۷۶۰ء میں انتقال ہوا۔ (۶۶۶)

(۲۸۱) خواجہ عبدالہادی باقی باللہ دہلوی

خواجہ عبدالہادی باقی باللہ، نقشبندی، امام وقت مقتدائے زمانہ جامع کمالات ظاہر و
باطن، زاہد و متقی (۱) فضائل حمیدہ سے متصف اور عریق پسندیدہ کے مالک تھے پیسے
کامل سے سرفرد پنپنے، علوم فقہ، حدیث اور تفسیر کی تحصیل کے بعد خواجہ محمد کنکلی
ذیفہ خواجہ درویش محمد کے مرید ہوئے اور کمالات باطنی کی تکمیل کے بعد غرقہ خلافت
پایا اس کے بعد دہلی میں تشریف لائے اور مخلوق کے ہدایت و درس میں مشغول
ہو گئے وہ رحمت اللہ علیہ بہت کم بولتے کم کھاتے اور کم سوتے تھے نماز عشاء کے بعد
نماز تہجد تک روزانہ دو مرتبہ قرآن کریم ختم کر دیتے تھے۔ ان کے اجل خفاء میں
مولانا شیخ احمد مہندی مجدد الف ثانی ہیں۔ ۲۵ جمادی الاخر ۱۲۰۳ھ ر ۱۸۰۳ء میں دہلی
میں انتقال ہوا قدم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب محلہ چڑیمارن میں دفن
ہوئے۔ (۶۶۶)

(۲۸۲) مولوی عبدالباسط بن مولوی رستم علی قنوجی

مولوی عبدالباسط، بن مولوی رستم علی قنوجی، حدیث و تفسیر اور اصول و فروع

میں بدھوں رکھتے تھے، تفسیر زاد فقہر خانی لکھ رہے تھے کہ اس کے مکمل ہونے سے پہلے ان کی عمر کی تفسیر ۳۲۳ھ / ۹-۱۸۰۸ء میں تمام ہوگئی اور رحمت حق سے راصل ہو گئے غفرلہ۔ رسالہ عجیب لہیاں فی علوم القرآن بھی ان کی تصنیف ہے۔ (۶۶)

(۲۸۳) مولوی عبدالباسط فرنگی علی

مولوی عبدالباسط فرنگی علی بن مولوی عبدالرزاق بن مولوی جمال الدین احمد (نے) کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھیں، فراغ تعلیم کے بعد قرآن مجید حفظ کیا، جوان صلیح و رعاہ تھے، مولوی عبدالواہی سے بیعت تھے، نظام حیدر آباد کی سرکار میں چار سو روپے ماہور پر ملازم ہو گئے۔ ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں جہان میں رانی جنت ہوئے۔ (۶۷) رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸۴) مولوی عبدالحامد فرنگی علی

مولوی عبدالحامد فرنگی علی بن مولوی محمد نافع بن مولانا عبدالعلی بحر العلوم نے کتب درسیہ پڑھیں مگر کوئی ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے سلسلہ درس جاری نہ کر سکے، حیدرآباد دکن گئے اور وہاں ۲۳ شوال ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء میں انتقال ہوا۔ مولوی محمد ظفر کی قبر کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (۶۸)

(۲۸۵) مولوی شیخ عبدالجلیل سندیلوی

مولوی شیخ عبدالجلیل سندیلوی ابن حافظ نور زش علی بن بشارت علی ماہ ذی الحجہ ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئے، پہلے قرآن مجید حفظ کیا، صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد کی خدمت میں پڑھیں پھر مولوی حافظ شوکت علی سندیلوی، مولوی سید محمد علی دوکوی، مولوی محمد کمال عظیم آبادی، مولوی حکیم عبدالحمید عظیم آبادی (۶۹)، مولوی مقیم الدین ساکن کوٹ مرہڑ متعلقہ ذریعہ اسمعیل خان اور حکیم عبدالعلی لکھنوی سے علوم درسیہ کی تحفیں کی، فی الحال مدرسہ شوکت الاسلام سندیلہ کے صدر مدرس ہیں۔ اہم طالب علمی سے اس وقت تک طباء کی تدریس میں مشغول ہیں، رسالہ

ہدایت الکبریٰ لانتقال اندوار من درجت لی لاخری، رسالہ اہرق الخاطف فی علوم البیض، المعارف، رسالہ اشباب الثقب علی منکری وحبہ اللہ ابواب، ان کی تالیفات سے ہیں۔

دو کوئی نسبت مکانی ہے ”دوکہ“ سے جو (۱) مضافات جائیداد میں ایک قصبہ جب شوکت الاسلام وہ مدرسہ ہے جس کو مولوی حافظ شوکت علی رئیس سندیلہ نے قصبہ سندیلہ میں قائم کیا ہے اور زر کثیر اساتذہ اور طلباء کی مدد میں صرف کرتے ہیں۔ براہ اللہ خیر۔

(۲۸۶) سید عبدالجلیل بکراہی

سید عبدالجلیل بکراہی ابن سید احمد حسینی واسطی کی ولادت ۳ شوال ۱۲۰۷ھ / ۱۲۶۶ء میں بکراہ میں ہوئی۔ علوم عقلی و نقلی سوانح غلام نقشبند لکھنوی (۲) سے حاصل کیے، اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہوئے، سند حدیث شیخ نور الحق کے شاگرد سید مبارک محدث بکراہی سے حاصل کی، تفسیر حدیث و تاریخ و لغت و ادب و شعر گوئی میں کامل صدارت تھی۔ عربی و فارسی و ترکی اور ہندی زبان میں بڑا ملکہ رکھتے تھے اور ہر زبان میں ان کی خوب صورت تصنیفات و شاندار تالیفات ہیں۔

اورنگ زیب کے زمانہ سے فرخ سیر کے زمانہ تک شاہان دلی کی طرف سے بخش گری اور وقائع نویسی کے عہدوں پر سرفراز رہے۔ جب ۱۱۱ھ / ۱۷۹۹-۱۸۰۰ء میں اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے ستارہ کا قلعہ فتح کیا تو میر عبدالجلیل نے ایک رات میں گیارہ قلعے اس فتح کی تاریخ میں نظم کیے، اس رسالہ کا نام ”انگزار فتح شاہ ہند“ اور ”طری نامہ (۳) فیوزی شاہ عالمگیر“ رکھ کر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا، انصاف خروانہ سے سرفراز ہوئے، طرفہ یہ ہے کہ رسالہ مذکور کے ہر دو ناموں سے قلعہ ستارہ کے فتح کی تاریخ نکلتی ہے اس رسالہ سے بھرہ استنبط قطعات تاریخ تاخرین کے ذہبت طبع کے لیے نقل کئے جاتے ہیں۔

قطعہ تاریخ (فتح قلعہ ستارہ) در علی

لما توجه سلطان الانام الى
رب السموات في تأييد اسلام
اقرابها في اصل خصمه
بورده يا قلاور الفتح اكمل
لصار حين (۳) الفتح الاسم مفتحا
حصا لمن عبدوا احجار اصنام
بظورت في الفات وهي اربعت
من فوق ابهام من غير ابهام
وجدنهن لعمام الفتح . حنف
وقبما على سته من مد ابهام
الله تلك يد بيضاء قد نزع
للمناظرين لواللمعجز السلام
هنا البايغ من التاريخ انشاء
عبدالجليل بتايدات (۵) الهام

ایضاً (فارسی)

چشم (۶) ابهام زیر خضر آورد
بود اسم اعظم در شمار
قلاع کفر شد مفتوح فی الحال
زیج او عدد شد پاره پاره
زاجمستان شد بر ابهام
برابر چار الف کردم شمار
بینہ بود شکل سال جبری
چشم تاریخ حنف تنخیر ستارہ
شد از عبد الجیل این آشکارہ

میر عبد الجیل شب تاریخ ۲۳ رجب ۱۱۳۸ھ ر ۱۲۵۷ء کو شاہجان آباد (دہلی)
میں فوت ہوئے اور اپنے وطن مکارم میں دفن ہوئے نور اللہ منجھ۔ میر قلام علی آزاد
حسان اللہ نے آیہ کریمہ "للسین احسو العسی و زیادة (۷) سے ان کے انتقال کی
تاریخ نکالی ہے۔ (۶)

(۲۸۷) مولوی عبدالحق رام پوری

مولوی عبدالحق رام پوری 'خلف ملا محمد عمران پوری' اپنے والد ماجد کے شاگرد
تھے۔ ۱۲۹۷ھ ر ۱۸۷۵ء میں ملک دکن میں انتقال ہوا۔ (۶)

(۲۸۸) شیخ عبدالحق دہلوی

شیخ عبدالحق دہلوی ابن سیف الدین بن سعد اللہ بن ترک الدہلوی بخاری 'اس

کی کنیت ابوالجہد تھی، ان کے بزرگ بخارا سے آکر دہلی میں سکونت پذیر ہو گئے، وہ
رحمۃ اللہ علیہ (۱) ماد محرم ۹۵۸ھ ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے۔

ان کی وراثت کی تاریخ ”شیخ اولیاء“ ہے۔ آغاز عمر ہی سے حق کی اطاعت اور
طلب علم میں کمرچست کر لی تھی، یوغ کے قریب تک اکثر علوم سے فراغت حاصل
کر لی اور ۳۲ سال کی عمر میں فضائل و کمالات سے فارغ ہو گئے، قرآن شریف حفظ کیا،
تفسیر، محدث، بزرگوں کی نشانی، نئے واپس کے بچے سمونہ اور جامع علوم ظاہر و باطن
تھے، ہندوستان میں علم حدیث ان کے ذریعہ سے پھیرا، ان کو خدا داد مقبولیت حاصل
تھی کہ عقلمندوں میں سے کسی نے ان کی مقبولیت کا انکار نہیں کیا، عقون شباب میں
رحمن شریفین گئے اور ایک مدت تک وہاں کے علماء و مشائخ خصوصاً شیخ عبدالوہاب متقی
(خلیفہ وجاہین شیخ علی متقی) کی صحبت میں رہے اور فن حدیث کی تحقیق کو اعلیٰ درجہ
تک پہنچایا اور بہت برکات کے ساتھ وطن مالوف کو واپس ہوئے، اشاعت علوم و
افادہ خلق میں مشغول ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ان کی چھوٹی بڑی سہ سے زیادہ تصانیف ہیں
اور آج کل کے علماء کے لیے فخر اور ان کا دستور العمل ہیں، مولوں طبع تھے، متقی
تخلص کرتے تھے، ان کے اشعار پانچ لاکھ کے قریب ہیں۔ سلسلہ قادریہ میں سید موسیٰ
قادری کے مرید تھے۔ شروع میں شیخ احمد سہندی مجدد افغانی سے اختلاف رائے
رکھتے تھے مگر آخر عمر میں اپنے خیالات سے ہار آگئے تھے (۲)۔ ان کی وفات ۱۰۵۲ھ
۱۶۴۲ء میں دہلی میں ہوئی، اس کی قبر قطب صاحب میں حوض منشی کے کنارے
ہے، انتقال کی تاریخ ”فخر العبداء“ سے ملتی ہے۔

تصانیف مشہورہ

معدت شرح مشکوٰۃ (علی)، اشعۃ اللمعات، شرح مشکوٰۃ (فارسی)، شرح سفر
الاعانات، شرح فتوح الغیب، مدارج النبوة، شرح اسماء الرجال بخاری، اخبار و خیار،
جذب القلوب، زبدۃ الامثال، جامع ابرکات (۳)، مرج البحرین، زاد المستفید، فتح المنان فی
مناقب النعمان، ما ثبت بالسنہ، علیہ سید المرسلین، چہل رسال (۴)۔

(۲۹۰) مولوی عبدالحق خیر آبادی

مولوی عبدالحق خیر آبادی، اپنے والد مولوی فضل حق خیر آبادی کے شاگرد تھے۔ علوم عقیدہ میں، اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ رئیس رام پور کے دربار میں اعزاز کے ساتھ ملازم تھے۔ اس کی تصنیفات سے حاشیہ غلام یحییٰ، تسہیل الکافیہ، شرح ہدایت الکلمت اور ہواہر غالیہ شریعہ میرزا ہد طبع و شائع ہو چکی ہیں، اللہ تعالیٰ و اعلاء۔

(۲۹۱) ملا عبدالحکیم سیالکوٹی

ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، علامہ زمان، ہم عصروں میں ممتاز، مولانا کمال الدین کشمیری کے شاگرد اور حضرت علامہ ربانی احمد سہندی مجدد الف ثانی کے خواجہ تاش تھے، حضرت مجدد سے بہت عقیدت رکھتے تھے، حضرت مجدد ان کو 'قالب پنجاب' کہتے تھے۔ جنگیر ابن کبیر شاہ کے زمانہ میں اپنے وطن سیالکوٹ میں درس علوم میں مصروف رہے، جب شاہجہاں ابن جنگیر تخت حکومت پر بیٹھا اور علماء و فضلاء کی قدردانی کے اعتبار سے اس کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی تو علامے موصوف بھی دربار شاہی میں پہنچے (۱) اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوئے۔ شاہ جہاں نے دو مرتبہ ملکہ چاندی سے تلویاں اور وہ چاندی ان کو بخش دی، ہر مرتبہ چھ ہزار روپیہ وزن میں آیا، چند دہات معانی ان کو عطا فرمائے۔ ملا نے اپنی تمام عمر درس و تفسیر میں گزار دی مشہور ہے کہ ایک ملکہ روپیہ مالانہ سلطان وقت سے ملا تھا۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۶ء کو چکن بقی تسمیم کی اور سیالکوٹ میں دفن ہوئے۔

ان کی تصنیفات میں ذیل کی کتابیں مشہور ہیں۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی، عملہ حاشیہ عبدالغفور برفوائد ضیائیہ، ترجمہ فارسی لہستہ الاسان، حاشیہ مقدمات اربعہ، تلوخ، حاشیہ مطہر، حاشیہ شرح موقف، حاشیہ شرح عقائد قناترانی، حاشیہ شرح عقائد دوانی، حاشیہ بر حاشیہ خیالی (۲)، حاشیہ شرح ثمبیہ، حاشیہ شرح مدارج، لدر التسمیہ فی اثبات الواجب، تعلق، حاشیہ بروا مش شرح حکمت یحییٰ، حاشیہ بروا مش ہدایت الکفایت، حاشیہ بروا مش مراح الامداد، (۳)۔

(۲۹۲) مولوی عبدالحکیم لکھنوی

مولوی عبدالحکیم لکھنوی، اس دوری عبدالرب بن بحر، علوم مولانا عبدالعلی بن نظام الدین بن قطب الدین سادات، صاحب نابتی اور درمیانی کتابیں اپنے والد ماجد مولوی عبدالرب اور مولوی داغ سے اور بڑی کتابیں مولوی نورالحق مرحوم سے پڑھیں، مدت دن درس میں مصروف رہتے، صلاح و تقویٰ کے بدوچہ غایت پایندہ تھے،

رات بیداری اور یاد الہی میں گزارتے تھے، بیشہ طباء کی خدمت کا خیال رکھتے اور دور کے مسافروں کو کھانا فراہم کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ ان کی ذات بابرکات جامع ظاہر و باطن تھی، شاہ نجابت اللہ کرسوی سے بیعت تھے۔ محرر سطور (مولوی رحمان علی) ۱۳۶۳ھ / ۱۸۴۷ء میں لکھنؤ میں اس کی صحبت سے فیضیاب ہوا، ان کو بہت خلیق اور مسافر نواز پایا۔ ۲۴ صفر بروز جمعرات ۱۳۸۸ھ / ۱۸۷۱ء میں انتقال ہوا۔ فقرہ "واللہ موت الاعلم موت العالم" (۱) ان کے تاریخ انتقال کا مادہ ہے۔

انھوں نے اپنی اولاد میں مولوی عبدالحکیم اور مولوی محمد نعیم چھوڑے جو دونوں عالم ہیں اور اپنے بزرگوں کے قائم مقام ہیں۔

شرح کافی زبان فارسی، تفسیر اسم اللہ در فارسی ترجمہ فارسیہ، دقائق التذوق، حاشیہ شرح رسم مولوی محمد اللہ، شرح دلائل اصول الی علم الہی، شرح جدیدین، تخریر ہدایہ، شرح چہل کاتب در فارسی، شرح رسالہ نظامیہ، در بیان وضو رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، مجرور علم صرف، زبدۃ النور، حاشیہ تفسیر بیضاوی، شرح رسالہ الارکان، حاشیہ بر حاشیہ زاہدیہ، شرح تہذیب، مجلس امدین دوانی، حاشیہ بر حاشیہ کمالیہ، شرح عقائد جدلی، جدول الحرف فارسی، جدول نحو فارسی ان کی مشہور تصانیف سے ہیں، قدس اللہ روحہ الاقدس۔ (۵۲)

(۲۹۳) مولوی عبدالحکیم فرنگی علی

مولوی عبدالحکیم فرنگی علی، ابن مولوی امین اللہ بن مولوی محمد اکبر بن مفتی محمد ابراہیم (۱) بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الدین الشہید السامانی، ۱۲ شعبان ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۳ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے، درس سر کی عمر میں حفظ قرآن مجید سے فارغ ہو گئے اور درسی علوم کی تحصیل شروع کر دی، اپنے والد ماجد مولوی محمد امین اللہ، مفتی قطب اللہ، مفتی محمد اعظم، مولوی نعمت اللہ و مفتی محمد یوسف علمائے فرنگی علی کی خدمت میں ۱۶ سال کی عمر میں خانہ اہل تہذیب شہید کے متہدوسہ درسی علوم (۲) سے فراغت حاصل کر لی، دانشمند قیصر جامع علوم عقل و نقلی اور حاوی فنون فرعی و اصلی ہوئے، در درس و الادب کی سند کو سنبھالا، ۱۳۶۰ھ / ۱۸۴۳ء

میں شہر باندہ مضاف ہندیل کھنڈ گئے وہاں کے رئیس نواب ذوالفقار ہمارے جو علماء و فضلاء کے بڑے قدردان تھے بڑے حرار و اکرام سے پیش آئے اور ان کو اپنے مدرسہ کا مدرس مقرر کر دیا اور مدتوں اس کام پر مقرر رہے پھر اپنے وطن لکھنؤ واپس آئے اور ایک سال وطن میں رہ کر شہر جوں پور چلے گئے۔ ایک شخص حاجی امام بخش مرحوم جو شہر کے سنے ردوس میں تھے بڑی قدردانی سے پیش آئے اور مدرسہ امامیہ حنیفہ (جوں پور) کا ان کو مدرس مقرر کروایا جس کے وہ خود ہی تھے ایک جہاں نے اس کے علم سے وہاں فیض حاصل کیا اور ۹ سال تک وہ اسی منصب پر سرفراز رہے۔ ۱۲۷۹ھ ۱۸۵۹ء میں اپنے وطن واپس آئے اور مولوی عبدالولی قادری فرنگی علی (۵) کے مرید ہوئے ۱۲۷۷ھ ۱۸۶۰ء میں حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اس ریاست کے دارالہمام سید قزاق علی خاں سالار جنگ نے جو اوصاف حمیدہ سے ایسے متصف تھے جیسے ستاروں میں سورج نمایاں ہوتا ہے ان کو مدرسہ نظامیہ کا مدرس مقرر کر دیا اور اس سفر میں ربوہاں کے مقام پر جو دکن کے رستہ میں واقع ہے وہ جو خاندان عقبہ کا چرنی تھے (مولوی عبدالعلیم) جامع اور قی (مولوی رحمان علی) کے مکان پر ٹھہرے۔ اس وقت ان کے صاحب زادے مولوی عبدالحی صغیر سن تھے اور قطبی پڑھتے تھے۔ ۱۲۷۹ھ ۱۸۶۳ء میں حیدر آباد سے رخصت لے کر تھپیا و تشریف عازم حرمین شریفین زاد اللہ ہوئے اور وہاں کے علماء و مشائخ کی صحبت باریک سے استفادہ فرمایا۔ مکہ معظمہ میں مولانا محمد ممال خفی اور مولانا احمد بن زین دحلان (۶) شافعی سے علم حدیث اور دیگر علوم معقول و منقول کی سند حاصل کی۔ ۱۲۸۰ھ ۱۸۶۳ء میں مدینہ طیبہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریاست سے مشرف ہوئے۔ مولانا علی مدنی شیخ اندامس سے سند درنمل اخذات مولانا محمد بن محمد عرب الشافعی مدرس مسجد نبوی سے حدیث و تفسیر وغیرہ کی سند مولانا شاہ عبدالحی بن مولانا شاہ ابو سعید مجددی دہلوی نزہل مدینہ منورہ سے اہارت حدیث و تفسیر فقہ وغیرہ اور مولوی عبد الرشید بن مولانا شاہ محمد سعید مجددی دہلوی سے قصیدہ بردہ اور حرب البحر کی اجازت حاصل کی اور حجاز کے فیوض و برکات سے بلا ملل ہوئے۔ ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۵ء میں حیدر آباد واپس آئے

اور عداوت نظامیہ کے کام میں شغف ہو گئے اس کے بعد جمادی الثانی ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۷ء میں رخصت پر وطن آئے اور اپنے صاحبزادے مولوی عبدالحی کی شادی سے فراغت حاصل کر کے ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۸۳ھ ۸-۱۸۶۷ء میں لکھنؤ سے حیدر آباد کا سفر کیا جس کو حقیقت میں آخرت کا سفر کہا جاسکتا ہے ۱۵ شعبان سن مذکور (۱۲۸۳ھ ۸-۱۸۶۷ء) میں حیدر آباد پہنچے اور اپنے فرائض منصبی میں مشغول ہو گئے کہ اچانک سل و دق کے عارضے میں ۱۵ صفر ۱۲۸۵ھ ۹-۱۸۶۸ء میں مبتلا ہوئے اور بروز پیر ۲۹ شعبان ۱۲۸۵ھ ۸-۱۸۶۸ء کو آپ کے طائر روح پر فتوح نے نفس غصری سے پرواز کر کے جنت کی شاندر پر اپنا نشیمن بنایا اور اپنی وصیت کے مطابق شاہ یوسف قادری کے زیر قدم جو دکن کے اولیائے کبار میں تھے دفن ہوئے۔ شعرائے وقت نے ان کے انتقال کی اکثر تاریخیں کہی ہیں۔

(قطعہ تاریخ انتقال مولوی عبدالعلیم فرنگی علی)

از مولوی عبدالرحمن صاحب حنفی

العالم والعارف باللہ تعالیٰ
قد صلاہ الی اللہ بھج و شاء
الحمت بحلم الممتلئ بیقین
”قد شرفہ اللہ بقصر ولقاء“

کسی نے اس معرہ ”واقف راہ خدا مولوی عبدالعلیم“ سے تاریخ انتقال نکالی ہے اور لفظ ”غفرہ“ سے بھی ان کی تاریخ انتقال نکلتی ہے۔
تصانیف الاریقہ۔ تحقیقات امراضہ حل حاشیہ میرزاہد۔ رسالہ القول السلم حاشیہ شرح سلم (۸) ماحسن۔ کشف المکتوم فی حاشیہ بحر العلوم۔ القی المحیط بیدتعلیق بالجلس المؤلف واسیو۔ حل العائد فی شرح العقائد۔ التعلیق الفاضل فی مسئلہ ”مہر النفل“۔ معین الفاضل فی رد المغالین۔ المایات بحوث المجلدات۔ کشف الاشیاء فی شرح السلم محمد اللہ۔ البیان العجب فی شرح (۹) ضابطہ التہذیب۔ کاشف اللہ فی اقسام الکفر۔ العرقان در مسکن۔ نظم اندر فی سلک شوق القمر۔ التحذیر شرح

استویہ مؤلفہ شیخ محب اللہ اسے آبادی - نور الدینان فی آثار حبیب الرحمن - برکات الحرمین - ایضاً المسامح فی صوة التراتج - الدماء فی تحقیق الدعاء - غایت الکلام فی بیان الحلال و الحرام - خیر الکلام فی مسائل اصیام - القول الحسن فیما يتعلق بالنوافل و السنن - عمدة القارئ فی مسائل النون و الطیوس و الحریر - قمر الاقدار حاشیہ نور الانوار - حاشیہ فلسفی شرح موجز - ناقوس الدرجہ در دوسری کتابیں مثلاً حاشیہ ہدایہ حاشیہ بدیع المیزان اور حاشیہ قدیرہ نامتوم رو گئے (۱) کہ ان کا انتقال ہو گیا عطر اللہ روحہ -

(۲۹۳) مولوی عبد الحمید خاں رام پوری

مولوی عبد الحمید خاں ابن ملا نعران رام پوری نے اپنے بھائی ملا محمد عمران اور مولوی ارشاد حسین رام پوری سے تحصیل علم کی اور طلباء کے درس و افتادہ میں مشغول ہو گئے۔ ۱۳۹۸ھ / ۱۸۸۱ء میں مولوی صاحب شکت علی رئیس سندیلہ سے ملاقات کے لیے آئے تھے سلمہ اللہ تعالیٰ (۱)

(۲۹۵) مولوی عبد الحمید بدایونی

مولوی عبد حمید ابن مولوی محمد سعید بدایونی ۱۳۵۲ھ / ۱۷۳۹-۴۰ء میں پیدا ہوئے اپنے بڑے بھائی مولوی محمد لیب سے علوم مروجہ کی تحصیل کی اور حضرت شاہ سید آں احمد قادری دہلوی کے مرید ہو کر کامل و مکمل ہوئے۔ ۱۳۳۵ھ / ۱۸۱۹ء میں انتقال ہوا روح اللہ روحہ (۱)

(۲۹۶) مولوی عبدالحی دہلوی

مولوی عبدالحی دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے شاگرد اور داماد تھے۔ (۱) سید احمد مجاہد رائے دہلوی کے ساتھیوں میں تھے فقہ حنفی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے رسالہ نکاح بای اور متفق قنادی اس کی یادگار ہیں۔ ۸ شعبان بروز اتوار ۱۲۳۳ھ / ۱۸۲۸ء کو عارضہ بواسیر میں انتقال ہوا۔ (۱)

(۲۹۷) مولوی عبدالحی فرنگی علی

مولوی عبدالحی فرنگی علی ابن مولوی عبدالحکیم ابن مولوی امین (۱) صاحب قطب الدین سالوی کی اولاد امجاد میں تھے۔ ان کی کنیت ابو الحسنات ہے۔ وہ لڑی قندہ کے آخری عشرہ میں (۳) ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۸ء میں پاندہ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں حفظ قرآن مجید شروع کیا اور دس سال (۴) کی عمر میں اس سے فارغ ہو گئے اور سب سے پہلے جامع مسجد جون پور میں نماز تراویح کی امامت کی گیارہ سال کی عمر میں اپنے والد سے علوم متعارفہ کی تحصیل شروع کی اور سترہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر طلباء کے افتادہ میں استاد کے ساتھ بیٹھ گئے۔ علم ریاضی اپنے والد کے ماموں مولوی نعمت اللہ سے جو اس فن کے ماہر تھے حاصل کیا۔ اس زمانہ میں جب اپنے والد کے امراء دکن جارہے تھے تو جامع الدوراق (مولوی رحمان علی) کی ریواس کے مقام پر (۵) ان سے ملاقات ہوئی تھی حالانکہ وہ اس وقت صفیراسن تھے مگر ان کے چہرہ سے زکات اور حافظہ کی روشنی کے آثار نمایاں تھے دو مرتبہ زیارت حسین شریفین زادہ اللہ سے شرفاً و تظلیلاً مشرف ہوئے کا امرام حاصل ہوا۔ پہلی بار (۶) ۱۳۷۹ھ / ۱۸۶۳-۳ء میں اپنے والد کے امراء اور دوبارہ ۱۳۹۶ھ / ۱۸۷۹ء میں حسین شریفین گئے سید احمد دھان شیخ الشافعیہ مکہ معظمہ سے ان تمام علوم کی اجازت حاصل کی جو ان کو اپنے شیوخ سے حاصل تھی۔

اسی طرح اپنے والد ماجد سے (اجازت حاصل کی) ایک عالم ان کے درس اور تعلیم سے فیض یاب ہوا اور بہت سے مشہور فاضل ان کے دامن یدضان سے مستفیض ہوئے۔ غرض صاحب ترجمہ (مولوی عبدالحی) اس قدر کثیر اندرس اور تصنیف تھے کہ ان کے علوم کی اشاعت اور فیض کی شہرت ان کی زندگی ہی میں تمام دنیا میں پھیل گئی اور قریب "مجددیت" کے پہنچ گئے۔ ۲۹ ربیع الاول (۷) ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء (۸) بروز دوشنبہ عارضہ صرع میں لکھنؤ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ ایک لڑکی کے سوا کوئی اولاد نہ چھوڑی وہ لڑکی دو سو روپے ماہوار نظام حیدر آباد سے پاتی ہے۔

تاریخ انتقال مولوی عبدالحی فرنگی علی

از سید عبدالحی شرنی

ہائے مولانا محمد عبدالحی شاد در غلہ از میان ما برکت
آستان سجدہ گاہ خلق بود جبکہ ہندوستان ما برکت
گفت شرنی مصرعہ سال وفات "نوائی استاد زبان ما برکت"
دیگر

از مولوی محمد سعید عظیم آبادی حسرت

کرد رحلت جناب عبدالحی فاضل کشتوی فطین و ذکی
گفت سال وفات او حسرت "شد فرنگی محل و علم حتی"

(۱۸۸۶ء)

تصانیف :- عمدۃ رباعیہ حاشیہ شرح و تالیہ 'مجموعہ قطب سال تمام' الشک المشون
فی الاعتقاد بالبرہوں 'نزدہ فکر فی سبہ اندک' تعہدہ اعلیہ فی تحقیق مسیح الرجبہ 'الرفخ
و التکسیر فی المبرج والتعہیل' انوار الجہنم فی سقوط اللہ بکاح الجہنم 'نفع المنفی و اسائل
بمع مفرقات اسائل' الشک اندوہنی رویتہ اہدای بالہمار' القول المشور فی بدل (۹)
خیر المشور 'الانصاف' (۱۰) 'عن شہادۃ المرأة فی الارض' تحفہ السلاہ فی جماعۃ النساء
الکلام الجلیل فیما يتعلق بالمہمل 'لہجۃ الفاضلہ ملاسوتہ العشرۃ الکاملہ' المسہر
نقص الموضوع بالہجۃ 'خیر الخیر فی اذان خیر البشر نبیہ (۱۱) 'انکر فی البحر بالذکر' النافع
لکبیر من بطاع الہدیہ 'رفع المستوعبہ کیفیۃ اذعان الیہیت و توجہ الی القلہ فی
القبر' طوبیہ اذعان (۱۲) فی تراجم الافاضل 'ترویج الجہان تشریح حکم شرب اندخان
روغ لاخوان عن مہذبات سفر جمہ رمضان' حکام العائیس فی اداء الاذکار فی لسان
الفارس 'زجر الناس علی نکار (۱۳) 'ثراہین عباس' الانصاف فی حکم الاعکاف' امام
الکلام فیما يتعلق بالقرآۃ خلف الہام' غیث الختام' آثار الرفوعہ فی اخبار الموضوعہ
دافع ابوسواس فی اثراہین عباس' احکام غیبیت (اردو) 'فوائد امیہ فی تراجم العلیلہ'

امتحان اعلیٰ فی الصیغ المکتوبہ 'الیتیان فی شرح المیران' چادر گل (مرف) 'خیر الکلام فی
صحیح کلام الملوک ملوک الکلام' ازادہ محمد فی عرب الحمد للہ 'کلمن الحمد (نحو) ہدایت
الوری الی الواء الہدی' تعہد حاشیہ غلام 'بحی بر حاشیہ زاہدیہ تعلیہ' مصباح الدجی فی
لواء الہدی' نور الہدی لحد لواء الہدی' علم الہدی' حل المظن فی تحقیق الجہول المظن
الکلام الیتیان فی تحریر الہدایین' (۱۴) العسیر فی سبہ المشۃ بالکثیر 'الافادۃ الخیرۃ فی
بحث سبہ عرض (۱۵) شیعہ' التعلیق العجیب علی حاشیہ الجلال علی التہذیب' کملہ
حاشیہ والد خود برنفسی' الہدیۃ الخاریہ شرح الرسائل العندیہ (مناظر) 'القول
الاشرف فی الخشع عن المسکت' زجر ربوب الریان عن شرب اندخان' احکام القسطوۃ فی
احکام السلسلہ' غایۃ المقال فیما يتعلق بالہجۃ (نقد) 'حسرة احام بوقات مرجع اعالم
ترجمہ والد خود' افادۃ الخیر فی الاستیاک ہواک الخیر' مقدمۃ الہدایہ' ندیہ الہدایہ
التحقیق العجیب فی التثویب' تعہدہ الاحیاء لی احیاء سبہ سبہ الابرار' الجمع علی ان
الاشکار فی التعہد لیس بدعۃ' الکلام المسود فی رد القول المنصور' ہدیتہ المحدث فی فتح
التقدیر' ان کے علاوہ متعدد کتابوں پر متفرق تعلیقات لکھے ہیں' تیرہ کتابیں اور ہیں
جن کے نام رسالہ ماضی (۱۶) کبیر میں انھوں نے خود لکھے ہیں۔ (۱)

تلاضعہ :- مولوی عبدالحی فرنگی علی کے دو شاگرد جنھوں نے سند فراغ کا امتیاز حاصل
کیا

(۱) مولوی عبدالحیہ ساکن بمیہ ضلع اعظم گڑھ

(۲) مولوی بدیع الزماں کشتوی

(۳) مولوی وحید الزماں کشتوی

(۴) مولوی محمد عبدالاحد الہ آبادی

(۵) مولوی سید مرتضیٰ شیبی ساکن نونا پارہ ضلع غازی پور۔

(۶) مولوی عبدالباقی ساکن مگر بندہ

(۷) مولوی محمد حسین الہ آبادی

(۸) مولوی علی حیدر خاں ساکن خالص پور پرگنہ ضلع آباد

- (۹) مولوی عبدالکرم پنجابی
(۱۰) مولوی بشارت کریم۔
(۱۱) مولوی عبدالغفور ساکن رمضان پور
(۱۲) مولوی عبدالغنی بہاری
(۱۳) مولوی فدا حسین ساکن محی الدین گھر (بہار)
(۱۴) مولوی ابوالحسن مرحوم ترقی (کذا)
(۱۵) مولوی عین القضاۃ حیدر آبادی
(۱۶) مولوی عبدالعزیز فرنگی علی (کسنوی)
(۱۷) مولوی نظام الدین فرنگی علی (کسنوی)
(۱۸) مولوی عبدالرحمن ساکن صاحب گنج
(۱۹) مولوی حافظ محمد شعیب ولایتی
(۲۰) مولوی اکبر خاں ولایتی
(۲۱) مولوی محمد اسحاق ساکن اٹلی
(۲۲) مولوی (۱۷) سلیمان ساکن پٹواری ضلع عظیم آباد
(۲۳) مولوی عبدالقادر ولایتی
(۲۴) مولوی سید امین نصیر آبادی
(۲۵) مولوی محمد ہارون نصیر آبادی
(۲۶) مولوی ظہور الاسلام فتح پوری
(۲۷) مولوی لطف (۱۸) الرحمن عظیم آبادی
(۲۸) مولوی مظاہر الحق عظیم آبادی
(۲۹) مولوی محمد ابراہیم الدہ آبادی
(۳۰) مولوی محمد تقی اعظم گڑھ
(۳۱) مولوی محمد نذیر کسنوی
(۳۲) مولوی شیر محمد ولایتی

- (۳۳) مولوی آزاد خاں مرحوم
(۳۴) مولوی عبدالغنی بہاری
(۳۵) مولوی محمد شمیم رومی
(۳۶) مولوی ظہور بخش سمرانی
(۳۷) مولوی محمد حسین نصیر آبادی عرف صاحب میاں۔
(۳۸) مولوی سید محمد (۱۹) رسان کالی
(۳۹) مولوی عبداللہ ساکن چاند پارہ ضلع اعظم گڑھ
(۴۰) مولوی ابوالفضل محمد حفیظ اللہ ساکن بدلی ضلع اعظم گڑھ
(۴۱) مولوی محمد عثمان ساکن چاند پارہ ضلع اعظم گڑھ
(۴۲) مولوی الامام اللہ فرنگی علی
(۴۳) مولوی عبدالماجد بہاگل پوری
(۴۴) مولوی قاسم یار ساکن کڑا ضلع الہ آباد
(۴۵) مولوی سید اعجاز حسین ساکن سوئی پت
(۴۶) مولوی محمد عثمان ساکن کھنڈا ضلع اعظم گڑھ

جیسا کہ کتواہرکات مصنف مولوی محمد حفیظ اللہ سلمہ اللہ سابقہ ذکر میں تحریر ہے۔ انھوں نے تیرہویں صدی ہجری کے آخری زمانہ میں مولوی عبدالغنی مرحوم سے شد علمی حاصل کی ہے۔ (۱۷۱۷)

(۲۹۸) مولوی عبدالرب فرنگی علی

مولوی عبدالرب فرنگی علی، مولانا عبدالغنی بحر العلوم کے چھوٹے بیٹے تھے۔ بچپن سے اپنے والد کے ہمراہ شاہجہاں پور، رام پور، بہار اور مدراس میں رہے۔ مولانا بحر العلوم نے اس کی تعلیم و تدریس میں بڑی کوشش کی اور تمام درسی کتابیں ان کو تمام و کمال پڑھائیں، ہمیشہ اس کی ضروریات کی کفالت کی۔ مولانا نے کثیر مال دے کر شادی کی غرض سے ان کو وطن بھیجا۔ انھوں نے کسنوی میں سکر اپنا نکاح کیا اور مال کثیر جو مدراس سے لائے تھے وہ فضول خرچی اور مسی میں ہریاد کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ مفلس

ہو گئے۔ مودنا بحر اعظم کے انتقال کے بعد وہ اور اس کے بھتیجے عبدالواجد مدراس گئے۔ اس کی تفصیل مولوی عبدالواجد کے ذکر میں آئے گی۔ حاصل مطلب یہ کہ درس و تدریس کو چھوڑ دیا، جاگیر کے معاوضہ میں ثواب مدراس کی سرکار سے دو سو روپیہ ماہوار اور سرکار انگریزی سے ایک سو پچتر روپہ ماہوار لے کر راضی ہو گئے، تدریس کا کام مولوی عبدالواجد کے سپرد کر کے لکھنؤ گئے اور تاحیات اپنا وظیفہ بریڈنٹ لکھنؤ سے حاصل کرتے رہے جیسا کہ ۳۱ فصان الادبہ میں ہے۔^(۱)

(۲۹۹) مولوی عبدالرب دہلوی

مولوی عبدالرب دہلوی، جامع معقول و منقول، ماہر فروع و اصول، فنون علم و ادب میں کامل، ملت علی کے ماہر تھے، ان کا عقد پر تاثیر اور شرفیق تھے۔ زر کثیر صرف کر کے سہارن پور میں جامع مسجد تعمیر کرائی۔ ماہ محرم ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء (۱) میں دہلی میں انتقال ہوا، طالب اللہ شہداء۔ پیر سہرا نے ان کی تاریخ انتقال یوں کہی ہے۔

جناب مولوی عبدالرب ان
کہ وقت وعظ دل می شد فکاش
دوہیں ماہ محرم جاں بحق شد
زہے رحمت کہ بارو پر مزارش
رقم زر سال رحلت کلک بیول
۱۳۰۵ ھ در سنہ نو کشر
درد ایردی بارو نادرش

۱۳۰۵ھ

(۳۰۰) مولوی عبدالرزاق فرنگی علی

مولوی عبدالرزاق فرنگی علی، ابن مولوی جمال الدین احمد بن مولوی علاء الدین فرنگی علی ۱۲۳۳ھ / ۲-۱۸۲ء میں پیدا ہوئے۔ جب آٹھ سال کے ہوئے تو ان کے

والد مولوی جمال الدین مدراس چلے گئے، وہ فطری رجحان ہی بنا پر تفصیل علم میں مشغول ہو گئے۔ اول کچھ کتابیں مولوی نور کریم دریا بادی سے اور بقیہ کتابیں مفتی محمد اصغر اور مفتی محمد یوسف فرنگی علی سے پڑھیں، حدیث و تفسیر کی درسی کتابیں مولوی حسین احمد طبع بادی سے اور تمام کتب حدیث مرزا حسن علی لکھنوی سے پڑھیں اس نے بعد پھر حدیث کی جملہ کتابیں ملا محمد حس مدنی سے پڑھیں، مولوی حسین احمد مرزا حسن علی اور دوسرے علمائے محدثین اس کی سماعت فرماتے تھے، اپنے مرشد مولوی عبدالوہابی سے کتب عقائد اور سلوک و تصوف کی تفصیل کی، اس کے بعد قرآن مجید ایک سال میں حفظ کر لیا۔ ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۸ء میں پورے طور سے فارغ التحصیل ہو گئے، قادریہ اور چشتیہ سلسلہ میں مولوی عبدالوہابی اور اپنے والد سے اپادیت حاصل تھی۔ اپنے مرشد کے انتقال کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ منقطع کر دیا اور ید حق کو اپنا شعار اور لباس بنالیا۔ آخر ماہ صفر ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء میں انتقال ہوا اور مولوی انوار احمد کے باغ میں دفن ہوئے۔ (۲۶)

(۳۰۱) مولوی سید عبدالرحمن لکھنوی

مولوی سید عبدالرحمن لکھنوی، صوفی عالم تھے چشتیہ سلسلہ میں بیعت و خلافت سے سرفراز تھے۔ لکھنؤ کی مسجد پندائن میں رہتے تھے، وہیں ۶ ذی قعدہ ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء میں وفات پائی اور مسجد مذکور کے محسن میں دفن ہوئے روح اللہ رود۔ وہ عالم، سادات کے خادم، قانع، متوکل اور عزیمت نشین تھے۔ رسالہ کلمۃ الحق اور کاسرۃ الاسنان توحید کے بیان میں ان کی تفہیمات ہیں۔ مرد و غنا کی طرف بہت رغبت تھی۔ (۲۷)

(۳۰۲) مولوی عبدالرحمن

مولوی عبدالرحمن، قصبہ بھدوی ضلع مرزا پور کے رہنے والے تھے، عالم، متقی، واعظ اور تارک وطن تھے، تاریکات کی مسجد واقع شہر مردا پور میں متوکلانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء میں انتقال ہوا۔ (۲۸)

(۳۰۳) مولوی عبد الرحیم دہلوی

مولوی عبد الرحیم دہلوی 'عمری' (قاروقی) نسب 'حنفی' نقش بندی مشرب، جامع علوم عقلی و نقلی، صدوی علوم اسی و فری و محدث تھے۔ ان کے دو نامور بیٹے مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولانا شاہ اہل اللہ دہلوی ہوئے۔

اسی خانہ تمام آفتاب است

۳ صفر ۱۱۳۱ھ ر ۱۷۱۸ء میں وقت چاشت انتقال ہوا۔

(۳۰۴) مولوی عبد الرحیم صفی پوری

مولوی عبد الرحیم صفی پوری بن عبد الکریم صفی پوری 'دانش مند تبحر' علوم ادبیہ میں کمال حاصل تھا۔ شرح قصیدہ سبج معقودہ 'غایت التسلک فی علم الملک در بیان قواعد صرفہ و اسماک البہجہ' (۱) فی القواعد 'نحویہ' ضرورۃ الادب فی المونث اسماء' منشی الادب فی کلام، عرب ترجمہ قاسم در چار جلد ان کی مشہور تصانیف ہیں، تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی۔ (☆)

(۳۰۵) مولانا عبد الرشید جون پوری

مولانا عبد الرشید جون پوری، ابن شیخ مصطفیٰ ابن عبد الحمید، ان کا لقب شمس الحق قد شمس، تخلص کرتے تھے۔ شیخ فضل اللہ جون پوری کے شاگرد اور اپنے والد شیخ مصطفیٰ (مرید شیخ محمد مرید (۱) نظام الدین ایبٹوی قدس اللہ اسرار ہم) کے مرید تھے جو دلیاء کبار اور علمائے کرم سے تھے، شریع میں درس و تدریس میں مشغول رہے پھر اس کو چھوڑ کر کتب حقائق کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے، 'امراء و انبیاء کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے۔ شاہ جہاں بادشاہ ان کے اوصاف سن کر ان کی ملاقات کا مشتاق ہوا، وکیل کی معرفت ایک فرمان بلائے کے لیے بھیجا گیا مولانا نے قبول نہ کیا اور گوشہ عزلت سے اپنا پاؤں باہر نہ نکالا۔ منید تصانیف رکھتے تھے ان میں سے رشیدیہ (من ظہر)، زاد اساکین، شرح سرار الخلوۃ رسالہ محکم مربوط و حاشیہ شرح مختصر معضدی و حاشیہ قاری بر کافیہ ابن حاجب و مقصود الطالبین در اوراد اور دیوان شہر قاری

مشہور ہیں ان کے انتقال کا واقعہ اس طرح شہرت پذیر ہے کہ جب فجر کی سنتیں ادا رکے فرض شروع کیے تو تحریمہ کہنے کے وقت ان کا طائر روح جنت اہل کو پرواز کر گیا، یہ واقعہ ۱۱۸۳ھ ر ۱۷۷۲ء کا ہے، وظلہ اللہ، بحوالہ الجہان۔ (☆)

(۳۰۶) مولوی محمد عبد السبحان

مولوی عبد السبحان، ابن شیخ محمد حسن ساکن، احمد آباد تارہ، فاضل مدام، حنفی بیت اللہ الحرام، 'خلیب حلق' حامل قرآن اور آقا عمر سے صلاح و تقویٰ سے آراستہ تھے بلکہ مولف الادب اللہ (مولوی رخص علی) کو معلوم ہے کہ سن بلوغ (۱) سے آخر عمر تک صلوٰۃ فریضہ کبھی ان سے فوت نہ ہوئی۔ تمام علوم ظاہر و باطن اور خلافت مولوی محمد الدین احمد الہ آبادی سے حاصل کی، اپنے استاد کی طرح تمام عمر ہدایت و ارشاد اور درس علوم میں بسر کردی، مولوی عبد الحمید خف، مولوی حیدر حسین جون پوری اور مولوی محمد (۲) عبد الغنی برادر زادہ صاحب ترجمہ (مولوی محمد عبد السبحان) کے شاگردوں میں سے صاحب استعداد و لیاقت موجود ہیں۔ ان کی منبجہ مصنفہ کتابوں میں رسالہ اسرار الصلوٰۃ، قصہ منظومہ حضرت اسماعیل، قصہ منظومہ حضرت سیمان، التہذیب فی وجوب التقلید، دلائل قاطعہ در تحقیق فرق ناجیہ، خیر اقبالہ فی ازاتہ السجود (۳) مطبوع اور شائع ہو چکی ہیں۔ سفر کار ۶۳ سال کی عمر میں یکم محرم ۱۳۰۳ھ ر ۶-۱۸۸۵ء کو الہ آباد میں اس دار فانی سے عالم جودانی کی طرف رشت سفر باندھا۔ گلاب ہاڑی میں دفن ہوئے، بولہا بولین دائرہ شاہ جمل مرحوم کا مقبرہ ہے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔

(۳۰۷) ملا عبد السلام لاہوری

ملا عبد السلام لاہوری، شاگرد میر فتح اللہ شیرازی، قید و مفسر تھے، ان کے شاگرد مولوی عبد السلام ساکن قصب دیوہ مشافک لکھنؤ مشہور ہیں۔ ملا عبد السلام لاہوری نے تفسیر بیضاوی پر حاشیہ لکھا ہے۔ ۱۲۰۳ھ ر ۸-۱۲۱۲ء میں انتقال ہوا۔ (☆)

(۳۰۸) قاضی عبد السلام بدایونی بن عطاء الحق

قاضی عبد السلام بدایونی، ابن عطاء الحق، محدث و مفسر تھے۔ ۱۲۳۳ھ ر ۲۹-۱۸۴۸ء

میں اردو زبان میں قرآن کریم کی منظوم تفسیر قریب دو لاکھ اشعار میں لکھی "زاد الآخرة" (۱۲۳۴ھ) سے اس کا سن تألیف لگتا ہے۔ ۱۲۵۵ھ ر ۱۲۳۹-۴۰ھ میں انتقال ہوا۔ (۶۶)

(۳۰۹) مولوی عبدالسلام ساکن سہ

مولوی عبدالاسد ساکن سہ، ابن شاہ ابوالقاسم نقشبندی ساکن قصبہ سہ جو فتح پور کے قصبہ ہے ۱۲۳۳ھ ر ۱۸۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تاریخی نام "سید ریاض الحسن" ہے، متقی آدمی تھے۔ سن شعور سے زہد و اتقاء کے مالک تھے۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد کتب درسیہ اپنے چچا مولوی سراج الدین احمد سے پڑھیں اس کے بعد مولوی معین کنڑوی اور مولوی محمد معین (۱) لکھنوی سے تحصیل علم کی، صحاح ستہ کی سند شاہ عبدالغنی دہلوی سے لی اور ۱۲۶۶ھ ر ۱۸۴۵ھ میں تحصیل علم سے فارغ ہو گئے۔ شاہ احمد سعید مجددی سے نقشبندی سہ میں بیعت و خلافت حاصل کی اور ۱۲۸۲ھ ر ۱۸۶۵ھ میں حرمین شریفین کی زیارت اور حج اکبر سے مشرف ہوئے وہاں شیخ احمد دہلوی کی شافعی سے حدیث کی تحفہ کی در تخلق کے ہدایت و افادہ میں مشغول ہو گئے۔ ماہ شوال ۱۲۹۲ھ ر ۱۸۷۵ھ میں عارضہ دہلی میں انتقال ہوا۔ شیخ محمد علی المتخلص بہ طلیعی ساکن قصبہ سہ نے "نور اللہ تربت" (۱) سے ان کی تاریخ انتقال نکالی ہے۔ (۶۷)

(۳۱۰) ملا عبدالشکور چلو کشمیری

ملا عبدالشکور چلو کشمیری، مشہور عالم، متقی اور پرہیزگار تھے۔ خواجہ حیدر چشتی وغیرہ علماء سے تحصیل علم کی اور منظومات کے پڑھانے میں مشغول ہو گئے، اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے جو در کثیر علمائے کشمیر کی مدد معاش کے لیے بھیجا تھا اس میں سے انھوں نے کچھ قبول نہ کیا۔ ۱۲۸۳ھ ر ۱۷۹۱-۹۲ھ میں انتقال ہوا۔ ملا محمد اشرف نے جو ان کے شاگرد و استاد دادے تھے ان کے غم میں عربی قصیدہ لکھا ہے اور اس قصیدہ میں مادہ تاریخ اس طرح کہا ہے "لامت بولفاته علوماً" (۶۸)

(۳۱۱) قاضی عبدالصمد چریا کوئی

قاضی عبدالصمد چریا کوئی، ابن قاضی ابوالحسن بن ملا محمد، ابن قاضی منصور عباسی، عالی طبع اور روشن ذہن تھے۔ اپنے والد سے تحصیل علم کی پھر سند قضاء حاصل کرنے کی غرض سے جو ان کا موروثی منصب تھا والد کے حکم سے دہلی گئے وہاں قدامت علماء سے فضل و کمال میں ممتاز ہوئے (۱) یہاں تک کہ ارکان شہری نے اس کو فقہ، اصول و دیگر علوم منقول و منقول میں یگانہ پایا، محمد شاہ بادشاہ دہلی کے حکم سے ان کو پرگنہ چریا کوٹ اور دیگر مقامات کا منصب قضا حاکم انھوں نے اپنے پرگنہ کے قضاء کا عہدہ جس پر ان کے بزرگ زمانہ قدیم سے مامور رہے تھے قبول کیا اور دیگر مقامات کے عہدہ قضاء کو قدیم مستحقین کو دے دیا۔ قاضی عبدالصمد دہلی سے چریا کوٹ آئے۔ فصل خصوصیات اور درس علم میں خوب مشہور و معروف ہوئے، یگانہ تاق عالم محمد اسحاق ان کے شاگرد تھے۔ ۱۲۵۷ھ ر ۱۷۵۷-۵۸ھ میں انتقال ہوا۔ قاضی منصب سے تاریخ وفات نکلتی ہے (رحمۃ اللہ علیہ و علیٰ اسلافہ)۔

(۳۱۲) شیخ عبدالعزیز دہلوی

شیخ عبدالعزیز دہلوی، بن حسن طاہر جون پوری، چشتیہ سلسلہ کے مشہور شیخ اور بڑے صوفی عالم تھے دھواں اللہ علیہم معرفت و محبت کے مظہر اور علوم شریعت (۱) طریقت و حقیقت کے عالم تھے۔ سماع و حال (۲) سے رغبت تھی، اپنے والد شیخ حسن کے مرید تھے، ہمیشہ مسکنت رہتے اور لوگوں کی حاجت روائی میں بہت کوشش کرتے، علوم ظاہری میں بھی کامل اور کمال تھے، تفسیر عرائس، عوارف، فصوص، حکم اور ان کی شروح (۳) کا طلباء کو درس دیتے تھے، مشہور تصانیف کے مالک ہیں۔ ان کی تعنیفات میں سے ایک رسالہ عنینہ ہے جو انھوں نے شیخ امان پانی پتی کے رسالہ غیریہ کے جواب میں لکھا ہے، وحدت وجود کے بہت سے گہرے مسائل ارباب شہود کے کشف کے موافق اس میں بیان کیے گئے ہیں۔ ملا عبدالقادر بدایونی مولف منتخب التواریخ نے بھی تصوف کی بعض کتابیں اور رسالے شیخ عبدالعزیز سے پڑھے تھے۔ وہ

جون پور میں ۸۹۸ھ / ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوئے اور ڈیڑھ سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ دہلی آئے۔ ۶ جمادی الآخر ۹۷۵ھ / ۸-۱۵۶۷ء میں ان کا شہداء روح اوج بھا کی طرف پرو زکریا۔ اس کے انتقال کی تاریخ کا مادہ "قطب طریقت (۳) نمائند" ہے، وہ اپنی تصانیف اور خطوط میں "ذریۃ ناچیز عبدالعزیز" لکھتے تھے۔ لفظ "ذریۃ ناچیز" سے بھی تاریخ رحلت نکلتی ہے۔ (۵۶)

(۳۱۳) مولانا عبدالعزیز دہلوی

مولانا عبدالعزیز، ابن شاہ ولی اللہ دہلوی محدث ۱۱۵۹ھ / ۱۷۷۶ء میں پیدا ہوئے، غلام حسیم تاریخی نام ہے، پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم عقیدہ و فہم اور کلمات ظاہری و باطنی سے فراغت حاصل کر لی، اپنے پیر و رگوار کے بعد مسند درس و ارشاد کو سنبھالا، تمام علوم کے جامع و رند کی نشاۃ میں سے ایک شانی تھے، زبان و قلم جو کچھ ان کی تریف و توصیف کرے وہ کم ہے، سرالشاہین، بستان اللہ میں، تحفہ اثنا عشریہ، کمالہ نالہ، فتح العزیز (سورۃ بقرہ اور قرآن کے آخر دو سیپاروں کی تفسیر) ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۷ شوال ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۳ء کو اس جہن بے ثبات سے عالم جودان کی طرف رحلت فرمائی۔ کسی شعرے ان کے انتقال کی تاریخ یوں کہی ہے۔

بے سرو پا گشت انداز دست بیداد اجل
مصل و دیں، خلف و کرم فضل و ہمز علم و عمل
۱۰۰ + ۱۰ + ۹ + ۲۰۰ + ۸۰۰ + ۵۰ + ۳۰ + ۳۰ =

۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۳ء

(۳۱۴) ملا عبدالعلی بحر العلوم لکھنوی

ملا عبدالعلی بحر العلوم، ابن ملا نظام الدین بن ملا قطب الدین الشہید السبزوئی، اپنے والد کی آخر عمر میں پیدا ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں جملہ کتب درسیہ اور علوم متعارفہ اپنے والد ماجد سے تحصیل کر کے فارغ ہو گئے، اور اسی سال ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ والد کے انتقال کے بعد کتب معقول و منقول کے مطالعہ میں مشغول ہو گئے اور

ملا کمال الدین کی بنو ان کے والد کے خاص شاگرد تھے، غوامض مطالب مشکل (صل کرنے) ان کی خدمت میں پیش کرتے تھے، صاحب ترجمہ (م عبدالعلی) کی عملی زندگی کے آغاز میں ان کے وطن لکھنؤ میں ایک عظیم سانچہ پیش کیا، جس کی وجہ سے شاہ جہاں پور چلے گئے اور اس شہر کے رئیس حافظ الملک حافظ رحمت خاں نے ان کے سنے کو غنیمت سمجھا اور وہ بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آئے، معقول و فہم ان کے گزارشے کے لیے مقرر کر دیا۔ حافظ الملک کی تمام زندگی تک وہ وہیں مقیم رہے اور طلباء کو درس دیتے تھے۔ حافظ الملک مرحوم کی شہادت کے بعد نواب فیض اللہ خاں رئیس رام پور ملائے موصوف کو رام پور لے گئے، وہاں بھی وہ درس تعلیم میں مشغول ہو گئے۔ لیکن مشاہیر کی کمی کی وجہ سے مولانا مطمئن نہیں تھے۔ اسی زمانہ میں فشی صدر الدین بہاری (بہاری) نے اپنے مدرسہ کی تعلیم کے واسطے جو انھوں نے سار (بہار) میں قائم کیا تھا فانی سفر خرچ بھیج کر بلایا۔ چنانچہ ملا عبدالعلی رام پور سے بہار (بہار) روانہ ہو گئے اور اٹائے رام میں رائے برہی سے ملا ازار الحق کو بھی جو وہاں مقیم تھے اپنے ہمراہ بلالے گئے۔ فشی صدر الدین اعزاز و اکرام سے پیش آئے طلباء کے مصارف کے علاوہ چار سو روپے ماہوار ملا عبدالعلی کے واسطے اور ایک سو روپیہ ماہوار ملا ازار الحق کے لیے مقرر کئے، وہ وہاں ایک مدت تک رائق لفظ اور درس و تدریس میں مشغول رہے، کچھ مفتروں نے ان کے اور فشی صدر الدین کے درمیان رجحش پیدا کر دی اس سے اس کی طبیعت کو رنج ہوا، یہ خبر نواب دانا جہ محمد علی خاں نے نہیں کرنا تک کو پہنچی چنانچہ انھوں نے ایک خط مولانا کے جانے کے لیے معہ سفر خرچ ان کو بھیجا۔ مولانا مدرسہ روات ہو گئے، جب وہاں پہنچے تو نواب موصوف نے معہ عزیزوں اور امراء کے استقبال کیا اور اعزاز کے ساتھ ان کو اپنے محل میں لے گئے (نواب نے) ایک بڑے مدرسہ کی بنیاد رکھی، مولانا اس مدرسہ میں طلباء کے درس میں مشغول ہو گئے، نواب موصوف کی سرکار سے "بحر العلوم" کا خطاب ملا۔ نواب محمد علی خاں کی وفات کے بعد ان کے بیٹے عمادۃ الامرء اور ان کے بعد عظیم الدولہ (نیرود محمد علی خاں) مسد ریاست پر بیٹھے۔ مولانا کی تراسی (۸۳) سال کی عمر ہو چکی تھی، وہ

عوارض جسمانی میں مبتلا ہو گئے، ۳ رجب ۱۲۳۵ھ ر ۱۸۱۹-۲۰ء میں انتقال ہوا اور مداس میں دفن ہوئے، ان کی جگہ ان کے شاگرد اور داماد مولوی علاء الدین مقرر ہوئے۔

مشہور تصانیف :-

ارکان اربعہ در اصول فقہ، حاشیہ بر میرزا زہد رسالہ و حاشیہ بر حاشیہ زہد یہ بر شرح تہذیب جدید، حواشی ثلاثہ بر حاشیہ زہد یہ امور عامہ جدیدہ و قدیمہ، شرح مسلم مد حاشیہ منیہ، عقائد نافعہ مع منیہ، فوائذ الرموت شرح مسلم، اثبوت، تکرار بر شرح ملا نظام الدین بر تحریر ابن ہمام، توبہ، بصائر شرح فارسی منار، حاشیہ بر شرح صدرای شیرازی، شرح مشکوٰۃ مولانا دوم، شرح فقہ کبیر، ہدایت، صرف، رسالہ در احوال قیامت و رسالہ توحید وغیرہ (۱۶۶۶)۔

(۳۱۵) مولوی عبدالعلی فرنگی علی

مولوی عبدالعلی فرنگی علی، پوتراپ کے نام سے مشہور تھے۔ مولوی عبدالحامد بن مولوی محمد نافع بن مولوی عبدالعلی، بحر العلوم کے چوتھے (۱) بیٹے تھے، قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد، تمام درسی کتابوں کی تفصیل کے بعد تاح فراغ پڑھی، صاحب استعداد تھے، مولوی عبدالحامد فرنگی علی کے مرید تھے اور درس دیتے تھے۔ عین عالم شباب میں سل و دق میں مبتلا ہوئے اور ۲ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ ر ۱۸۷۵ء کو کھٹو میں لدلہ (۲) فوت ہوئے۔ (۱۶۶)

(۳۱۶) مولوی عبدالعلی نگرانی

مولوی حافظ عبدعلی، ۱۲۳۲ھ ر ۷ - ۱۸۱۹ء میں قصبہ نگرانی از مصالحت کھٹو میں پیدا ہوئے، ابتدائی درسی کتابیں اپنے ہاموں مولوی حافظ عظیم اللہ نگرانی سے پڑھیں اس کے بعد کھٹو گئے اور مختلف عہدے وقت سے مستعید ہوئے۔ فراغ علم کی فاتح مولوی انور علی کھٹو سے پڑھی، بعد علوم ظاہری کی اجازت سابق الذکر حافظ عظیم اللہ سے حاصل کیں جس کو مرزا حسن علی محدث کھٹو (۱) سے اجازت تھی اور مرزا حسن علی محدث کو شاہ عبدعزیز دہلوی (۲) سے اجازت حاصل تھی۔ قاضی سید

عبدالحکیم بریلوی کے مرید تھے۔ شاہ گلزار علی کشنوی خیفہ قاضی مدوح سے طریقت کے جملہ خاندانوں میں اجازت حاصل تھی۔ صاحب ترجمہ (حافظ عبدالعلی نگرانی) کی مؤلفہ کتابیں یہ ہیں۔ تفسیر آیات الاحکام، ردالمحتدین، تحقیق الامور فی الطحجہ و المنذور، التحریر فی الزمائم، السکین، المسول علی من انکر کوکب مسج (۳) لائق من ست الرسول، التحقیق فی اصولہ و التیام، لہذا ایمان فی تائید مذہب السعمان، ایواقیق، املہ فی تائید مذہب ابی خیفہ، رسالہ در باب حافظ شیعہ، ہدایت، الاقام الی عمرہ الشارح النظام، رسالہ تقریر حق، رسالہ مولہ شریف۔

مسود اوراق (مولوی رحمان علی) ۱۲۹۲ھ ر ۱۸۷۸ء میں کھٹو میں صاحب ترجمہ (حافظ عبدالعلی) کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، بہت حقیق اور منکر المزاج پایہ خدا ان کو بخشے، ۲۸ ر ۱۱ شوال ۱۲۹۶ھ ر ۱۸۷۹ء میں فوت ہوئے، نگرانی میں دفن ہوئے، تادم و تالیہ راجعوں، نگرانی ہاں مستوح دکان اری ساکن و رای محمد مفتوح الفت و سیم موقوفہ (۱۶۶)

(۳۱۷) مولوی عبدالعلی خاں رام پوری

مولوی عبدالعلی خاں، ابن ملا محمد عمران بن ملا محمد غفران رام پوری، اپنے (داماد) ماجد کے شاگرد اور حافظ و قاری تھے ۱۲۹۷ھ ر ۱۸۸۰ء میں انتقال ہوا۔ (۱۶۶)

(۳۱۸) مولوی عبدالعلی قنوجی

مولوی عبدالعلی قنوجی، ابن مولوی علی اصغر قنوجی، اپنے بھائی مولوی رستم علی قنوجی کے شاگرد اور علوم عقلی و نقلی کے فاضل تھے، اصول فقہ میں شرح منار کا حاشیہ ان کی تصنیف ہے، موضع بندگی متصل کوڑا جہاں آباد ضلع فتح پور، سہ (۱) میں انتقال ہوا، ان کے انتقال کی تاریخ معلوم نہ ہوئی۔ (۱۶۶)

(۳۱۹) مولوی عبدالعلی اسلام آبادی

مولوی عبدالعلی اسلام آبادی، ابن منت علی، چاکام کے شرفا اہل اسلام میں سے ہیں۔ ہمدرد جمہرات ۱۲۳۳ھ ر ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوئے، اپنے زمانہ کے علماء سے فارسی کی

درسی کتابیں پڑھیں، ۳۳ سال کی عمر میں میزن اعرف شروع کی اور نو (۱) مینے میں صرف و نحو سے فارغ ہو گئے اور ہلکتے پچے، فلکھ میں انگریزی سرکاری مدرسہ (۲) میں داخل ہو کر علم حاصل کرنے لگے، ہر سال ایک جماعت سے دوسری جماعت میں ترقی کرتے تھے، ہر جماعت کے استاد ان پر شفقت فرماتے تھے، اپنے تمام ساتھیوں میں ممتاز تھے اور انہم اور عزت حاصل کرتے تھے۔ علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے زمانہ ہی میں انگریزی زبان میں بھی مہارت حاصل کر لی، اسی مدرسہ میں فارسی کے مدرس مقرر ہو گئے، آج کل ہوگی کے مدرسہ میں عربی کے پروفیسر ہیں۔ جمعیت الاعمال اور مراۃ الاحوال اس کی بہت سی تصانیف میں سے بطور نمونہ ہیں۔ سلام آباد، چاناکام کا نام ہے جو ملک بنگال (حال بنگلہ دیش) کے مضاف میں واقع ہے۔

(۳۲۰) مولوی عبدالغفور لاہوری

مولوی عبدالغفور، لاہوری کا، نقب رضی اللہ عنہ ہے۔ مولانا عبدالرحمن جلی قدس سرہ الہی کے عمدہ ترین شاگردوں میں تھے، بڑی قابلیت سے فوائد فیائے کا حاشیہ لکھا جس کا تلمذ مولانا عبدالکیم سیال کوئی نے لکھا ہے۔ ۱۹۳۲ء تا ۱۹۵۶ء میں جان جان آفرین کے سپرد کی۔ طالب اللہ لاہور

(۳۲۱) شیخ عبدالغفور اعظم پوری

شیخ عبدالغفور اعظم پوری، اپنے زمانہ کے مشاہیر میں تھے اور شیخ عبدالقدوس چشتی کے مرید تھے، صوری و معنوی کمالات سے متصف اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا بہت اتباع کرتے تھے۔ اکثر اوقات علوم دہمہ کا سبق دیتے، اپنے ہم عصروں میں حسن صورت اور خوبی سیرت میں ممتاز تھے، مرید بھی کرتے تھے، مخلوق کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے، تصوف میں کئی رسالے ہیں، جب ان کی عمر اسی سال کے قریب پہنچی، اللہ تعالیٰ کی تحفظ میں قدم رکھا اور ۱۹۸۵ء تا ۱۹۷۷ء میں دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ اعظم پور میں دفن ہوئے اعظم اللہ شہداء اعظم پور سنبھل کے قریب ایک قصبہ ہے۔ (۳۲۱)

(۳۲۲) شیخ عبدالغنی بدایونی

شیخ عبدالغنی بدایونی، ہمارے صوفیہ میں سے تھے قدس اللہ اسرارہم ترک دنیا میں اوتام وقت اور تجرید میں شبلی روزگار تھے۔ شروع میں بدایوں میں تحصیل علم کرتے تھے تو ان پر کیفیت غالب آجاتی اور عین سبق پڑھنے کی حالت میں نغمہ سنتے ہی کم و بیش ایک چہرے کے لیے بے ہوش ہو جاتے تھے، بائبل، بعض تعلقات کی بنا پر جن سے سربراہان طالبان واقفیت رکھتے ہیں:

در راہ خدا کہ رہزناند
آن راہ زنان همین زنانند

شیخ تداش معاش میں دہلی گئے در وہاں کے حاکم تاجدار خاں (۳) کی خدمت میں مسلک ہو گئے، وہ شخص اہل جاہ کے پاس میں (حقیقت میں) اہل اللہ تھا اور شیخ عبدالعزیز دہلوی کے مرید ہوئے اور تمام کتب متعارفہ و مروجہ ان کی خدمت میں پڑھیں، مدقوں درس دیا، اچانک ان پر اس جذبہ کا غلبہ ہو جو قدرت نے اس سے انھیں ودیعت کیا تھا، چنانچہ تمام مشغل کو چھوڑ کر اپنے شیخ کی خانقاہ میں صاحب ریاضت و روحشوں میں شامل ہو گئے اور ریاضت و مجاہدہ شروع کر دیا۔ تحصیل کمال کے بعد آبادی سے باہر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمگاہ کی جانب (۴) ایک مسجد میں جو خاں جہاں کی مسجد کے نام سے مشہور ہے، رہنا شروع کر دیا۔ ہمیشہ اعتکاف میں رہتے تھے۔ اگرچہ کنبہ بڑا رکھتے تھے لیکن رہ سلوک کو توکل کے ساتھ طے کرتے تھے۔ جب ۱۹۰۳ء تا ۱۹۹۳ء میں خاندان ان کی خدمت میں پہنچی اور کسی نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا اتباع کرو۔ (۳۲۲)

(۳۲۳) مولوی عبدالغنی دہلوی

مولوی عبدالغنی دہلوی، ابن ابو سعید العمری ماہ شعبان ۱۲۳۵ء تا ۱۲۸۹ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد اپنے والد مولوی شاہ ابو سعید (۱) مولوی مخصوص اللہ ابن مولانا رفیع الدین دہلوی، مولوی محمد سحاق دختر زادہ

مولانا شاہ عبدالعزیز و شیخ محمد عابد سندھی و شیخ ابو زاہد اسماعیل رومی سے تحصیل علم کی اور درس حدیث میں مشغول ہو گئے، اپنے والد کے مرید و غریق تھے۔ سن ۱۱۷۰ھ کا ایک دن لکھا جس کا نام 'انجاء الحیث' ہے۔ اس کے علاوہ دوسری تالیفات بھی ہیں، بجاوٹ (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء) کے بعد جب دہلی پر انگریزوں کا تسلط ہو گیا تو دہلی سے مکہ معظمہ چلے گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ میں جا کر سکونت پذیر ہو گئے اور وہیں ماہ محرم ۱۲۹۶ھ ر ۱۸۷۸ء میں انتقال فرمایا۔ (۵۶)

قطعہ تاریخ وفات شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی

شاہ	عبد الغنی	وحید	زبان
نازش	علم	عارف	ہاشم
سال	گلشن	شہید	از
"مہترین"	محدثین	اے	باتف

(۳۹۶ھ)

(۳۲۴) مولوی سید عبدالفتاح گلشن آبادی

مولوی سید عبدالفتاح گلشن آبادی، ابن سید عبداللہ حسینی نقوی سید 'گلشن آباد' عرف ناسک کے رہنے والے، عام دہل اور فاضل اہل تھے، اپنے زمانہ کے موالی (موبد) سید مہار سورتی، مولوی شاہ عالم ساکن بڑودہ، مولوی بشارت اللہ کابلی، مولانا عبدالقیوم کابلی، مفتی عبدالقادر تھلوی، مولوی طویل الرحمان ساکن مصطفیٰ آباد عرف رام پور، مولوی فصیح رسول بدایونی، مولوی محمد اکبر کشمیری اور معلم ابراہیم باہکھٹہ سے تمام معروف و مروجہ علوم کی تحصیل کی۔ ۱۲۶۳ھ ر ۱۸۳۸ء میں امتحان سے فارغ ہوئے اور مفتی کی سند حاصل کی۔ ۱۲۷۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں ضلع خاندیش کی عدالت میں مفتی مقرر ہوئے۔ ۱۲۸۳ھ ر ۱۸۶۷ء میں مدرسہ 'انفلس' (گلشن) واقع بندر بمبئی میں عربی و فارسی کے مدرس مقرر ہوئے اور اب سرکار انگریزی سے پنشن پاتے ہیں اور اپنے وطن مالوف میں مقیم ہیں۔ سرکار انگریزی سے جشس تہ ہیں اور خان

مدنی کے خطاب کا اعزاز ملا ہے۔ ہمیشہ مدرسین و علمائے اور مفید کتابوں کی تالیف میں اپنے اوقات عزیز صرف کرتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ مولوی سید نظام الدین، شیخ قطب الدین، قاضی سید نجم میاں خاندیشی ان کے شاگرد ہیں اور ان کے دو سعادت مند بیٹے مولوی سید امام الدین احمد (۲) اور سید سراج الدین محمد (۳) ہیں۔ ولہما ینہ مداح العلوم۔

قصہ نایف نادورہ :-

تخت محمدیہ فی رہ دہلیہ، تہذیب الحق، جامع الفتاویٰ (دو چار جلد)، خزینۃ العلوم (دو جلد)، فارسی سموز (دو حصہ)، تشریح، بحروف (فارسی)، خزینۃ دانش (فارسی)، ہدایت دانش ہندی، اشرف التوہین، مصادیر الافعال، مجامع الاسماء، تعلیم اللسان، تعقید القال، اشرف الانشاء، جغرافیہ عالم، ہدایات اصناف، دیوان اشرف الشعار، رحلت اسماعیلین، تاریخ روم، تاریخ اولیاء وغیرہ (۵۶)

(۳۲۵) مولوی شاہ عبدالقادر بدایونی

مولوی شاہ عبدالقادر بدایونی، ابن مولوی شاہ معین الحق فضل رسول بدایونی، ان کی پیدائش ۱۱۷۰ھ ر ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ ر ۱۸۳۷ء میں ماہ صفر و السدم میں واقع ہوئی، تاریخی نام "مظہ حق" ہے، الہم احمدہ کاسمہ الشریف اکثر کتب درسیہ مولوی نور احمد بدایونی اور بعض کتب مثلاً شروح سلم (۱) العلوم، شرح اشارات اور محاکمات وغیرہ مولانا فضل حق خیر آبادی سے پڑھیں، اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہوئے، بیعت و خدمت اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ والد ماجد کے ایماء سے حرمین شریفین زادہ، اللہ کی زیارت کے موقع پر شیخ اعتناء و الحمدین مولانا شیخ جمال عمر کی سے حدیث پڑھی۔ علوم دینی کے فائدہ اور کتب حدیث کی تالیف میں مصروف ہیں، رسالہ، حسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسامیہ برہاں عربی، رسالہ سیف السدم اسموں علی النواع حمل المود و القیم برہان فارسی، رسالہ حقیقتہ الشفاعۃ علی اہل السنۃ و الجماعہ، شفاہ السائل، تحقیق المسئل، یہ کتاب دو سو سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے جو نقد و عقائد سے متعلق ہیں، دیوان عربی در لغت شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو انھوں نے مدینہ

طیبہ کے سفر کے راستہ میں نکلی ہیں ان دن تضرعات میں سے یہ کتابیں اہل علم میں مقبول ہیں ان کے علاوہ دوسری کتابیں بھی زیرِ تالیف ہیں 'اللھم تسمیہ بالحقیر۔ غرض مولانا (عبدالقادر) کی ذات جامع اہرکات کو معصنات سے شمار کرنا چاہیے 'اللھم رد فی معالیہ وبلوک فی اہلیہ وسانہ' خاص طور سے جو امداد اس کتاب کی تالیف میں مجھ پر (مولوی رحمان علی) کو پہنچی ہے اس کا شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے۔ (۱۶) (تقریب)

اگر ہر موئے تن مرود زبام
ادائے شکر او کے ی جاہم

تاہم اس اضافی فقرہ سے میں اس کلام کو ختم کرتا ہوں عمر اللہ والوقت جہانہ
والفاض علیہ بحالی بیاتہ۔ (۱)

شیخ عبد القادر عینی، ابن شیخ ابو بکر مفتی مکہ معظمہ، شیخ محمد طاہر عینی () کی اولاد میں تھے۔ فصیح، بلیغ، جید فاضل اور مستند قیید تھے۔ تمام علوم کی تحصیل شیخ عبد اللہ انصاری مکی شافعی سے کی، ان کی تصانیف میں چار جلدوں میں فتاویٰ اور مجموعہ خاشات مشہور ہیں۔ ۱۸۳۰ھ - ۱۲۶۹ھ میں رحلت فرمائی۔

شاہ عبدالقادر اورنگ آبادیؒ مہمانِ قطعی اور عرفِ فخری تھا۔ ان کی اصل ٹیٹپور کے نقوی سادات سے ہے۔ ان کے بزرگوں میں سے کچھ لوگ وہاں سے ترک سکونت کر کے کٹورہ (۱) (مصافِ کھنڑ) میں آ گئے۔ ان کے والد شرف الدین خاں اورنگ آباد پٹنچے اور وہاں کے قاضی ہو گئے۔ وہیں صاحبِ ترجمہ ۱۰۳۳ھ و ۱۰۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ حفظِ قرآن اور علومِ عقیدہ و فقہ کی تحصیل کے بعد درس دینے میں مشغول ہو گئے۔ سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ شاعری میں نغما علی آزاد بلکری کے شاگرد تھے۔ تمام عمر ہدایت و ارشاد میں بسر کردی۔ بارہویں صدی کے آخر میں مدراس پٹنچے نواب و آباد (رکھیں شہر) بڑے اعزاز اور حسنِ عقیدہ سے پیش

(۳۲۹) مولوی عبدالقادر سلہٹی

مولوی عبدالقادر ابن مولوی ابو النصر محمد اور لیس صدر الصدور ابن مولوی
ابوسعید محمد محمود (ندیم نواب مرشد آباد) انقلاب بہ عاقبت محمود ابن مولوی محمد کلیم
(غنیفہ مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ) ابن محمد رفیع ابن محمد صالح ابن عبدالکسیم ذوقی
یعنی ثم البردی ثم السندی السبہلی (☆) السلسلی بن کی کلیتہً ابو محمد ہے۔ علوم متعارفہ
مولوی رمضان اللہ سے حاصل کیے۔ مولوی رمضان اللہ مولوی فضل الرحمان قاضی

انقصات کے شاکر اور وہ مولوی غلام سبحان قاضی انصاف بنگال کے شاکر اور وہ مولوی معظم الدین کے شاکر اور وہ مولانا عبدالغنی بحر العلوم کے شاکر تھے۔ صاحب ترجمہ (مولوی عبدالقادر) صبح و شام درس و تصنیفات میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی تصنیفات جو راقم الحروف (مولوی رحمان علی) کی نظر سے گزری ہیں ان میں رسالہ رد المعتق (رد فرقہ دہاسی) اسوانہ القادریہ فی شرح عقائد السلفہ، الجوامع القادریہ (عقائد اہل سنت) در اندر ازہرنی شرح عقد اکبر مشہور ہیں صلوا اللہ تعالیٰ علیہ (۶۶)

(۳۳۰) شیخ عبدالقادر احمد آبادی

شیخ عبدالقادر احمد آبادی بن عبداللہ ایدروس یعنی حضرت سقۃ ہندی ان کی کنیت ابو بکر اور ان کا لقب محی الدین تھا بروز جمعرات ۲۰ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ / ۱۸۵۷ء میں احمد آباد سکھرات میں پیدا ہوئے اور عدائے وقت سے تحصیل علم کی دانشمند سمجھے۔ تصنیفات و تالیفات جو ان سے یادگار ہیں۔ علوم عجیبہ اور فنون غریبہ پر مشتمل ہیں۔ ۱۲۷۸ھ - ۱۲۸۹ھ میں احمد آباد میں رحلت فرمائی۔

تصانیف :-

لغوات القدسیہ فی عزت ایدروس۔ اذائق الحسرة فی سیرۃ النبی و اصحابہ العشرہ۔ المنتخب المسعد فی مولد المصطفیٰ اللواتمین فی بیان المکرم من الدین۔ اتحاف الحسرة العریزہ۔ جیوں السیرۃ الویریہ۔ اندراج الی معرفۃ المراج۔ الامونج اللطیف فی اہل بدر الشریف۔ اسباب النجات والنجاح فی ادکار النساء و اصحابہ۔ الخواشی الرشید علی سیرۃ ابوشیخہ۔ (۱) ابیاری بحکم ابیاری۔ تہذیب الاحیاء۔ جند کل الانبیاء۔ عقد المآل (۲)۔ جند کل آمل۔ المستفید شرح تحت المرید۔ المسود المعبرہ فی شرح تبیین الخدیجہ۔ غایت القرب فی شرح نہایت المطلب۔ اتحاف اخوان الصفاء بشرح تعلقات الطولاء۔ صدق العرفاء بحق الاخفاء۔ المورد السافر فی اخبار القرآن العشر وغیرہ وغیرہ۔

(۳۳۱) مولانا عبدالقادر دہلوی

مولانا عبدالقادر دہلوی ابن مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ تفسیر حدیث فقہ میں فضیلت نامہ دیکھتے تھے۔ قرآن مجید کا ترجمہ موضح القرآن کے نام سے اردو زبان میں نہایت فصیح تحریر فرمایا ہے جو اردو کے محاورہ داں ماہرین (۱) سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۷ء کو رحلت فرمائی۔ (۶۶)

(۳۳۲) مولوی عبدالقادر سندھوی

مولوی عبدالقادر سندھوی ابن مولوی شاہ جمیل الدین ابن مولوی انصاری علی ابن مولوی انصاری علی ابن مولوی محمد اللہ سندھوی ۱۸ / محرم ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۸ء میں بروز جمعرات قصبہ سندھ میں پیدا ہوئے۔ حافظ مولوی شوکت علی سندھوی مولوی سید قیصر اللہ سندھوی مولوی عبدالکیم فرنگی علی در مولوی تراب علی لکھنوی سے علوم و تعارف کی تحصیل کی اور علمی فراخ حاصل کیا۔ اپنے والد کے مرید تھے۔ ناگور اور جھانسی وغیرہ میں تعلیم کی عازمت کے سلسلہ میں قیوم پذیر رہے۔ بہت سے طلباء ان سے مستفید ہوئے ۱۸ / ذی الحجہ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء میں انتقال ہوا اپنے والد کے مزار کے قریب دروازہ کے سامنے دفن ہوئے۔

(۳۳۳) ملا عبدالقادر بدایونی

ملا عبدالقادر ابن ملوک شاہ شہر بدایوں کے اکابر سے تھے شیخ مبارک ناگوری کے شاکر اور صاحب فضل و کمال تھے اکبر بادشاہ کی ملازمت میں شامل ہوئے محفل غلوٹ میں بدایونی حاصل تھی (۱) اکثر ہندی کتابوں کے انتخاب اور ترجمے پر مشغول رہے۔ رہائش کا قادی میں ترجمہ کیا اور تاریخ کشمیر کا انتخاب کیا تاریخ گوئی میں کمال حاصل تھا۔ کتاب ختب التواریخ جس کو تاریخ بدایونی بھی کہتے ہیں (۶۶) ان کی حق گوئی اور فضل و کمال کی واضح دلیل ہے۔ کتاب مذکور ۲۳ / جمادی الثانی ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۶ء کو تمام ہوئی۔ صاحب ترجمہ (ملا عبدالقادر بدایونی) نے اس کے انتظام کی تاریخ اس طرح کی ہے۔

قطعہ تاریخ اتمام منتخب التواریخ

از ملا عبد القادر بدایونی

شکر اللہ کہ با تمام رسید منتخب از کرم ربانی
سال تاریخ دول مستم و گشت انتخابی کہ ندارد ثانی

ثانی سے دو حرف مراد ہیں 'ایک لون کہ حرف اول کا ثانی ہے' دوسرے پائے تختانی جو حرف آخر کا ثانی ہے۔ جب ن اوں حرف کے بعد او جن کی تعداد ساٹھ ہوتی ہے '۳۳' سے نکال دیں تو کتاب کا سال اتمام نکل آتا ہے (۱۵۶۵) سنگھاس بتیسی کا ترجمہ نامہ خود فراء کے نام سے یا ہے جس سے ترجمہ کی تاریخ بھی ہے یہ بھی ان کے کمال کی دلیل ہے۔

(۳۳۳) شیخ عبدالقدوس گنگوہی

شیخ عبدالقدوس گنگوہی صاحب علم و عمل اور اہل علم صوفیہ میں سے تھے۔ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ محمد عبدالحق رودلوئی کے مرید تھے اور شیخ احمد عبدالحق رودلوئی کی روحانیت سے کامل اعتقاد رکھتے تھے۔ کتاب انوار الیقین ان کی تصنیف ہے جس میں قریب سات فوں کا ذکر ہے۔ ۹۳۵ھ ر ۱۵۳۸ء میں انتقال ہوا۔ (۱۵۶)

(۳۳۵) مولوی عبدالقدوس فرنگی علی

مولوی عبدالقدوس فرنگی علی ملقب محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز کے بڑے صاحبزادے اور حافظ قرآن تھے۔ کتب معقول اپنے والد سے اور کتب منقول ملا حسن سے پڑھیں اور جامع معقول و منقول ہوئے۔ تعلیم و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ ان کو اپنے بیٹے عبدالسلام کی موت سے جو غوب استعداد اور حظ مرغوب رکھتے تھے سخت صدمہ پہنچا اور انتقال ہو گیا۔ (۱۵۶)

(۳۳۶) ملا عبدالکریم کاکوری

ملا عبدالکریم بن حافظ شہب الدین بن شیخ بہکپوری کاکوری ۳۳ سال کی عمر میں

کتب درسد سے فراغت حاصل کر لی اور بطور سیاحت دہلی پہنچے۔ خواجہ قطب الدین اوٹھی کے مزار فائض الانوار پر کچھ مدت مراقب رہے۔ پھر حضرت خواجہ ہادی باللہ کے حلقہ میں بیٹھے اور کاکوری واپس آ گئے۔ مخلوق کے ارشاد و ہدایت میں عمر بسر کر دی تاکہ اللہ کی رحمت حاصل ہو۔ سال انتقال معلوم نہ ہوا۔ (۱۵۶)

(۳۳۷) حاجی عبدالکریم لاہوری

حاجی عبدالکریم عالم باعمل و فاضل ہے جس کا شیخ (۱) نظام الدین بنی کے مرید تھے۔ شرح فصوص الحکمہ (فارسی) اور اسرار عجیبہ ان کی تصانیف ہیں۔ سرار عجیبہ چشتیہ الکار و اشغال کے بیان میں ہے۔ ۱۰۳۵ھ ر ۱۶۳۵ء میں اس جہان سے رحلت کی۔ علیہ الرحمہ و العزراں

(۳۳۸) ملا عبدالکریم پشاوری

ملا عبدالکریم بن ملا درویش پشاور (۱) 'خوند کریم' (۲) کے نام سے مشہور تھے۔ علوم ظاہر و باطن اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے محقق افغانستان ہوئے۔ صوفی مشرب عالم تھے۔ میر سید علی غواں سے فرق حاضرت پناہ۔ شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ کتاب مخزن الاسلام ان کی تصنیف ہے۔ ان کی کرامت کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ وہ ایک جزو کاغذ روزانہ اپنے کمرے میں لے جاتے تھے اور چراغ کی روشنی کے بغیر لکھتے تھے اور صبح کو اپنی دوستوں کو دیتے تھے یہاں تک کہ کتاب ختم ہو گئی۔

۱۰۷۷ھ ر ۱۶۷۷ء میں وفات پائی اور علاقہ یوسف زئی میں دفن ہوئے۔ (۱۵۶)

(۳۳۹) قاضی سید عبدالکریم رائے بریلوی

قاضی سید عبدالکریم ابن سید محمد متیم رئیس قدیم رائے بریلی ابن کے مانا قاضی محمد آصف صوفی نگرانی تھے۔ علم و عمل اور صلاح و تقویٰ کے مالک تھے۔ پہلے خاندان نقشبندیہ میں مولوی شاہ عبدالکریم چوہدری خلیفہ شاہ مال (۱) رائے بریلوی کے مرید ہوئے اور اشغال و اذکار نقشبندیہ سے مستفیض ہوئے۔ مولانا شاہ عبدالرحمان نزیل لکھنؤ کی خدمت میں حاضر ہو کر دیگر سلسل چشتیہ قادریہ سہروردیہ اویسیہ اور قندریہ

کی احازت و خلافت حاصل کی۔ ان سے مخلوق کو فیض پہنچا تھا۔ متعدد رسائل تالیف کئے۔ ان کی تفصیل یہ ہے وسید النجات فی حکام السموات، الکلام الثمین لی کشف الاسرار الحق و البقیس، رسالہ در بیان مرتب و دایت و خاتم سن، رسالہ در محکمہ بحث وجود مطلق و وجود عام، رسالہ در فرق میان برود و خراج۔ ۲۲ رجب ۱۲۳۸ھ ر ۱۸۳۲ میں رائے بریلی میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ نور اللہ مرقہ

(۳۳۰) شیخ عبدالکریم سہارن پوری

شیخ عبدالکریم سہارن پوری، نصاریٰ صاحب دہد و حال شخص تھے، تمام علوم و فنون میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ ۱۳ محرم ۱۲۳۳ھ ر ۱۸۱۵ء (۱) میں انتقال ہوا۔ ان کے ایک عزیز نے "شیخ رشاد حق" سے تاریخ انقل کالی ہے۔ مولف کتاب (مولوی رحمان علی) نے کتاب کی تالیف کے وقت (۲) اس کو نظم کر دیا ہے۔ (۵۶)

تاریخ انقل کالی، بہار عالم

از مولوی رحمان علی مولف تذکرہ

شیخ عبدالکریم نصاریٰ بود از خط سہارن پور
از محرم چہ ۱۳ در وہ گذشت (۳) رخت پرست سوئے رہ غور
"شیخ ارشاد حق" گفت کہ سال نقل در حال آن مہرور

(۳۳۱) ملا عبداللطیف سلطان پوری

ملا عبداللطیف سلطان پوری، اورنگ زیب بادشاہ کے معتمد سے تھے۔ معقولات و مقولات میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ ۱۰۳۶ھ ر ۱۶۲۶ء میں انتقال ہوا۔ "کتاب ہم را کہ کوف" (۱۰۳۶ھ) سے تاریخ انقل کالی ہے۔ (۵۷)

(۳۳۲) میر عبداللطیف قزوینی

میر عبداللطیف قزوینی (۱) سادات حسینی، علوم عقلی و نقلی میں سہرہ تمام رکھتے تھے۔ ان کے آباء و اجداد کا سلسلہ تاریخ میں مشہور ہے۔ چوں کہ آئینی سادات متعصب سنی ہوتے ہیں اس لئے شاہ مصاصپ بادشاہ ایران نے ان کی زمین اور مال و متاع کو ضبط

کر لیا۔ میر موصوف ولایت عراق سے ۹۶۹ھ ر ۱۵۶۶ء میں متوجہ ہند ہوئے۔ اکبر بادشاہ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ بادشاہ نے ان سے دیوان حافظ کے چند اسباق پڑھے۔ ۵ رجب ۹۸۱ھ ر ۱۵۷۳ء میں فتح پور سیکری میں انتقال ہوا، بالائے قلعہ حمیر میں میرسید حسین جنگ سوار کے قریب دفن ہوئے، قاسم ارشدوں نے "فخرت سیں" سے تاریخ انقل کالی ہے۔ (۵۸)

(۳۳۳) مولوی عبدالحمید بدایونی

مولوی عبدالحمید بدایونی، ابن عبدالحمید ابن مولوی محمد سعید بن مولوی محمد شریف بن مولوی محمد شفیع بدایونی، ۲۹ رمضان ۱۱۷۷ھ ر ۱۷۶۳ء میں پیدا ہوئے۔ "ظہور اللہ" اس کا تاریخی نام ہے، ابتدائے عمر سے مولوی محمد علی بدایونی کی خدمت میں تربیت حاصل کی۔ کمال زہد و تقویٰ اور علم دین کی تعلیم میں مشغول رہے۔ اکثر کتب مروجہ اس کی خدمت میں پڑھیں اس کے انتقال کے بعد بقیہ درسی کتابیں مولوی ذوالفقار علی ساکن قصبہ دیوہ مصاف لکھنؤ، تکیہ مولانا نظام الدین، ابن طہ قصبہ اندین سہاروی سے پڑھیں۔ علم سے فراغ حاصل کر کے بعد مرشد کامل کی صلب میں پائے انتقامت رکھا، چون کہ بہت سے مشائخ وقت شریعت کا اجماع نہیں کرتے تھے اس لئے اس کردہ سے نفرت شروع ہو گئی لیکن جب قسمت بیدار ہوئی تو خوب میں دیکھا کہ حضرت ہادی انیس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں جناب محبوب سبحانی عوٹ مدنی شیخ عبدالقادر دہلوی اور مخدوم لدنام، کان نمک، شیخ شکر شیخ فرید الدین نیز دوسرے اولیاء اللہ قدس اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ حضرت رسالت پہاڑی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے جناب عوٹ الاعظم نے صاحب ترجمہ (مولوی عبدالحمید بدایونی) کا ہاتھ شاہ آں احمد، دہرہ دی کے ہاتھ میں دے دیا۔ جب وہ رحمت اللہ علیہ بیدار ہوئے تو مارہرو کا راستہ لیا اور اپنے پیر دیکھ کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ زہد و تقویٰ اور اجماع شریعت کو کامل طور سے پایا، ان کے مرید ہوئے۔ خلافت سے سرفراز ہوئے، اپنے مرشد سے عین الحق کا لقب پایا۔ اسی (۸۰) سال کی عمر میں حج و زیارت حرمین شریفین زاد ہوا اللہ شرفا سے مشرف ہوئے، کتاب مواہب

النہن شرح ہواہر الرحمان (مفونات غویہ) رسالہ دو روافض و فارسی رسالہ رد دایہ و ہندی (۱) اور دوسرے رسالے ان کی تصنیفات سے ہیں۔ (۶۶) ان کے شاگردوں میں شاہ کل رس، ہرودی و مولوی افتخار الدین ہیں۔ صاحب ترجمہ علیہ الرحمۃ (مولوی عبدالحجید) ۱۷ مار محرم الحرام ۱۳۳۳ھ ر ۱۸۸۶ء میں فوت ہوئے، زیادہ اعمار (۱) علماء و شعراء نے ان کے انتقال کی تہنیتیں کی ہیں۔ (۶۷-۶۸)

قطب تاریخ انتقال مولوی عبدالحجید بدایہ

از مفتی سعد اللہ آشفٹہ مراد آبادی

جناب مقدس شاہ کا ملین	امام ہدی قبلہ اہل دین
ہعلم و عمل یادگار سلف	فیض منور دل عارفین (۲)
سر ادب شاہ عبدالحجید	خدا میں وہ جنت حور میں
ہما محرم شب بخت و ہم	ہوئے جنان شد عزیمت گزین
رقم کردہ آشفٹہ تاریخ آن	کہ اگر وہ واصل بطلد برین

(۳۳۴) قاضی عبدالمقتدر دہلوی

قاضی عبدالمقتدر دہلوی، ابن قاضی رکن الدین الشریعی الکندی دہلوی خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود دہلوی، دانشمند فاضل و درویش ہال و قاضی شہاب الدین کے استاد تھے، نہایت فصیح و بیخ تھے۔ اس کے تصانیف و غزلیات بھی ہیں۔ ان کا ایک تصنیفہ "امیتہ الہم" کے جواب میں ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہے اور ان کی فصاحت کے کمال پر دلالت کرتا ہے، بیشہ درس دیتے اور افتاء علم میں مشغول رہتے تھے، کہ نصیر الدین محمود اور ان کے اکثر حلفاء کا یہی طریقہ تھا (۲) وہ طلباء کو حفظ شریعت کی پابندی کی وصیت کرتے تھے ان ہاتھوں تھا کہ ایک شرعی مسئلہ میں لکر کرنا ایسی ہزار رکعت پڑھنے سے افضل ہے، جو تکبیر اور ریا سے داغ دار ہوں۔ کہتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے میں وہ شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں جاتے تھے اور بحث کرتے تھے۔ شیخ ان کو ورنہ کی بحثوں کو بیشہ پسند کرتے تھے اور ان کو

تحصیل علم پر رغبت دلاتے تھے، خیر کار وہ شیخ کے مرید ہو گئے۔ فضیلت ظاہر کے ساتھ لغت باطن سے بھی سرفراز ہوئے۔ ان کے ایک محقق نے ایک کتاب "مناقب العدیقین" لکھی ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ ایک دس قاضی شہاب الدین کو کچھ سونا ملا، انھوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ اس سونے کو کہیں دفن کر دو، یہ کہہ کر قاضی عبدالمقتدر کی مجلس میں چلے گئے۔ جیسے ہی اس کی نظر قاضی شہاب الدین پر پڑی تو کہہ کر ترسے کو دفن کرنے والے کو تم کہ ہم حاصل کر سکتے ہو، قاضی شہاب الدین اپنی بات پر متنبہ ہوئے۔

قاضی عبدالمقتدر کہتے تھے کہ میرے پاس ایک طالب علم آتا ہے کہ اس کا پوست ہم، اس کا سفر علم اور اس کی ہڈیاں ہم ہیں اور اس طالب علم سے قاضی شہاب الدین کو مراد لیتے تھے۔ ۲۶ ر محرم ۱۷۹۹ھ ر ۱۳۸۸ء میں ۸۸ (۳) سال کی عمر میں انتقال ہوا، اس کی قبر خواجہ آفتاب الدین بختیار اوشی کے پاس حوض شکی کے جنوب کی طرف ہے، مود اللہ مولودہ۔ (۶۷)

(۳۳۵) شیخ عبدالنبی صدر الصدور گنگوہی

شیخ عبدالنبی صدر الصدور، بن شیخ احمد بن عبدالقدوس گنگوہی (۱۰۸۰) چند مرتبہ حرمین شریفین گئے، حدیث کا علم پڑھا، بعد از ان جب واپس گئے تو اپنے تبا و اجداد کے خلاف سماع و غنا کا انکار کرنے لگے و طریقہ محدثین کو اختیار کیا، تقوی و عبادت اور ظاہری سعادت و عبادت میں مشغول رہتے تھے، ان کے والد نے سماع کی امانت میں ایک رسالہ لکھا تھا، انھوں نے سماع کے انکار میں رسالہ لکھا، غرض یہ بہت تکلیف و ایذا کا سبب ہوا۔ اس سے ان کی بہت شہرت ہو گئی، اکبر بادشاہ اس زمانہ میں "صدر" کے خطاب سے تھے، جو علم و دیانت سے متصف ہو۔ بعض سفار شہابی کی بناء پر ۹۹۱ھ ر ۱۳۹۵ء میں ان کو "صدر الصدور" مقرر کر دیا (۶۸) وہ اپنے عہدہ پر مستقل رہے اور مال و منصب کے سلسلہ میں جتنا کما جاتا ہے اس سے کہیں زیادہ حاصل کیا، کسی بادشاہ کے زمانہ میں ایسا صدر نہیں ہوا۔ بادشاہ کو کچھ دنوں تک ان سے ایسا اعتقاد رہا کہ ان کے پیروں کے سامنے جوتیوں رکھتے تھے۔ آخر مخدوم ملک، عبد اللہ سلطان پوری کی

مخالفت اور دوسرے علماء کے قضیہ سے معاملہ لیا ہو گیا اور بعض معاملات کی بنا پر ان سے مرجع سلطانی برہم ہو گیا۔ ۹۸۶ھ ر ۹۸۷-۹۸۸ھ میں صدرارت کے عہدہ سے معزول ہوئے۔ آخر بہت غزالی کے بعد انھیں اور علامہ عبداللہ سلطان پوری کو جو باہم مخالف تھے ایک دوسرے کا رفیق بننا کر مکہ معظمہ بھیج دیا گیا۔ پھر مکی دونوں کے درمیان سے کدورت رفع نہیں ہوئی۔ آخر بے مبری کر کے وہ دونوں پھر ہندوستان واپس آ گئے۔ مولانا عبداللہ نے ۹۹۱ھ ر ۱۵۸۳ء میں ہجرات میں وفات پائی اور شیخ عبدالنبی بادشاہ کی خدمت میں آئے مدت قید خانے میں قید رہے اور اسی قید میں ۹۹۳ھ ر ۱۵۸۴ء میں انتقال ہوا۔ (۱) امام نقاش مودری شافعی نے امام ابو حنیفہ پر جو طعن کیا تھا اس کے رد میں عربی زبان میں شیخ عبدالنبی نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ (۲: ۱۵۵)

(۳۳۶) عبدالنبی شہاری

ان کا نام عماد الدین محمد عرف عثمانی صوفی تھا۔ شہاری سلسلہ میں بیعت و اجازت تھی، حنفی مذہب تھے۔ شریعت کے نہایت متبع تھے۔ شیخ عبداللہ صوفی شہاری اکبر آبادی کے مرید تھے۔ بڑے عالم اور صوفی تھے۔ ان سے عجیب و غریب تصانیف یادگار ہیں۔

تصانیف :-

فتوح الانوار شرح لوائح لاسرار ما جی، روح شرح لوائح مختصر فتوح مذکور، درجۃ النجاة شرح المکاتبة، شرح الغصن، شرح ترجمہ فصوص، شوارق المعانی فی شرح الطلعات، شرح خلاصۃ العشق، شرح جامہ ایمان، شرح المصیبات الغیبیہ، شرح شامہ، شرح آداب حنفی، شرح معانی میر حسن، شرح خواہر غفرہ، شرح کلید مخازن، شرح عقد حل وودود، فیض خیر شرح حاشیہ سید شریف بر عضدی، رسالہ در تعریف فقر، رسالہ کشف الجواہر، رسالہ در اسم ذات، رسالہ در شرح حدیث خیر الاسماء، عبداللہ و عبدالرحمان، رسالہ کنوز الاسرار فی اشعار اشعار، جامع کلم الصوفی، مقامات العارفین، فتوحات المعین، حدیث ارشاد، رسالہ نایخ و مسوغ سبک دستور المفسرین،

بحرالکرم شرح عین العلم، حاشیہ شرح جامی اور بحث حال تا بحجرت، سواطع الامام، شرح تہذیب الکلام (۱) شرح حدیث السلوة معراج المؤمنین، شرح حدیث کنت کنزا مخلصا، دستور اعدۃ فی بیان الولاۃ، فیض القدوس منتخب فقہ المصنوع، مظہر انوار الحنفی، شرح اجوتہ الولی خواہر لاسرار، شرح الغصن، شرح المصنوع، فیض الملک امیس، شرح حق الامین، حاشیہ بر فقہ الغصن، جامع انوار فی مناقب السادات المصطفیٰ، رسالہ سماح، رسالہ در جواب اسولہ فاضل نازولی، شرح جواب شیخ ابن سینا کہ برکتوب ابو خیر موانا ابو سعید نوشتہ، مواہب الہی شرح اصول براہیم شاہی، شرح ارشاد الموحی قاضی شہاب الدین، روح الارواح، شرح مکتبہ اشراقیہ (۲)، رسالہ ایمان فرعون، رسالہ خلوات الوجود، رسالہ نایخ الاخلاص، شرح حضرات خمس و غیرہ۔

اس کا سال انتقال معلوم نہ ہو سکا، فتوح انوار کے خاتمہ میں جو تاریخ ۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۱۰۲۰ھ ر ۱۶۱۱ء میں تصنیف ہوئی لکھتے ہیں۔ ”ہجرت جمعہ ۸ ذی الحجہ ۱۰۲۰ھ ر ۱۶۱۳ء میں والد بزرگوار کے مرقد کے پاس شہر عمرہ میں (اللہ اس کو تمام کمالات سے محفوظ رکھے) فراغ حاصل کیا اور اس کے اتمام کی تاریخ ۱۱ نفال حق“ ہوئی۔ اس عہدت سے صاحب ترجمہ (عبدالنبی شہاری) کا زمانہ حیات جیسا کہ ذکر ہوا معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (۱۵۵)

(۳۳۷) ملا عبدالنبی احمد گمری

ملا عبدالنبی احمد گمری، بن قاضی عبدالرسول عثمانی احمد گمری گجراتی، اپنے زمانے کے علامہ اور یگانہ دوران تھے، شاہد جیسہ الدین علوی احمد پوری کے مرید و شاگرد تھے، ان کی بہت سی تصنیفات مشہور ہیں جن سے ان کا علمی مرتبہ معلوم ہوتا ہے۔ ان میں ایک کتاب جامع الغموض (۱) فیغ الغموض کے نام سے کایہ (نسخ) کی مبسوط شرح فارسی زبان میں ہے جو ۱۰۳۳ھ ر ۱۷۳۱-۳۲ء میں بہنظام احمد مگر مصنف گجرات دکن میں تالیف کی اور شرح تہذیب پر دی پر حاشیہ لکھا۔ شکوہ اللہ سبحہ

(۳۳۸) شیخ عبدالواحد بنگرامی شاہدی

شیخ عبدالواحد بنگرامی، شاہدی، تخلص، لفائف و کمالات اور ریاضات و عبادت

کے مالک تھے، انھیں اخلاق اور نیک صفات سے متصف تھے۔ ان کے باپ کا نام ہر ایم بن خلیف تھا جس کا اصل وطن بنگرام ہے۔ اس کے بزرگوار میں سے بعض نے قصبہ ہاڑی میں قیام کر لیا، وہ بنگرام کہئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ سید حسین ساکن سکندہ کے مرید تھے۔ ان کی تصنیفات حقائق و معارف سے عبارت ہیں۔ ان میں سے حقائق ہندی، حل شمسات، شرح کافہ (تألیف غیر مصنف)، اس کو تصوف کے معنی سے حل کیا ہے، شرح نزہۃ الدرواح اور سبع سائل تصوف میں ہیں۔ اکبر بادشاہ نے ان کو بہت تعظیم سے بلایا، سیور غل میں زمین دی، مخالف فاضل الماثر نے ان کو اکابر قنوج سے شمار کیا ہے اس لئے کہ بنگرام سرکار قنوج میں شامل تھا۔ ان کی منظومات میں "مناظرہ انبیا و خروژہ" اہل ذوق کو طع دیتا ہے۔ ان کی عمر سو ۱۰۰ سے متجاوز ہو گئی تھی۔ انتقال شب جمعہ سوم رمضان ۱۰۱۷ھ ر ۱۶۰۸ء میں بنگرام میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ ایک عزیز نے اس طرح تاریخ نکالی ہے۔

چورفت واحد صوری و معنوی گفتیم

"بزار و ہند شب جمعہ و ماہ صوم سیوم"

مصرع ثانی میں تاریخ ظاہر و پوشیدہ موجود ہے، اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ حسب ہجری سے دوسرے مصرع میں بیس عدد زیادہ ہیں اور ان کا بڑے لطیف انداز میں تحریر کیا ہے یعنی لفظ "واحد" جس کے ۱۹ عدد ہیں اور واحد کے نفی معنی "ایک" ہیں اس طرح اس کا مجموعہ بیس ہو۔ ان کو مصرع ثانی کے اعداد سے خارج کر دیا تو "۱۱۷" ان کی وفات کے اعداد باقی رہ گئے۔ (۱)

(۳۳۹) میر عبد الواحد بنگرامی

واحد اور ذوقی تخلص رکھتے تھے، ہندی اور فارسی زبان میں شعر کہتے تھے، انھوں نے دیوان کے علاوہ پر "شکرستان خیال" ایک کتاب در وصف حلویات مرتب کی ہے۔ جس میں نظم و نثر دونوں شامل ہیں۔ ماہور کے زمینداروں کی لڑائی میں مد محرم ۱۰۳۳ھ ر ۱۷۲۱ء کو قتل ہوئے۔ (۱)

(۳۵۰) مولوی عبد الواحد فرنگی علی

مولوی عبد الواحد، مولوی عبدالاعلیٰ بن مولانا عبدالعلی بجزاعلوم کے بڑے صاحبزادے تھے، پہلے لاہور الحق فرنگی علی (۱) کی خدمت میں تحصیل علم کی اور بقیہ درسی کتابیں اپنے دادا کی خدمت میں مدراس میں پڑھیں، تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد منصب قضا و افتاء کے حاصل کرنے کے ارادہ سے کلکتہ گئے اور عدالت بنگال کے حاکم ہائیکلکٹ سے ملاقات کی مگر مقصد حاصل نہ ہوا، فتح دہلی کے بعد ڈھائی سو روپیہ ماہانہ مشاہرہ پر حاکم مذکور کی سفارش سے رنجک کے مفتی ہو گئے۔ وہاں سے تبدیل ہو کر پانی پت پہنچے۔ کچھ دنوں کے بعد انتقال ہو گیا۔ (۲)

(۳۵۱) مولوی عبد الواحد خیر آبادی

مولوی عبد الواحد خیر آبادی، مولوی محمد اعظم سندھوی کے بھانجے اور شاگرد تھے۔ ان کے شاگردوں میں موسوی فضل، مام خیر آبادی صدر اصفہور دہلی بہت مشہور ہوئے ہیں رحمہ اللہ علیہ۔ مولوی امام اعظم مرحوم خیر آبادی شارح قصیدہ بردہ ان کے ہاتھوں میں تھے، جو مولف اوراق (مولوی رحمان علی) کے ہم سبق تھے اور طبع و ذہن کے اعتبار سے مشار الیہ (مولوی عبد الواحد خیر آبادی) کی مثل تھے غفر لہ۔ (۳)

(۳۵۲) مولوی عبد الواحد فرنگی علی

مولوی عبد الواحد فرنگی علی، مولوی عبدالعلی بن مولانا عبدالعلی بجزاعلوم کے چھوٹے بیٹے تھے، بچپن ہی میں اپنے دادا کے پاس مدراس چلے گئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے چچا مولوی عبد الرب سے، درمیانی کتابیں دوسروں سے اور بڑی کتابیں اپنے دادا مولانا عبدالعلی کی خدمت میں پڑھیں پھر لکھنؤ واپس آ گئے، وہ در ان کے چھوٹے چچا مولوی عبد الرب لکھنؤ میں تھے کہ مولانا عبدالحی بجزاعلوم کا مدراس میں انتقال ہو گیا، ان کے انتقال کی خبر س کر مولوی عبد الواحد اور ان کے چچا مولوی عبد الرب مدراس پہنچے اور مولانا مرحوم کی جگہ کے نو ہشتاد ہوئے، چون کہ اس سے پہلے موسوی عداو الدین ان کی جگہ پر مقرر ہو چکے تھے رئیس وقت نے ان کا ہٹانا مناسب نہ سمجھا اسی

وجہ سے مولانا مرحوم کے خاں مدرسہ کو جو ان کا اپنے قلم مولانا مرحوم کے بیٹے مولوی عبدالرب کے سپرد کر دیا اور مولوی علاء الدین کو دوسری جگہ دے دی۔ مولانا مرحوم کا نصف مشہور مولوی عبدالرب کو اور نصف مولوی علاء الدین کو مقرر کیا۔ مولوی عبدالرب اپنے بھتیجے مولوی عبدالواحد کو اپنے قائم مقام کر کے خود علیحدہ ہو گئے۔ اس وقت سے مولوی عبدالواحد مولانا مرحوم کے مدرسہ کے نایاب مدرس ہوئے (مولوی عبدالواحد) بالولد فوت ہوئے۔ (۵۶)

(۳۵۳) حاجی عبدالولی طرخانی کشمیری

حاجی عبدالولی طرخانی (۱) کشمیری 'دانشمند کامل اور محدث تھے۔ اپنے وطن طرخان واقع ترکستان سے حرمین شریفین پہنچے درج سے مشرف ہوئے۔ مدرسہ دارالاشعاع میں شیخ ابوالحسن سندھی سے حدیث و تفسیر کی احادیث حاصل کر کے کشمیر واپس آئے اور حتمہ الخواشی ملا کوچ کو شیخ الاسلام مولانا قوام مدین محمد کی خدمت میں تعلقہ پیش کیا۔ کتب حدیث و تفسیر کی اجازت مل کر وہی اور ایک مدت تک ان کے مکان پر مقیم رہے۔ 'تخریجات' کے ساتھ (۲) سے ۱۲۷۱ھ / ۸-۱۷۷۷ء میں جام شادیت نوش کیا۔

(۳۵۴) مولوی عبدالوالی فرنگی علی

مولوی عبدالولی فرنگی علی 'ابن محمد ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب' تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد اپنے تانا بانو راجہ سے بیعت ہوئے اور ان کے غیث برحق اور مجاز مطلق ہوئے۔ تمام عمر یاد فنی اور عبادات و ریاضات میں بسر کردی۔ ۲۲ شعبان کی رات ۱۲۷۹ھ / ۱۷۷۳ء میں لوے سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے ہوا رحمت میں جا پہنچے۔ مولوی عبدالواسطہ نے "کتب کتبنا منہما" سے تاریخ وفات نکال ہے (۱)

(۳۵۵) مولوی عبدالوحید فرنگی علی

مولوی عبدالوحید فرنگی علی 'ابن مولوی عبدالواحد فرزند اکبر (۱) مولوی عبدالاعلیٰ بن مولوی عبدالغنی، بحر علوم، کتب درسیہ مولوی قدرت علی 'مولوی سراج الحق' مولوی ولی اللہ اور اپنے بچے مولوی عبدالواحد فرنگی علی سے پڑھیں۔ ۵ شعبان ۱۲۹۹ھ /

نہ کو لاولد فوت ہوئے۔ (۵۶)

(۳۵۶) حاجی سید عبدالوہاب بخاری

حاجی عبدالوہاب بخاری 'شاہ جلال بخاری کی اولاد میں سے ہیں جو جلال الدین مہدوم جانیوں کے دادا تھے۔ شاہ جلال مذکور کے دو بیٹے تھے ایک سید احمد اور دوسرا سید محمود، مہدوم جانیوں سید محمود کے بیٹے تھے اور حاجی عبدالوہاب سید احمد بن ولاد میں ہیں رحمت اللہ علیہ۔ (۱) حاجی عبدالوہاب علم و عمل اور صاحب دقت سے متصف تھے شروع زمانہ میں مسابہ میمنہ میں رہتے تھے ایک روز اپنے سر پر اور نا شاہ صدر کی عاری کی خدمت میں بیٹھے تھے ان سے انھوں نے یہ فرماتے تھے: یہ میں اسی مدرسہ میں موجود ہیں جو تمام لغتوں سے افضل ہیں۔ میں لوگ ان دونوں لغتوں کی قدر نہیں پہنچاتے اور اس کا خیال نہیں کرتے اور ان خصوص سے غافل ہیں، ایک یہ کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک مدینہ میں زندہ صفت (۲) میں موجود ہے اور وہ اس سعادت کو حاصل نہیں کرتے اور دوسرے قرآن مجید جو خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے واسطہ سے کام لیتا ہے اور مخلوق اس سے غافل ہے۔ جب شاہ عبدالوہاب نے اپنے پیروں کی یہ بات سنی تو اپنے پیروں کے پاس سے اٹھے اور مدینہ کی زیارت کی رخصت چلی۔ خٹکی کے راستہ سے مغیرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو گئے اور یہ سعادت حاصل کر کے وطن واپس آئے۔ پھر بعض اوقات زمانہ کی بنا پر مہال سکندر دہلی کے عہد میں آئی۔ آئے سلطان سکندر دہلی اس کا بہت مقصد ہوا جو کچھ ان کی تعظیم و تکریم کے شرائط تھے اس کی رعایت کی۔ انھوں نے دوبارہ پھر اپنی سے حرمین شریفین کی زیارت کا قصد کیا اور بار دیگر اس سعادت علمی کو حاصل کیا۔ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بشارتیں (۳) پائیں اور پھر دلی آئے۔ ان کی ایک تفسیر ہے جس میں اکثر بلکہ تمام قرآن مجید کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لغت سے عبارت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اس میں بہت سے نکات عشق اور اسرار رحمت درج کیے ہیں

غالب اس کا وقوع غلہ حال و استغراق میں ہوا تھا۔ ان کی کچھ باتیں شیخ الحدیث (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) نے انتخاب کر کے اخبار الخیر میں درج کی ہیں۔ تصیر مذکورہ تصنیف کا آغاز ماہ ربیع الثانی ۹۹۵ھ ر ۱۵۰۹ء میں ہوا اور اس کا اختتام بروز دوشنبہ ۱۰ ماہ شوال سن مذکور میں ہوا۔ وہ ۹۳۲ھ ر ۱۵۲۵ء میں فوت ہوئے کہ "شیخ عاتق" سے اسے ہی عدد نکلتے ہیں۔ اس کا مقبرہ شاہ عبد اللہ کے مقبرہ کے قریب اٹلی میں واقع ہے۔ ان کو شاہ عبد اللہ سے زندگی میں اس قدر محبت و ملاقا تھا جیسے کہ "شیخ عاتق" نے بیان کیا ہے "چنانچہ ان کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔ (☆)

(۳۵۷) میر عبد الوہاب منور آبادی

میر عبد الوہاب منور آبادی بن میر ہاشم عالم دین، فقیہ، شاعر، متورع اور متقی تھے۔ تمام عمر تقال اللہ و تقال الرسول کے ذکر میں بسر فرمادی۔ اسی (۸۰) سال کی عمر میں ۱۵۲ھ ر ۱۷۳۹ء میں انتقال ہوا۔ (☆)

(۳۵۸) شیخ عبد الوہاب قنوجی

نواب منعم خاں بہادر خطاب تھا۔ شہر قنوج محلہ رانگیر کے رہنے والے تھے۔ فاضل جمیل، عام بے بدل، علوم متعارفہ میں مہارت رکھتے تھے، علوم دینیہ میں ان کی مفید تصانیف ہیں، ان میں سے ملاح اسراف اور بحر المذہب علم کلام میں اور کتاب الصدور (۱) عقائد میں بتائی جاتی ہے۔ (☆)

(۳۵۹) سید عبد الوہاب سالوری

شاہ عبد الوہاب سالوری ابن شاہ عبد الجبید (۱) کہتے ہیں کہ ان کا عم خدائی عطیہ تھا، متعلقہ کتب اور تدریس علم میں مشغول رہتے تھے۔ ۹۹۵ھ ر ۱۵۷۶ء میں انتقال ہوا اور سالورہ میں دفن ہوئے۔

(۳۶۰) شیخ عبد الوہاب متقی

شیخ عبد الوہاب متقی ابن شیخ دن اللہ مندوی برہان پوری، محدث فاضل میں ان کے

اشغال، دنیاوی رہبر سے خدا تعالیٰ نے توفیق اس سے شہر میں ہوئی اور ان میں "فخر" خواہ مسافرت و دنیا کی سیاحت اختیار کرنے میں سے زیادہ تر "نوح" اس سلطان (سری لنکا) اور سرانندپ میں سیاحت کی، تین روز سے اس میں ٹھہرتے تھے۔ مگر بعض شیعوں میں تحصیل علم اور مشائخ و علماء کی خدمت پر نیز حاجت و غرض کے پورا ہونے تک ضرورت کے موافق ٹھہرتے۔ ان عالم جوانی میں ماہ جمادی الاولیٰ (۱) ۹۹۳ھ ر ۱۵۵۶ء میں مکہ معظمہ پہنچے۔ جب اٹلی لے آئے ان کے آنے کی خبر سنی تو اس تعارف کی بنا پر جو پہلے ان کے والد، مہاراجہ مہارانی اور مدارات سے پیش آئے اور ساتھ رہنے کے لئے کہا، اول میں نے اپنے ذاتی استغناء کی بناء پر کہا کہ اللہ اعلم ان میں سے کیا فیصلہ میں ہے۔ دوسرے شیخ کا فاضل و مہاراجہ کرانہ صحبت فقیر کی اور شیخ کی تہذیب کی بات اور ان کے مقدمہ و تصحیح (۲) میں مشغول ہوئے، بارہ سال تک شیخ کی مصاحبت میں رہے اور فقہ و حدیث وغیرہ علوم شریفہ میں مہارت کامل حاصل کی اور کاتبین و خطاطوں سے ہوئے۔ شیخ کی وفات ۳۶ سال تک مکہ معظمہ میں علوم ظاہرہ و باطنیہ و اشاعت میں مشغول رہے اور ایام اوقات میں ایک بیج بھی فوت نہ ہوا۔ شیخ محدث دہلوی سے مکہ معظمہ میں ان سے سخاوت کی سہ حاصل کی اور ان سے مرید ہوئے۔ (۳) میں سے ۱۰۰ھ ر ۱۵۹۲ء میں اس عالمی خانی سے ملک چاروالی میں انتقال کیا۔

"مندو" پہلے سلاطین عالم کا دار الحکومت تھا اور اب ریاست دھار کے زیرِ حکومت ہے اور مانڈو گڑھ کے نام سے مشہور ہے۔ (☆)

(۳۶۱) شیخ عزیز اللہ تلمیسی

شیخ عزیز اللہ تلمیسی صاحب ارشاد و ہدایت اور تجروائش مند تھے۔ سلطان سکندر دہلی کے زمانہ میں ملتان سے (۱) سنہ میں ہجر سکونت اختیار کی، فیض طبع و ہمت و ہمت تھے معلوم ہوتا تھا کہ نہایت ذہین مدرس ہیں۔ ہر قسم کی مشکل کتابیں فاضل عالم کو پڑھاتے تھے اور بغیر مطالعہ کے درس دیتے تھے، کہتے ہیں کہ بارہا ایسا ہوا ہے

کہ لوگ امتحان کی غرض سے ایسے سوالات لاتے تھے کہ جن کے جوابات بہت مشکل ہوتے تھے شیخ بغیر کسی دقت کے فوراً حل کر دیتے تھے۔

میںوں حاتم سنبھل ان کے ارشد مظلّمہ میں تھے ان کی عجیب و غریب تصانیف مشہور ہیں اس میں سے رسالہ عہدہ سے جو انھوں نے شیخ امان اللہ پانی پتی کے رسالہ غیرہ کے جواب میں لکھا ہے۔ ۵۵-۵۶ء / ۸-۱۵۶۷ء میں اپنا رخت ہستی اس جہن سے عالم جاودان کو لے گئے۔

تلبہ ملتان کے قریب ایک شہر ہے۔ (۵۶)

(۳۶۲) مولوی عسکر علی سندیلوی

مولوی عسکر علی سندیلوی مولوی محمد نند سندیلوی کے پاس بیٹے تھے اپنے والد سے تفصیل علوم کی اور فراغ حاصل کیا اور اس کی تہنیت سے بادشاہ دہلی کے حضور میں ہارپا ہونے اور ہار شاہی سے "خیر اللہ خاں" خطاب اور چند گاؤں جاگیر میں لے مدرسہ کی تعمیر پر مامور ہوئے (۱) مدرسہ مذکور کی تعمیر نواب ابوالمنصور خاں صوبہ در اودھ کے زیر اہتمام شری حکم سے ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۳ء میں تمام کو پہنچی اور مدرسہ "منصوریا" کے نام سے مشہور ہوا اس کی تعمیر کی تاریخ خیر اللہ خاں کی منجبت سے عطا "خیر مدراس" سے نکلتی ہے۔ (مولوی عسکر علی) اس مدرسہ میں طلباء کے درس و افتادہ میں مشغول رہے ہارویں صدی کے آخر میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخت ہستی پاندا۔ علیہ الرحمۃ والنفوس۔

(۳۶۳) ملا عصمت اللہ سہارن پوری

ملا عصمت اللہ سہارن پوری ہندوستان کے مشاہیر علماء میں سے ہیں۔ اگرچہ بظاہر بصارت سے محروم تھے لیکن باطن میں چشم بصیرت روش تھی۔ اپنی تمام عمر خدمت علم و تدریس میں بسر کر دی۔ اس کی عجیب تصانیف ہیں مثلاً شرح کلمات الحساب اور حاشیہ نوادہ ضیائیہ جی شرح ملا جی۔ ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۹ء میں رحمت حق سے جا ملے۔

(۳۶۴) مولوی عصمت اللہ لکھنوی

مولوی عصمت اللہ لکھنوی مولوی عبدالقادر کے پاس بیٹے اور شیخ پیر محمد سلونی کے مرید تھے۔ وہ قرآن کے حافظ اور علوم غریبہ سے عام تھے علم و عمل میں بے بھائیوں سے ممتاز تھے سپاہیانہ لباس کو پہنے جان پر مہزوں کرے عراء کی طرح بادشاہ وقت کی خدمت میں رہتے تھے ۲ رجب ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء کو دکن کے راستے میں موضع سیدہ میں وفات پائی اور ۲۰ شوال ۱۲۳۳ھ میں موضع بھدوانہ (متقل شہر لکھنؤ) میں دفن کے گئے۔ "حسبہ اللہ بھار النعم" کی تاریخ رحلت ہے۔

(۳۶۵) ملا علاء الدین ٹیلی

مولانا علاء الدین ٹیلی اودھ کے علماء میں تھے۔ پاکیزہ روش اور صفائے خوب کے مالک تھے مولانا فرید الدین شافعی سے جو اودھ کے شیخ الاسلام تھے تفسیر کشاف پڑھنے تھے اور مولانا شمس الدین ٹیلی اودھی اور دودھ کے دوسرے علماء سامع (۱) ہوتے تھے۔ علماء دین رحمت تھے لیکن انصاف سے بھی بگاڑ تھا اگرچہ سطحا امشخ نظام مدین اہیہ سے صاحب ابھارت تھے بلکہ ایک مرید بھی نہیں یا ان کو اپنے پیچ سے بہت محبت تھی اس کی قبر دہلی میں ان کے دوستوں کے چہرہ کے نزدیک ہے۔ رحمت اللہ علیہ۔ (۵۷)

(۳۶۶) ملا علاء الدین لاہوری

ملا علاء الدین لاہوری شیخ منصور لاہوری کے بیٹے تھے مشہور فاضل اور مدرس تھے مدقو خاغانان کی مصاحبت میں معزز و مکرم رہے۔ جب محمد اکبر بادشاہ کی خدمت میں پہنچے تب بھی بہت اعتبار پایا ہر چند سپاہ گری کی خدمت دی گئی مگر قبول نہیں کیا۔ درس و افتادہ میں مشغول رہے جو کچھ جاگیر سے ملا تھا سب طلباء پر خرچ کر دیتے تھے۔ ان کی تصنیفات سے حاشیہ شرح عقائد مشہور ہے زیارت حج سے مشرف ہوئے اور دین داعی اجل کو بیگ کہا اور جان و جان قرآن کے سپرد کر دی۔ (۵۸)

(قاضی علی اکبر) کی تعلیم پر توجہ نہ کر سکے۔ انھوں نے اپنے فطری شوق کی بنا پر جو مبداء فیض نے ان کے دل میں ودیعت کیا تھا کتاب گلستان اپنے استاد سے ختم کی۔ اس وقت اتنی قوت اور استعداد پیدا ہو گئی کہ وہ فارسی کی حملہ موج کتابوں کو استاد کی مدد کے بغیر حل کر لیتے تھے۔ اس کے بعد عربی کی صرف و نحو کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور مختلف مقامات سے مختصرات ابتدائی کو حاصل کر لیا اور قوت مطالعہ کی بنیاد کو مضبوط بنایا۔ اس کے ساتھیوں سے منقول ہے کہ ہم نے ان کو تحصیل علم کے موقع پر کبھی کوشش میں مشغول نہیں دیکھا مگر ہر سوال کا جواب ان سے جاتاہل سنتے تھے کتاب کافیہ عثمانی کو مل گئی راتوں کو اس کا مطالعہ کرتے یہاں تک کہ کتاب مذکور کو خوشی کے ذریعہ سے ختم کر دیا۔ اس کے بعد فوائد فیائے کے چالیس سبق مولوی علی احمد چڑیا کوئی سے پڑھے جن سے برادر نسبتی ہونے کا تعلق بھی تھا۔ باقی اسباق اپنے مطالعہ سے ختم کر لئے۔ یہی طرح کچھ منطق و کلام سے متعلق بھی مختلف مقامات سے پڑھے، تحصیل علم کی کمی کے باوجود غن غنی کی استعداد اس قدر حاصل کر لی کہ فلسفہ و کلام کے مسائل دقیقہ، شرح مواقف اور صدرا وغیرہ سے سمجھ لیتے تھے اور عجیب و غریب تحقیقات میں اپنی نادر رائے دیتے تھے اور فنی مشکلات کو حل کرتے تھے۔ جو بحث بھی اختیار کرتے تھے اس میں ہارتے میں تھے۔ جس کتاب کو اول سے آخر تک ایک مرتبہ پڑھ لیا پھر دوبارہ اس کے مطالعہ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

مقل ہے کہ ایک روز صاحب ترجمہ (قاضی علی اکبر) نے میرے استاد مشہور مولانا محمد شکور مچھل شہری سے "ہو ہر فرد" کے متعلق مناظرہ شروع کر دیا۔ مولانا محمد شکور نے اس جزم کی مشاورت سے گفتگو میں ترکیب اجسام کا رد کیا اور وہ متکلمین سابق کی طرح سے انکار کرتے تھے یہاں تک کہ اس گفتگو کا سلسلہ ایک ہفتہ تک جاری رہا اور طرفین سے بات نے طو پکڑا "آخر کار مولانا محمد شکور نے ان کی بہت تعریف کی اور جو ہر شای کی داد دی کہ ایسے مسائل میں جس میں اختلاف ہو اور نہ انکار کا پسو ہو اور وہ اقرار کا وہ ایسے تقریر کرتے کہ جس سے متاخرین متکلمین نے چشم پوشی کی ہے۔

قاضی مشارالہ صاحب ثروت و مال اور حکام انجلیٹ کی طرف سے عز و وقار کے مالک تھے "تھور ہندوستان" کے زمانہ میں خیر خواہی کے بدلے میں سرکار انگریزی سے وظیفہ اور اسلحہ رکھنے کی اجازت حاصل کی لیکن اس کے باوجود ہمیشہ تحصیل کمال کو پسند کرتے تھے اور جاہ و مال کے حاصل کرنے کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اپنے صاحبزادگان مولوی عنایت رسول اور مولوی محمد فاروق جن میں سے ہر ایک اپنے باپ کے کمال کا سہینہ ہے کو علم و ہنر حاصل کرنے کی تاکید فرماتے تھے اور کبھی سیم و زر کے حصول کی ترغیب نہیں دیتے تھے 'تغیث و آتیش کی طرف رغبت نہ تھی' دو رسائل ان کی تصنیفات سے ہیں۔ ایک میں 'مال فرنگ کے بعض مزعمات یعنی مسئلہ جذب و انجذاب کا رد کیا ہے اور دوسرا رسالہ شیعوں کے "میں امتصاصت کے رد میں ہے۔ ۱۲۸۳ھ ر ۱۸۶۶ء میں انھوں نے رحلت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ عین میں جگہ دے۔

(۳۷۱) مولوی علی احمد

مولوی علی احمد صاحب شاہ ابو حنیف جبارہ نشین ستانہ بھیر ضلع اعظم گڑھ کے نواسے تھے زہد و تقویٰ میں اپنے دادا کی طرح یکساں۔ رد کار تھے اس کی وارثت باسعادت ۱۳۲۹ھ ر ۱۸۱۳ء (۱) میں ہوئی۔ اٹھارویں تاہیں فاضل ادیب مولوی محمد سلیم مچھل شہری سے اور بعض مولوی احمد علی عباسی چڑیا کوئی رحمت اللہ علیہ سے پڑھیں 'فاضل' قوی حافظ اور صاحب ادراک اور اس علاقہ کے ثقات میں سے تھے۔ مولوی محمد فاروق عباسی چڑیا کوئی سلم اللہ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ۔

"راقم حلوہ تیس سال سے ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا ہے آج تک میں نے کسی کی برائی میں ان کی زبان سے کوئی بات نہیں سنی اور ان کی مجلس کبھی ذکر الہی سے خالی نہیں دیکھی" آج تک اصلاح سے متصف ہیں۔ لوگوں کی زبان پر ان کی تعریف ہے اور ہمیشہ اعمال حسہ میں مشغول رہتے ہیں۔ "اعلام اللہ ہو کائنات"

مولوی ممدوح نے تفسیر شریفہ میں کہ اس کی اقسام غیر حاضر متعلقہ اور متعلقہ
مشتہد میں یہ ہے کہ "مشتہد" اور "مشتہد" میں اس کی "مشتہد"
ذیل "اور" "مشتہد" ہائی۔ غرض کہ قاضی ممدوح ہر علم کے مسائل کو اپنی تفسیر
میں لکھتے ہیں اور ان کے مسائل (نئے احکام) اور خامیاں ظاہر کی ہیں۔ اس مختصر
میں ان کے ذکر کی گنجائش نہیں ہے۔
ممدوح علوم میں فی تالیف و ترویج میں کامل تھے اور فن ادب و انشاء نظم و نثر میں
اچھی مہارت رکھتے تھے، دوسرے علوم سے بھی بے بہرہ نہ تھے۔ اوائل حال میں
برطانیہ کی سرکار نے ان کو "مفتی" کا خطاب دیا تھا۔ ان کی وفات ۱۲۸۵ھ میں
مکرمہ قلعہ ہوئی اور ان کی تدفین "مکرمہ قلعہ" میں ہوئی ہے۔ ان کی تصانیف
میں ایک قصیدہ تصانیف شعریہ اسی قصیدہ ہے۔

من حیدرآباد اترق ولاتق

[illegible]

(۳۷۳) مولوی علی عباس چریا کوٹلی

اور مولانا ابوالحسن علی Nadwi سے گفتگو کے بعد مولانا نے فرمایا کہ میں نے اپنے اس موضوع پر کئی کتابیں لکھی ہیں اور ان میں سے کئی کتابیں مولانا نے پڑھی ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ میں نے اپنے اس موضوع پر کئی کتابیں لکھی ہیں اور ان میں سے کئی کتابیں مولانا نے پڑھی ہیں۔

اس کے بعد ریاست بھوپال پہنچے وہاں نواب سکندر بیگم والیہ ریاست سے
عادت وغیرہ حاصل کئے اور چند سال وہاں رہے 'زودہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ بعض
رکال ریاست کی مخالفت کی وجہ سے وطن واپس آگئے۔ کچھ دنوں وطن میں بیکار رہتے
وہاں سے ان کے کمال کی شہرت نقاب کی طرح دنیا میں پھیلی۔ والی حیدر آباد
اپنے ارباب دولت کے مشورہ سے عزت و مرتبہ کے ساتھ بلایا اور بعد منصب و مرتبہ
پر سرفراز فرمایا 'کچھ دنوں اس منصب پر مقیم رہے۔ اس کے بعد مستعفی ہو کر دو سو
روپیہ ۱۲۰ وظیفہ باخدا مت پر کٹوا دیا۔ ۱۳۰۲ھ ر ۵-۱۸۸۳ء میں وطن واپس ہوئے
اور و خردی الخو س مذکور میں انتقال کیا 'گماں عاسب یہ ہے کہ ان کی وراثت ۱۳۳۱ھ
۱۸۱۹ء میں ہوئی۔ یہ ان کے اشعار ہیں۔

لو کان ندی فی البرمان لہانہ
یہ قصیدہ شمس الامراء کی مدح میں کہا ہے۔
لو لم یکن شمس السماء سید
یہ بھی ان کا شعر ہے۔

تلو رک والحواحب السجا
سما ہلا لات لرا

فقیر موقوف (مولوی رحمان علی) ۱۳۶۳ھ ر ۱۸۴۶ء طالب علمی کے سلسلہ میں بیت
اسرور غازی پور میں تھا صاحب ترجمہ (مولوی علی عباس) اس شہ کے صدر المحدث (۱)
مولوی محمد منور مچھل شہری کی فرودگاہ پر مولوی بواہس مطلق سندھی کے پاس تشریف
لائے تو میں نے ان کو دیکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں تمام اوصاف موجود تھے مگر
اس قابلیت کے باوجود کتہ چینی اور تنقید کی وجہ سے قبولیت حاصل نہ ہوئی اور اپنے
ہم عصروں میں مقبول نہ ہو سکے 'میں اس وقت ماشیہ عبدالغفور پر شرح ملا جاہی (۲) اور
شرح تہذیب یزدی مولانا مولوی ابوالحسن سے پڑھتا تھا۔ اسی زمانہ میں صاحب ترجمہ
کی کتاب میرا اس افسانہ میری نظر سے گزری۔ حق یہ ہے کہ اس میں خوب داد
قابلیت دی تھی۔ عاصمہ اللہ بظنہ الہی۔

(۳۷۴) مفتی علی کبیر مچھلی شہری

مفتی علی کبیر مچھلی شہری 'تخلص حسین خاں کشمیری کے شاکر و تھے۔ سرکار
انگریزی میں بدقوت منصب افتاء پر سرفراز ہے۔ اس منصب سے پنشن یا پ ہو کر خانہ
نشین ہو گئے 'جامع اوراق (مولوی رحمان علی) ۱۳۶۰ھ ر ۱۸۴۳ء میں مولانا محمد شکر
مخدوم و مفتور مچھلی شہری سے علاحدہ میں جو اس کے بھائی تھے شامل ہوا تو اس کو
ایک کہ ضعیف و قبیح تھے۔ صرف مذاہن اور حال رہ گئی تھی۔ یہاں تک کہ یہاں کر
شکل راجع سے ہو گیا تھا۔ طالب اس وقت کو۔ سال کی عمر ہو گئی۔ جب بھی ہم طلبہ
ان کی خدمت میں پہنچتے تھے نہایت امداد حمیدہ سے ہم لوگوں کا انہوں پوچھتے۔ اگر
کوئی سبب ہوگا تو اس حالت میں آتے رہ گئی واتی کی حالت میں مداری سے انہوں
وے دیتے اور یہ کہہ دیتے۔ (۵۱)

کلام ی دہم لاکن ہاں شرہ
کہ ہبل و ہوق و مند و حق نساہی

(۳۷۵) قاضی علی محمد بیجاپوری

قاضی علی محمد 'سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ کے اکابر علماء میں سے تھے۔
محدث 'مفسر و قیام ہے۔ استاد مولوی کے لقب سے مشہور تھے۔ کلمات سے بیجاپور
میں آئے 'وہاں ایک مدرسہ کا افتتاح کیا 'اس مدرسہ سے بہت سے طلباء مستفیض (۱)
ہوئے 'ان کے شاگردوں میں شاہ بہان 'شیخ بوڑا ب مدراسی 'سید محمد مدراسی اور قاضی
ابراہیم ذہیری مشہور ہیں۔ سابق اندک سلطان کے عہد میں بیجاپور کے منصب قضاء پر
سرفراز رہے۔ ۴ ماہ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ ر ۱۲۶۰ء میں رحلت فرمائی 'اور بیجاپور میں دفن
ہوئے۔

(۳۷۶) ملا علی محدث سمرقندی

ملا علی محدث سمرقندی 'ملا صادق طوائف کے بھائی تھے 'علم حدیث عرب میں

تفصیل کیا، بہت پرہیزگار اور متقی تھے۔ ہندوستان آکر ۹۸۱ھ ر ۵۳-۵۵ھ میں انتقال ہوا۔ ملا عالم کالی نے یہ تاریخ نکالی ہے۔ (۶۶)

از عالم علی کالی

دربار کہ ناگاہ ملا علی را
درو از میان دستبرد حوادث
پے سال تاریخ او سال دیگر
بجو مرو ملا علی محدث

(۳۷۷) شیخ علی متقی برہان پوری

شیخ علی متقی برہان پوری، بن حسام الدین، بن عبدالمطلب بن قاسم بن الحسن بن عقبہ تھ، قادری شاہ، مدنی، پشتی مشرب، وطن جون پور، برہوں پار میں پیدا ہوئے کہ میں رہے، ۸۸۵ھ ر ۱۳۸۰ھ میں برہان پور (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے اسرار اذیاد میں ۱۳۸۰ھ سے حدیث تفسیر سے شہرہ میں۔ حدیث یہ ہے، ان کی عمر سات سو تھ سال تھی کہ ان کے والد نے انھیں شیخ باہن پوری کا مرید کر دیا، خود ان (حسام الدین) کا انتقال ہو گیا۔ ان سے انتقال سے حدیث دون مراء و ساطین کی صحت میں وقت گزارا، پھر میں عالم شہاب میں حدیث، زکریا بناء پر شیخ عبد حمیم بن شیخ باہن کی خدمت میں پہنچے، مسئلہ ہشتیہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا، برہان پور سے ملتان کا سفر اختیار کیا اور شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی خدمت میں پہنچے، تعمیر بیضاوی در میں، علم کی خدمت میں پڑھیں اور سلوک نیز طریقہ مجدد و تقویٰ ان کی پابریکت صحبت میں حاصل کیا، اسی زہد و تقویٰ کی برکت سے حرمین شریفین کی توفیق ہوئی، وہاں شیخ بوا عس بکری کی شاگردی اختیار کی اور اس عاذ کے دوسرے علماء سے بھی مستفید ہوئے۔ شیخ محمد بن محمد بن محمد سخاوی سے قادریہ شاذلیہ سلسلے میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور کہہ معظم میں مقیم ہو گئے، وہ ایک عام کو اپنی طاعت، مجاہدت اور علوم دینی و فہم کے فیوض و فوائد سے مستفید فرمایا، علم حدیث و تصوف کے کتب و رسائل کے جمع و تالیف میں مشغول رہے، ان میں سے

جامع صغیر و جامع الجوامع شیخ جلال الدین سیوطی کو جو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب تھی، قصہ کے ابواب پر مرتب کیا، بحر ان میں سے انتخاب کیا۔ جو بہت اچھا اور مناسب تھا۔ رسالہ تیس، عرق اور مجموعہ حکم بصر تصوف میں ان کی تصنیفات ہیں۔ عربی و فارسی میں ان کی تصنیفات سو سے زیادہ ہیں، ۲۰ جمادی الاول ۹۷۵ھ ر ۹۷۶ھ میں مکہ معظمہ میں رحلت فرمائی، علیہ الرحمۃ ربہ، الورود لفظ "فنی نخبہ" سے تاریخ انتقال ملتی ہے۔ (۶۷)

(۳۷۸) ملا علی مسامی

ملا علی مسامی، ان شیخ احمد نوات (برازن نوات) اپنے والد کے بڑے عالم اور عارف تھے، وحدت الوجود کے قائل تھے، ان دن متبرک اور معتبر تصانیف ہیں۔ ان میں سے تعمیر رہمانی ہے۔ جس کو تنبیہ مسامی بھی کہتے ہیں۔ روائف شرح عوارف العارف، شرح قصص حکم، شرح قصص مصنف شیخ صدر الدین قزوینی، اوتہ التوحید، رسالہ دریاں و نود اعراب، توحہ تعالیٰ، اہم خالک الکتاب لا لب لبہ ہدی للمتقین، جس میں بارہ کردہ تراوی، کچھ چالیس ہزار پانچ سو چوبیس (۲۸۳۳۳۵۲۳) وجوہ بین کی ہیں، ۱۰ جمادی الاول (۸۳۵ھ ر ۱۳۳۲ھ میں انتقال ہوا، مصنف میں دفن ہوئے۔ مصنف بروز عظام کو کن کی ایک بدرگاہ ہے جو دکن میں سمندر کے کنارے ایک عداق ہے، نوات ملاز کو کن میں ایک قوم ہے، کہتے ہیں کہ باب جوح بن یوسف شقی نے پچاس ہزار اویس و علماء کو قتل کیا تو قریش کا ایک مرد مدینہ طیبہ کو بھجوز کر ساحل بحر ہند پر پہنچا، وہاں سکونت اختیار کرنے کی اولاد سے قوم نوات ہے۔ (۶۸)

(۳۷۹) سید (۱) علیم اللہ جالندھری

سید علیم اللہ جالندھری، جامع علوم ظاہر و باطن، شاہ ابوالعالم کے مرید اور سید عالم کے خلیفہ تھے، سار الاسرار، نزہۃ السالکین، شرح اخلاق ناصری، زبدۃ روایات، نثر الجواهر، ترجمہ فارسی نظم الدرر و امرجان، منقولہ مرزا جان برکی محدث، ان کی مشہور تصانیف ہیں، ۱۳۰۲ھ ر ۱۷۷۸ھ میں انتقال ہوا۔

(۳۸۰) مولوی حافظ عظیم اللہ نگرانی

مولوی حافظ عظیم اللہ صاحب علم و فضل مولانا شاہ عبدالرحمن نزیل لکھنؤ سے فیض حاصل کیا۔ ہمیشہ اشعار و اور دین مشغول رہتے تھے۔ آپ مرشد کے رسالہ حمد افضل کے ترجمہ کے سرور کوئی تالیف نہیں کی۔ ۱۲۵۵ھ ر ۱۸۳۹-۴۰ء میں دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ روح اللہ روحہ۔

(۳۸۱) مولوی عظیم اللہ قنوجی

مولوی عظیم اللہ قنوجی بن مومن صبح بدین قنوجی صلائے سف لے فاضل کے ماب تھے اور علی اب میں عرب سے نمود تھے۔ مولوی عبدالعزیز قنوجی کے شاگرد تھے۔ ان کی تالیف تصانیف سے دارالاصول فی شرح التلخیص چند رسالے مطبوع ہیں اور سب میں ہندو شریں نظر بند ہیں۔ میں آمدن ۱۲۹۹ھ ر ۱۷۹۶ء میں تالیف کی۔ سال انتقال معلوم نہ ہو سکا۔ (۶۲)

(۳۸۲) امیر کبیر سید علی ہمدانی

امیر کبیر سید علی ہمدانی بن شاہ شہب الدین ۱۲۰۰ھ ر ۱۲۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہر کے خزانہ و تجربات ربانی کے مظہر تھے اور علماء اہل دین سماعتی کے مرید تھے۔ دین کے انظر محبت کی سیر کی تھی۔ ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ سے ملاقاتوں اور مستفیہ ہوئے۔ ۱۲۸۰ھ ر ۱۲۹۹-۱۳۰۰ء میں سات سو سادات و رفقاء کے ہمراہ ہمدان سے کشمیر میں آئے اور قندیلہ اندر پورہ میں مقیم ہو گئے۔ جس ان کی حلقہ ہے۔ عظم "مقدم" (۲) شریف سے ان کے آئے کی تاریخ نکلتی ہے۔ قطب الدین شاہ دکن کشمیر کو اس سے بہت ارا ت تھی۔ نہایت سرگرمی سے خط کشمیر میں مہم کی اشاعت کی۔ ۱۳۰۰ سال کی عمر میں میدان کبیر میں جو کہ ایک مقام کا نام ہے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵۵) (۱۳۵۶) (۱۳۵۷) (۱۳۵۸) (۱۳۵۹) (۱۳۶۰) (۱۳۶۱) (۱۳۶۲) (۱۳۶۳) (۱۳۶۴) (۱۳۶۵) (۱۳۶۶) (۱۳۶۷) (۱۳۶۸) (۱۳۶۹) (۱۳۷۰) (۱۳۷۱) (۱۳۷۲) (۱۳۷۳) (۱۳۷

تبادلہ کا مطالعہ کیا (۱) اور درس و افتادہ میں مشغول ہو گئے والد کی وفات کے بعد تدریس کا کام چھوڑ کر راہ طاعت و بیخ ریاضت اختیار کی (۲) اور سجادہ شیعہ کو سنبھال لیا۔ انہوں نے راہ کو ارشاد و ہدایت فرماتے، لیکن بھی نفس امارہ کا غلبہ تھا چاہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی دوسرا شیخ اس شہر میں نہ رہے۔

آخر میں اپنے آباء و اجداد کے طریقہ کو چھوڑ کر عبد اللہ غازی کی خدمت میں پہنچے جو سید محمد جون پوری موجد طریق صدویہ کے مرید و خلیفہ تھے اور ان سے ان کا طریقہ سیکھا، ان کے ہمراہ بہت سے لوگ ہو گئے، انھوں نے راہ سلوک میں توکل اختیار کیا۔ اس کے باوجود اسلحہ اور آلات جنگ دلع خالص بنے واسطے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ہر جگہ شہر یا بازار میں نا مشروع اور برا کام دیکھتے تو جبر و قہر سے اس کا ضبط کرتے تھے اور حاکم کا خوف نہیں کرتے تھے، موافق حکام ان کی مدد کرتے تھے۔ جب اسام شاہ پر شیر شاہ سربراہ کے سلطنت بند ہوا تو شیخ علی کی شہرت اس تک پہنچی میر سید رفیع الدین محدث میں ابوالفتح تھیں سہری اور شہرہ کے دوسرے علماء کو بلایا، سید محمد دم لعلک۔ محمد بن سلطان پوری کے مکان سے شیخ علی کو بلایا۔ سے طلب کیا، وہ اپنے مخصوص اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ جو سب ایک جیسے لباس میں اور مسیح تھے حاضر ہوئے اور ان طریق و آداب کی پابندی نہ کی جو شاہی عبادت کے لئے ضروری تھے (بلکہ) مسنون طریقہ پر تمام مجلس کو سلام کیا۔ سلیم شاہ سے کراہیت کے ساتھ وہ اب ان سے مفرقین کو بھی شیخ کا طریقہ برا لگا۔ خود ام ملک اس سے پہلے سلیم شاہ کے دین شین کر چکے تھے کہ یہ مدعی، مہدویت کا دعویٰ کرتا ہے اور بغاوت کا ارادہ رکھتا ہے، اس لئے واجب القتل ہے۔ اس روز بھی خاں کی معارش سے ان اہل جات مل گئی۔ سلیم شاہ نے شیخ علی کے اخراج کا حکم دیا۔ شیخ علی ہندوستان چلے گئے جو سرحد اکن پر ہے، وہاں کے حاکم اعظم ہایوں شروانی نے کچھ دلوں اپنی نگرانی میں رکھا۔ وہاں بھی قتلوق ان کی معتقد ہو گئی، جنہوں نے یہ خبر سلیم شاہ کو پہنچی تاکہ پھر ان کی طلب کا حکم فرمادے۔ جب وہ حاضر ہوئے، سلیم نے

ان سے کہا کہ "تو اپنے عقیدے سے توبہ کر" شیخ نے بادشاہ کی بات نہ مانی۔ سلیم نے کوڑے کی سزا کا حکم دیا۔ شیخ پہلے ہی سے کزور تھے۔ تیسرے کوڑے میں جان نکل گئی، ان کی لاش ہاتھی کے پیر سے باندھ کر اردوئے معلیٰ میں گھوڑا گیا اور حکم دیا کہ ان کو دفن کریں۔ یہ واقعہ ۹۵۷ھ / ۱۵۵۰ء میں ہوا، اردوئے معلیٰ اس بازار کو کہتے ہیں جو شاہی دروازے کے سامنے ہوتا ہے۔ (۳۶)

(۳۸۵) معتد الملوک سید عوی خان حکیم دہلوی

ان کا اصلی نام محمد ہاشم بن حکیم محمد ہادی قدر (۱) بن سید مظفر الدین علوی ہے، محمد بن خلیفہ کی ولد میں ہیں۔ رمضان ۱۰۸۰ھ / ۱۶۷۰ء میں دارالعلم شیراز میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۰۰ھ / ۱۶۹۹ء میں ہند آئے اور قلعہ ستارہ میں عالمگیر بادشاہ کی خدمت میں غفلت و منصب سے سرفراز ہوئے۔ شہزادہ محمد اعظم کی خدمت پر متعین ہوئے، شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد میں 'علوی خاں' کا خطاب منصب میں اضافہ اور جاگیر ملی۔ محمد شاہ بادشاہ کا ملاج بہت اچھی طرح کیا، بادشاہ موصوف نے چاندی میں تلوایا، شش ہزاری منصب، تین ہزار روپیہ ماہوار اور معتد الملوک کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اور شاہ بہت اعزاز کے ساتھ اپنے ہمراہ لے گیا، وہاں سے حج بیت اللہ کو گئے۔ ۱۱۵۶ھ / ۱۷۴۳ء میں شاہجہاں آباد (دہلی) واپس آئے ان کی تصنیفات سے علم طب میں ایک کتب جامع الجوامع ہے جو اسم ہاسمی ہے۔ ۲۵ / رجب (۲) ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۷ء کو مرض استسقاء سے فوت ہوئے، وصیت کے مطابق ان کو درگاہ نظام الدین اویاء میں دفن کیا گیا۔

(۳۸۶) ملا عماد الدین عثمانی بکنی

ملا عماد الدین بکنی، متبر عالم، فطری و طبی طور سے ذکی و ذہین تھے، مد عبد العلوی بحر العلوم کے شاگرد تھے۔ جب ملا موصوف (عبد العلوی بحر العلوم) حرمین شریفین گئے تو ملا

عماد الدین نے اہل شریعت یعنی ائمہ محمد حسن سے پڑھی۔ ان کی تصنیفات سے عقدہ و مکتبہ عشرہ کاملہ اور رسالہ مقولہ عشرہ یادگار ہیں اور ان کے علم و فضل کے شاہد ہیں۔ عقدہ و مکتبہ علم معقول کے چند مباحث کے ہیں میں ہے 'عشرہ کاملہ' میں بھی علم معقول کی بحث ہے اور مقولہ عشرہ میں محقق طوسی کے ایبات کی شرح لکھی ہے۔ بسک ایک گاؤں کا نام ہے جو صلیح بانس بریلی ملک (روہیل کھنڈ میں واقع ہے)۔ (۵۶)

(۳۸۷) مولانا عماد الدین غوری

مولانا عماد الدین 'ادب دارنول کے اکابر مشائخ میں سے ہیں' مولانا عماد کی اولاد میں سے ہیں جو محمد تقی کے زمانہ میں تھے۔ ان کے آباء و اجداد عرب سے غور تھے اور وہاں سے اس کے بعض بزرگ سلطان شہاب الدین غوری کے ہمراہ ہندوستان پہنچے۔ کہتے ہیں کہ عام جوانی میں تحصیل علم کی کوشش نہ کی بہت زور بازو رکھتے تھے پہلوؤں سے کشتی کرتے تھے۔ ایک روز اپنے سے قوی تر ایک پہلوان کو انھوں نے زین پر دے دیا (تکست دی) اس خوشی میں مست اور مغرور اپنے گھر آ رہے تھے کہ علمائے عصر میں سے ایک نے ان کو اس حالت میں دیکھ کر افسوس کیا اور ان کو اس حالت پر طعن دیا ان کی حمیت و غیرت کو دکھایا تو وہ اپنی اس وضع سے ہشیان ہوئے اور چاہا کہ انھیں علم کریں لیکن چونکہ بچپن میں اس کام سے تعلق نہ رہا تھا اس لئے اس سلسلہ میں کوشش مفید نہ ہوئی۔ ناچار شیخ محمد ترک نارغولی کے روضہ کی خدمت کرنے لگے۔ رات دن مہارت کے ساتھ وہاں رہتے لعل پڑھتے اور ذکر و تلاوت کرتے کرتے مہارت کی غرض کے بغیر باہر نکلتے روحانیت شیخ سے حصول علم کے لئے مدد چاہتے ۳ سال اس طرے گزر گئے یہاں تک کہ ایک رات مہارت کے لئے باہر گئے ایک شخص ظاہر ہوا اس نے پیچھے سے پکڑ لیا اور کہا جو چاہتا ہے مانگ (عماد الدین) اپنے بزرگوں کے طریقے کے خواہاں تھے۔ علم و تقویٰ کی درخواست کی اس مرد سے کہا جاؤ اپنے بزرگوں کے کتب خانہ سے استفادہ کرو اور لوگوں کو درس دو جن

۵۷۔ قتبی نے علوم دینیہ کے دروازے ان پر کھول دیے۔ بزرگ آدمی تھے شریعت و اہل پورے طور سے کرتے تھے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی سنت نہیں کرتے تھے، درویشی اور درویشوں کو دوست رکھتے تھے۔ ورحمۃ اللہ علیہ (۵۷)

(۳۸۸) شیخ عماد الدین رفیقی کشمیری

شیخ عماد الدین رفیقی کشمیری بن عبد الرسول بن اسم بن یحییٰ رفیقی کشمیری ۱۲۹۹ / ۸۲۲-۳ میں پیدا ہوئے اساتذہ وقت سے تحصیل علم کی صحیح بخاری شیخ احمد و عطاء پڑھی شیخ احمد تارہیلی کے مرید تھے بیت اللہ شریف کی زیارت کے ارادہ سے سفر اختیار کیا۔ اکثر شہروں کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے حج بیت اللہ سے شرف ہوئے۔ ان کے بچپن کے بیٹے شیخ غلام الدین اور شیخ مزہب سے مستفید ہوئے۔ بروز جمعہ وقت عصر ۸ رمضان ۱۳۳۰ھ / ۱۸۸۳ء کو جان جان آفرین کے سپرد کی۔ (۵۸)

(۳۸۹) عمر غزنوی

عمر غزنوی ابن اسحاق بن احمد ہمدی غزنوی اس کی کنیت ابو حفص اور لقب سراج الدین تھا۔ امام زاہد جمہ الدین دہلوی 'شمس الدین خطیب دہلوی' ملک، احمدیہ سراج الدین ثقفی دہلوی اور رکن الدین بدایونی جو ابوالقاسم توفیقی (۱) شاگرد جمہ الدین ضریر کے امراء (شاگردوں میں سے تھے) سے علم فقہ حاصل کیا اور پھر مصر گئے وہاں قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ ان کی بہت سی عمدہ اور معتبر تصانیف یادگار ہیں ان میں سے توحش شرح ہدایہ، زبدۃ الاحکام فی اختلاف ائمۃ الاعظام اور شامل در فقہ و شرح بدیع الاصول، شرح معنی، مودۃ المسلفہ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ، شرح زیادات، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر (تاکمل)، شرح مائتہ ابن العارض، کتاب الخلف، کتاب التصوف، شرح منار، شرح المختار، جامع الاولیاء، الخلف الاسرار، وجہۃ التناکس فی

لناسک، شرح عقیدۃ المولوی و الامام فی شرح جمع الجوامع مشہور ہیں۔ کفوی کے قول کے مطابق ۱۷۳۳ء ر ۱۳۶۱ء میں اور سیاحی، صاحب کشف المظنون کے قول کے مطابق ۱۷۷۳ء ر ۱۳۷۱ء میں وفات پائی۔ واللہ اعلم بالصواب (۶۶)

(۳۹۰) عنایت اللہ قادری لاہوری

عنایت اللہ قادری، قصوری ثم لاہوری، قادری، ان کی کنیت ابوامعارف تھی۔ مہتمم ظاہر و باطن کے جامع تھے، عنایت اشعاشی حاشیہ شرح وقایہ (در جہد متعلق فروع کثیرہ) اور مستطع حقائق، شرح کنز الدقائق ان کی تصنیفات سے ہیں، مستطع الحقائق میں اشارۃ سہلہ کو مسنون بنایا اور ترجیح دی ہے۔ ان وفات ۱۸۳۱ء ر ۱۷۴۸ء میں ہوئی۔ (۶۷)

(۳۹۱) ملا عنایت اللہ شال کشمیری

ملا عنایت اللہ شال، کشمیری از علمائے کشمیر، عالم، قید، محدث، متقی اور پرہیزگار تھے، مولوی ابوالفتح، ملا عبدالرشید زرگر اور خواجہ حیدر چرخ کے بیٹوں سے تحصیل علم کی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے تالیفوں میں ممتاز ہو گئے۔ ۳۶ مرتبہ صحیح بخاری کو اور تا آخر چارہا۔ مشہور مولانا روم کو کمال اوق و شوق سے پڑھتے تھے۔ (۱) مشائخ وقت سے فرقہ خدفت حاصل کیا اور تمام عمر تدیس و تذکیر میں بسر کردی۔ سو برس طبع تھے، صوفیانہ اشعار کہتے تھے۔ ۶۸ سال کی عمر میں آخر ۱۲ شعبان ۱۲۳۵ء ر ۱۷۴۳ء میں انتقال ہوا۔ (۶۸)

(۳۹۲) مولوی عنایت رسول چریا کوٹی

مولوی عنایت رسول چریا کوٹی، ممتاز عالم، معقول و معتدل کے ماہر، اسرار نفوس و

مفسر کے واقف، فروع و اصول کے نگار کے قائد، ابن قاضی علی اکبر ابن قاضی عطا رسول، ۱۲۳۳ء ر ۱۸۲۸ء میں یوسف آباد چریا کوٹ کی سرزمین میں بنی عباس کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ابتدائی رسائیں صرف و نحو اپنے والد بزرگوار اور دوسرے بزرگوں سے پڑھے۔ جب کافہ ابن حاجب تک پہنچے تو مولوی احمد علی چریا کوٹی کے سپرد ہوئے۔ وہ صلہ رحم و کرم کے ساتھ ان کی تعلیم میں بہت کوشش کرتے تھے اور سرفروغ میں اپنے بیٹے مولوی نجم الدین کے ساتھ ان کو رکھتے تھے، جب ہندو، حساب، مناظر، ہیئت اور دوسرے علوم ریاضیہ و حکمیہ سے فراغت حاصل کر لی تو علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس غرض سے محمد آباد (ریاست) ٹونک مولوی حیدر علی مہتمم کی خدمت میں پہنچے اور وہاں علوم عقیدہ و مصلحہ کی تحصیل کی اور وطن واپس آئے۔ کچھ دنوں وطن میں مقیم رہے، عبرانی زبان کی تحصیل کے شوق میں نکلتے گئے اور وہاں کچھ سال مقیم رہے اور ۱۷۷۱ء سے عبرانی زبان کو تحقیق کے ساتھ پڑھا اور توریت و زبور کی آیات سے ان بشارات اور پیشین گوئیوں کو جو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تھیں تحقیق کے ساتھ جمع کر کے پایہ ثبوت تک پہنچایا۔ ۱۷۷۱ء ر ۱۷۷۳ء میں وہاں سے وطن واپس آئے۔ اس کے بعد کہیں کہیں گئے اور چند طلبہ کی تعلیم میں کوشش کی۔ طلباء کے ہجوم کو کبھی پسند نہیں کرتے تھے۔ اس اخلاقی و استفادہ کے باوجود ان کے کمال کی شہرت سید احمد خاں نجم الملک تک پہنچی تو انھوں نے ملے کی بہت خواہش کی اور ان سے استفادہ کیا۔ صاحب تربہ (مولوی عنایت رسول) نے یہاں تمام حاصل علم ان کے جام طلب میں ڈال دیا اور کتب قدیمہ کے اسرار و غوامض پر ان کو مطلع کیا۔ نجم الملک علی اللہ علیہ نے ان کی گویہ شناسی کی، راوی۔ مولوی عنایت رسول صاحب کچھ سالوں سے علوم متعارف کی تسہیل و تہذیب کی طرف متوجہ ہیں۔ پہلے علم صرف کو تہذیب و تحقیق کے ساتھ مرتب کیا اور اس کی دشواریوں کو حل کیا۔ اس کے بعد ہندو و حساب کی تفسیح کی اور فنون مذکورہ کے تمام مسائل کے نکال کو درکنس سے حل کیا (۲) اعمال

حساب و ہندسہ اور مسائل مناظرہ و انکاس کو اسلوب خوب اور طریق مرغوب کے ساتھ دوسری زبانوں سے ہندوستان کی مروجہ زبان (اردو) میں مرتب کیا اور اس کتاب کو دلی حیدر آباد کی خدمت میں بھیجا۔ انھوں نے اس کو نگاہ قبول سے دیکھا اور بہت پسند کیا۔ **سبحہ اللہ تعالیٰ (۶۶)**

(۳۹۳) ملا عیاض رام پوری

ملا عیاض رام پوری مفتی شرف الدین رام پوری کے شاگرد تھے۔ بحث کرتے تھے اور ہر کسی سے بحث و مناظرہ کرتے تھے۔ اس کی ایک کتاب علم صرف میں دستور امتحانی ہے، یہ کتاب دستور امتحانی کے مقابلہ میں تالیف کی ہے اور سوال و جواب کی بجائے غلط و ٹھیک اس میں اختیار کیا ہے۔ **(۶۶)**

(۳۹۴) شاہ عیسیٰ جند اللہ برہان پوری

شاہ عیسیٰ جند اللہ برہان پوری کے کاہرہ اور عظیم مراد میں سے تھے، قرآن مجید کی تفسیر 'نوار سر' عربی زبان میں چار جلدوں میں ان کی مشہور تصنیف ہے۔ **ورد اللہ مضجعہ (۶۶)**

حرف الغین المحمّۃ

(۳۹۵) مولوی غلام اللہ لاہوری

مولوی غلام اللہ لاہوری 'فاضل اصل اور عالم اکمل' تھے، لاہور کے علماء میں سے تھے، ان کے فیض علمی سے شریف و غریب سب فیض یاب ہوتے تھے۔ مفتی غلام سرور لاہوری 'مصنف مجمع تاریخ وغیرہ' کے شاگردوں میں سے ہیں۔ احمد دین اور حمید دین دو لڑکے چھوڑے۔ ۱۲۷۲ھ و ۱۸۵۵ء میں انتقال ہوا۔ **(۶۶)**

(۳۹۶) مولوی غلام حسین قنوجی

مولوی غلام حسین قنوجی بن مولوی حسین علی بن مولوی رستم علی قنوجی ۱۲۲۱ھ و ۱۸۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا تاریخی نام غلام علیم ہے۔ مولوی سعادت خاں فرخ آبادی اور مولوی دن اللہ فرخ آبادی کے شاگرد تھے۔ ۱۲۵۵ھ و ۱۸۳۹ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہو کر مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں شیخ محمد عابد سندھی سے کتب صحاح ستہ و سنن کی اجازت حاصل کی۔ اپنے وقت کا زیادہ حصہ تصوف کی کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرتے تھے۔ کتاب اہل بیت لایا عشریہ کا حاشیہ لکھا ہے۔ یہ کتاب ان کے دادا مولوی رستم علی کی تالیف ہے۔ وہ آخر عمر میں (دوسری مرتبہ جب سفر بیت اللہ کو گئے واپسی پر شہر بمبئی میں سنہ آخرت اختیار کیا اور داعی اہل کو بیک کیا۔ مطبوعہ ایچہ اعظم میں ان کی وفات کا سن صرف ۳ تحریر ہے۔ صفر بھی صفر ہے معلوم نہیں کون سے سال وفات پائی۔ **(۶۶)**

(۳۹۷) مفتی غلام حضرت لکھنوی

مفتی غلام حضرت علامہ زان، قیام دوران، کھنوی کی عدالت میں مفتی تھے۔
۱۲۳۳ھ ر ۸۸-۹ء میں نقل ہوا کسی شاعر نے ان کے نقل کی تاریخ نظم کی ہے جو
یہ ہے: (۶۶)

تاریخ انتقال مفتی غلام حضرت لکھنوی

مولوی مفتی غلام حضرت افسوس
کو بود بشہر کھنوی حاکم شرع
سال تاریخ رحلت میں مرحوم
فرمود کہ بود او حاکم شرع (۱)

(۳۹۸) مولوی غلام رسول لاہوری

مولوی غلام رسول لاہوری لاہور کے عہد ترین فاضل تھے، مولوی غلام فرید
لاہوری کے شاگرد در بیٹے تھے۔ حجاب سے عمار کے تلمذ پر فخر کرتے تھے۔
۱۲۵۰ھ ر ۵-۱۸۳۳ء میں انتقال ہوا۔ (۶۶)

(۳۹۹) مولوی غلام رسول پنجابی

مولوی غلام رسول پنجابی پنجاب کے علماء میں فقہ، حدیث اور تفسیر میں فاضل
کمال تھے، کثرت اوقات وعظ کرتے تھے، شیخ محمد صبر مجددی کے مرید تھے، پنجابی زبان میں
ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ ۱۲۹۹ھ ر ۱۸۷۴ء میں انتقال ہوا۔

(۴۰۰) حسان اللہ سید غلام علی آزاد بلگرامی

حسان اللہ سید غلام علی آزاد بلگرامی، بن سید نوح، حسینی سب، واسطی ملہ، خفی
رحمہ اور چشتی شرب تھے۔ پیدائش و پرورش بلگرام میں ہوئی۔ ۲۵
مفر بروز یکشنبہ ۱۲۹۹ھ ر ۵-۱۲۷۴ء میں بلگرام میں پیدا ہوئے۔ درسی کتابیں اول سے
آخر تک سید طفیل محمد آزادوی سے پڑھیں۔ فقت و سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم، سند احادیث اور عربی و فارسی اشعار کی تعلیم (۱) اپنے نانا سید عبدالمجید بلگرامی
سے حاصل کی۔ عروض و قافیہ و دیگر ادبی علوم کے لیے اپنے ماموں سید محمد بن سید
عبدالحلیل سے استفادہ کیا (۲) سید لطف اللہ بلگرامی کے مرید تھے۔ زیارت حرمین
شریفین سے مشرف ہوئے۔ صحیح بخاری شیخ محمد حیات سندھی سے مدینہ منورہ میں (۳)
پڑھی اور صحاح ستہ کی اس سے اہانت حاصل کی۔ ہندوستان واپس آکر لوہاب نظام
الدولہ ناصر جنگ ابن لوہاب نظام ملک صف جاہ حیدر آبادی کی مصاحبت میں رہے،
ان کی تعلیمات پر ہیں۔

عربی تصانیف:

اوضاء الدرداری شرح صحیح بخاری، کتاب المدکر، تسلیم النوادر در قصائد، تراجم
علاء اور دو عربی دیوان کہ ہر دونوں میں تیس ہزار اشعار ہیں، کتاب بہت لکھنوی میں
سات سو (۷۰۰) عربی شعراء بطور مثال درج کئے ہیں، سبک المرجان فی شمار ہندوستان۔

فارسی تصانیف:

پیشوا و سرو آزاد و خزانہ عامرہ در تذکرہ شعراء و روضۃ الاولیاء تذکرہ بعض

اولیاء' و اثر الکرام (ملکرام کی تاریخ در ذکر شعراء و فضلاء اور اولیاء) و منذ السادات فی حسن خاتمة السادات و دیوان فارسی و مقرر البرکات و بعد سیارہ وغیرہ ان کی یادگار ہیں۔ ۱۳۰۰ھ ر ۱۷۸۵ء میں اس جہاں سے رحلت فرمائی۔ (۶۶) بدو اللہ فریدہ

(۴۰۱) حافظ غلام علی چریا کوٹی

حافظ غلام علی چریا کوٹی بن شیخ نجیب اللہ عباسی مولوی محمد حسن عباسی کے سلسلے سے ہیں شروع میں فوجی سپاہی تھے۔ ایک دن اس کے بزرگوں میں سے کسی نے فرمایا 'اے ہاش ہمارے خاندان میں کوئی ہوتا جو بیچ و تمہ کے فن کے بجائے علم و ہر کا سرمایہ در تحفہ و احوال کی بجائے علم و حدیث حاصل کرتا یہ بات س کر ان کو غیرت آئی یہاں تک کہ سمر اختیار کیا تحصیل علم کی غرض سے چل دیے اور شاہ عبدالعزیز دہلوی کے ہتھکنڈے پر بیٹھ گئے ایک مدت تک مقیم رہے۔ دہری علوم سے فراغت حاصل کی اور اپنے وطن پہنچے اور اپنی برادری کی تعمیر میں کوشش کی طرز تعلیم مفید اور چھاتھا صرف و نحو میں اچھے اور مفید رسالے لکھے ثروت اور اخلاق کریمہ کے مالک تھے۔ ۱۳۳۸ھ ر ۱۸۲۲ء میں جہاں فانی سے وداع ہوئے۔

(۴۰۲) مولانا غلام علی دہلوی

مولانا غلام علی دہلوی سادات علوی سے تھے مرزا مظہر جان جانی کے مرید عارف کامل اور علوم ظاہر و باطن کے جامع تھے اس کی ولادت ۱۲۵۶ھ ر ۱۷۷۳ء میں ہوئی۔ چنانچہ کسی شاعر نے ان کی ولادت کی تاریخ یوں کہی ہے۔ (۶۷)

چونچم چرخ ہدی حضرت غلام علی
شدہ ظہور قلندر در جہان جہان ہشکفت
من ولادہ شریفی چہ جست رافت دل (۱)
”سپر ہدایت شدہ طلوع“ بکفت

۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ ر ۱۸۲۳ء میں انتقال فرمایا اور اپنے مرشد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ عبارت ”نور اللہ منجم (= ۱۲۲۳ھ) سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ مسودہ اوراق (مولوی رحمان علی) نے تخریج سے تاریخ نکالی ہے جو یہ ہے۔

تاریخ انتقال حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

از مولوی رحمان علی موصوف تذکرہ

چونچم چرخ ہدی حضرت غلام علی
برخ کشید و آمد (۲) عدم نقاب و لہنت
گنبدہ عرقد خرد لب ہسرت و افسوس
”سپر ہدایت نعمت“ (۳) سال بکفت
۱۷۷۲ + ۳۲ = ۱۲۴۰ھ ر ۱۸۲۳ء

(۴۰۳) قاضی غلام غوث گویا موسیٰ (۱)

قاضی غلام غوث گویا موسیٰ فاضل اہل حق در تفسیر اہل قاضی مبارک شارج سلم (۲) کی ولادت سے تھے۔ ارتقاء علی خاں کی خدمت میں تحصیل علوم کی ہمیشہ درس و تدریس میں مشغول رہے، کچھ دنوں ضلع گمنو صوبہ مدراس میں مسند قضاء کو زیست بخشی دو حلدوں میں ان کے فتاویٰ مشہور ہیں۔ ۱۲۳۲ھ ر ۱۷۱۶ء میں حیدر آباد میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

(۴۰۴) مولوی غلام فرید لاہوری سروروی

مولوی غلام فرید لاہوری حام اہل قاضی اہل جامع کمالات ظاہر و باطن عابد

راہد' ڈاکر اور شغل تھے۔ تمام عمر طلباء کی درس و تدریس میں بسر کر دی۔ دنیا اور اہل دنیا سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ تجرید و تقریر کا ان کی طبیعت پر غلبہ تھا۔ ۱۸۶۶ء میں جان جان آفرین کے پردی۔

(۳۰۵) شاہ غلام قطب الدین مصیب الہ آبادی

شاہ غلام قطب الدین ابن شاہ محمد فاخر رز بن شیخ خوب اللہ الہ آبادی اپنے والد کے مرید و حلیفہ تھے۔ یکم محرم الحرام ۱۲۳۸ھ ر ۲۶-۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش کی تاریخ "نیک نعت ازل باد" ۱۲۳۸ھ سے نکلتی ہے۔ علوم ظاہری کی تحصیل مولوی برکت اللہ الہ آبادی کی خدمت میں کی، بچپن ہی میں جب کہ ان کے والد ماجد مکہ معظمہ کو مکے تو یہ مسدود آئے خلافت ہوئے۔ ایک فارسی دیوان اس کی تصنیف ہے جو نہایت مربوط و مضبوط ہے۔ مشکوی نان و کلیہ (در جواب نان و طوا) اور بستان لطیفہ (۱) ان کی علمی یادگار ہیں، آخر عمر میں حج بیت اللہ کے لیے گئے۔ ۱۲۸۷ھ ر ۳-۷۳ء میں دی عجم کی آخری تاریخ کو مکہ معظمہ میں انتقال ہوا اور م المومنین خدیجہ الکبریٰ کی قبر میں دفن ہوئے۔ ان کے شاگرد مفتی جوگل کشور نے ان کی تاریخ بطور تصحیح یوں لکھی ہے۔ (۲۵)

تاریخ وفات شاہ غلام قطب الدین الہ آبادی

از مفتی جوگل کشور

ذات پاک غلام قطب الدین
رخت بر پست زین جہان افسوس

دل سوزان من سواں نمود
سہل این غم و لوح خوان افسوس
با دہ زور سخت گفتہ
قطب الدین رخت زین جہان افسوس (۲)

(۳۰۶) مفتی غلام محمد لاہوری

مفتی غلام محمد لاہوری شیخ سید امین زکریا مٹائی کی اولاد میں تھے۔ مفتی غلام سرور لاہوری کے والد تھے، علوم و فنون کے جامع تھے۔ تدریس و طبابت کے کام میں سرگرم رہتے تھے، قرآن کریم کی تائیت کے درجہ سے حدس روزی حاصل کرتے تھے۔ ۱۲۷۶ھ ر ۶۰-۱۸۵۹ء میں فوت ہوئے۔

(۳۰۷) مفتی غلام محمد خاں ساکن کوٹ

مفتی غلام محمد خاں، ولد رحمت خاں عرف خان محمد، مجدد کھوکراں، قصبہ کوٹ کے رہنے والے تھے۔ مولانا محمد سید امت اللہ کشنی کانپوری کی خدمت ہابرکت میں پہنچے اور علوم متعارفہ (۱) کی تحصیل کی۔ زہد و تقویٰ ان کا دستور اصل تھا، گوشہ عریض کو پسند کرتے تھے، فراغ علمی کے بعد ان کے گاؤں کے چھوٹے بھائی نے ان سے وہاں آنے کی درخواست کی، انھوں نے کہا کہ جب تک ہماری قوم سود خوری کو نہ چھوڑے گی اور نامحرموں سے عورتوں کو پردہ نہ کرائے گی میں اس وقت تک اس گاؤں میں قدم نہ رکھوں گا۔ ان کی قوم کے لوگوں نے ان کی یہ دونوں شرطیں قبول کر لیں اور (۲) وہ وطن پہنچے اور زندگی بھر سب کو شریعت کی پابندی کی ہدایت کرتے رہے۔ (۳) اس گاؤں میں ایک مسجد بنوائی، آخر بحکم "کل نفس فائتہ الموت" ۱۳ ر ربیع الاول بروز اتوار ۱۳۰۱ھ ر ۱۸۸۳ء میں رحلت فرما گئے۔ اپنے گاؤں میں دفن ہوئے۔ علیہ الرحمۃ و

اعراض۔ کھوکھرا ایک گروہ ہے مسلمان جو مقب خانی سے ممتاز ہیں۔ اصل ان کا تعلق (۳) پنجاب سے ہے۔ جیسا کہ تاریخ فرشتہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ خود کو شیخ کہتے ہیں اور لفظ ”غال“ خطاب کے طور سے اختیار کرتے ہیں۔ سب سنی مذہب ہیں کوٹ دو بہ گنگ و جس میں دریائے جمن کے بائیں جانب ایک گاؤں ہے۔ اب ضلع فتح پور ہوا سے متعلق ہے۔

(۴۰۸) قاضی غلام مخدوم چریا کوٹی

قاضی غلام مخدوم بن قاضی عبدالصمد مری۔ اپنے والد کی طرح افس و ذکاوت میں مشہور تھے ان کے کرم و داناں مری کے لوگ معترف تھے۔ علوم مروجہ کی تحصیل کے بعد ان کے دل میں (۱) سکریت دیوبند کے بیٹے ناشوق (۲) پیدا ہو یہاں تک کہ زبان مذکور کی تحصیل میں کافی دلچسپی دے۔ بمقام (۳) بنارس جو رہاں مذکور کا مرکز ہے اس فن کے ماہروں میں ایک دیوان مرتب کیا۔ جب وقت آخر قریب پہنچا تو ایسی چیزوں کو جلتی ہوئی شمع میں رکھ دیا۔ ان کے اشعار جو سوگوں کو رہائی یاد رہ گئے وہ (۵) محفوظ ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

بہاؤ دہر نہ مکی مادر و فی سن باقیست
و خدیب پری چم در چمن باقیست
دم بہوشتم قسم سوخت و استخوان ہم سوخت
تمام سوختم و لاق سوختن باقیست
و فیض خان کرم خوشم نہ محتاج
دور سینہ دی حسرت وطن باقیست

میرے مفصل دوست سودی محمد فاروق چریا کوٹی سے جس کے لب کا مسد صرف دو واسطوں سے صاحب ترجمہ (قاضی غلام محمد) تک پہنچتا ہے ایک غزل غرض مذکورہ جواب میں لکھی سے جس کو صاحب لائق ناظرین کی تربیت کے لیے تحریر کیا جاتا ہے۔

غزل

نہ آن پالہ نہ آن سے نہ آن چمن باقیست
مگر ز مودیم قصہ کمن باقیست
چنانکہ گداختہ ام من کہ غیر یاد تو نیست
دمن ہر انچہ در آتش پیرمن باقیست
بہرچہ ادا خداوند شام و لیکن
دروں دل ہوس طائف و یمن باقیست
فجل دست دشنام تو شدم ای جان
کہ بر زبان تو زبیں خیلہ یاد من باقیست

الغرض صاحب ترجمہ اپنے والد کی جگہ قاضی مامور ہوئے۔ ۱۳۰۵ھ ر ۱۷۹۰ء میں پچاس سال کی عمر میں خانی سے رخصت ہوئے۔ علوہ اللہ تعالیٰ ۔

(۴۰۹) سودی غلام محی الدین بکوی

سودی غلام محی الدین ابن حافظ اور حیات بن حافظ محمد شفاء بن حافظ محمد نور بکوی، عالم ہل، فاضل اہل، نقیبہ محدث اور جامع حالات سودی و معنوی تھے۔ بروز ۲۰ شمس ۱۲۰۳ھ ر ۱۸۹-۱۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن شریف حافظ حسن سے پڑھا۔ اس کے بعد رمضان المبارک کے مہینے میں ایک ایک پارہ روزانہ حفظ کیا اور تراویح میں پڑھا اس طرح ایک ماہ میں حافظ قرآن ہو گئے۔ پھر دوسرے علوم کی طرف متوجہ ہوئے، پڑوں کہ وہیں ذاتی تھے، ملک پنجاب میں کوئی ان کو تعلیم نہ دے سکا۔ بالآخر وہ اپنے چھوٹے بھائی سودی محمد الدین کے ہمراہ جن کی عمر ۸ سال کی تھی دہلی چلے گئے۔ عنائے دہلی سے علم معقول و منقول پڑھا۔ علم حدیث کی تحصیل مولوی محمد اسحاق کی خدمت میں کی۔ اس کے بعد مولانا شاہ عبدالعزیز سے علم حدیث کی سند حاصل کی۔ جب تحصیل علم سے فارغ ہو گئے تو، پھر پینے۔ اس مسجد میں تیس سال تک طلباء کی تدریس میں مشغول رہے، استرخاء کی بیماری کی وجہ سے، اپنے گاؤں بگا

متعلقہ مجیرا مضاف لاہور میں آئے۔ ۱۳ سال تک بیمار رہے، اس حالت میں بھی تدریس و تعلیم میں مشغول رہے۔ دو شبہ کی رات، ماہ شوال، ۱۳۷۳ھ / ۱۸۵۷ء میں وفات پائی۔ موضع بکا میں دفن ہوئے۔ درستیہ کارچہ رُف۔ ایک حاجی مولوی غلام محمد جو لاہور کی جامع مسجد میں امام ہیں۔ دوسرے مولوی عبدالعزیز جو مجیرا کی جامع مسجد کے امام ہیں۔ صلوات اللہ تعالیٰ۔ (۶۶)

(۳۱۰) حافظ سید غلام میر سندیلوی

حافظ سید غلام میر بن سید قلندر بخش بن مولوی عبداللہ بن سید زین العابدین، قدوم زادہ سندیل۔ مولوی حیدر علی سندیلوی، مولوی غلام اللہ لکھنوی اور مولوی عبدالواحد خیر آبادی سے تحصیل علم کی، کٹر نواحِ فلکات میں تاجرانہ زندگی بسر کرتے تھے، پھر سندیلہ واپس آئے اور طلبہ کی تدریس میں مشغول ہوئے۔ ۳۱ رجبی قعدہ ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۸ء میں فوت ہوئے۔ بقام امرہ (۱) واقع سندیلہ میں دفن ہوئے۔

(۳۱۱) مولوی غلام نجف خان حقانی سندیلوی

مولوی غلام نجف خاں ولد محمد شاہ بن حافظ عنایت اللہ حقانی، قصبہ سندیلہ کے شیوخ سے تھے، دشمن کثیر ادرس، قرآن اور حامل (حافظ) آیتے سریع التذات تھے کہ (۱) اکثر ۱۰ رمضان میں ایک رات میں قرآن کریم ختم کر دیتے تھے۔ ۱۲۱۵ھ / ۱۸۰۰ء میں انتقال ہوا۔

(۳۱۲) شیخ غلام نقشبند لکھنوی

شیخ غلام نقشبند، اس شیخ عطاء اللہ، یگانہ روزگار اور جامع شریعت و طریقت تھے وہ شیخ عطاء اللہ کے شاگرد میر محمد شفیع دہلوی کے شاگرد تھے، شیخ عطاء اللہ، شیخ میر محمد لکھنوی کے شاگرد تھے۔ لیکن شیخ غلام نقشبند نے فاضل فراغ شیخ میر محمد لکھنوی سے پڑھی جو ان سے باپ کے استاد تھے۔ تمام عمر طلباء کے درس و التذد میں بسر کروی اور ہمت سے مشہور فاضل ان کے سلیب تربیت میں منزلِ مراد تک پہنچے، اکثر علمائے ہندوستان کا سلسلہ اس تک پہنچتا ہے، شاہ عالم ابن مالگیر اور ملک زبیب بادشاہ نے جب

ان کے کمال کا شہرہ سنا تو ان کو طلب کیا، ان کا بہت اعزاز و اکرام فرمایا۔ ان کے ارشد مجدد میں سید عبدالخلیل بکری ہیں کہ جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ تفسیر ربیع قرآن مجید مع حاشیہ و قرآن کی چند سورتوں کی تفسیر فرقان الاولیاء و رسالہ لامعہ عرشہ و وحدۃ الوجود و شرح قصیدہ خزدجیہ وغیرہ ان کی مستند و مستبر تصانیف ہیں، یکم رجب ۱۲۶۶ھ / ۱۷۵۳ء میں اس جہان دہلی سے وداع کیا۔ اور لکھنؤ میں دفن ہوئے۔ نور اللہ مرقدہ۔ (۶۷) نور اللہ مرقدہ

(۳۱۳) مولوی غلام یحییٰ بہاری

مولوی غلام یحییٰ، نامودا سکس موضع ایڑ متصل نگر سرہ مضاف بہار سے ہے جو بہار سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر پٹنہ و بہار کے درمیان واقع ہے۔ والدین، مقبر اور اپنے عہد کے ممتاز عالم تھے، ہانت و منطق میں اپنے ہم عصر میں ممتاز تھے۔ اس کی تصنیفات میں حاشیہ میرزا بہت جو علمائے زمانہ میں مروج ہے۔ ۱۲۳۸ھ / ۱۶۱۵-۱۶ء میں انتقال ہوا اور بہار میں محمود شرف الدین قدس سرہ کی درگاہ کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ (۶۸)

(۳۱۴) میر غیاث الدین قزوینی

میر غیاث الدین قزوینی، ابن میر عبداللطیف قزوینی، جہاں الدین محمد اکبر بادشاہ کے عہد کے مشہور اور عمدہ ترین فاضل تھے۔ علم سیر، تاریخ، اسما الرجال اور محاضرات میں اللہ کی نشانیں میں سے ایک نشانی اور زمانہ کی برکتوں میں سے ایک برکت تھے، اس کی قوت حافظہ کا ثانی لوح محفوظ ہی کہا جاسکتا ہے۔ بادشاہ کی خدمت میں علم تاریخ اور تمام کتب نظم و نثر پڑھانے میں مشغول رہتے تھے۔ نقیب خاں کے خطاب سے ممتاز تھے۔

حرف الفاء

(۳۱۵) میر فتح اللہ اودھی

شروع میں دہلی کے نامور علماء میں سے تھے۔ جامع مسجد دہلی میں جو کہ منار شمس کے بیچے ہے مسند درس و تدریس کو ریاست بخشی۔ سخر میں شیخ صدر الدین حکیم کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اس سلسلہ کے سلوک میں مشغول ہو گئے، کہتے ہیں کہ بہت دیر میں کبھی لیکن کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔ انھوں نے اس کی شکایت اپنے چیر سے کی، پھر نے کہا کہ درس منقطع کرو اور کتابیں اپنی ملکیت سے خارج کرو، انھوں نے ایسا ہی کیا، مگر تھوڑی سی کتابیں جو نہایت نفیس اور اعلیٰ تھیں ان کو اپنے پاس حفاظت سے رکھا، ابھی باب معرفت نہ کھرا تھا کہ بقیہ کتابوں کو بھی اپنے پاس سے جدا کر دیا، انھوں نے ان کو دیکھا کہ دریا کے کنارے بیٹھے (کتابوں کے) اجڑا دھر رہے ہیں، انھوں سے تسلی جاری ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا قلب غیر اللہ سے پاک ہو گیا۔ اور اس کے بدلے میں علم باطن مل گیا۔ شیخ قاسم ودھی دہلی میں اس کے مریدوں میں تھے۔ ان کا ایک رسالہ آداب السالکین کے نام سے ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱۶) میر فتح اللہ شیرازی

میر فتح اللہ شیرازی، شیعہ مذہب سادات شیراز اور اپنے زمانہ کے مشہور عالموں میں تھے، جمیع علوم عقلی و نقلی، حکمت، ہیئت، ہندسہ، نجوم، رمل، حساب، طبقات، غیرت اور جراثیم، اچھی طرح جانتے تھے۔ رصہ ہندی کی قنایت بھی رکھتے تھے۔ عربی، دب، حدیث، تفسیر میں بھی مساویانہ حیثیت رکھتے تھے، غیث الکلاء کے شاعر تھے۔ اس کی دو چھٹی تصانیف ہیں۔ میر موصوف اگرچہ مجلس میں بہت خلیق، متواضع اور نیک نفس تھے لیکن جب درس دیتے تھے تو شکرگوں کے متعلق غش، گندے اور رکیک الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ استعمال نہیں کرتے تھے۔ اس لیے کم لوگ ان کے درس میں جاتے تھے، ان کا کوئی شاگرد رشید نہ ہوا۔ چند سال دکن کے

حاکم جلال خان کے پاس رہے۔ ۹۹۰ھ ر ۱۵۸۲ء میں اکبر بادشاہ کی مازمت میں آئے، عند الملک خطاب پایا۔ کشمیر میں ۹۹۷ھ ر ۱۵۸۸ء میں فوت ہوئے اور تحت سلیمان میں دفن ہوئے۔ ان کی مصنفات سے ایک چکی تھی جو خود حرکت کرتی تھی اور سنا جیتی تھی اور ایک آنکھ تھا جس میں دور و نزدیک سے عجیب و غریب شکلیں دکھائی دیتی تھیں اور ایک بندوق تھی جو ایک ہی گردش میں بارہ آوازیں دیتی تھی۔ (نما)

(۳۱۷) بابا فتح محمد برہان پوری

بابا فتح محمد برہان پوری، عالم علوم عقیدہ و فطریہ، محدث، عارف باللہ، برہان پور میں درس دیتے تھے، علوم فقہ، حدیث اور تفسیر اپنے والد مولانا عین محمد شاہ محمد حسینی جند اللہ برہان پوری (۲) سے حاصل کیے، ان کے والد شیخ محمد قاسم سندھی رئیس الحمدین کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کا مزار کہ مظہر میں ہے۔

(۳۱۸) مولوی فخر الدین زراوی

مولوی فخر الدین زراوی، جامع علوم اور فنی برہان تھے۔ دہلی امور میں نہایت چنگلی اور بڑی عظمت کے مالک تھے۔ شروع میں مولانا فخر الدین ہانسوی سے دہلی میں پڑھتے تھے۔ خوش طبع، خشن، سخی اور فصاحت کے لیے اہل شہر میں ممتاز تھے، بالآخر سلطان المشرع حضرت نظام الدین دلیا، قدس سرہ کے مرید و خلیفہ ہو کر (۱) تعلیم کا کام چھوڑ دیا اور درویشوں کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ زیادہ تر سفر میں رہتے تھے اور جنگلوں میں خدا کی عبادت کرتے تھے، ہمیشہ روزہ رکھتے۔ جس زمانہ میں محمد تعلق، بادشاہ دہلی نے دہلی کے باشندوں کو دیو گیر بھیجا تو یہ بھی گئے اور وہاں سے خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے پیسے گئے۔ پھر بغداد پہنچے، علم حدیث میں درجہ حاصل کیا، جب واپس لوٹے تو جہاز ڈوب گیا اور مولانا نے درجہ شہادت پایا۔ علم صرف میں ان کی ایک کتاب مشہور ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ (۲)

(۳۱۹) مولانا فخر الدین احمد الہ آبادی

مولانا فخر الدین احمد، شاہ رفیع الزماں الہ آبادی کی اولاد امجد سے تھے، الہ آبادی

کے بارہ دائروں میں سے ایک دائرہ محلہ بھٹی پور کے نام سے مشہور ہے، شہر الہ آباد کے شہداء میں سے تھے، لکھنؤ میں (۴۴) عمر ۵۸ سال (۱) مفتی محمد یوسف، مفتی محمد ابراہیم، مفتی محمد امجد علی حسین، محمد محدث لکھنؤ، فرنگی محلہ درخشاں شیر محمد ولد بھٹی سے علوم مراد کی تحصیل کی۔ فراغ علمی کے بعد سپہ وطن آمد، وہیں وئے اور اپنے خاندان کے دستور کے مطابق سند ارشاد کو منجھلا اور بیت اللہ الحرام کے حج سے مشرف ہوئے۔ اس کے علاوہ طلباء کو درس دیتے اور مریضوں کا علاج کرتے، مذاقت اور معالجہ کی شہرت کی وجہ سے ان کا لقب شیخ یا شاہ ہو گیا اور ان کے اکثر علماء طریقت میں اور شاکر و مولود میں مان کر لی۔ ۹۰۔۔۔ شاہ ۵۰ ویں مسیح بدین احمد خلیفہ، حیدر، موصوف بدرا، مفتی محمد بدرا، مسیح (۳) صاحب احمد، شاہ، اور ان کے بیٹے، مفتی عبد الغنی وغیرہ۔ ان کے صاحبان سے رسالہ تفریح البدعہ، دلائل، مفاد اللہ عن تکیف الفرق، الرفیع، رسالہ بشیر و نذیر و رسالہ مولد شریف و رسالہ مناسک حج و رسالہ ارات الشوب و دہم، نجوم، تنبیہ، لایان اور فتویٰ حوالہ اہل حق مشہور ہیں۔ یہ کریم "کن من عبھا فان" (۲) کے مصنف ہیں، ہمسایہ میں ۲۳ رجب الثانی بروز جمعہ ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۵ء میں دارالافتاء، دار بقا کی طرف رحلت کی۔ اور محلہ بھٹی پور الہ آباد میں دفن ہوئے۔ علیہ الرحمۃ الغفران۔

(۴۲۰) فرید واحد العین

فرید واحد العین، شاہ میر سمانہ کے شاکروں میں تھے، ان کے متعلق کئی باتیں ہیں کہ اگرچہ انہیں علم زیادہ نہ کیا تھا لیکن ہر کتاب سے (۱) مثال سند اور اقیق و غامض بحث کو دیکھ کر ہر فتویٰ (۲) ان سے پوچھی جاتی تھی۔ ان (۳) پر قلم و ادب سے ترکیب دیتے تھے اور حل کردیتے تھے مگر جیسی کہ تحریر کی قوت نہ دیکھتے تھے دیکھی تقریر کرنے کی یا جو خود تحریر کرتے تھے اسے پڑھنے کی قوت نہ رکھتے تھے (۴)

(۴۲۱) مولوی فرید الدین احمد

مولوی فرید الدین احمد، بن سید محمد راجی بن مولوی سید یاد علی مشہدی کڑوی

نہایت دین و دکی تھے۔ شروع میں مولانا محمد سلامت اللہ کشنی کان پوری اور دیگر علماء وقت کی خدمت میں علوم مروجہ کی تحصیل کی اور پھر قوانین انگریزی کی طرف متوجہ ہوئے قانون والی اور معاملات قسمی میں مشارائہ (مولوی فرید الدین) اپنے ساتھیوں میں حکام والا شان کی عنایات سے سرفراز ہوئے، کچھ دنوں ہائی کورٹ میں وکیل رہے اس کے بعد سب حج مقرر ہوئے، حق یہ ہے کہ اگر تحصیل علوم کے بعد خدمت علم میں کمر باندھتے تو ملا حسن سالوی اور ملا غلام بکشی سے کم نہ ہوتے اس حالت میں بھی جو متاع و اسباب ان کو حاصل ہوا وہ ان سے ہم چشموں کو کم حاصل ہو گیا۔ اس سے ۱۲۰۶ھ امرامہ واقیہ وری ان ۵ دستور ہے۔ بعد انکسنت قیصر ہند کی جہلی کے موقع پر خطاب خان بہادر حاصل کیا۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۴۲۲) مولوی فضل امام خیر آبادی

مولوی فضل امام خیر آبادی، شیخ داروقی، مولوی سید عبدالعزیز، شاہ فی سدا کی شاکر و رشید تھے، اہل میں صدر صدر کے عمدہ پڑھائی سرکاری طرف سے ممتاز تھے، میرزاہد رسالہ (۱) اور میرزاہد عابدین، تسمیلی حواشی سے ہیں، علوم عقیدہ میں نہایت شہرت رکھتے تھے، تہذیب کے جس میں داری قواعد ہیں، یک میں اور جوار لکھنؤ کے کچھ علماء کا ذکر ہے، تحریر کیا، مبتدیوں کے لیے بہت مفید ہے ۵ رازی قعدہ ۱۳۳۳ھ ۱۸۲۸ھ کو دہلی اہل کو لیک کما اور جنت الفردوس کی راہ کی۔ (۲)

(۴۲۳) مولوی فضل اللہ سندیلوی

مولوی فضل اللہ سندیلوی ابن سید (۱) شاہ غلام عطاء الدین، سندیلہ کے مخدوم زاوے تھے۔ شروع میں مولوی زین العابدین سندیلوی سے تحصیل علم کی اور تحصیل گواہیوں وہاں کے علمائے وقت سے کی۔ اپنے والد کے مرید و سجادہ نشین تھے، عابدین کے ارشاد و ہدایت میں مشغول رہے، پڑھیں صدی کے آخر میں فوت ہوئے۔ قصبہ سندیلہ میں کریم باغ کے مقبرہ میں اپنے والد کے روحہ کے اندر دفن ہوئے۔

(۳۲۳) مولوی قیصر اللہ سندیلوی

مولوی قیصر اللہ سندیلوی بن سید (۱) صبح اللہ بن سید (۲) غلام علاء الدین قیصر سندیل کے مخدوم زادے تھے۔ ۱۲۰۳ھ ر ۹۸۸-۹۸۹ء میں پیدا ہوئے۔ مولوی احمد بخش سندیلوی، مولوی ہادی ساکن دیو، مولوی خدام حسین بنگالی، مولوی اسلم بنگالی، مولوی نور الحق کھنوی، مولوی محمد حیدر فرنگی علی کھنوی، مولوی سراج الحق فرنگی علی کھنوی، معنی محمد ناصر فرنگی علی اور مولوی محمد ناصر ساکن کھنڈی سے تحصیل علم کی۔ اپنے والد ماجد کے مرید (۳) تھے۔ بیش از ۱۰۰ بیت تھے اور وعظ فرماتے تھے۔ ۲۲ صفر ۱۲۵۹ھ ر ۸۳۳ء میں وفات پائی۔ مخدوم صاحب فی مسجد کے محفل میں قیصر سندیلہ میں دفن ہوئے۔

(۳۲۵) شاہ فضل اللہ برہان پوری

شاہ قیصر اللہ برہان پوری نائب رسوں بندہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لقب سے مشہور تھے ان کی اصل زبان پور سے تھی برہان پور میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں توطن اختیار کر لیا۔ ایک مدرسہ بنیاد رکھی، ہمیشہ فقہ، تفسیر، حدیث اور تصوف کے درس میں مشغول رہتے تھے مدرسے اور طلباء کے مصارف بادشاہ وقت خود دیتا تھا۔ ان کی وفات ۱۰۲۵ھ ر ۸۹۶ء میں برہان پور میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

(۳۲۶) مولانا فضل الرحمن

مولانا فضل الرحمن کے وصف حمیدہ اور خصائص پسندیدہ ایسے نہیں ہیں کہ زبان بریدہ قلم بنیاد ٹانڈ پر سب میں سے تھوڑے۔ بھی لکھ سکے اور انسان ضعیف، بے بس کی کیا مجال ہے کہ ان کا عشر عشر بھی بیان کر سکے۔

لاہور کے اوصاف المنطوقی خصائص

وان یک سابقاً فی کل موصفا

مختصر یہ کہ ان کے والد ماجد مولانا اللہ بن محمد فیض قیصر مائتات ضلع اٹارہ (اودھ) کے قدیم باشندے تھے۔ وہ مخدوم شیخ محمد مائتات مسیح اللہ شمس کی اولاد سے

تھے حضرت نے قیصر تاج مراد آباد میں جو ضلع اٹارہ میں مائتات سے تھیں کوس کے ماصلہ پر ہے سکوت اختیار فرمائی اور ان کی بعض اولاد اب بھی مائتات میں سکونت پذیر ہے۔ حضرت موصوف الاقطاب (مولانا فضل الرحمن) ۱۳۰۸ھ ر ۱۷۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ چنانچہ فضل الرحمن (۱) (ظہیر اللہ) نام درغف بدیم) ان کا تاریخی نام ہے اس صلب سے محمد شریف ۱۳۰۵ھ ر ۱۸۸۷ء تک کہ اس مجموعہ (تذکرہ علماء ہند) کی تالیف کا زمانہ ہے ۷۷ سال ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی طویل زندگی سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے انھوں نے درسی مروجہ علوم کی تحصیل اپنے زمانے کے مشہور ترین اساتذہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، مراد حسن علی کبیر محدث کھنوی اور مولوی محمد اسحاق دہلوی سے کی۔ زہد و اتقا اور اتباع اللہ و حدیث ان کا دستور و طریق ہے۔ مرید و حلیف حضرت شاہ محمد تھانی دہلوی اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ سرہ کے ہیں۔ چنانچہ کہ تھانوی مشہور ہی سے طریقت اشغال باطن کی طرف متوجہ تھی اس لیے تدریس و تصنیف کا علاقہ نہ ہو شروع میں تدریس و وعظ بھی فرماتے تھے اب ہمسائی صنف کی وجہ سے جو اس امر کا فائدہ بہت وہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ پھر بھی اس زمانہ میں مخلوق ان کی طرف رجوع کرتی ہے چھوٹے بڑے، مالدار و محفل، مشہور و غیر مشہور نزدیک و دور سے آتے ہیں اور بیعت سے سرفراز ہوتے ہیں انعام اللہ فیصلہ علی ونوس المسترشدين۔ موفت اوراق، ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ ر ۱۸۸۳ء میں اپنے وطن مالوف سے ملاقات کی غرض سے ان پر تکمیل وہاں معلوم ہوا کہ اٹارہ سے مراد آباد تک بارش کی وجہ سے سخت طغیانی ہے، گاڑی اور پاکی وغیرہ کی سواری کا عبور کرنا سخت دشوار ہے اس لیے یہ مشہور شعر پڑھ کر دیواں واپس آگیا۔

تمی بوستان قسمت را چہ سودا از رہبر کامل

کہ خضر از آب حیوان نقشہ می آورد سکندر را (۱۵۱)

(۳۲۷) مولوی فضل رسول بدایونی

مولوی فضل رسول بدایونی بن مولوی شاہ عبدالحمید قدس سرہ ماہ صفر ۱۳۱۳ھ ر ۱۷۹۸ء میں پیدا ہوئے ان کا تاریخی نام ظہور محمد ہے۔ مروجہ درسی کتابوں کی

ہوئے، اپنے والد مولوی فضل امام کے شاگرد تھے۔ حدیث مولانا عبدالقادر دہلوی سے پڑھی۔ قرآن مجید چار ماہ میں حفظ فرمایا۔ تیرہ سال کی عمر میں درجہ تفسیل ہو گئے۔ شاہ وحرمن دہلوی کے محد تھے۔ علوم منطق، حکمت، فلسفہ، ادب، کلام، اصول اور شاعری میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز اور اعلیٰ تہذیب رکھتے تھے، اس کا قدم چار ہزار اشعار سے زیادہ پر مشتمل ہوگا۔ اور دار کے شہروں سے طباء آتے اور اس سے مستفید ہوتے۔ ۱۲۶۳ھ ر ۱۸۴۸ء میں، میں میں خدمت میں لکھنؤ حاضر ہوا تو میں حق پئے اور شطرنج کھیل کی حالت میں ایک طالب علم کو اوراق زمین کا سبق دے رہے تھے اور کتاب کے مطالب و بات فہمی کے ساتھ طالب علم سے اہل تفسیر کر رہے تھے۔ اس کی علی تصدیقات ہیں، انگریزوں نے اس کو قید بند (۱۸۵۷ء) کے زمانہ میں قید کر کے میری درنگوں میں ۱۳ صفر ۱۲۸۸ھ ر ۱۸۷۱ء میں فوت ہوئے۔ (۱۲۶)

تصانیف:-

الحسن الغالی فی شرح اجابہ اعدی، حاشیہ شرح مسلم قاضی مبارک، حاشیہ افق المسیر، حاشیہ تفسیر، اشعار ابدیت السعیدہ، در حکمت طبعی، رسالہ تحقیق، بصیرت و المعصوم، الروض، مہدوی تحقیق، معیت لود، رسالہ تحقیق، رسالہ تحقیق علی طبعی، (رسالہ) تنہیک، روایات، تاریخ ہندوستان، اس کے حلقہ رشید مولوی عبدالحق میں جو اپنے والد سے کہات کا تہیت ہیں۔ رام پور کی ریاست سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۳۲۹) شیخ فزیل کالپوی

شیخ فزیل کالپوی، شیخ باں داصل کالپوی کے بڑے بیٹے تھے، عربی ادب میں کامل دستکار رکھتے تھے، عربی قواعد بڑی فصاحت سے لکھتے تھے، یہ مطلع ان کے قصیدہ کا ہے جو انھوں نے معین الدین غفرانی کے جواب میں لکھا ہے۔

یا جمیل الوجہ وجہی عن قدام الحال حال

راح روحی بالوی والدیع کالسیال سال

تفصیل و جمیل مولوی نور الحق فرنگی علی خلیف مولانا انوار الحق شاگرد ملک العلماء بزمعلوم ملا عبدالحی سے کی۔ قلعہ راولی میں خدمت شاہ عبدالحق لدس مرہ کے حجاز کے سامنے اکابر علمائے وقت مثلاً مولوی عبدالوہاب، مولوی عبدالواحد خیر آبادی (پڑا)، مولوی قلمبر تہ فرنگی علی وغیرہ نے رسم رستہ بندی اور فہمی، علم طب، خیمہ بر علی خلیف مولوی، علم حدیث و تفسیر شیخ، لکھ حد ہد سراج اور شیخ حد ہدنی اور علم تصوف اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ کادریہ و چشتیہ سلسلہ میں بیعت و خلافت اپنے والد ماجد سے پائی، پندرہ مرتب شریک کے درج و زیارت سے شرف ہوئے۔ ایک بار دہلی سے احرام باندھ کر بمبئی تک پیس گئے وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر جدہ پہنچے، اور جدہ سے بحیرہ پیس چل کر مدینہ (مسورہ) پہنچے، اسی طرح حال حد ہد در رات کے ساتھ بغداد شریف کے۔ بغداد شمس در کادریہ و سر۔ سندھ شمس سید علی سے خود اجارت خاص مرحمت فرمائی، عرس پیش تقویٰ و عبادت و تہذیب اور تدریس میں مشغول رہتے (تھے)۔ وہاں کی بیخ کی میں بہت کوشش کرتے تھے۔ بہت سے مشہور علماء و فضلاء نے ان کے سایہ تربیت میں نشوونما پائی، ان میں مولوی فیض احمد بدایونی، مولوی سخاوت علی جون پوری، مفتی احمد اللہ آبادی، مولوی شاہ احمد سعید رام پوری اور مولوی عیادت رس جی، کوئی ہیں۔ ۳ جمادی ثانی ۱۲۸۹ھ ر ۱۸۷۲ء و درج شد۔ بہت نماز ظہر ۷۷ (۳) سال کی عمر میں جہان فانی سے رخصت ہوئے اور بدایوں میں دفن ہوئے۔ ہر اللہ مصعب، مولوی عبد اللہ (سنہلی) مرد نادان سے اس کی تاریخ انتقال فقہ "الناظر الرسول" سے نکالی ہے۔ (۱۲۶)

تصانیف مشہورہ:-

بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، منقہ منقہ، سیف الجبار، فوز المؤمنین، تفسیر الحق، احقاق الحق، شرح فہم، حکم، رسالہ طریقت، حاشیہ میر رب، حاشیہ مد جہاں، طب اغریب اور متفرق مسائل میں دیگر رسائل بر مسائل متفرقہ۔

(۳۲۸) مولوی فضل حق خیر آبادی

مولوی فضل حق خیر آبادی، عمری، حق، تاریخی، چشتی ۱۲۸۳ھ ر ۱۸۷۷ء میں پیدا

قدس سرہ) تھے ان میں اکثر فساد ہند (۱۸۵۷ء) میں تلف ہو گئیں۔ ۱۲۷۳ھ ر
۱۸۵۷ء کے قریب انھوں نے رحلت فرمائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳۲) ملا فیروز کشمیری

ملا فیروز کشمیری 'سچائی کے نام سے مشہور تھے' بابا فونی کہائی کے والد تھے 'عام
جوانی میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے' ہندوستان واپس آئے اور
بدایوں میں تحصیل علم میں کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر قسمت کی یادری سے
حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی ان سے علم کی درخواست کی انھوں نے ان
کو علوم کی تعلیم دی۔ صاحب ترجمہ (ملا فیروز) فقہ حدیث اور تفسیر وغیرہ میں اپنے ہم
عصروں میں قائم ہوئے 'کشمیر میں صدہ قہ پر سرفراز ہوئے۔ میر حمزہ کشمیری کے مرید
تھے۔ جنس شاہ والی کشمیر کے زمانہ میں ۹۷۳ھ ر ۱۵۶۵ء میں ستر سال کی عمر میں
شیعوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ شیخ یعقوب صہبانی نے ان کے نقال کی تاریخ یوں
کہی ہے۔

تاریخ شہادت ملا فیروز کشمیری

از شیخ یعقوب صہبانی

از ہے تاریخ در دین امید
مکتبہ "شہر" ر بر دین ملا شہید

۱۔ بیٹوں میں، محمد، محمد، محمد، صاحب تالیف تھے۔ حاشیہ توفی شرح
تفسیر شریف انھوں نے حاشیہ لکھی ہیں۔

اور ططراتی کے قصیدہ کا مطلع یہ ہے۔

یاحسبی البک قد بلبلت بالبلبل بال
بالوی زلزلت قلبی لہو بالزلزل زل

شیخ نقیل موسوف نے عربی شہر نظم کی توفیق حاشیہ فیض کی تفسیر پر لکھی ہے۔
ان کے کمال پر دلالت کرتی ہے۔

(۳۳۰) مولوی فقیر محمد جملی

مولوی فقیر محمد جملی 'بن حافظ محمد سعادت' موضع چتن کے رہنے والے تھے جو
شہر جہلم سے دو میل مغرب کی جانب ہے۔ بھارت کے دن ۱۳۶۰ھ ر ۱۸۴۳ء میں پیدا
ہوئے 'رسمی و مروجہ علوم کی تحصیل میں قلب مدین ساکن تالیف والد 'میاں غلام
محمد ساکن موضع جہادہ در مولوی نور محمد ساکن کہائی کوٹلی وغیرہ ملائے وقت فی خدمت
میں کی رفتہ رفتہ مولوی مفتی صدر الدین خاں صدر الصدور دہلی کے تلامذہ میں مشہک
ہوئے 'تھوڑے ہی زمانہ میں فارغ تحصیل ہو گئے اور اپنے وطن ہونہ کو واپس
آگئے۔ مذہب شکاری کے رد میں بہت کوشش کی 'فی الحال مبلغ سراج المطابع حلم کے
مالک و مہل ہیں 'ترجمہ تصدیق المسیح' حاشیہ صیانتہ الانسان من وسوسۃ الشیطان'
حدائق العلیہ (تذکرہ مثلی علماء) زیدۃ الاولیٰ فی ترجیح القرآن علی اذنامہ اور رسالہ
آفتاب محمدی ان کی تصانیف ہیں۔

(۳۳۱)

(۳۳۱) مولوی فیض احمد بدایونی

مولوی فیض احمد بدایونی 'بن حافظ غلام محمد بن مولوی غلام الدین بن مولانا محمد
علی بدایونی' ت کی پیدائش قریب ۱۳۲۳ھ ر ۱۸۰۸ء میں ہوئی۔ جملہ علوم عقلی و نقلی
اپنے ماموں مولوی شاہ فضل رس بدایونی سے بہت تحقیق و تدقیق کے ساتھ حاصل
کئے 'اپنے نانا مولانا شاہ عبدالحمید کے مرید تھے۔ ان کے کمالات علمیہ اور خدمات قدسیہ
کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے۔ ان کی تصنیفات سے حاشیہ صدر 'تواشی
فصوص (۱) ذرا لی اور تین دیو ر علی 'فارسی اور اردو در مناقب حضرت غوث اعظم

۱۔ سکر سندھ میں ایک شہر کا نام ہے۔

(۳۳۵) ملا قاسم کاشی

علم تفسیر، فہم کلام اور تصوف میں ان کو خوب مہارت حاصل تھی ان کی ہم
دستی میں بھی ایک تصنیف ہے، اگرچہ مشائخ مقتدین اور مولانا جامی قدس سرہ
اسی (مد) وغیرہ کا رہا۔ یہ مکر تمام عمر الحاد و زندہ میں بسر کر دی۔ اس وارنگل اور
آرادی سے یادوں بدل و ایثار خوب کرتے تھے۔ شاعری میں ان کا وہ ان مشہور ہے۔
ہوشت سعدی سے جو کہ میں کل لکھا نام ایک مشہور قافیہ بتدوین نامی ہے اس کا
مطلع یہ ہے۔

جہاں آفرین را بجان آفرین
بجان آفرین صد جان آفرین

ہاویوں کے زمانہ سے اکبر کے زمانہ تک زندہ تھے۔ ان کے انتقال کی تاریخ معلوم
نہ ہو سکی۔ (۱۶۸۵)

(۳۳۶) سید قطب الدین محمد حسنی الکثرودی

سید قطب الدین محمد ابن سید رشید الدین احمد الغزلی، ان کے والد کا سلسلہ
نسب امام حسن بن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ وہ عالم تجر و قیہ
نعمت صاحب ولایت اور مجاہد فی (۱) سبیل اللہ تھے۔ ۵۸۱ھ ر ۶۱۸۵ھ میں پیدا
ہوئے۔ سلطان قطب الدین التمش کے زمانہ میں غزلی سے دہلی آئے اور وہاں سے
مکر موع کرا میں سکونت پذیر ہو گئے۔ آرا قصبہ سہو کے قریب نصف میل کے فاصلہ
پر واقع ہے جو کرا سلاط کے نام سے مشہور ہے وہاں سے غزنا اور جہاد کی نیت سے
مقام کرا روٹن، فروز ہوئے جو مانگ پور کے مقابل گنگا کے کنارے واقع ہے۔ راجہ
بجے چند سے غزنا فرمایا اور غالب آئے۔ ۶۱ سال کی عمر میں مقام کرا میں ۳ رمضان
۶۷۷ھ ر ۶۷۸ھ میں رحلت فرمائی۔ تین بیٹے سید نظام الدین، سید قوام الدین مقیم
دہلی، اور سید تاج الدین قاضی بدایوں یادگار چھوڑے۔ سید موصوف علیہ الرحمہ کی

حرف القاف

(۳۳۳) قاضی خاں ظفر آبادی

اس کا نام یوسف، وطن ظفر آباد، شیخ حسن بن طاہر جون پوری کے مرید و خلیفہ
تھے۔ علوم ظہر و باطن کے جامع و نہایت قناعت پسند تھے۔ نصیر الدین محمد ہمایوں شاہ
نے ہر چند ان سے نذر قبول کرنے کی درخواست کی سبیل انھوں نے قبول نہیں کی
اور کہا۔

از خدا طوام و از غیر غوام بخدا
کہ نیم بندہ غیر و نہ خدائے دگر است

جب معافی کا فرمان ان کے بڑے بیٹے شیخ عبداللہ کے پاس لے گئے تو انھوں نے
بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ بیٹے کو باپ کی متابعت کرنی چاہیے۔ قاضی خاں کی وفات ۱۵
ر صفر ۹۷۷ھ ر ۱۵۳۳ھ کو ہوئی ان کا مزار ظفر آباد سوات جون پور میں ہے (۱۶۸۵)

(۳۳۴) قاضی قاضی، سکری (۱)

قاضی قاضی، سکری، ابن قاضی شاہ ابوسعید بن قاضی زین الدین، سکری، اپنے
زمانہ کے علماء میں مختلف فصائل کے اعتبار سے ممتاز تھے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ علم
قرت بہت اچھی طرح سیکھا تھا، فقہ، تفسیر، حدیث، تصوف اور عربی ادب میں بہت
مہارت رکھتے تھے، یہ سلوک میں بہت ریاضتیں کی تھیں۔ زیارت حرمین شریفین سے
مشرّف ہوئے سیر و سفر بہت کیا اور سفر میں سید محمد جوں پوری مدعی مہدویت کے گروہ
میں شامل ہو گئے۔ لہذا علمائے وقت ان پر طعن کرتے تھے۔ شاہ حسن (ارغون) حاکم
سندھ کی طرف سے موروثی جگہ بلکھ کے قاضی ہوئے۔ بڑھاپے میں اس عہدہ سے
مستعفی ہو گئے اور اپنے بھائی قاضی نصر اللہ کے سپرد کر دیا۔ ۹۵۸ھ ر ۱۵۵۱ھ میں انتقال

اولاد کز، نصیر آباد، رودن، کوندھس پٹی، اجھوا، رسول پور، کرون، منعم آباد، رائی پور، گویا، کٹی، جیر، دلی، بدویں اور سہو وغیرہ میں سکنت رکھتی ہے اور یہ لوگ سادات قصبہ کے لقب سے مشہور ہیں۔

۳۳۷) ملا قطب الدین شہید سالوی

نصاری شیخ ہیں۔ نواب سیدنا ایوب نصاری رسی اندھ مصلحتی رسول اندھ مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ ان کے ایک برہمگ مدہ طیبہ سے ہرات آئے۔ ان کی اولاد انچہ میں مشہور معروف خواجہ عبد اللہ نصاری ہرات میں دفن ہیں۔ وہ سہو صوبہ کی اولاد سے شیخ علاء الدین انصاری ہندوستان میں آئے۔ مضافات دہلی میں سکنت پدہ ہو گئے اور وہیں ولادت پائی۔ علاء الدین کی اولاد میں سے ملا قطب الدین نے قصر سہلی (اودھ) میں سکنت اختیار کی، ان کا سلسلہ ملا قطب الدین شہید سے تھیں پشت میں جا کر ملتا ہے۔ صاحب زحمہ (ملا قطب الدین) استادہ کے نام علاء کے قاعدہ علوم عقلی کے معدن اور فنون نقلی کے غزیر تھے۔ دانیال چوری (شاگرد عبد السلام ساکن دیود) اور قاضی گھدی (شاگرد شیخ حبیب اللہ تہودی) سے تفصیل علم کی۔ تمام عمر تدوین و تعلیم میں مشغول رہے۔ لکھنؤ کے قرب و حور میں ملکی ریاست کے صدر نشین تھے، کٹر علماء ہند و مسلمان پر متنی ہوتا ہے، قصبہ سہلی میں شہلی اور نصاری شیوخ کے دو قبیلے مقیم و قابض تھے۔ دونوں فریقوں میں زمین داری کی شرکت و وجہ سے سو روٹی نزاع رہتا تھا۔ ۱۲۰۳ھ میں شیوخ عثمانی سے رات کے وقت ملا قطب الدین انصاری کے مکان پر هجوم کر کے ان کو جان سے مار ڈالا اور ان کے مکان کو جلا دیا۔ ان کی تصنیف شرح عقائد دوانی کا حاشیہ بھی سی سنگامہ میں تکلف ہو گیا، کتاب کتب و کتب کی تصنیف ہے۔ انھوں نے چار فرزند یادگار چھوڑے، ان چاروں کی اولاد اس کتاب کی تالیف کے وقت تک (۱۳۰۸ھ تا ۱۸۹۰ء) فرنگی محل، لکھنؤ اور اضلاع بنارس اور مرزا پور میں موجود ہے، ایضاً اللہ۔ ان کے تمام بیٹوں کی اولاد صاحب علم و عمل ہوئی ہے، بقول

ابن خاندہ تمام آفتاب است

تو ہندوستان میں ملائے شہید کے خاندان کے سوا کوئی خاندان کہ جس میں علم و دینی باطن جد رہا ہو نہیں پایا جاتا۔ ان کی اولاد امجاد میں سے کچھ لوگوں کا حال جو علم کثرت درس اور تصانیف میں شہو آفاق تھے، ان اوراق میں لکھا جائے گا۔

سہلی :- لکھنؤ کے قریب ایک قصبہ ہے۔

چوراس :- صوبہ اودھ میں ایک قصبہ ہے۔ فرنگی محل :- صوبہ اودھ سے دارالحکومت ایدھ :- صوبہ اودھ میں ایک قصبہ ہے۔ فرنگی محل :- صوبہ اودھ سے دارالحکومت شہر لکھنؤ کا اب ایک محلہ ہے۔ پسے یہ ایک قطعہ زمین تھا جس میں فرنگستان کا ایک آجر رہتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ مکان فرنگی محل کے نام سے مشہور ہو گیا۔ چوں کہ فرنگی ہاجر کے کوئی اولاد تھی۔ اس سے اقتدار کے بعد وہ محلہ نژاد شہلی میں آئی۔ شہید کے قتل سے بعد ان اولاد کے قیام کی بجائے وہ جگہ معانی میں مل گئی، اب بھی ان کی اولاد وہیں مقیم ہے اور وہ مقام فرنگی محل کے نام سے مشہور ہے۔ (۱۵)

۳۳۸) مولوی قطب الدین شمس آبادی

ان کی اصل اشٹمی کے سادات سے ہے وہاں سے شمس آباد آکر مقیم ہو گئے۔ اپنے زمانہ کے نامور عالم تھے۔ اپنے آپ علم کے منار سے اکتساب علم کیا اس کے بعد ملا قطب الدین سالوی نے سند تلامذہ میں داخل ہوئے اور فراغ علمی حاصل کیا۔ تمام عمر شمس آباد میں مسند افتادہ درس پر متکفل رہے اور ستر سال کی عمر میں ۱۲۱۱ھ ر ۱۲۰۹ء میں فوت ہوئے۔ نور اللہ مرقدہ۔

اشٹمی لکھنؤ کے قصبات میں سے ایک قصبہ ہے اور شمس آباد قنوج کے مضافات میں ایک قصبہ ہے۔

۳۳۹) نواب قطب الدین خاں بہادر

نواب قطب الدین خاں بہادر، محدث دہلوی (۱) ۱۲۱۹ھ ر ۵-۱۸۰۳ء میں پیدا

ہوئے۔ قیصر 'محدث' (مفسر ۲) اور شرک و بدعت کا رد کرنے والے تھے 'علوم دہلیہ' خصوصاً حدیث اور س کے صوں مولوی محمد اسحاق دہلوی سے حاصل کئے اور علامے حرمین شریفین سے بھی فیض پایا۔ ۱۲۷۹ھ ر ۳-۶۸۸۳ میں مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ (☆)

تصانیف :-

مظاہر حق ترجمہ و شرح اردو مشکوٰۃ 'جامع التعلیہ' ظفر جلیل ترجمہ حص حصین 'مظہر جمیل' 'جمع الخیر' جامع احسنات 'خلاصہ جامع صغیر' ہادی الناصرین 'فقد سلطان' 'مدد بجاہر' تلخیص مسنونہ 'تحدہ لرحمن' ادبہ امی لاج داریں 'تور الحق' توفیر الحق 'تفہیم العرب و العجم' 'کلام العبدین' 'رسالہ مناسک' 'غرات المصالح' 'قزار جنت' 'تنبیہ النساء' 'حقیقت ایمان' 'مراد العباد' 'تذکرۃ الصیام' 'تذکرۃ الربا و غیرہ۔

(۴۴۰) مولوی قطب الدین ساکن رائے بریلی

مولوی قطب الدین 'بن سید محمد و شیخ بن سید محمد صابر بن سید آیت اللہ بن سید شاہ علم اللہ قدس اللہ سرہم اپنے زمانہ کے بڑے عالم 'شرع کے پابند اور دین دار تھے۔ درسی کتابیں لکھنے کے فضلاء سے پڑھیں 'حدیث' 'تفسیر' اور دوسرے دینی علوم شاہ عبدالعزیز دہلوی اور ان کے بھائی شاہ عبدالقادر مصنف موضع القربا سے پڑھے اور سند حاصل کی 'ان علوم میں کامل دستگاہ حاصل فرمائی۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں بھانف و معارف حاصل کیے اور تحصیل و تکمیل کے بعد وطن واپس ہوئے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ تدریس و بیعت و طالبان مولوی تھانی کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔ چالیس سال کی عمر میں ۱۹ ربیع الاول ۱۲۶۶ھ ر ۱۸۸۱ میں انتقال ہوا۔ ان کی تصنیفات میں ایک رسالہ 'حاجب الشرق' فی اثبات کفر فرعون الغرق کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں مل سکی ہے۔

(۴۴۱) سید قمر الدین حسین اورنگ آبادی

سید قمر الدین حسین 'ابن سید ضیاء اللہ بن سید عثمان اللہ ان کی اصل سادات

خاندان سے ہے۔ ۱۲۳۳ھ ر ۱۸۱۷ میں پیدا ہوئے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ اس شہر کے نامور علماء سے حاصل کیے پھر حفظ قرآن کی توفیق ہوئی۔ خرقہ نقشبندیہ اپنے والد سے پہنا 'مالم باعمل اور فاضل اہل تھے۔ ۱۲۴۰ (جمادی الاول ۱۲۴۳ھ ر ۱-۱۲۷۰ھ کو حرمین شریفین کی زیارت کے ارادہ سے اورنگ آباد سے اپنے دونوں فرزند میر نور احمدی اور میر نور اعلیٰ کے ہمراہ روانہ ہوئے 'اول جدہ سے مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے '۱۷ ر ای قعدہ سال مذکور کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ ۳ ر ذی الحجہ بن مذکور کو مکہ معظمہ پہنچے اور مناسک حج ادا کیے اور پھر اپنے وطن اورنگ آباد واپس آئے۔ بحث وجود میں ان کی تصانیف سے ایک کتاب مظہر انوار ہے جو ۱۲۶۳ھ ر ۱-۱۲۵۰ھ میں تصنیف ہوئی۔ ۱۲ ر ربیع الاول ۱۲۶۳ھ ر ۱۲۷۹ھ میں رحلت فرمائی۔ اورنگ آباد میں دفن ہوئے۔ غلام علی آزاد بکرائی نے ان کی تاریخ وفات لفظ "موت العلماء للستہ" سے نکالی ہے۔ (☆)

(۴۴۲) سید قوام الدین دہلوی

سید قوام الدین دہلوی 'سید قطب الدین محمد الحسنی کے بھٹے صاحبزادے تھے۔ ان کے والد عالم 'عالم' فاضل حدیث اور کمال تھے ان کی شادی سلطان التمش کی دختر کے ساتھ ہوئی اور وہ دہلی میں مقیم ہو گئے۔ ۱۲۷۷ھ ر ۳۰-۱۲۲۹ھ میں ان (سید قوام الدین) کی ولادت ہوئی اور تراسی سال کی عمر میں ۱۲۷۰ھ ر ۵-۱۳۱۰ھ میں رحلت فرمائی۔ ان کے شاگردوں میں سید رکن الدین سید نظام الدین بن سید قطب الدین محمد حسن تھے۔

(۴۴۳) مفتی قوام الدین محمد کشمیری

مفتی قوام الدین کشمیری 'بن مولوی سعد الدین صادق بن مولوی معز الدین بن ایمان اللہ شہید 'بن مولوی خیر الدین ۳ ر شعبان ۱۲۵۲ھ ر ۷-۱۸۳۶ھ کو پیدا ہوئے محدث 'قیصر اور کلمات ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ ختم قرآن مجید کے بعد بچپن ہی میں شیخ رحمہ اللہ اور ملا متیم السنہ لڑائی کر کی خدمت میں کم عمری میں علوم و فنون

شکر اللہ معبود

مولوی حافظ محمد ان کے صاحب زادے اور مولوی محمد حسن ان کے بھتیجے ان کی یادگار ہیں سلب اللہ تعالیٰ۔ (۶۶)

تصانیف:

مفتاح الجنۃ، دستہ المصنوع، دعوات مسنونہ، قرۃ العین، ترکیب نسوان، زاد التقویٰ، راحت روح، نور علی نور، فیض عام، ترکیب الحقائق، مراد المریدین، قوۃ الایمان، نسیم الحرمین، احقاق الحق، توبہ القلوب، حق لیتیم، قور الحق، مرآۃ الحق، رفیع السالکین، عکازۃ لمومنین بطریق احمدین، برہین قطعیہ مولد خیر امیر، کرامۃ الحرمین فی اوقات شہید، المرتبین، فہم القلوب، اہمیان القلوب، ہدایت الراغبین، بہان الاخوان، خارج المعروف، دستہ القاری، شرح ہندی جزری، شرح شامی، ترجمہ مشکوٰۃ (جلد اول)، ترجمہ شاکل ترمذی، فتح باب مہمان، کوکب دری، نور امدی، جب قافلہ مکاشفات رحمت، دفع الوسوس، مصباح العظام، رسالہ بیعت، جامع المبتدعین، استقامت، رد البدع، قوت روح، سمیل الرشاد، القل الثابت، رسالہ محمودیہ وغیرہ۔

(۴۴۶) مولوی کریم اللہ محدث دہلوی

ان کے دادہ ہندو تھے مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے خرقہ خلافت پایا۔ اکثر اہل دہلی فن قرأت میں اس کے شاگرد تھے ایک مرتبہ حج سے مشرف ہو کر وطن واپس آئے اپنی واپسی پر افسوس کیا کرتے تھے پھر دوبارہ زیارت حرمین شریفین کو گئے راستے میں ہی ۱۲۵۸ھ ر ۱۸۴۲ء میں انتقال ہوا۔ اور آیت کریمہ "من یمخرج من بیتہ مہاجر الی اللہ" کے صدق نصیرے۔ روح اللہ روحہ۔ (۱)

(۴۴۷) مولوی کریم اللہ دہلوی

مولوی کریم اللہ دہلوی بن مولوی لطف اللہ فاروقی نے مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، مولانا رشید الدین خاں دہلوی اور مولوی محمد کاظم دہلوی کی خدمت میں رسمی علوم

سیکھے اور حضرت آلی احمد عرف ہاتھی میاں باریجادی کے مرید ہوئے اور خلافت سنی، کثیر الدرس و تصانیف تھے۔ ۱۲۹۱ھ ر ۱۸۷۳ء کو نوے سال کی عمر میں دار فناء سے ہجرت کی۔ (۶۷)

(۴۴۸) مولوی کریم الزماں سندیلوی

مولوی کریم الزماں سندیلوی بن خواجہ نمال الدین، قصبہ سندیلہ کے خواجہ زادگان میں تھے ان کا نسب خواجہ عید اللہ احرار علیہ الرحمہ سے ملتا ہے۔ ماہ صفر ۱۲۳۰ھ ر ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ چھٹے عمر مثلاً مولوی ترب علی لکھنوی اور مولوی سعد اللہ مراد آبادی سے تحصیل علم کی طلباء کے درس و افتادہ میں عمر بسر کر دی۔ ۱۲۹۰ھ ر ربیع الثانی ۱۲۹۷ھ ر ۱۸۸۰ء میں مرض فالج سے انتقال ہوا۔

(۴۴۹) مولوی کلیم اللہ جہاں آبادی

مولوی کلیم اللہ جہاں آبادی، دانش مند، ستم، شیخ یحیی مدنی کے مرید تھے۔ مکتب علوم اور علم تحقیق میں معتبر کتابیں تصنیف کیں، سواء اسیں، مشکوٰۃ اور مرقع ان کی نادر تحقیقات ہیں۔ ۱۲۳۰ھ ر ۱۷۲۷ء میں جان جان آفریں کے سپرد کی۔ نور اللہ مرقوم۔ (۶۸)

(۴۵۰) ملا کمال الدین سہالوی

ملا کمال الدین سہالوی، مولانا نظام الدین بن ملا قطب الدین شہید سہالوی کے اعلیٰ تلامذہ میں سے تھے۔ جامع معقول و منقول، حاوی فروغ و اصول اور اپنے زمانہ کے ذہین حضرات میں سب سے افضل ترین تھے۔ ان کی بہت سی عجیب تحقیقات ہیں۔ ان میں سے عروۃ الوثقی، شرح کبریت احمر، حاشیہ کمالیہ پر شرح عقائد جلدیہ، بیسوط و مشہور ہیں، تعلیقات حاشیہ زاہد یہ بھی لکھا ہے جو شرح تہذیب جلدی پر ہے۔ ۱۲۳۰ھ ر محرم الحرام ۱۲۷۵ھ ر ۱۷۶۲ء میں انتقال ہوا۔ فقرہ "یود الودود مضجعہ" سے تاریخ انتقال ملتی ہے۔ نعمہ اللہ بکمالہ۔ (۶۹)

(۳۵۱) کمال الدین علامہ دہلوی

کمال الدین علامہ دہلوی شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے بھانجے اور خلیفہ تھے۔ ان کا نسب کا سلسلہ سیدنا حسن بن علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے چونکہ وہ محدث تفسیر فقہ اور اصول میں بڑی نظیر میں رکھتے تھے اس لئے ان کو علامہ کہتے تھے۔ احمد آباد ہجرات پہنچے اور بدقوت مخلوق کے ہدایت و اذیت میں مشغول رہے۔ ۱۷۵۶ء میں وفات پائی دہلی میں دفن ہوئے۔ عود اللہ برفلندہ ۱۳۵۵ھ

(۳۵۲) مولانا کمال الدین زاہد دہلوی

مولانا کمال الدین زاہد دہلوی دانشمند تبحر زاہد متقی و ریاضت دار تھے۔ شیخ نظام الدین اویاء نے حدیث کی ایک کتاب مشارق اور کی شدان سے حاصل کی۔ اور انہوں نے مولانا بہار الدین بخاری سے در مصنف کتاب (حسن صفائی) سے حاصل کی۔ سلطان فیض الدین بلخ سے یہ تہذیب کی کہ مولانا صاحب الدین زاہد کو اپنا نام مقرر کرے مگر انہوں نے انکار فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہا ۱۱۸۰ھ

(۳۵۳) ملا کمال الدین لاہوری

ملا کمال الدین لاہوری مولانا جمال الدین سے بھائی علم و عمل اور راد و تقویٰ سے متصف تھے۔ بہت مدت تک لاہور و پیل کوٹ میں مسند تدریس و تفتیش پر متمکن رہے اور مخلوق کو فائدہ و فیض پہنچایا۔ شیخ احمد مجدد اہل ثانی اور ملا عبد الغنی پیل کوٹی ان کے ارشد متاخرین سے ہیں۔ ۱۱۹۷ھ - ۱۲۰۸ھ میں لاہور میں انتقال ہوا۔ اس قبر کا پتہ نہیں۔ ان کے انتقال کی تاریخ یہ ہے۔
بھتی حق قطب و تاج اولیاء ملا کمال

حرف اللام

(۳۵۴) مولوی لال محمد ساکن سہوہ

مولوی لال محمد قصبہ سہوہ ضلع فتح پور کے سادات قطب سے تھے عالم تبحر جامع علوم متنبہ و فقیہ و ریاضی التعلیفات تھے۔ اکثر کتابوں پر شروح و حواشی لکھتے سادات عرب و عجم کے متعلق ایک کتاب ماضی اور تمام عمر قصبہ سہوہ میں علوم عقلی و نقلی کے افتاء میں بسر فرمادی اور اہل فہم و فہم سے ملوکیات قطب ان کی تالیف سے ہے۔ ان کا سب سید قطب الدین محمد حسنی سے جن کا ذکر حرف قاف میں ہوا اس طرح ملتا ہے۔
سید لال محمد بن فیض اللہ بن سید طوک بن سید علی بن سید جان بن سید طاہر بن سید رکن الدین بن سید قطب الدین بن سید اخوند بن سید بڑا بن سید قوام الدین بن سید صدر الدین بن سید رکن الدین بن سید نظام الدین بن سید قطب الدین محمد حسنی مدنی غزنوی دہلوی گزوی۔

(۳۵۵) شاہ لطف اللہ انبالوی

شاہ لطف اللہ انبالوی شاہ بھیک چشتی لاہوری کے مرید اور صاحب علم و عمل تھے۔ اپنی مرشد کے خرق عادات اور کرامات کے ذکر میں "ثمرۃ الفوائد" تالیف کی ۱۱۸۶ھ - ۱۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ عود اللہ مصححہ

قطبہ تاریخ انتقال شاہ طیف اللہ انبالوی

عارف بود شاہ لطف اللہ
چشتی و شہ سوار اسپ و رود

جبر فرس او شاہ بھیک چشتی نیک
 روز شنبہ عشق تنگ تیز رود
 اجلاس بہ بستم ذی قعدہ
 خیر مقدم سوئے حق خوشنود
 در بہشت بریں بگفت رضوانش
 فرمود "بیا"

حرف المہم

(۳۵۶) قاضی مبارک گویا مولیٰ

قاضی مبارک گویا مولیٰ شیخ نظام الدین ایشوی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔
 شیخ موصوف کی خدمت میں علوم و تہذیب حاصل کئے۔ علم دیانت و امانت سے
 متصف اور منصب قضاء پر فائز تھے۔ آخر عمر تک معزز محترم اور مکرم رہے۔ اسی
 طرح آخرت کی جانب رحلت کی۔ ان کے ارشد تلامذہ سے ایک مخدوم بدہ بن میاں
 ابوالفتح خراسانی تھے جو اکثر شیخ درسیہ کا درس فرماتے تھے اور دوسرے سید محی الدین
 تھے وہ بھی اسی طرح کی نسبت رکھتے تھے۔ جیسا کہ منتخب التواریخ میں علامہ عبدالقادر
 بدایونی لکھا ہے:

(۳۵۷) شیخ مبارک ناگوری

شیخ مبارک ناگوری اپنے زمانہ کے نامور عالم تھے۔ شروع میں خطیب ابوالفضل
 کازرونی اور مولانا محمد طاری سے کجرات میں تحصیل علم کی۔ بیشہ دینی علوم کے درس
 میں مشغول رہے فن شعر، معانی، جملہ فضائل خصوصاً علم تصوف کو خاص طور سے
 حاصل کیا اور شاطبی کو حفظ کر لیا۔ درس دیتے تھے قرآن مجید کو دس قراتوں سے حفظ
 کیا تھا۔ آخر عمر میں قرآن کریم کی تفسیر چار جلدوں میں موسوم بہ "منہج العلوم" لکھی
 اس کے علاوہ اور بھی تألیفات ہیں۔ عمرہ میں پچیس سال طلباء کے افتادہ و افتادہ میں
 گزار دیئے۔ ان کے بیٹے شیخ ابوالفضل علانی، ملک اشراء شیخ ابوالفیض فیضی فیضی
 اور شیخ ابوالخیر وغیرہ فخر زمانہ تھے۔ ۱۰۷۱ ذی قعدہ ۱۰۰۰ھ میں ۶۵۹۳ میں ماہور میں انتقال
 ہوا۔

(۳۵۸) سید مبارک بلگرامی

سید مبارک بلگرامی حسینی واسطی شیخ نورالحق فرزند و تلمیذ شیخ الحمدین شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اپنی عمر عزیز دینی علوم کے افتادہ

خصوصاً فن حدیث اور غلبہ کے درس میں سرکردہ۔ ۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۳ء میں ۵
ظاہر دوس قفس غصری سے پوز کر گیا اور روضہ مصون کی شہرہ پر اپنی تفسیر کا
بنایا۔ روضہ اللہ عند

(۳۵۹) قاضی مبارک گوپاموی

قاضی مبارک گوپاموی شرح سلم علوم بن شیخ محمد ام دہلی فاروقی ان کے علم
منطق کے اہل ہونے پر "شرح سلم" کو ایسی ہی ہے۔ ان کے معاصر محمد
سندیوی اور مودی قاضی احمد علی سندوی تھے۔ ہر دو قاضیوں (قاضی مبارک اور
قاضی احمد علی) میں علمی منظر اور مباحثہ ہو۔ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۹ء میں رحمت فرمائی۔
جس کے برخلاف میں ہے۔ قاضی (مبارک) نے اپنی شرح کے خاتمہ میں جو عبارت
لکھی ہے۔ اس کو جیسے نقل کیا جاتا ہے۔

"لقد تم السرح بفضل من اللہ تعالیٰ و تیلوک من عبدہ محمد مبارک فی سنۃ الف
و مائتہ و اربعین و ثلث من الحجرة النبویة فی سابع سہر ربيع الاول يوم الخميس فی
بعدة شابعین ہذا الحمد للہ رب العالمین حمدا کثیرا طیباً املوا کالہ والصلوة علی
سینا محمد خیر البریہ و علی آلہ و ازواجہ و اصحابہ المؤمنین و المؤمنات برحمتک یا
ارحم الراحمین۔"

(۳۶۰) مولانا شیخ محمد اللہ آبادی

مولانا شیخ محمد اللہ آبادی دانشمند فقیر مشہور ملائے صوفیہ سے تھے اپنے ہم
عصروں میں علوم ظاہر و باطن میں ممتاز تھے۔ اصلی وطن قصبہ میدپور تاج خیر آباد
(ضلع دہلی) ہے ان کا نسب شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت
سیدنا عرفہ رواق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ شیخ ابو سعید گنگوہی کے مرید تھے ان سے
فرقہ خدشت حاصل کیا۔ ان کی تحقیقات و تحقیقات علم تصوف میں اجتہاد کا درجہ
رکھتی ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ شیخ محمد امین ابن علی کو شیخ کبر اور ان کو شیخ بزرگ کہیں
(تو یہاں ہے) ان کی عمدہ تصانیف خدائق و توحید میں بہت ہیں ان کی تصانیف کو اسرار
الہی کا خزینہ و دقائق اور گنجینہ تحقیق کہنا چاہئے۔ ان کی مشہور تصانیف ذیل میں

لکھی جاتی ہیں۔ شرح فصوص (عربی) شرح فصوص (فارسی) رسالہ ہفت حکام قاضیت
العبادت، مقالات عامہ، (۱) سرائح الخواص، عبادت الخواص، طرق الخواص، عبادت الخواص
الخواص، منظر الخواص، رسالہ، تسویر، رسالہ سہ رخی، رسالہ وجود مطلق۔

۹ رجب ۱۲۵۸ھ تا ۱۲۶۸ھ کو غروب آفتاب کے وقت وہ "آفتاب" مکتب پر مدغم
میں پسند ہو گیا۔ اللہ آباد میں ان کا مزار شریف زیارت گاہ اہل بصیرت ہے ان کی
اولاد امجاد دائرہ تحت اللہ قدس سرہ میں رونق فرور ہے۔ ان میں سے میرے مولد
مرشد مولانا حافظ حکیم حاجی الحرمین اشرفیہ مودی محمد حسین سلمہ اللہ رب المشرقیین
فی خانہ سال کے چراغ ہیں۔ شیخ محمد اللہ کے ارشد تلامذہ اور خدفا میں قاضی
کھانی، "آبدی" میر سید میر قونی اور میر سید محمد فیاضی امروہوی مشہور تھے۔ اللہ
تعالیٰ ان پر اور ان کے اسلاف و اخلاف پر رحمت فرمائے

(۳۶۱) قاضی محمد اللہ ہماری

قاضی محمد اللہ ہماری میں عبد الشکور موضع کڑ متعلقہ محمد علی پور (مضاف
سار) قید حب میں پیدا ہوئے۔ عمار علوم میں (عظیم) بحر اور ستاروں میں پاند کے
مصدق تھے۔ بچپن میں درسی کتابیں اپنے عم کے علماء سے پڑھیں۔ "فرع" قطب
المدین خمس آبادی کے سلسلہ تلامذہ میں غفلت ہو گئے۔ فرخ علمی حاصل کر کے دکن
گئے۔ مالگیر بادشاہ کی طرف سے لکھو اور مید پور کے لیے بعد دیگرے قاضی ہوئے
اس کے بعد بادشاہ کے پوتے رابع قادر بن شاہزادہ معظم قطب بہ شاہ عالم کی تعلیم پر
مقرر ہوئے۔ محمد معظم شاہ عالم کے عہد میں (۱) محالک بند کی صدارت و فاضل خاں
کا خطاب ملا۔ ۱۲۹۹ھ تا ۱۳۰۸ھ میں وفات پائی۔ احاطہ مزار شاہ فرید الدین طویلہ
بخش محلہ چاند پور شرمبار میں دفن ہوئے۔ ان کے انتقال کی تاریخ اس مصرع سے
تفاتی ہے۔ "قاضی مولوی محمد اللہ" ۱۲۹۹ھ اور دوسرے مصرع سے۔ "رفتہ سوئے ارم
محمد اللہ۔" (۲) سے بھی تفاتی ہے۔

سلم العلوم و افادات در منطق و مسلم اثبوت در اصول فقہ مع منیہ آن الجواہر
الغردہ در بیان جزاء لہ۔ تخری اور رسالہ مفاد عامتہ اور وہ ان کی وہ تصانیف ہیں جو علماء
میں مقبول و مروج ہیں۔ لفظ مسلم اثبوت سے اس (کتاب مسلم اثبوت) کی تاریخ

تالیف یعنی ۱۱۰۹ھ ر ۸ - ۱۱۹۷ھ تکلی ہے۔ ہمارے مشرقی ہندوستان (صوبہ ہما) میں ایک شہر ہے۔ تیوریوں کے زمانہ میں (اس نام سے) ایک صوبہ تھا۔ کڑا (بکرپای مودہ وہی ہوز مشرق و اف و رای مملکت) تواج حب علی پور (ہمار) میں ایک گاؤں ہے۔

انتہاء = سید غلام علی آزاد بکراوی نے سید الرحمن میں لکھا ہے کہ حب اللہ بہاری صاحب الدین شمس تہادی کے شاگرد تھے اور مولوی عبدالحکیم کھنوی نے حاشیہ شرح حسن میں ان کے تلمذ کی نسبت صاحب الدین شہید سالوی سے بیان کی ہے۔ حقیقت حال کو اللہ ہی جانتا ہے۔

(۳۶۲) مولوی محمد احسن عباسی چریا کوٹی

مولوی محمد احسن عباسی چریا کوٹی اپنے عہد کے ذہین ترین اور گراں مایہ لوگوں میں سے ایک اور تھے۔ علوم عقلیہ و فقہیہ کی تکمیل جامع علوم ادب و تفسیر و لغت و فلسفہ و منطق و فہم کی خدمت میں کی۔ علوم عقل و نقلی کے رموز و نکات میں خاص ملکہ حاصل کیا، ایسی قوت حافظہ اور صفائی ذہن کے مالک تھے کہ جو کتاب پڑھتے اس کی عبارت تمام الفاظ اور معانی کے ساتھ مطالعہ کرتے وقت ان کے لوح حافظہ پر محفوظ ہو جاتی تھی۔ متعلقہ سبق کے جملہ اسرار و مشکلات ان کی فکر سے حل ہو جاتے تھے۔ چنانچہ روزانہ استاد کے سامنے اپنا سبق بغیر کتاب کھولے پڑھتے تھے اور بحث کرتے وقت تمام اسرار نکات، مشکلات اور باریکیاں حل کر دیتے تھے۔ سب جانتے تھے کہ بغیر پڑھے ہو۔ کتاب نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ تمام مشکل بحثیں اور نئی تحقیقات پہلے سے سمجھ لیتے تھے۔

لعیفہ: ایک دن شارح سہم العلوم صاحب نے ان سے کہا کہ تم سے زیادہ کند ذہن کون ہے کہ پڑھی ہوئی کتاب کو پڑھتے ہو۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ تم ہو اس لئے کہ میں تو اپنی نادانی کو جانتا ہوں اور اس کی اصلاح میں کوشش کرتا ہوں اور تم یہ بھی نہیں جانتے ہو کہ تم نادان ہو، بے شک تم اسی طرح اندھیرے اور نادانی میں رہو گے۔

غرض جمیل علوم کے بعد وہ دہلی آئے، شہسای امراء و علمائے دین کے حضور میں

موت و اکرام حاصل کیا، کھائے شرے ان سے بھگت اور نزاع کیا۔ آخر سب ہار گئے اور خجل و نادم ہوئے ان کی ذات وانا بھوبے رورگار اور تارہ امصار تھی۔ ان کی عجیب خصوصیات کی شہرت حاکم شریک پہنچی۔ اس نے ان کے کمال کی گفتگو کو دل کے دانوں سے سنا اور چاہا کہ ان کو بلائے اور خاکِ ذلت سے اٹھا کر کرسی دولت پر بٹھائے۔ (۱) جب حاسدوں نے سنا تو ان کے ہلاک کرنے کی کوشش کی اور (حسد میں) اپنا خون جگر بیا اور (۲) ان کے کھانے میں زہر ملا دیا اور کام تمام کر دیا۔

اے روشنی طبع تو برمن بلاشدی

کہتے ہیں کہ جس وقت زہر تامل اس مظلوم کے رگ پہے میں سرایت کر گیا تو اس وقت اس کے وطن سے ایک خط آیا، روح پر فوج کی کشاکش کی حالت میں اس خط کے جواب میں ایک شعر دعا خط پھاڑ دیا روح پرواز کر گئی۔

شعر

از حیاتم رہتے بود کہ یادم گوی
ہر عشقیں نفس آئینہ شد نامہ تو

(۳۶۳) مولوی محمد احمد فرنگی علی

مولوی محمد احمد فرنگی علی، مولوی احمد انوار الحق کے پسر و جانشین تھے۔ اگرچہ کتب درسیہ کی تکمیل جیسی کہ چاہیے تھی نہیں کی تھی مگر اپنے والد سے اذکار و اوراد حاصل کئے تھے اور ہمیشہ عبارت الہی میں مشغول رہتے تھے۔ ۱۵ صفر ۱۲۶۹ھ ر ۱۸۵۲ء بروز ہفتہ اشغال ہوا "نور انوارِ رفعت از دنیا" ماہ تاریخ وفات ہے۔

(۳۶۴) مولوی محمد اوریس نگرانی

مولوی محمد اوریس نگرانی، بن مولوی حافظ عبدالحی نگرانی، اپنے باپ کے شاگرد و خلیفہ تھے اور حکیم "مولد سولہ" اپنے والد کی طرح لوگوں کو تدریس، ارشاد و ہدایت کرتے ہیں خداوند کریم ان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور راہ استقامت اور ہدایت مستقیم پر رکھے۔ (۱) مندرجہ ذیل کتب ان کی تصنیفات ہیں:-

مضى	خبرنا	اسعد	الانتباه
لا	يرى	قبله	واحد
الهم	اللهم	تأنيده	لقد
لحمه	عالم	ماجد	قصي

ان کی کنیت ابو سعیدؓ مولانا شاہ عبدالعزیز کے نواسے اور (ان کے) شاگرد و
 شاگرد ہیں تھے۔ حدیث، تفسیر اور فقہ میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ چند تالیفات مسائل
 دینیہ اور افتائی ہندی ان سے یادگار ہیں۔ ہندوستان سے مکہ معظمہ ہجرت فرما گئے اور
 وہیں ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۵ء میں رحمت حق سے جا ملے (رحمۃ اللہ علیہ)

قاضی محمد اسلم مروی، ما خواجہ کو بی خراسانی (۱) کی امداد سے تھے۔ ہرات میں پیدا ہوئے۔ کابل میں نشوونما پائی، علوم متعارفہ کی تحصیل شیخ ہسلو، ہوری سے (۲) کی خدمت میں کی، فراغ ملی کے بعد نورالدین محمد بہاگیر بادشاہ کی خدمت میں پہنچے۔ بادشاہ قاضی میرکلاں محدث (استاد بہاگیر) کے اقرباء میں سے تھے اس لئے بادشاہ بڑے اعزاز سے پیش آیا اور ان کو کابل کا قاضی مقرر فرما دیا۔ قاضی نے اپنے فرائض اچھی نہایت دیانت و امانت سے انجام دیے۔ بہاگیر نے قاضی کو اپنے حضور میں بلا کر اردوئے معل کا عمدہ وقف سپرد فرمایا، شاہ جہاں بہاگیر کے زمانے میں وہ اسی منصب مستقل فائز تھے۔ اس نے ان کو منصب بزرگی پر سرفراز فرمایا۔ یہاں تک کہ تیس سال تک لشکر کے قاضی رہے اور مہرام سلطانی سے مستفید ہوئے۔ ایک روز بادشاہ نے انہیں روپیوں میں کھوایا اور چھ ہزار پانچ سو روپے جو قاضی کے وزن کے برابر تھے ان کو بخش دیئے۔ قاضی کے لئے عمدہ قفلاء کے مشاہرہ کے علاوہ دس ہزار روپے مالانہ کی جائیداد مقرر تھی۔ ۱۰۸۵ھ و ۱۰۸۶ھ میں ۷۰ برس فوت ہوئے۔ ان کا بیٹا محمد بادشاہ شہلاش میں سے ایک ہے۔ ☆

علامہ محمد اسعد سہالویؒ، ملا قطب الدین شہید الہ آبادی کے بڑے صاحب زادے تھے۔ اپنے والد کے شاگرد اور بڑے عمر تھے، والد کی زندگی ہی میں محی الدین اور رنگ زیب خانگیر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بعد میں پور کے صدر دستور (۱) مقرر ہوئے۔ یہ زمانہ میں اس کی عدم موجودگی میں ملا قطب الدین کو سہاں کے عثمانی شیوخ نے اس سے رابطہ کیا۔ انھوں نے (۱) اسعد) سے اس میں وفات پائی۔ ہوا

موسا شیخ محمد اسعد شیخ تاج مدین مالکی (۱) نزیل رکات کے شاکر تھے اپنے زمانہ کے علامہ تھے 'بند معظمہ سے ہمدوستن' نے 'یک مدت تک نوب نظام الملک ناصر جنگ کی رفاقت میں رہے' نوب موصوف ن کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ نظام الملک ناصر جنگ کے قتل کے بعد ان کے بھائی مظفر جنگ ملک کے مالک ہوئے 'شیخ محمد اسعد مظفر جنگ کے رفاقت میں شامل ہو گئے پھر مظفر جنگ اور ناصر جنگ کے قتل کرنے والے افغانہ کے درمیان خلق پیدا ہوا اور طرفین میں نوبت جنگ تک پہنچی 'مظفر جنگ اور روسائے افغانہ مارے گئے۔ اس معرکہ میں شیخ محمد اسعد کا رنج وادب بروز یک شب ۱۲۶۳ھ بوقت ظہر (۲) قتل ہوئے۔ سرزمین کرت میں دفن ہوئے جو میدان جنگ تھا۔ خدام علی زادا بکراہی نے جو اس معرکہ میں خود شریک تھے انہوں نے ان کی تاریخ وفات یوں کہی ہے۔

بالہ من سوء الاعتقادین کی تصنیفات میں حاشیہ شرح تہذیب یزدی، اور حاشیہ مبینی
 ۱۲۰۲ھ ہے۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۲۵۳ھ ر ۱۸۳۷ء کو فوت ہوئے۔ تعالیٰ اللہ رحمہ

(۱۷۷۲) ملا محمد اشرف نٹنؤ (منٹو) کشمیری

ملا محمد اشرف نٹنؤ کشمیری، بن خواجہ محمد طیب، خواجہ حیدر کشمیری کی اولاد میں
 ہے، نہایت ذہین و ذکی تھے۔ پسے اپنے بزرگوں سے کمالات کی تحصیل کی پھر ملا محمد
 'ن' کی خدمت میں افتہ وغیرہ حاصل کیا اور بڑے فاضل ہوئے۔ ان کی تصنیفات علم
 'ت'، ردشیعہ اور دوسرے فنون میں یادگار ہیں۔ ان میں جو اہر الحکم مشہور ہے۔
 ۱۲۰۲ھ ر ۱۷۷۲ء میں انتقال ہوا۔ ☆

(۱۷۷۳) مولانا محمد اشرف لکھنؤی

مولانا محمد اشرف لکھنؤی، بن قاضی نعمت اللہ خوش نویس بن محمد معظم بن احمد
 علی صدیقی، ان کے بزرگوں میں کوئی لاہور سے نکر لکھنؤ میں مقیم ہو گیا۔ مولوی
 نور حق لکھنؤی فرنگی علی، مولوی سید مخدوم لکھنؤی کے شاگرد اور سید احمد مجاہد
 بریلوی کے مرید تھے، تمام عمر تصنیف و تدریس میں گزار دی۔ تابع المفاہات کی تالیف
 میں بھی شریک تھے جو والی لکھنؤ کے حکم سے تالیف ہوئی تھی، اصول راسخ، شرح
 اصول راسخ، درود شامعہ، تفسیر قرآن مجید (عربی)، تاریخ علماء و مشائخ
 و سلاطین ہند (نامم)، کہ جس کا مسودہ ان کا لکھا ہوا مولف (مولوی رحمان علی) کی
 نظر سے گزرا ہے، ان کی تصنیفات ہیں۔ مولوی ثابت علی مرحوم ساکن موضع بسکا ضلع
 الہ آباد بن کے شاگرد تھے اور جامع اوراق (مولوی رحمان علی) کے استاد تھے، صاحب
 ترجمہ (مولانا محمد اشرف) نے ۱۷ صفر ۱۲۴۳ھ ر ۱۸۲۸ء کو پینے کے مرض میں رحلت
 فرمادی اور محلہ جھوائی ٹوہ لکھنؤ میں اپنی مسجد کے حجرے میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ
 بہ تشريف الغفران۔

(۱۷۷۴) مولوی محمد اصغر فرنگی علی

مولوی محمد اصغر فرنگی علی، بن مفتی احمد ابوالرحم بن مفتی محمد یعقوب، حافظ قرآن

ورہم تھے 'طبائے کی تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ لکھنؤ کی عدالت دیوانی میں صدر القاء پر سرفراز تھے ۱۲ رجب ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء میں وفات پائی۔

(۳۷۵) مولوی محمد اعلم سندیلوی

مولوی محمد اعلم سندیلوی 'قصبہ سندیلہ کے قاضی زاویے 'حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے۔ ما کمال الدین سندیلوی کے شاگرد تھے 'حادثہ فراغ مولوی محمد اللہ سندیلوی کی خدمت میں پڑھا اور تدریس و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ ان کے مشہور شاگردوں میں ان کے ہم شیر زادہ مولوی سید عبدالواحد (۱) خیر آبادی اور مولوی محمد مستعلی کاوردی ہیں۔ حاشیہ و تراجم 'منار' صدرا کے تین حاشیے 'صغیر' کبیر' اکبر اور رسالہ 'تفصیل' کی مشہور تصانیف ہیں۔ بارہویں صدی کے آخر میں فوت ہوئے۔ محلہ مکانہ قصبہ سندیلہ میں دفن ہوئے۔ ☆

(۳۷۶) خواجہ محمد اعظم ڈوسری

خواجہ محمد اعظم ڈوسری اس خیر الزماں 'شمیری' مجددی 'کشمیر کے نامور عالم اور مشہور شیخ تھے۔ ما عبد اللہ شہید 'مراہیک' کامل بیک اور میر ہاشم وغیرہ سے کسب علوم کیا۔ شیخ محمد مراد مجددی کے مرید ہوئے۔ شعر گوئی اور تاریخ نویسی میں کامل صدارت تھی '۱۱۳۷ھ / ۶ - ۱۷۳۵ء میں تاریخ 'عظمیٰ معروف' بہ تاریخ ڈوسری 'کشمیر کے بادشاہوں' مشائخ و شعراء کے حالات میں لکھی۔ 'ذوات کشمیر' اس کا تاریخی نام ہے۔ اپنے ہجر کے حالات و مقامات کے بیان میں ایک کتاب فیض مراد لکھی 'فوائد امشائخ' بین فقرات رسالہ 'ہفت ابواب' تجرید 'لطائف' اشجار عقد 'ثمرات الاشجار اور شرح کبریات الحزم بھی ان کی یادگار ہیں۔ ۱۸۸۵ھ / ۲ - ۱۷۷۱ء میں رحلت فرمائی۔ ☆

(۳۷۷) مولوی محمد اعظم عباسی

مولوی محمد اعظم عباسی بن مولوی نجم الدین عباسی چریا کوئی کی دلاوت باسعادت ۱۲۶۶ھ / ۵۰ - ۱۸۳۹ء میں ہوئی۔ دوسری مروجہ کتابیں اپنے چچا مولوی محمد فاروق عباسی چریا کوئی سے اور مولوی علی عباس چریا کوئی سے بھی پڑھیں اور بقیہ کتابیں مختلف

ذات پر ختم کیں اور اب حیدر آباد دکن میں کسی اچھی جگہ پر ملازم ہیں۔ سلمہ اللہ و اللہ الی ما یستعد۔

(۳۷۸) مولانا (محمد) شیخ افضل جون پوری

مولانا شیخ افضل جون پوری 'اپنے عہد کے افضل مفتی اور اعلم العلماء تھے' علوم عقلی و نقلی کے جامع 'مشرع' متقی 'حوش خلق اور سیم مزاج' تھے۔ بیش اپنے اوقات عزیز علم کی خدمت میں صرف کرتے تھے۔ جب عالم محمود جون پوری جو ان کے ارشد تلامذہ سے تھے فوت ہوئے تو مولانا کو ان کے انتقال سے سخت صدمہ اور رنج ہوا 'چالیس دن تک مسکرائے بھی نہیں۔ چالیس روز کے بعد کسی رنج و غم میں ۱۲۶۲ھ / ۲ - ۱۷۶۵ء میں جاں فانی ہوئے۔ انشاء اللہ و اللہ! راحمہم۔ ☆

(۳۷۹) شیخ محمد افضل الہ آبادی

ان کی پیدائش ۱۲ رجب الاول کی رات میں ۱۲۳۸ھ / ۱۷۲۸ء میں ان کے اصلی وطن سید پور قوالی خاری پور رمانیہ میں ہوئی 'بچپن میں جون پور آ گئے اور عالم نور الدین سے علوم حجاز کی تحصیل کی 'چھ مہینے درس و تدریس میں مشغول رہے۔ دفعتاً (۱) ضد عشق اسی فاضل پر غلبہ ہو گیا۔ اس راوی (سلسلہ) کو چھوڑ کر واپس پہنچے۔ میر سید محمد قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چشتیہ 'قادریہ' 'سردادیہ' 'مدنیہ اور نقشبندیہ سلسلے میں بیعت و اجازت سے شرف ہوئے 'لیکن اپنے مرشد کی طرح تمام عمر سنت نبوی علی صاحب السنتہ کے قبیح اور نقشبندی طریقے کے پیرو رہے۔ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق الہ آباد میں سکونت اختیار کر لی اور پورے توکل کے ساتھ ہدایت و ارشاد کی مسند پر بیٹھ گئے 'تمام تملوق ان کی طرف رجوع ہوئی۔ ۱۲۶۹ھ / ۵۰ - ۱۲۶۹ء میں ایک مسجد الہ آباد میں بنوائی۔ اس کی تاریخ 'بقعہ الفضل' (۱۲۸۸ھ) سے نکلتی ہے۔ اور ان کی خانقاہ کی بنیاد ۱۲۹۲ھ میں رکھی گئی۔ اس کی تاریخ 'مقام الفضل' (۱۲۹۲ھ) سے (۲۱) ہدایت و ارشاد کے مشغل کے باوجود عربی و فارسی زبان میں بہت سی نہایت عمدہ تصانیف ہیں۔ ان میں شرح گلشن 'شرح بوستان' 'شرح زیفا' 'تذکیر و پند' 'شرح

نصوص لکھ مسی بشرح انصوص علی وفق النصوص فتح الاغلاق (۳) رسالہ عربیہ فارسیہ در بحث ایمان فرعون شرح قصائد خاقانی میر منظوم شرح مثنوی معنوی وغیرہ تصنیفات ہیں جو پچاس جلدوں سے متجاوز ہیں۔ ان رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۷ سال یا ۸۸ سال کی عمر میں (۳) ۱۸ ذی الحجہ روز جمعہ ۱۳۳۳ھ ر ۱۳۳۴ھ کو جان۔ مشاہدہ جانان سلیم نذری۔ اور اس جہان بے بنیان کو الوداع کیا۔ ان کی سال ولادت "کل الشیخ قطب" سے لگتی ہے۔ ان کا دفن الہ آباد میں زیارت گاہ و حبرک (۵) ہے۔ ان کے بعد شیخ محمد یحیی عرف شاہ خوب اللہ ان کے بھتیجے ان کے جانشین ہوئے۔

(۳۸۰) شیخ محمد آفاق لکھنوی

شیخ محمد آفاق لکھنوی 'عارف مجدد' محقق بدست علوم ظاہر و باطن کی فضیلت سے آراستہ طریقت و مجاہدات میں صادق اور رخ قدم تھے۔ وہ موضع علاؤہ منصف پٹنہ صوبہ بہار کے ساکن اور بزرگ زمانہ تھے۔ بچپن میں مروجہ کتابیں شیخ و سید امدین گوپادی کی خدمت میں پڑھیں اور اس کے بعد درویشی و توکل کو اختیار کیا لغو نقصان کو دل سے بھلا دیا۔ شیخ محمد لکھنوی کی خدمت میں بیٹے اور ان کے مرید ہو گئے۔ اپنے زمانہ کے بہت سے علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے علوم طریقت میں شاہ جامع پوری سے بھی استفادہ کیا۔ اپنے پیر کے حکم سے شیخ عبد الرسول لکھنوی کے رسالہ مصباح طالبین کو مرتب کیا جو شاہ مجاہد کے ضیف تھے اس رسالہ میں قلندر یہ مشرب کے ذکر و انکار درج ہیں۔ شیخ محمد آفاق سب پر مہمل کرتے تھے۔ شیخ پیر محمد قدس سرہ کے انتقال کے بعد چند سال (۱) ان کے جانشین رہے۔ تکلفات کے حرام عادات کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ تعلق ترویج سے مبرا مجدد زندگی گزارتے تھے۔ اپنے پیر کے زیر قدم لکھنوی (۲) دفن ہیں۔

(۳۸۱) حاجی محمد افضل سرہندی (سرہندی)

حاجی محمد افضل سرہندی (سرہندی) بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد سرہندی دانشمند متبر اور محدث تھے۔ ظاہر علوم کی تحصیل کے بعد شیخ حجتہ اللہ

بہندی کے مرید ہو گئے اس کے بعد شیخ عبدالاحد غلیفہ شیخ احمد سعید سے استفادہ کیا۔ زیارت حرمین شریفین سے بھی مستفیض ہوئے وہاں سے بے شمار فیوض و برکات کے ساتھ واپس آئے اور علوم دینی کی تدریس اور اسرار باطنی کی تلقین میں مصروف رہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی نے ان سے حدیث کی سند حاصل کی جو کچھ انہیں اتوات (کشائش ذرائع) مٹی تھی اس سے ہر فن کی کتابیں خرید کر وقف کر دیئے تھے۔ ان کی وفات ۱۳۶۱ھ ر ۳- ۱۸۳۳ء میں ہوئی۔

(۳۸۲) مولوی محمد اکبر کشمیری

مولوی محمد اکبر کشمیری اپنے زمانہ کے اکابر علماء میں تھے۔ ہمیں سال تک مدرسہ محمدیہ متعلق جامع مسجد بمبئی میں درس دیتے رہے۔ ملک کو کن (کوئٹہ) میں ان کے بہت سے شاگرد اب بھی موجود ہیں۔ ان میں شاہ عبدالفتاح گلشن آبادی مولوی سید محمد امدین اور مفتی عبداللطیف مشہور و معروف ہیں۔ ۱۳۷۲ھ ر ۶- ۱۸۵۵ء میں رحلت فرمائی اور بمبئی میں دفن ہوئے۔

(۳۸۳) ملا محمد امین کشمیری

ملا محمد امین کشمیری دانشمند متبر شیردرس و التصفی تھے۔ مدعائیت اللہ شال اور ملا محسن وغیرہ علمائے کشمیر ان کے شاگرد تھے۔ شرح تہذیب وغیرہ کتب مروجہ پر حواشی و شروح لکھے ہیں۔ ۱۲ رمضان بروز لیثہ القدر ۱۳۰۹ھ ر ۱۶۹۸ء میں وفات پائی۔

مور اللہ فریدیہ

(۳۸۴) مولوی محمد امجد قنوجی

مولوی محمد امجد قنوجی قنوج کے اکابر فضلا اور عظیم علماء میں سے تھے مولوی علی اصغر قنوجی کے شاگرد تھے۔ کثیر مدرس و التصفی تھے۔ علم حکمت میں شرح صدر پر ان کا حاشیہ مشہور ہے انتقال کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔

(۳۸۵) محمد ہیرم خاں خاٹخانان

محمد ہیرم خاں مرزا جہاں شاہ کی اولاد سے ہے والدین سلا صدق حسن مقال

فصوص الحکم مسمی بشرح الفصوص علی وفق العصوص، فتح الخلاق (۳) رسالہ عربیہ فارسیہ در بحث ایمان فرعون، شرح قصائد خاقانی، سیر منظوم، شرح مثنوی و غیرہ تصنیفات ہیں جو پچاس جلدوں سے متجاوز ہیں۔ ان رحمت اللہ علیہ نے ۸۷ سال ۱۸ کی عمر میں (۳) ۱۸ ذی الحجہ روز جمعہ ۱۲۴۳ھ / ۱۷۷۳ء کو جاں بہ مشاہدہ جاناں سلیم نذر کی۔ ورنہ اس جہان بے بنیاد کو اوداع کیا۔ ان کی سال وفات "کلان التصحیص قطعا" سے نکلنے ہے۔ ان کا دفن احمدیہ زیارت گاہ و حبرک (۵) ہے۔ ان کے بعد شیخ محمد عیسیٰ عرف شاہ خوب اللہ ان کے کاتب تھے ان کے جانشین ہوئے۔ ☆

(۳۸۰) شیخ محمد آفاق لکھنوی

شیخ محمد آفاق لکھنوی، عارف مجرب، محقق بلند دست، علوم ظاہر و باطن کی فضیلت سے آراستہ، طریقت و مجاہدات میں صادق اور راسخ قدم تھے۔ وہ موصی شاہ، مصنف پند، صوبہ بہار کے سکن اور بزرگ رہے تھے۔ بچپن میں مروجہ کتابیں شیخ و سیر مدین کوپاوی کی خدمت میں پڑھیں اور اس کے بعد درویشی و توکل کو اختیار کیا، غلو و تفصیل کو دل سے بھلا دیا۔ شیخ پیر محمد لکھنوی کی خدمت میں پہنچے اور ان کے مرید ہو گئے۔ اپنے زمانہ کے بہت سے علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے، علوم طریقت میں شاہ مجاہد پوری سے بھی استفادہ کیا۔ اپنے پیر کے حکم سے شیخ عبدالرسول پکھدوی کے رسالہ مصباح الطالبین کو مرتب کیا جو شاہ مجاہد کے عقیدہ تھے اس رسالہ میں قلندر یہ مشرب کے اذکار و افکار درج ہیں۔ شیخ محمد آفاق سب پر عمل کرتے تھے۔ شیخ پیر محمد قدس سرہ کے انتقال کے بعد چند سال (۱) ان کے جانشین رہے۔ نکولات کے مراسم و عبادت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ خلق ترویج سے مبرا مجرد زندگی گزارتے تھے۔ اپنے پیر کے زیر قدم لکھنوی میں (۲) دفن ہیں۔

(۳۸۱) حاجی محمد افضل سرہندی (سرہندی)

حاجی محمد افضل سرہندی (سرہندی) ☆ ابن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد سرہندی، دانشمند مجرب اور محدث تھے۔ ظاہر علوم کی تحصیل کے بعد شیخ حجتہ اللہ

مہمدی کے مرید ہو گئے اس کے بعد شیخ عبدالاحد خلیفہ شیخ احمد سعید سے استفادہ کیا، زیارت حرمین شریفین سے بھی مستفیض ہوئے، وہاں سے بے شمار فیوض و برکات کے ساتھ واپس آئے اور علوم دینی کی تدریس اور اسرار باطنی کی تلقین میں مصروف رہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی نے ان سے حدیث کی سند حاصل کی جو کچھ انہیں انوحات (کشاہش، نذرانے) مٹی تھی اس سے ہر فن کی کتابیں خرید کر وقف کر دیتے تھے۔ ان کی وفات ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۳ء میں ہوئی۔

(۳۸۲) مولوی محمد اکبر کشمیری

مولوی محمد اکبر کشمیری، اپنے زمانہ کے اکابر علماء میں تھے۔ تیس سال تک مدرسہ محمدیہ متعلقہ جامع مسجد نبوی میں درس دیتے رہے۔ حکم کو کن (کوکن) میں ان کے دست سے شکر، اب بھی موجود ہیں۔ ان میں شاہ عبدالفتح گلشن تہادی، مولوی سید محمد الدین اور مفتی عبداللطیف مشہور و معروف ہیں۔ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۵ء میں رحلت فرمائی اور بمبئی میں دفن ہوئے۔

(۳۸۳) ملا محمد امین کشمیری

ملا محمد امین کشمیری، دانشمند متبحر، کثیر الدرس و التالیف تھے۔ مدحائیت اللہ شال، اور ملا محسن و میر، علماء کشمیر بن کے شاکر تھے۔ شرح تہذیب و فہرہ کتب مروجہ پر حواشی و شروح لکھتے ہیں۔ ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۸ء میں وفات پائی۔

بواللہ و ہمد

(۳۸۴) مولوی محمد امجد قنوجی

مولوی محمد امجد قنوجی، قنوج کے کابر فضا و اعظم علماء میں سے تھے، مولوی علی امجد قنوجی کے شاکر تھے۔ تیس سال درس و التالیف تھے۔ علم حکمت میں شرح صدر ایہ ان کا حاشیہ مشہور ہے انتقال کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی ☆

(۳۸۵) محمد ہیرم خاں خانخاناں

محمد ہیرم خاں، مرزا جہاں شاہ کی اولاد سے ہے، دانش، سخا، صدق، حسن مقال

نیاز مندی اور انکساری میں پڑے ہم عمروں میں ممتاز تھا۔ شروع میں بابر بادشاہ کی اور درمیان میں ہمایوں بادشاہ کی مدد میں شروع پاکر خانخانانی کے خطاب سے سرفراز ہو۔ آخر میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اپنے زمانہ حکومت میں اس کے القاب کو بڑھا دیا۔ وہ درحقیقت 'درویش دوست' ذی علم صاحب حال اور نیک اندیش تھا اس کی سستی، ہمداری اور حسن تدبیر سے دوبارہ ہندوستان فتح ہوا۔ تمام دنیا کے علماء و فضلاء اس کے پاس پہنچنے اور اس سے مستفید ہوتے تھے۔ اس کے دوستوں و اقارب سے ارباب فضل و کمال کو تھا آخر تک ایک ارباب خلاق۔ بادشاہ کے مزاج کو اس سے متغیر کر دیا، ناچار وہ حرمین شریفین کے ارہ سے ناگور کے راستے سے گجرات کی طرف روانہ ہو۔ جس راستے سے وہ گزر رہا تھا اس میں جھڑیوں کی ٹٹت تھی۔ اتفاق سے اس کی دستار کا گوشہ ایک کانٹے میں الجھ کر پڑی۔ چونکہ یہ برا شکوہ سمجھا جاتا ہے اس لئے خانخانان کے مزاج پر بھی تغیر کے آثار ظاہر ہوئے، حاجی محمد خاں نے فی الہمدیہ کیا

در بیاہاں چوں از شوق کعبہ خواہی زد قدم
سرفروش با گر کند غارمغیلان غم مخور

اس سے طبیعت کو ذرا انشراح ہوا۔ جب ٹٹن گجرات میں پہنچے ایک روز سس ننگ تائب میں کشتی میں بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا 'اجانگ مہارک خاں افغان نامہارک نے جس کے والد کو خانخانان نے ہندوستان کی فتح کے موقع پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا، انتقام کا اچھا موقع سمجھا اور مغرب کی نماز کے وقت جب خانخانان کشتی سے نیچے اترا تو "ہندو شوں" کی ایک جماعت مذاکات کے سمانے سے سستی اور تفریح کی ایک ضرب میں اس کو شہوت شہادت پہنچا دیا۔ یہ واقعہ ۹۶۸ھ / ۱۵۶۰ء میں وقوع پذیر ہوا۔ اس کی ہڈیوں کو حسب وصیت مشہد سے گئے۔ کسی نے تاریخ انتقال اس طرح لکھی ہے۔

ہرم بدواف کعبہ چوں بست احرام
در راہ شہید گشت نایانہ کام

تاریخ شاد قش و دل پر سیدم
گفتا کہ "شہید شد محمد ہرام"
۹۶۸ھ / ۱۵۶۰ء

خانخانان رقیب القلوب تھا، اکابر مشائخ رضی اللہ عنہم کے اقوال کا معتقد تھا۔ پیشہ اس کی مجلس شریف میں "قتل اللہ و قتل الرسول" کا ذکر ہوتا تھا۔ ایک روز سیکری میں ایک گوشہ نشین درویش سے ملے گیا اور آہ کریم "تعزین تشاء وتعل من تشاء" سے معنی پوچھے چونکہ درویش نے تفسیر نہیں پڑھی تھی اس لیے جواب نہیں دیا، خانخانان نے خود کہا "تعزین تشاء بالضعف وتعل من تشاء بالسؤال" خانخانان کی مدد و رحمت کی غبار فوت نہیں ہوتی تھی وہ تفصیلات کی طرف مائل تھا، حافظ محمد انیس طیب سے کہتا تھا کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہ کے القاب میں دوسرے اصحاب سے بہت اعلیٰ بڑھا دیتا۔

درویش۔ ایک رات ہمایوں بادشاہ حرم خاں سے مخاطب تھا اس پر ظاہری طور پر اس کی کاغذ ہو گیا، بادشاہ نے اس کو متنبہ فرمایا کہ ہاں ہرم! میں تم سے کہتا ہوں۔ اس نے کہا ہاں! میرے بادشاہ میں حاضر ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ بادشاہوں کے سامنے ہر وقت ہر درویشوں کے حضور میں اس کو نگاہ رکھنی چاہئے اور حاضر ہونا۔ یہاں شہزادی ہے، میں اسی فکر میں تھا کہ کس کس کو نگاہ میں رکھوں؟ اس کی منشا اور درویش اور عام بھی ہیں۔ بادشاہ کو اس کی یہ بات بہت پسند آئی۔ اس کا ایک دوست درویش اور ترک میں تھا۔ اس نے اس کو مطلع کیا ہے

شہزادہ گمراہ از بہر افسر او
آہام علی نیست خاک ہر سر او
مست شہر مراں بجوز بی پرگی
از دست غیر گولتست پای او

(۴۸۹) قاضی محمد جمیل برہان پوری

(۴۹۰) مولوی محمد حامد فرنگی محل

(۴۹۱) شیخ محمد حسن جون پوری

(۴۹۲) ملا محمد حسن

ملا محمد حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا محمد اسعد خلیف اکبر ملا قطب الدین الشہید

(۳۸۶) مولوی محمد جعفر سندیلوی

(۳۸۷) مولوی محمد جون پوری

مولوی محمد جون پوری، مولوی سقاوت علی عمری جون پوری کے خلف الکبر تھے۔ (۱) مکہ معظمہ میں مقیم و مہاجر تھے۔ اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کی۔ علم، فصل، زہد، تقویٰ، ورع اور وعد گوئی میں ممتاز تھے، ہدیہ گوئی، حاضر ہائی، و پسند تحریر اور پر تائید تقریر میں یگانہ روزگار، اپنے ہم عصروں اور ساتھیوں میں قیاد رکھتے تھے، بیچ و تحریف میں سوں نے جو تحریر لکھی (۲) تھی اس سے ان کی قابلیت کا ظہار ہوتا ہے۔ میں حالت جوانی میں اپنے والد ماجد کی زندگی میں ۲ شوال ۱۲۷۳ھ، ۱۸۵۷ء میں ہستی کو سوئے روضہ رضوان علیہ کے۔ اللہم اعزہ والوالدینہ۔

(۳۸۸) مولوی حکیم محمد جنید جون پوری

مولوی حکیم محمد حبیب حوی پوری 'مولوی سخاوت علی عمری بن پوری کے دوسرے صاحبزادے تھے' اپنے والد ماجد کے ہمراہ ملک تاج شریف لے گئے اور اپنے والد کی زندگی تک ان کے فیضان میں و علی سے مستفیض ہوتے رہے والد کی رحلت کے بعد حوی پور (۱) گئے اور مولوی عبدالحکیم فرنگی علی کی خدمت میں جو حوی پور میں مدرسہ اہم بخش کے مدرس تھے، بعض درسی کتابیں پڑھیں اور فراغ علمی مفتی محمد یوسف فرنگی علی کی خدمت میں حاصل کیا۔ پھر علم طبابت حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوئے 'مولوی حکیم امداد علی فاضل کی خدمت میں طلب شروع کیا اور اس فن میں مہارت و صداقت حاصل کی اس کے ساتھ ہی تدریس و تذکیر اور طباء کی امداد بھی کرتے تھے' ایک مرض میں مبتلا تھے کہ میں عالم جوانی میں ۱۲۸۱ھ ۵ - ۱۸۶۳ء

باندھا، وہاں کے زمانے سے وقت سے سہ صدیوں حاصل کی۔ ۳۰ فرما، شعبان میں دوبارہ
 ۳۰ عظمیٰ آئے اور قریب شریف جو کہ راست میں حفظ کیا تھا، ماہ رمضان میں بیت اللہ
 شریف میں پہنچا، حج ادا کرنے کے بعد ۲۴ ذی الحجہ سن ۱۲۳۰ھ کو مکہ معظمہ سے
 روانہ ہوئے اور خرابی بسیار کے بعد ۱۹ روز میں پہنچے وہاں سے وطن جانے کا قصد
 کیا۔ چوں کہ حیدر آباد میں بہت قریب ملازم ہوئے تو ہزار روپیہ ماہوار سرکار نواب نظام
 سے ان کے لئے مقرر ہوا۔ ان کی اولاد میں سودی طہور حس اور مولوی افضل حس
 اب بھی حیدر آباد دکن میں موجود ہیں۔ چار ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر سرکار نظام سے
 مقرر ہوئی ہے جیسا کہ افسانہ اردو میں ذکر ہے۔ ✽

(۳۹۴) شیخ محمد حیات سندھی

شیخ محمد حیات سندھی، عام روئے، محدث عظیم اور عالم باعمل تھے۔ ان کے والد کا
 نام ملا حارث تھا اور قبیلہ چاچ سے تعلق تھا، اطراف حائل پر ملک سندھ کے رہنے
 والے تھے۔ بین عام جوانی میں محمد حیات اپنے وطن سے حبش شریفین گئے ورج ادا
 کیا، مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے، اسباب توکل کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ معاش نہ تھا۔
 اسی حال میں حبش عظمیٰ میں مشغول ہو گئے، مولانا ابوالحسن سندھی مقیم مدینہ منورہ
 کے شاگرد ہوئے اور علوم دینیہ کی تحصیل ان سے کی، حدیث کی اجازت مولانا
 عبد اللہ بن سالم بصری سے حاصل کی اور پھر تمام عمر درس حدیث نبوی میں مشغول
 رہے۔ بروز چار شعبہ ۲۶ صفر ۱۲۱۳ھ ر ۱۲۹۹ھ کو دار فنا سے دار بقا کے لیے رشتہ سفر
 باہر ہوا اور ان کے ظاہر روح نے ان سے جسد خاکی کو جنت البقیع کے سپرد کر کے خود
 روشنہ رضوان میں چلینس بنایا۔ غلاریہ سندھی اسم ہے، چاچ دومیم فارسی ملقوح
 درمیان آں الف و در آخر رای مملک سندھ میں ایک قوم ہے، عادل پور، سکھر
 کے پاس ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ ✽

(۳۹۵) مولوی محمد رضا لکھنوی

مولوی محمد رضا لکھنوی، خلف اسرار مولوی عبد القادر لکھنوی، شروع میں شیخ حیدر

اسلمی، ملا نظام الدین بن ماقطب مدین شہید کے شاگرد تھے، انہیں وکلاء میں اپنے
 بھائیوں میں ممتاز تھے، معقول و متقون کی تحقیقات میں بے نظیر بے مثال اور کثیر
 الدرس و تصانیف تھے، شرح مسلم اثبوت (نامہ دی ارکام)، معارج العلوم (مطلق)
 غایت العلوم (طبیعات)، حاشیہ بر شرح بدایۃ النکتہ صدر الدین شیرازی، حاشیہ شمس
 بازغہ، حواشی زوائد ثلاث اور شرح سلم العلوم ان کی مفید تصانیف میں سے مشہور ہیں۔
 دہلی سے واپس ہونے کے بعد فرنگی محل (کھنڈ) میں مقیم ہو گئے اور علوم کا درس
 شروع کر دیا، بعض حوادث کی وجہ سے ایک عظیم فساد ہو گیا۔ اس سے وطن کے قیام
 کو مناسب نہ سمجھا اور روئیل ہند کی طرف چلے گئے۔ نواب فیض اللہ حاکم کے زمانہ
 میں رام پور پہنچے، در مدرسہ محلہ میں قیام کیا، وہیں کالج خیر کھنڈ میں ایک خاتون
 سے کریم۔ اس کے وطن سے سودی عہدہ اور سودی عہدہ روات پیدا ہوئے۔ چنانچہ
 ان کی دوسری زوجہ بی واد رام پور میں موجود ہے۔ تیسری زوجہ صنی پور کی تھیں ان
 سے ایک لڑکے غلام دوست محمد پیدا ہوئے۔ جن کے بیٹے سودی غلام نجی، مولوی غلام
 محمد اور سودی غلام زکریا تھے۔ جو بنارس میں مقیم تھے اور سرکار ٹکریڈی میں بوس
 ہوئے، محمدول پر ممتاز رہے، ملا حسن رام پور میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔
 ان کی تاریخ انتقال معلوم نہ ہو سکی۔ ان کے شاگرد مولوی محمد میں لکھنوی اور
 مولوی محمد الدین لکھنوی مشہور ہیں۔

(۳۹۶) مولوی محمد حیدر لکھنوی

مولوی محمد حیدر بن محمد بن ماقطب مدین شہید کے شاگرد تھے، انہیں وکلاء میں اپنے
 خدمت میں تحصیل علم کی، تدریس اور تعلق کے تذکرہ و بہت میں مشغول ہو گئے۔
 شاہ شہادت اللہ مرحوم سے بیعت کی اپنے والد کی طرح مقبول خلائق تھے۔ نواب
 سعادت علی خاں (دلی اودھ) کی سرکار سے تیس روپیہ یومیہ بطور کفالت ملتا تھا، حج بیت
 اللہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور سفر کی تکالیف برداشت کرنے کے بعد ۲ جمادی
 الاول ۱۲۳۰ھ ر ۱۲۲۳ھ میں مکہ معظمہ پہنچے۔ سید یوسف بھٹائی در شیخ عمری سے
 صحیحین (بخاری و مسلم) کی تحصیل کی۔ ماہ جمادی الثانی میں مدینہ طیبہ کی طرف رشتہ

محمد کلبنوی اور سنے بھائی قاضی محمد وارث کے شاگرد ہوئے۔ ضروری علوم کی تحصیل کے بعد صفائے باطن میں مشغول ہو گئے۔ چوں میں بیٹھ کر ریاضت شاکہ اور روزہ راز کے سرکے، مشرغ اور فقراء وقت سے مستفید ہوئے صحراوں اور بیابانوں میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہے۔ آخر کیلئے خشکی کے رستے سے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ معر میں ۲ رمضان ۱۱۹۰ھ ر ۱۲۹۶ھ میں رحلت کی اور وہیں دفن ہوئے۔

(۳۹۶) مولوی محمد رضا سہالوی

مولوی محمد رضا سہالوی 'موالوی' مذهب اہلین شہید کے چوتھے بیٹے تھے، اپنے والد کے بعد بڑے۔ بھائی ماسکام اہلین سے تعلیم و تربیت حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے اور اپنے بھائی کے ساتھ طہاء کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ شاہ عبدالرزاق بانسوی سے بیعت کر کے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ روضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بعد حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے پھر ہندوستان اور وہیں جان آفرین کے سپرد کی۔

(۳۹۷) شیخ محمد رفیق کشمیری

شیخ محمد رفیق کشمیری 'ابن مصطفیٰ بن معین اہلین' رفیقی 'ان کی کنیت ابوالمزہ قس۔ ۱۲۵۳ھ ر ۱۸۳۸ھ میں پیدا ہوئے۔ بڑے تفسیر، محدث، مفسر اور مولیٰ مشرب تھے۔ علوم معقود و منقول اپنے نانا متیم السمنہ نوپلی کر اور اپنے ماموں علامہ نور الدین نوپلی کر سے حاصل کئے اور علم حدیث اپنے چچا اور والد بزرگوار سے حاصل کیا اور کتاب عوارف کو لغت اللہ بن رضا نوپلی کر سے پڑھا، بہت سے لوگ اس کی خدمت میں مستفید ہوئے۔ تصوف میں متعدد سماعے ان سے یادگار ہیں۔ بروز چار شعبہ ۲۱ جمادی الآخر ۱۲۲۸ھ ر ۱۸۱۳ھ میں وفات پائی۔

(۳۹۸) میر محمد زاہد ہروی

میر محمد زاہد ہروی، بن قاضی محمد سلم ہروی کالی، ہند میں پیدا ہوئے، اپنے والد سے تربیت پائی اور دوسرے علمائے ہندوستان سے اکتساب علوم کیا۔ دین ثاقب اور

لکھ صاحب کے مالک تھے، تحقیق و تدقیق میں اپنے ہم عصروں میں بازی لے گئے۔ حاضرین و لاحقین میں ممتاز تھے۔ شاہجہاں بادشاہ نے کابل کی وقائع نگاری کے منصب پر ممتاز فرمایا۔ عالم گیر بادشاہ کے زمانے میں وہ اردوئے معلیٰ کے محاسب ہوئے۔ اس کے بعد عالم گیر بادشاہ نے ان کی خواہش کے مطابق کابل کی صدارت پر فائز کر دیا۔ (۱) وہاں اپنے منصب کے علاوہ تدریس علوم بھی کرتے تھے۔ ان کی اعلیٰ تصانیف ہیں۔ جن میں شرح مواقف، حاشیہ شرح تہذیب علامہ ردائی، حاشیہ رسالہ تصور و تعبدیق مصنف ملا قطب الدین رازی اور حاشیہ شرح الہیکل مشہور ہیں۔ ۱۱۰۱ھ ر ۹۰-۹۱۸۹ھ میں کابل میں فوت ہوئے۔

(۳۹۹) مولوی محمد باقر مدرسی

آقا، تخلص تھا، پتھاپور کے رہنے والے تھے، دیور میں ۱۱۵۸ھ ر ۱۸۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔ مدراس میں نشوونما پائی، مولانا سید ابوالحسن قرنی کی خدمت میں علوم ظاہری کی تحصیل کی علوم مجیبہ اور فنون غریبہ کے عالم و ماہر ہوئے، شعر گوئی اور عربی ادب میں مہارت حاصل تھی، کہتے ہیں کہ شانی المذہب تھے۔ مدراس اور کرناٹک کے علاقے میں ان سے ظاہری و باطنی فیض پچھا۔ ۱۲۳۱ھ ر ۱۳۲۰ھ میں رحلت فرمائی اور خاک مدراس میں دفن ہوئے۔ (۲)

تصانیف: تہذیب العصور، حائس الکات، القول المین، الدال المنہس، دیوان اشعار عربی، نفعہ العصور، کشف القلاء، اتحاد السالک، جہاد ابدی، تبیین الانصاف، انقول الہدیۃ، المجتہد الہدیۃ، ریاض الجنان، روضۃ الاسلام وغیرہ۔

(۵۰۰) مولوی محمد زماں خاں شاہجہاں پوری

نفاذ و کمالات کے جامع احادیث و آیات کے عالم، سنن و جہات کے زندہ کرنے والے، شرک و بدعت کے مٹانے والے، ابو رجا محمد زماں خاں، تخلص اللہ باریت و انعمان حیدر آباد کے مدرسہ میں مدرس اور محبوب علی خاں نظام الملک

رئیس حیدر آباد کے استاد تھے۔ فرقہ مہدویہ سے عصیت رکھتے تھے 'فرقہ مہدویہ کے لوگ سید محمد جون پوری مدعی مہدویت کی پیروی کرتے ہیں 'علاقہ ڈھویہ ہمارے سمجرات' اور حیدر آبادی دکن میں اس گمراہ فرقے کے اکثر لوگ رہتے ہیں اور سلام کے دیگر فرقوں سے تعصب رکھتے ہیں یہاں تک کہ مسلمانوں کی خون ریزی کے مرتکب ہوئے' انھوں نے اس فرقہ کے سرگرمی سید موسیٰ عرف عالم میاں مہدوی حیدر آبادی نے ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۵ء میں اپنے موصوفہ میں رسالے کشف الجلب 'دلیل التین' ملاحظہ اور ایک سال کے بعد رسالہ رد شہادت اعتدالی و رد فتاویٰ ابن حجر کی وغیرہ تصانیف لکھی اور نیز رسالہ معارف اہل ایمان طبع کراہے اور یہ تصانیف ہند کے اطراف و اقطار میں مشہور و مشہور کیں 'وہ کسی پر قانع نہ رہا (بلکہ) اس نے رسائل مذکورہ نیز دوسرے رسالے جو اس کے معتقدات و معومات پر مشتمل تھے تالیف کر کے ایک رقعہ کے ساتھ قاضی دادار علی خاں حاکم 'رائٹس' حیدر آباد کی خدمت میں اپنے ہاتھ سے پیش کئے۔ رقعہ کا مضمون یہ تھا:

"ہم نے رسائل مذکورہ حق کے دریافت کرنے کی غرض سے شہر کے اطراف میں تقسیم کئے ان کو مشہور علماء کی خدمت میں بھیجا ایک مدت تک انتظار کیا لیکن ابھی تک ملائے وقت ان کے جواب میں خاموش ہیں۔ لہذا ان کو جناب کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اگر کوئی خط نظر میں آوے تو تلاش کر کے ہمیں مطلع کریں تاکہ ہم حق کی طرف رجوع کر لیں ورنہ ہماری

اعانت و امداد اور تصدیق و اقرار کریں۔" فقط

قاضی صاحب موصوف نے رقعہ اور رسائل مذکورہ عالم میاں مذکورہ کے ہمراہ مولوی محمد زماں خاں کے پاس بھیج دیے اگرچہ وہ اس قسم کے نزاعات اور مناقشات سے کنارہ کش رہتے تھے تاہم اسلامی حیثیت و ایمانی غیرت کی بنا پر اپنے حقیقت نگار

شعب قلم کو ان رسائل پر رد و قدح کے لیے دوڑایا اور مسائل مذکورہ کی برائیاں ظاہر کیں 'اس فرقہ کے مسلم اقبال سے ان کے باطل دعویٰ کا رد کیا۔ اس فرقہ کے متبعین اس کے جواب سے عاجز رہے اور بہت تاؤم ہوئے' اس رسالہ کا نام 'ہدیہ ہدیہ' ہے۔ جب رسائل مذکورہ عالم میاں محمد مہدویہ یعنی گمراہ کن رسائل کے مصنف کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے حواریوں سے کہا کہ:

'جو کوئی مولوی زماں خاں کو قتل کرے گا اس کو میں جنت میں مودید کے دو ہاں اور خرے کے چار درخت دوں گا۔"

اس بات کو سن کر اس فرقہ کا ایک بائیس سالہ نوجوان فریب میں آ گیا اور موقعہ ملا نظر رہا۔ جب نواب مختار الملک ہلدار 'پرنس آف ولز کی ملاقات کی تقریب کی دعوت سے نکلتے روانہ ہوئے (اور) اس بے مغز نے شہر حیدر آباد کو اس بیدار مغز حاکم - اپنے دماغ کی طرح نشان زد کیا۔ (۶) ۱۰ مئی ۱۳۹۲ھ / ۱۸۷۵ء بروز شنبہ بوقت شام ۱۰ بجے صدر امداد (محمد زماں خاں شاہ جہاں پوری) حسب معمول مسجد میں تشریف لائے اور مغرب کی نماز کے بعد اور انویٹہ کر قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ اس شوق نے سلام کر کے پیچھے سے کنارہ مار کر ممدوح الذکر کو ڈھکی کھدیا۔ ان مرحوم نے قاتل کریم پر سر رکھ کر شہادت شہادت پڑی۔ اس جہاں ہاز کا خوب سیہ کر رہے "للانظر کعب کل عاقبتہ المسدین" پھر "کر" ہر چند تحقیق و تلاش کی مگر قاتل کا پتہ نہ چلا۔ مہدویوں کا سرگرمی انگریزی سفارت خانے میں پھپھپ گیا۔

اس - جہاد - مسلمانوں کا ایک انبوہ شہر و روستاوں کا قہم غیر جمع ہوا۔ چودہ مہینے کے عرصے میں نماز جنازہ ادا کی۔ حیدر آباد میں اپنے مدرسہ کے محکم میں دفن ہوئے۔ شہر عرائے وقت نے اس واقعہ کی تاریخ کے قصص لکھے ہیں 'ان میں سے ایک نمونہ اس میں شاکر قلمس عالم مطبع نظامی (کان پور) کی تاریخ کو لکھتا ہوں جو یہ ہے:

قطبہ تاریخ شہادت مولوی محمد زماں خاں شاہ جہاں پوری مرحوم و مغفور
از جناب محمد عبدالرحمان خاں شاکر مالک مطبع نظامی (کان پور)

محمد زبان جان ز حکم قضا
 یہ بحر شہادت چو شد شہ
 ہمیں مصرعہ سال شاکر نوشت
 "عبائے شہادت ز حق شد عطا"
 ۵۴۹

دیگر

گو چوں علی شد مسجد شہید (۱)
 دیگر

ز فطی عنایت حسین

بدون رفت از جسم چوں جان جان
 عنایت گو "شہ چون عنین شہید" (۲)

(۵۰۱) شیخ محمد سعید سرہندی

شیخ محمد سعید سرہندی بن مولانا شیخ احمد مجدد الف ثانی بن عبدالاحد سرہندی
 لقب خازن الرحمت، تبحر فقیہ اور محدث تھے، علوم ظاہر و باطن اپنے والد ماجد سے
 حاصل کئے، مشکوٰۃ المصابیح پر حاشیہ لکھا۔ ۱۰۷۰ھ / ۶۰ - ۱۱۵۹ھ میں رحلت فرمائی۔

(۵۰۲) ملا محمد سعید سہالوی

ملا قطب الدین شہید کے دوسرے بیٹے تھے، اپنے والد کی شہادت کے بعد مظلومی
 کے محضر کوئے کر مستغنی کی غرض سے محی الدین اور تک زب عالمگیر بادشاہ کے
 حضور میں ملک دکن گئے اور بادشاہ موصوف کی بارگاہ سے فرنگی محل کی معافی کا فرماں
 جو لکھنؤ کی مشہور عمارت میں تھا حاصل کیا اور وطن واپس پہنچ کر اہالیان نروں کے
 ذریعہ سے فرمان مذکور کی تعمیل میں فرنگی محل پر قبضہ کیا اور ملائے شہید کے تمام بیٹوں
 کو اس میں مقیم کیا، کچھ دنوں کے بعد دوبارہ فرنگی محل کی معافی کے فرمان کے استحکام

میرہ کے لئے بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور دوسری اسناد حاصل کر کے ان کو
 اعلیٰ بیچ دیا اور خود کھ مصلحہ چلے گئے، وہیں بیمار ہوئے اور عالم فانی سے ملک جاودانی
 مدحارے (۱)

نروں کے لکھنؤ کے دفتری زبان میں لاوارث اور منضبط زمین کو کہتے ہیں۔

(۵۰۳) مولانا محمد سعید بدایونی

مولانا محمد سعید بدایونی بن محمد شریف بن محمد شفیق بدایونی، اپنے زمانہ کے ہدایوں
 نے اجل علماء اور ادیبائے کبار میں سے تھے۔ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کے مرید تھے
 جس کا مزار پر انوار دہلی میں ہے۔ اور ان (مولانا محمد سعید) کے ظاہری و باطنی فیض
 سے ایک عالم مستفیض تھا۔ ۳ ذی قعدہ ۱۱۵۷ھ / ۱۸۴۳ء میں انتقال فرمایا، دو بیٹے
 مولوی محمد لیب اور مولوی عبدالحمید یادگار چھوڑے۔ قدس اللہ سرہ السامی

(۵۰۴) حکیم محمد سرور ساکن احمد آباد تارہ سرور

حکیم محمد سرور ساکن احمد آباد تارہ تخلص سرور، ابن حکیم حضور احمد، طبع سلیم اور
 دہس مستقیم کے مالک تھے۔ رسمی تعلیم مکتب اوراق (مولوی رحمان علی) سے حاصل
 کی، اکثر نعتیہ اشعار کہتے تھے، منظوم قصہ اولیس قرنی رحمت اللہ علیہ ان کی یادگار ہے۔
 آقہ اشام کو بحر متقارب میں لکھ رہے تھے کہ پیغام اجل پہنچ گیا، عین عفون شباب
 میں ۱۱۹۳ھ / ۱۸۷۷ء میں انتقال ہوا۔ چند نعتیہ اشعار جن میں کلام سعدی پر تفسیریں
 ی ہے اور جو ان کے منظومات کا خاتمہ ہیں بطور یادگار لکھے جاتے ہیں۔ در حقیقت
 مشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا انہوں نے کوئی دوسری چیز یادگار نہیں
 بھرنی۔

تضمین

ے نور خدا عجب حسین رحمت ز برائے عالمین
 ہر زبان و ہم زمینی اللہ اللہ چہ مدد بین

مر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازینی

اگر ز علوم اولینی واقف ز رموز آخرینی
کس ز پے دیدہ یقینی است عت کی و مدنی
مر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازینی

دائیل ز گیوس تو تعمیر دانش ر دوائے تفت تعمیر
نون از پے ابدے تو تقریر اے مر پر عز و توقیر
مر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازینی

اے باعث خلقت دو عالم اے موجب فخر نوح و آدم
منظور نگاہ رب اکرم ہستی پے ریش سینہ مرام
مر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازینی

اے سرمد دیدہ تو لا اے غارۂ چہرہ تر
بروئے تو دیدہ تماشا باز است تو نیز دیدہ بکشا
مر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازینی

اے جملہ نشین محل نور اے شمع ضیائے شمع طور
از نور تو عالم است معمور اے مویک دو دیدہ حور
مر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازینی

زلفت پے عاشقان جاہار زنجیر بااست سے ہر ہار
یشیت ہمہ دلبران ملاز مشہد برین ترانہ و مساز

مر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازینی

م تو بلائے جان سرور درد تو دوائے جان سرور
دشت نام و نشان سرور نامت درد زبان سرور
مر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازینی

(۵۰۵) استاد مولانا محمد شکور مچھلی شری

مولانا محمد شکور مچھلی شری بن شیخ، انت علی شہری، علوم عقیدہ و دینیہ میں مولانا
شید ادیب خاں دہلی اور حدیث و تفسیر میں شاہ عبدالعزیز دہلوی سے مستفید ہوئے۔
پیشہ انگریزی سرکار کی طرف سے معزز و ممتاز رہے۔ جب فتح پور موہ میں
صدر امداد کے عہدہ پر رہتے تو مولف سید ان (مولوی رحمان علی) جناب
سے نسل بردار (یعنی خدمت گزار) شاکر دوں میں شامل ہو گیا۔ ۱۳۶۰ھ ر ۱۸۴۳ء میں
مولانا مدوح بخش نے اپنے وطن مراٹھ کی توبہ حقیقہ (مولوی رحمان علی) کی اہلی
سے ہرکاب مچھلی شری کی درجناب سے درمیانی درسی کتابیں پڑھیں، مولانا نے تمام عمر
درس و تدریس میں بسر کر دی۔ درسی کتابیں بغیر، ایسے چھل قوی کی حالت میں پڑھاتے
تھے، تالیف و تصنیف کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ دو مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے
شرف ہوئے۔ ۱۲ ذی الحجہ بروز سہ شنبہ ۱۳۰۰ھ ر ۱۸۸۳ء کو دار فانا سے دار بقا کو روانہ
ہوئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی پیدائش ۱۲۸۰ھ ر ۱۷۹۶ء میں ہوئی لفظ
"تاریخ" سے سال زیارت نقلی ہے اس طرح نائے سال ۱۸۰۱ء۔ مچھلی شری حرم
پر کے قریب ایک قصبہ ہے۔ عطر اللہ لدہ

(۵۰۶) مولوی محمد شبلی اعظم گڑھی

مولوی محمد شبلی اعظم گڑھی، رسالہ اسکاٹ المتحدی فی النصاب المتحدی اور حل
المدام وغیرہ کے مصنف ہیں۔ سوج درسی کتابیں مولوی محمد فاروق عباسی پڑھا کوئی سے

پڑھیں، اب مدرسہ علی گڑھ میں مدرسہ اول ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

تصانیف: الماسون (تاریخ زمانہ ماسون ارشد حنیف عباسیہ بغداد) الجزیرہ (جزیرہ کی حقیقت کا بیان) گزشتہ تعلیم (مسلمانان سلف کے علوم کی تدوین اور تعلیم مدارس کے نام) صبح امید (اسلام کی موجودہ حالت) میرت السعالم ۲۵۸ھ (امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری) علی و فارسی قصائد و غزلیات۔

(۵۰۷) مولوی محمد شبلی جون پوری

مولوی محمد شبلی جون پوری، مولوی سقاوت علی جون پوری کے تیسرے بیٹے تھے۔ ۲۵ شعبان ۱۲۶۳ھ ر ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ جب ان کے والد بزرگوار نے ہجرت فرمائی تو بہت کم سن تھے۔ س لئے مکہ معظمہ جانے سے قاصر رہے۔ ان کے نانا قاضی ضیاء اللہ صدر امداد مرحوم سے ناز و نعم کے ساتھ تعلیم و تربیت فرمائی، جون پور میں حافظ نعمت اللہ ساکن سرای میر (۱) سے قرآن مجید حفظ کیا۔ فارسی کی درسی کتابیں جون پور کے علماء سے پڑھیں، علوم عربی کی ابتدائی کتابیں صرف و نحو وغیرہ مفتی محمد یوسف فرنگی علی (۲) کے شاگردوں سے پڑھیں، تھوڑے ہی عرصہ میں مفتی موصوف اندک (مفتی محمد یوسف) سے درس نظام کی موجدہ درسی کتابیں سماعت تحقیق و تدقیق کے ساتھ ختم کر لیں، سند فضیلت مفتی محمد یوسف نے اپنے دست خاص سے دی، علوم باطنی کی تفصیل اپنے والد بزرگوار کے شاگرد مولوی سید خواجہ نصیر آبادی کی خدمت میں کی اور کتب احادیث کی اجازت مولوی سید نذیر حسین تلمیذ مولانا محمد اسحاق دہلوی سے حاصل کی اور صاحب امتیاز ہو گئے۔ ۱۲۸۶ھ ر ۱۸۶۹ء میں اپنے نانا اور مہلی قاضی ضیاء اللہ کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر وطن کو واپس ہوئے اپنے والد کے ہاشمین ہیں۔ مدرسہ قرآنیہ جامع مسجد جون پور میں تدکیر خلائق میں مشغول ہیں سلمہ اللہ والہ والہ والی ماتمنا۔

(۵۰۸) مولوی محمد شفیع بدایونی

مولوی محمد شفیع بدایونی، محی الدین اور بنگ زب عالم گیر کے زمانہ کے اجداد سے

تھے۔ ان کا سلسلہ نسب امیراموئین سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تک نشی ہے اور وہ یہ ہے مولوی محمد شفیع بن شیخ مصطفیٰ بن عبدالمصور بن عمر بن عبد اللہ بن کریم الدین بن قاضی محمد بن شیخ معروف بن شیخ ورد بن عبد شکور بن محمد راتی بن قاضی عبد الدین بن قاضی القضاۃ قاضی رکن الدین، الملقب بہ شمس الحق بن قاضی انبال بن شیخ شہید بن شیخ ابراہیم بن شیخ سحاق بن عبدالمکریم بن شیخ شریف بن نور اللہ بن عبدالحی بن شیخ محمد فردوس بن شیخ انیس بن شیخ رفیع بن شیخ عبدالمکریم بن عبد الرحیم بن عبد الرحمن بن بیان بن سیدنا عثمان ابن عفان الاموی المرقشی رضوان اللہ علی من اتبع الهدی منہم۔

قاضی دانیال عراق سے ہند آئے اور بدایوں کے قاضی ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ ان کی اولاد ایجاد میں شیخ مصطفیٰ تھے جو علم تصوف میں یگانہ روزگار تھے۔ اور خصوصاً شیخ محی الدین ابن عربی کی کتابوں کے مشکلات کے حل کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ان کے بیٹے مولوی محمد شفیع ان کے شاگرد تھے۔ جنہوں نے اپنی تمام عمر گراں مایہ درس و تدریس میں بسر کی، اناسی (۱) سال کی عمر میں بتاریخ ۲۲ شوال ۱۲۹۰ھ میں صدی کے آخر یا بارہویں صدی کے شروع میں فوت ہوئے۔ دو بیٹے مولوی محمد شریف اور خلیفہ عبد اللطیف یادگار چھوڑے۔

(۵۰۹) محمد صدیق لاہوری

محمد صدیق لاہوری، محی الدین محمد حنیف بن محمد لطیف قنبد، محدث اور ادیب تھے۔ ان کے والد ماجد کانل سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے۔ مسجد وزیر خاں کی امامت کرتے تھے۔ صاحب ترجمہ (محمد صدیق لاہوری) بدو دو شنبہ ۲۹ محرم ۱۳۲۸ھ ر ۱۹۱۰ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ جب پانچ سال کی عمر ہوئی تو مولانا محمد عابد، صاحب تعلیقات تفسیر بیضاوی سے بسم اللہ پڑھی۔ حفظ قرآن کے بعد مولانا محمد عابد، مرزا میر اللہ، ملا حفیظ اللہ، مولوی عبد اللہ، ملا علور اللہ، ملا شریار وغیرہ سے موجدہ علوم حاصل کئے۔ حدیث کی سند شیخ نجی ابن صالح علی مدرس مدرسہ مسجد اعزام اور شیخ ابو الحسن سندھی مدنی مدرس مدرسہ مدینہ منورہ سے ۱۳۵۵ھ ر ۱۹۳۶ء حاصل کی۔ تصانیف بہت ہیں۔

تصانیف:- سلک اندر (غیر منقوطہ در سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و سلم) دارالسلام فی علم الکلام شروط الایمان، لقن الحق فی بیان ترک الشر و الخلق، التمسک بہم الطافوت فی تصدیق ہدایت و مروت، نور حدیث الثقلین فی تمثال العلی، شرح المسائل البہرہ فی ہدایت و التمسک بالجمہ الغایہ، زائد افادات فی شرح منکب، مسائل، تبصیر ارق فی تبیین الحق، جامع الوعائف، فقہ العقب، منزل الاحرار، زیادت الفرج، جامع طب احمدی، ترجمہ فقر محمدی، ہدیہ الایمان وغیرہ۔

(۵۱۰) محمد صدیق برہان پوری

محمد صدیق برہان پوری، محدث دکن سے تھے۔ س کی کنیت ابو بکر، لقب علی الدین بن حبیب اللہ، سیرت برہان پوری سے۔ ان کی تصانیف میں ایک رسالہ فقہ حیات ہے، اس میں ایک تہذیب بارہ فصیل اور خاتمہ ہے۔ اس کتاب میں نزع، تحفہ، عقیدت وغیرہ مقالات میت کے مسائل بیان کئے ہیں، یہ کتاب زوائد سے مملی نہیں ہے۔ زمانہ وفات معلوم نہ ہو سکا۔ (۱)

(۵۱۱) شیخ محمد طاہر پٹنی

ان کا نام جمال الدین محمد بن طاہر ہے، محمد طاہر کے نام سے مشہور ہیں۔ ۹۹۳ھ / ۱۵۰۸ء میں شہر سنو - گجرات (پن: ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ان مولانا شیخ ناگوری، مولانا برہان الدین صہوی اور مولانا عبداللہ سوہی سے علوم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۹۹۳ھ / ۳۸ - ۱۵۳۷ء (۱) میں سفر حجاز اختیار کیا زیارت حرمین شریفین، زعمانہ تشریف و تعلیم سے مشرف ہوئے۔ وہاں شیخ عبداللہ زبیدی، سید عبداللہ مدنی، شیخ عبید اللہ (۲) حضری، شیخ یار مدنی، شیخ ابن جریجی و ملکی صاحب صوغی، محرق، شیخ علی مدنی، شیخ برہورد، سدھی، شیخ علی بن حمام الدین الممتلی، شیخ ابو الحسن بکری وغیرہ سے نہایت تحقیق اور استفادہ سے فن حدیث حاصل کیا، شیخ علی متقی کے مرید و افضل، کمال میں کامل، مہل و مہل، وہاں سے خیر و برکت

کے ساتھ وطن آئے اور طلباء کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ محمد طاہر پٹنی آمر بالعروف اور نای عن المنکر تھے۔ اور مدعات و منکرات و بیع کئی میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اپنی قوم بوہرہ کی بدعات کے رد میں جو ممدویہ، سابعیہ مذہب کی پیروی تھی خاص طور سے ہمہ تن مستعد رہتے تھے اور عمدہ کیا تھا کہ جب تک اپنی قوم سے بدعات و عدالت کو دور نہ کرلوں گا، سہ سر پر نہ باندھوں گا، اور اپنے مرشد شیخ علی متقی کی وصیت کے مطابق اپنے ہاتھ سے روشناس حل کر کے علماء و کتب نویسی میں مدد دیتے تھے اور دوس کی حالت میں بھی سیای حل کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔

جب ۹۸۰ھ / ۳ - ۱۵۷۲ء میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گجرات کی سرزمین میں اپنا قیام کیا تو شیخ نے بھی حاکم وقت نے سرحد شہر تقرب (۵) حاصل کیا۔ بادشاہ نے علامہ - باندت کا سبب پوچھا جو وجہ تھی ظاہر مدنی۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے (شیخ محمد طاہر) سے سر پر لہجہ بدعت اور فریاد کیا کہ اس میں بیعت و مروت ہے۔ وہ ہے جس میں ارادہ بدعت میں کوشش ملتی ہے۔ خاتمہ مرید سر پر لاکہ جو امیر بادشاہ کا رسدای بھائی تھا جب تک گجرات کا حاکم رہا وہ اپنے ایام حکومت میں شیخ کی مدد کرتا رہا اور جب وہ امرواں، اور اس کی بجائے عبدالرحیم بن حاکم شہسوی منصوب ہو، تو فرقہ اسماعیلہ بوہرہ قوی بارو ہو گیا۔ چونکہ وہ مذہب اہل تشیع سے موافقت رکھتا تھا شیخ باہر آئے ہو گئے اور علامہ اپنے سر سے جدا کر کے بادشاہ کے حضور میں عرض حال کی عرض سے ان کو روک دیا۔ وہ کہے۔ بوہرہ ایک گروہ اس کے پیچھے چل دیے۔ جب شیخ نے انہیں سے وراج میں تھیں اور سارنگ پور کے درمیان سفر کی تو گروہ اٹھیا، نے فرصت پار اس، شہید کر دیا۔ یہ واقعہ ۹۸۶ھ / ۸ - ۱۵۷۸ء میں واقع ہوا، شیخ نے امراہوں نے اس کی لاش کو پٹنیا، کران کے بڑوں کے مقابر میں سپرد خاک کیا۔ شکر اللہ علیہ و جزاء اللہ جزاء۔

شیخ علیہ الرحمۃ (محمد طاہر پٹنی) نے فن حدیث میں منید تالیفات کی ہیں جو یہ ہیں:-

مجمع بحار الانوار:- یہ کتاب لغت حدیث میں ہے اور دراصل صحاح ستہ کی شرح

معنی: صحیح اسلمہ الرجال کے بیان میں ہے نہایت اچھے انداز میں مختصر حالات تحریر کئے گئے ہیں۔

تذکرۃ الموضوعات: موضوع احادیث کے بیان میں ہے۔

قانون الموضوعات فی ذکر النفعاء والوضاعین: یہ بھی ان کی تصنیف ہے۔

بوہرہ: بوہرہ کے وزن پر ہندی غلط ہے جس کے معنی تاجر ہیں یہ لفظ یوہرہ سے مشتق ہے۔ جس سے معنی تجارت ہیں 'بوہرہ' دکن میں ایک قوم ہے جس کے تمام افراد تجارت پیشہ ہیں 'یہ' لگ نہیں میں محبت و اتحاد سے رہتے ہیں 'اں' کے مالدار (اپنی قوم کے) عربوں کی مدد کرتے ہیں۔ ہماری میں آج کل ان کا پیشہ نامہ الخیم امدین بنتا ہے جو تمام بوہرہوں پر مثل باپ کے شفقت رہتا ہے۔ یہ فرقہ ممدویہ 'اسامیہ' ہے 'یہ' لگ ہے آپ کو محمد ممدی بن عبد اللہ بن محمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کا پیرو کہتے ہیں اور محمد بن عبد اللہ کو ممدی 'خزائن' کہتے ہیں۔ مذہبی تعصب بست رہتے ہیں۔ فرقہ 'اسامیہ' کے چند فرقے ہیں 'داودیہ' اور 'حقانیہ' دکن ہندوستان کے علاوہ بکس 'موت' 'مغرب' 'برن' اور 'قسنل'۔ سوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر بوہرہ 'اسامیہ' خاص طور سے دکن میں رہتے ہیں۔ فرقہ ممدویہ جو اپنے آپ کو محمد جوں پاری کا پیرو کہتے ہیں اس مذہب سے 'شاوگ' ہے پورا اور میدر آباد دکن میں سکونت رکھتے ہیں 'ممدویہ' 'اسامیہ' اور ممدویہ تون پوری میں یہ فرق ہے کہ ممدویہ 'اسامیہ' تشیع و طرف رکھتے ہیں اور ممدویہ تون پوری دہلیت و طرف مکمل ہیں۔

(۶) شروالہ قبرائیں کا پرانا نام ہے۔ پٹن صوبہ گجرات دکن کا ایک شہر ہے جو عہد قدیم میں ہندو راجاؤں کی راجدھانی تھا۔

(۵۱۲) مولوی محمد طاہر

مولوی محمد طاہر بن سید غلام جیلانی بن سید محمد واضح بن سید محمد صابر بن سید محمد حسین اللہ بن سید شاہ محمد علم اللہ حسینی حسینی القسبی 'الامام' (۱) حسن مثنیٰ

بن سید اکبر امام اللہ حسن بن علی بن بی طالب (علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے بزرگوں کی اصل مدینہ منورہ سے ہے۔ مولود مسکن بنکے شاہ علم اللہ رائے بریلی (صوبہ یوپی ہندوستان) ہے۔ مولوی محمد طاہر کی ولادت باسعادت ۱۲۹۸ھ ر ۳ - ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ انہوں نے درسی کتابیں اپنے عم بزرگوار مولوی قطب الدی 'تقیذ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی' سے پڑھیں اور تکمیل علوم مولوی عبدالغفار سید پوری سے و جامع حالات ہوئے۔ دیت طریقت سید احمد مجاہد کے ہاتھ پر کی جن کا اس سے پسند گزر چکا ہے۔ طریقہ چشتیہ 'قادریہ' تشبندیہ مجددیہ اور محمدیہ میں فرقہ حافت حاصل کیا اور مستفیض ہوئے۔ ہدایت و ارشاد 'طریقہ تعلیم' اور تصنیف و تالیف سے ایک عالم کو روشن رویا۔ ان کی تصانیف تصوف 'عقائد اور محاکات سنت و دعوت میں ہیں' مثلاً 'غیر لک' 'تحریم اخرام' 'قاطع البدعہ' رسالہ 'در بیان وحدت وجود و وحدت شہود' و کتاب 'در بیان توہجات شام وغیرہ فارسی زبان میں ہیں۔ یہ کتابیں بہت شایع و بہت اچھے طریقہ پر مرتب ہوئی ہیں۔ مولوی محمد طاہر تصنیف و تالیف 'افاء و تدریس' و حفظ ہدایت اور مشغل و عالج سے باوجود بھی بھی علم بھی لکھتے تھے 'ان کے شعار' فارسی 'اردو' ہندی ہر زبان میں خوب مرغوب و مقبول ہوئے ہیں۔ جس زمانہ میں صاحب 'بہار علیہ الرحمہ' (مولوی محمد طاہر) پندہ دین ہند بہار دیوان ریاست ریواں کے بیٹوں کی تعلیم کی غرض سے ریواں میں روتی افروز تھے تو مسود اور اوراق (مولوی رحمان) اکثر ان کی قد ہوس سے مشرف ہوا کرتا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ سلف صاحبین کی یادگار تھے۔ ریاست ریواں کے کچھ دگ ان کے مرید بھی تھے۔ ان کی کچھ طبع و انصافی اور ہولی (پوری) ریواں کے بعض کانے داو (۲) کو یاد ہیں۔ ان کے نو سے (۳) مولوی سید نضر الدین احمد سلمہ ربی نے ان میں سے اکثر کتاب 'میر جہاں تاب' میں نقل کی ہیں۔ ان کے باقی کتابت مولوی محمد عبدالحی ظلف امدوق مولوی قمر (۴) الدین احمد نے زہد اساطیر میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ مولوی ون الدین نسیر آبادی ان کے مرید تھے۔ مولوی محمد صادق غازی پوری مولوی لطف (۵) اللہ ماطر صاحب تفسیر

مظفر مجتہب اور ان کے بھائی مولوی فخر الدین احمد نے ان سے علم حاصل کیا ہے۔
ان کی وفات ۷۸۳ھ / ۲ - ۷۸۶ھ میں رائے بریلی میں دہلی کے مرض میں ہوئی ہے۔
سید محمد ظاہر "داد تاریخ وفات ہے۔"

(۵۱۳) محمد جون پوری

محمد جون پوری مدنی ممدویت کا مدعی اس کی سیادت اور شیعت کے حلق
رہا۔ تاریخ کی رائیں مختلف ہیں۔ سبب یرامت خیر لکھتا ہے کہ "سید محمد جون
پوری ابن سید مدہ ادبی روحانیت کی فراوانی سے فیض یاب تھا۔ صوری و ممدوی علوم
پر پورا عبور رکھتا تھا۔ شریعت کی (کے جذبہ) سے ممدویت کا دعویٰ کیا۔ بہت سے لوگ
اس کے معتقد ہو گئے۔ بہت سی کرامتیں اس سے ظاہر ہوئیں۔"

مولوی محمد زمان شاہ جہان پوری نے "ہدایت ممدویہ" میں مطلع الوالدیت
شواہد الوالدیت پنج مسائل اور تدریج التسلیم وغیرہ ممدوی فرقہ کی معتبر کتابوں سے
قل بیان کیا ہے کہ شیخ جون پوری جس کو ممدوی و ممدوی سید محمد ممدوی و ممدوی کہتے ہیں
ابتداءً اس طرح سے کہ ان پور میں یہ شخص سید بن نام ہوا تھا اس کے دو بیٹے
تھے ایک احمد در دوسرا محمد دوسرا ہی شیخ جون پوری بن گیا۔ ۸۸۳ھ / ۲ - ۸۸۳ھ میں
پیدا ہوا اس کی ماں کا نام بی بی خاتون تھا۔ ممدویوں سے ممدویت کے دعویٰ کی وجہ
سے اس کے والدین کا نام میں عبد اللہ اور بی بی خاتون تھا۔ یہاں تک کہ اس کی عمر چار
سال چار روز کی ہوئی تو اس سے باپ سید خاتون نے اس پور کے شرف و امراء کی
نمائندت کتف کے ساتھ صیافت کی اور شیخ وایں جون پوری سے جو مشایخ وقت سے
تھے رسم تہنہ خوانی و کرائی۔ شیخ جون پوری اور اس کا بڑا بھائی احمد شیخ وایں کی
خدمت میں سبب علوم کی غرض سے حاضر ہوئے۔ شیخ وایں پور طبع بلند اور اچھے
ذہن کا مالک تھا۔ اس نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور بارہ سال
کی عمر میں درسی علوم سے فراغت حاصل کر لی۔ وہ مسائل کی تحقیق میں دلیر اور سادہ
میں شیر کی مانند تھا۔ شیخ وایں جون پوری اور عبد اللہ پور اس کو اسد علماء سے
لقب سے یاد کرتے تھے۔ پھر شیخ جون پوری چشتیہ سلسلہ میں وائیل کا مرید ہوا۔ جوانی

میں سیر و سیاحت اختیار کی اس زمانہ کے بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو گئے۔

سلطان حسین حاکم دانا پور "جو دیپ راو حاکم گوڑ کا باج گزار تھا" اس کا بہت
معتقد تھا ہر مہم میں اس کو اپنے ہمراہ لے جاتا تھا۔ فرشیخ جون پور نے سلطان حسین کو
دیپ راو کی اطاعت سے باز رکھنے کی غرض سے جنگ و جدال پہ آمادہ کر لیا۔ سلطان
حسین تیس ہزار جنگی سواروں کو لے کر شیخ جون پور کے ساتھ گوڑ کی طرف روانہ
ہوا۔ پندرہ سو سوار مجروح ہو کر لڑائی کی فوج کے نام سے مودم تھے شیخ کے ساتھ تھے۔
جب دیپ راو نے سلطان حسین کی سرکشی کی خبر سنی تو وہ بھی مقابلہ پر آیا۔ فوج کی
کمی کی وجہ سے سلطان حسین نے ہزیمت اٹھائی اور پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن شیخ جون پور
نے قدم احتیال اپنی جگہ سے نہیں ہٹایا۔ پندرہ سو لڑائی سواروں سے دیپ راو پر
حملہ کیا اور ایک کھوار سے اس سے دو ٹکڑے کر کے اس کا قلب نام سے باہر نکل
پانا کہتے ہیں کہ اس کے قلب پہ اس بہت کی تسخیر ہوئی تھی جس کو دیپ راو
پور تھا۔ اس واقعہ سے شیخ کا جذبہ بڑھ گیا کہ وہ باطل کا توبہ اثر ہے (تو ممدویوں
کا کیا اثر ہوگا۔ شیخ جون پور بارہ سال تک اسی جذبہ میں رہا۔ جب اس
حالات سے کچھ واقف ہوا تو ترک وطن کر کے اپنے بیوی بچوں اور چند مریدوں کے ہمراہ
دانا پور کے جنگل کے راستہ میں دو گرجاں گردی کے لئے چل دیے۔ اس سفر میں شیخ کی
زوجہ بی بی اندینی (۱) - (۲) اس کا بیٹا سید محمود شیخ جیکہ در میاں و در تو مسلم
(بشیر راو دیپ راو مقتول) شیخ لے ہمراہ تھے۔ سی جنگل میں سب سے سامنے
ممدویت کا اہتمام ظاہر کیا۔ اس کے رفیقوں سے اس کی تمہید کی رات رات پندرہ شہر
میں چوہچھپ اس کے وعظ و تذکیر میں اس شہر کے لوگ بہت جمع ہوئے وہاں کے
مشایخ نے اس سے حسد کیا اور جہاں اس کو شہر سے باہر نکال دیا۔

شیخ اپنے پیچھے کے ہمراہ جب داد کے دار الحکومت مدہ (مڈو) میں آیا سلطان
غیاث الدین بدشاہ ماوہ نے جو اس زمانہ میں اپنے بیٹے سلطان سیر الدین سے حکم سے
سنہری زنجیروں میں مقید تھا شیخ کو انعام کثیر سے مرقہ الحال بنا دیا۔
غیاث الدین کے امیروں میں سے ایک امیرالہ داد جو علمی فضیلت اور شعر گوئی

میں شہرت رکھتا تھا ترک دیا کر کے شیخ کے ہمراہ ہو گیا، مسدویاں اس کو خلیفہ ششم سمجھتے ہیں۔ مرثیہ شیخ جون پوری، دیوس، مسلسل، رسالہ ہار امانت اور رسالہ ثبوت مسدویت اس کی تصدیقات سے ہیں، صاحب دیوس مہری ابن خواجہ طہ اس بقی الہ واد کا شاگرد ہے۔

شیخ جون پور، مالوہ کے تحت گاہ بانڈو سے شہر جپانیہ، صمد (چپانیہ؟) (مکرات دکن) میں سکر جامع میں فہیم، اس کے وعظ ترک دنیا اور تجرو کی شہرت خلوق میں ہو گئی۔ سلطان محمود لکھنؤ لقب سلطان محمود گجراتی کا ہے لوگوں نے سلطان کے اس لقب کی دو دھمکیاں بیان کی ہیں دل یہ کہ سلطان کی موٹھیں گائے کے دونوں سینگوں کی طرح بھری اور پنج دار تھیں، ایسی گائے کو گجراتی میں لکھنؤ کہتے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ "سب" گجراتی میں دو کو کہتے ہیں، درگڑھ قلعہ کو، جب جونا گڑھ اور جپانیہ کے دو قلعے فتح ہو گئے اور سلطان کے قبضہ میں آئے تو اس کو لکھنؤ کہے لگے۔ رک مرآت احمدی

حاکم گجرات (محمود بیکرٹھ) نے چاہا کہ شیخ کی مجلس میں حاضر ہو، مگر علمائے وقت کی مخالفت کی وجہ سے وہ اس ارادہ سے باز رہا، میں نظام جو اسلام خان کی مسجد میں طالب علم تھا، اس کے مریدوں کے حلقہ میں شامل ہو کر اس کے ہمراہ ہو گیا۔ وہیں شیخ کی بڑی بڑی الہدی کا انتقال ہوا اور وہ قلعہ کے نیچے دفن ہوئی۔ شیخ جون پور وہاں سے برہان پور اور دولت آباد کے راستے سے شہر احمد نگر (۱) میں مکر مقیم ہوا۔ وہاں کا بادشاہ حمد نظام ملک بڑے عقائد کے ساتھ اس سے پیش آیا۔ اس کے بعد وہ شاہی ملک برید کے دور میں شہر بیدر میں پہنچا، شیخ محمد، ملا خلیفہ اور قاضی عطاء الدین اس کے مرید ہو گئے۔ شیخ جون پور وہاں سے گلبرگہ پہنچا۔ سید گیسو در ز قدس سرہ کی زیارت کے بعد رستے پاک کے راستے سے مری واپس پہنچا اور وہاں سے بحری جہاز سے ذریعہ بیت اللہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب حرم شریف میں پہنچا تو اس کو یاد آیا کہ رکن (یعنی) اور مقام اہر نیم کے درمیان خلوق مسدوی موعود کے ہاتھ پر بیعت کرے گی پٹی زبان سے کلمہ "من اتبعی لہو مومن" (جس نے میرا اتباع کیا پس وہ مومن

(۱) ل۔ میں نظام اور قاضی عطاء الدین نے آمنا کیا اور (۲) اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ کہتے ہیں کہ دو گواہ اس واقعہ کی سند کے لئے ۹۰۰ھ ر ۱۳۹۵ء میں ظاہر ہوئے۔ شیخ محمد عظیم سے واپس آنے کے بعد مسجد تاج خان مبارک واقع احمد آباد گجرات میں مقیم ہو گیا اور تذکیر و دعوت میں مشغول ہوا۔ ملک برہان الدین اور ملک نور اس کے مریدوں کے گروہ میں شامل ہو گئے اور اسی مسجد میں مجمع عام کے سامنے ۹۰۲ھ/۸۔۱۳۹۷ء میں مسدویت کا دعویٰ کیا۔ یہ دوسرا دعویٰ ہے، گجرات کے علماء و مشائخ نے سلطان محمود سے کہا کہ شیخ جون پور اپنے وعظ میں شریعت کے خلاف حقائق و حروف بیان کرتا ہے۔ سلطان نے اس کے اخراج کا حکم صادر فرما دیا۔ شیخ وہاں موضع سولہ سلج کی سر پر مقیم ہو گیا۔ میاں نعمت جو ظلم ڈاکو تھا ایک حبشی کو قتل کر کے بھاکا، شیخ کے پاس آیا، اس کا مرید ہوا اور اس کے رفقاء کی جماعت میں شامل ہو گیا، شیخ جون پور سولہ سلج سے گجرات کے شہر سہاول میں جس کو پلن کہتے ہیں خان سرور کے حوض پر اترا وہاں میاں خوند میر اور اس کے اقرباء اس کے مرید بنے، وہاں بھی اس کو دہی دقت پیش آئی یعنی ہارگاہ سلطان سے ان کے اخراج کا دوبارہ حکم جاری ہوا۔ شیخ اپنے پیروں کے ہمراہ پلن کی بجائے قصبہ بدلی میں مقیم ہو گیا۔ وہیں سے تیس کوں کے ناصد پر ہے، میاں خوند میر جس کو مبارک ملک نے بدعتیہ کی وجہ سے قید کر دیا تھا قید خانہ سے بھاگ کر شیخ سے مل گیا۔ بدلی کے مقام پر اس نے تین مریدوں نے ضد کی کہ وہ پھر مسدویت کا دعویٰ کرے۔ شیخ نے خود اپنی زبان سے یہ کلمہ کہا "انہی لہو مومن موافقہ" (میں مسدوی ہوں اور منشاء الہی کو ظاہر کرتا ہوں) اپنے جسم کی کنال کو دونوں انگلیوں سے پکڑ کر کہ جو اس بات کے مبین ہوئے کا انکار کرے وہ کافر ہے اور میں خدا سے براہ راست احکام حاصل کرتا ہوں۔ خدا فرماتا ہے کہ میں نے علم اولین و آخرین قرآن کے معانی کا بیان اور ایمان کے غرور کی تنبیہ تم کو دی، تیرا قبول کرنے والا میرا اور تیرا منکر کافر ہے۔ خوند میر نے اس کے تمام دوستوں نے جو قعداد میں تین سو ساٹھ تھے (۳) آمنا و مسد قاقا تدارک دہلی اور یہ تیسرا دعویٰ ہے جو ۹۰۵ھ ر ۱۵۰۰۔۱۳۹۹ء میں ظاہر ہوا۔ تادم مرگ وہ

اس دعویٰ پر قائم رہا۔ اس دعویٰ کو ممدوی لوگ دعویٰ منکد کہتے ہیں۔ اس دعویٰ کو سن کر شہوانہ کے چند علماء قصبہ بدلی میں آئے اس سے مباحثہ شروع کیا مگر شیخ اپنے خیال سے باز نہیں آیا۔ علمائے وقت نے سطحاں گجرات کو مطلع کیا۔ سلطان نے اس کے خراج کا حکم صادر کر دیا۔ شیخ اپنے مریدوں کو لے کر سندھ کی طرف نکل گیا۔ جاوڑا ناگور و رحیم پور کے رستے سے سندھ کے راجہ حکومت ٹٹ میں پاپا وہاں بھی کچھ لوگ اس کی مہدایت کی تصدیق کرنے والے پیدا ہو گئے۔ جب سندھ کے اہل اسلام شیخ کے عقائد پر مطلع ہوئے تو سندھ کا حکم (جم نظام الدین) نے شیخ اور اس کے مریدوں سے اقل کا حکم صادر فرمایا۔ حکم سندھ کے مصاحب درباروں نے بڑی کوشش سے اقل سے حکم کو منسویٰ راویا اور عاقبت سندھ سے اس کو باہر نکال دیا۔ شیخ اپنے مریدوں کے ہمراہ سو گتھ سو آدمی تھے فرساں چلے گئے۔ شیخ ہمایوں میں سے قس سو گتھ آدمی مصاحب و صاحبزادے کے لقب سے غلبہ تھے۔ اس وقت قندھار باپا نو حاکم قندھار مرزا شاہ بیگ (۱۱۰۱ھ) نے شیخ سے ملاقات کی۔ اس نے اس کے بعد فرمایا کہ ہم سے ان ہندی (شیخ جون پور) کو چاہئے کہ وہاں سے اسلام کے ساتھ حاضر کیا جائے۔ ماہرین حکم کے حکم کی تعمیل میں شیخ کو گرفتار کر کے جامع مسجد میں علمائے اسلام کے سامنے لایا۔ علمائے وقت سخت کدلی سے پیش آئے شیخ نے حملہ اختیار کیا اور قرآن کا مدد شروع کر دیا۔ مرزا شاہ بیگ کو لہذا اس تھا اس کی عمرانی پر فریفت ہو گیا۔ وہ گری لھنڈک سے بدل گئی اور شیخ اس سے ممکنہ حد تک بچاؤ پائی۔ پھر وہ منہ میں ملے کرنے کے بعد شہر فرہ میں پہنچا چانک اس شہر کے ایک عہدہ دار نے مکر شیخ اور اس کے رفقاء کے ہتھیاروں کو لے لیا۔ گوشت کد سے اس لوگوں کو شمار کیا اور کہا کہ کل تم سب قید خانہ میں چلے جاؤ گے۔ اس کے بعد شہر فرہ کا حاکم امیر ذوالنون شیخ کے پاس دریافت حال کی غرض سے آیا۔ شیخ ناگرویدہ ہو گیا۔ نیز علمائے وقت سے فرمایا کہ وہ مہدویت کے متعلق اس کا امتحان لیں۔ علماء نے مباحثہ و مناظرہ شروع کر دیا۔ امیر ذوالنون نے مرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور میں صورت حال کی مشفق عرضداشت بھیجی اور جو آپ کے انتظار میں ہو سینگے تک شہر فرہ میں قیام

ہا۔ (شیخ جون پور نے) ۳۳ ترمنہ سال کی عمر میں ۱۱۰۰ھ ۵۔ ۱۵۰۳ء میں بروز جمعرات ۱۱ویں اہل کر لیک کہ کر سفر آخرت اختیار کیا و فراہ اور رڑ کے درمیان دفن ہوا۔ اہل دین جنید نے جس کا ذکر گزر چکا ہے۔ شیخ کی قبر پر مرثیہ پڑھا مرثیہ کے شعار یہ ہیں۔ ☆

فعلی کہ بر جمع پیر شد از خدا
بارا بروز حشر شفاعت کر از خدا
اعوذ باللہ من سوء الاعتقاد

(۵۸۳) مولانا محمد عابد لاہوری

مولانا محمد عابد لاہوری حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے تفسیر، منہر، ملی خانہ ان کے رکن اور بہت عبادت گزار تھے۔ ان کی مجلس میں تقریباً روزانہ دو سو علماء اور صلحاء بیٹھتے تھے۔ لاہور سے حرمین شریفین پہنچ گئے، مناسک حج اور زیارت کے بعد لاہور واپس ہوئے۔ ۱۳ رمضان ۱۲۶۰ھ ۷۷۷ھ کو اس جہاں سے رحلت فرمائی۔ ☆ (۱)

تصانیف: حاشیہ تفسیر بیضاوی (ماتام) شرح نظامہ کیدانی (فارسی) شرح تصدیق بانہ سعاد رسالہ وجہ اعجاز قرآن رسالہ فی ادرجات الدینیات بعد مسوۃ الجملہ العشرۃ المبشرۃ فی فضاائل الامۃ المرحومہ۔ ☆ ☆

(۵۸۵) شیخ محمد عابد سندھی

شیخ محمد عابد سندھی بن احمد علی بن یعقوب سندھی، تفسیر، محدث، جامع علوم عقیدہ و فطرت مذہب حق کے حامی تھے۔ شہر سیدہن میں جو شہر یوہک (۱) سے متصل منہر (دریائے) (۲) حیدر آباد (سندھ) کے شمال (۳) کنارے پر واقع ہے پیدا ہوئے۔ انہوں نے زید (ملک یمن) میں علمائے وقت سے استفادہ کیا۔ وہاں سے متعہ پہنچے وزیر کی بیٹی سے شادی ہوئی، امام متعہ کی طرف سے بطور سفیر مقرر گئے اور وہاں سے وطن مالوہ (سندھ) واپس آئے و قصبہ نواڑی میں جو ملک سندھ میں کرپٹی بندر کے

قرب ہے مقیم ہو گئے بھر مدینہ طیبہ گئے۔ دلی مصر سے ان کو مدینہ منورہ کا رئیس
العلم و مقرر کیا۔ موصوف علی سند لامہ الی ضیفہ طوائع الزوار علی ابدار الخیار
شرح تیسیر لوصف الی حدیث ارسوس شرح طوایف مرام الی کی تصنیفات میں مشہور
ہیں۔ بروز دو شنبہ ماہ ربیع الاول ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء میں وفات پائی اور خشت البقیع میں
دفن ہوئے۔

(۵۲۱) میر محمد عسکری جون پوری

میر محمد عسکری جون پور کے سادات عظام سے تھے
برآمد عسکری جون پور کے سادات عظام سے تھے مدہا شہید تھے گرجہ مدہا کی تائید اس طریقہ
سے۔ انہیں صیبا کہہ گئے بند کا معصوم ہے مگر طبی دکاوت اور کتہ بنی کے دور
سے جمیع فنون منطق و منطق اور فروع و اصول میں کامل مہارت حاصل کر لی۔ حسن
یاد و تیری زبان میں اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ ایک مدت تک اذہ علوم میں
مشغول رہے کلیل معاش پر قناعت کی۔ مولف سیر لمتہ خیرین لکھتا ہے کہ شیخ صدر
جہا عرف انگلوں میاں سے جو سنی امداد سب کے فضائل وقت سے تھے ابو بکر صدیق
اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے مسئلہ میں بازی لے گئے۔ واللہ
امام ہانواں۔ ۷۷ متر سال کی عمر میں ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۶ء میں فوت ہوئے۔

(۵۱۷) حافظ محمد عظیم پشاور

کہتے ہیں کہ وہ شراغ میں نہایت فہمی تھے۔ خضر علیہ السلام کی دعا سے اذہن
ہو گئے اور تھوڑی سی مدت میں علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر لئے عالم بزرگ فاضل
جلیل اور واعظ بہ مشائ ہوئے اس کا وعظ مہارت پر تاثیر اور بلاغ ہوتا تھا۔ عربی
فارسی پنجابی اور پشتو زبان میں ماہر اور مقرر تھے طالب علم یا سامع وعظ کو مذکورہ
زبانوں میں سے اسی زبان میں تعلیم دیتے تھے اور وعظ کہتے تھے جو وہ سمجھتا تھا کو ان
کی ظاہری بصارت مفہوم ہو گئی تھی مگر نور باطن کی وجہ سے ان کو ظاہر بینائی کی
ضرورت نہ تھی۔ ۱۲۵۵ھ / ۱۸۵۸ء میں وفات پائی۔

(۵۱۸) مولوی سید محمد علی دوکوی

مولوی سید محمد علی دوکوی عرب امام علی بن سید غلام محی الدین ساکن دوکوبہ
ضلع جالندھر مولوی طف اللہ بن ساکن علی گڑھ مولوی حافظ محمد شوکت علی سندیلوی
مولوی محمد کمال عظیم پوری مولوی محمد احسن (پنجابی مدرس کان پور اور مولوی
عبد الحمید عظیم آبادی کی خدمت میں علوم متعارفہ حاصل کئے سچ کل عظیم آباد میں
مطب کرتے ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۵۱۹) مولوی محمد علی بدایونی

مولوی محمد علی بدایونی بن خطیب محمد نظیف (۱) بن خطیب عبد الستیف بن محمد
شفیع عثمانی ان کے دادا عبد الستیف جامع مسجد بدایوں میں خطیب تھے جسے سلطان شمس
الدین التمش نے ۷۶۲۰ھ / ۱۲۲۳ء تعمیر کرایا تھا مولوی محمد علی کی ولادت ۱۲۳۳ھ /
۱۸۱۹ء میں ہوئی۔ ان کو شروع ہی سے ظاہر و باطن میں کمال حاصل کرنے کا شوق
تھا۔ ان سامان کمال کی خدمت میں پہنچ کر فیض حاصل کیا جو اپنے عہد میں مشہور
تھے۔ لیکن اکثر علوم متعارفہ کی تحصیل و تحقیق قاضی مبارک گوپالاسوی اور قاضی مسعود
خاں دہلوی سے فرمائی۔ میر عبد اللہ دہلوی سے حسد قادر یہ میں بیعت ہوئے۔ ان کے
کلمات کی تفصیل کے لئے اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔ تریسٹھ سال کی عمر
میں ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۲ء (۱) میں مولوی شمس الدین کو یادگار چھوڑ کر رحلت
فرمائی۔ کسی شاعر نے تاریخ وفات یوں کہی ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال مولوی محمد علی بدایونی

از	وقات	مولوی	معنوی
مشت	حمو	بچہ	شب روز جہاں
از	عرو	جستم	چو تان بخش بگفت
تکرو	رحلت	زیر	جالا قلب زباں (۲)

(۵۲۰) مولوی محمد علی صدر پوری

مولوی محمد علی صدر پوری، ابن شیخ رمضان علی متوطن موضع صدر پور پرگنہ طبع نامہ (مصنف لکھنؤ) عالم ربانی اور شاعر حقانی تھے۔ تخلص محمد تھا۔ تیسویں صدی ہجری کے دوسرے عشرے کے اوائل (۱) میں پیدا ہوئے۔ مرزا حسن علی محدث لکھنوی شافعی امداد سے کتب تفسیر و حدیث سماعیہ اور قرآن پڑھیں، مولوی شاہ بشارت اللہ سراپچی مجددی سے نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ میں بیعت سے مشرف ہو کر مستفیض ہوئے۔ اشاعت سنت و راہِ بدعت میں بہت کوشش کرتے تھے۔ نہایت متقی تھے، ان کی اکثر تصنیفات تصانیف و مثنوی میں ہیں جو مواعظ و نصائح پر مشتمل ہیں۔ نعت میں بھی چند تصانیف نصاب کے طرز پر ہیں۔ ۱۲۵۸ھ ر ۳ - ۱۸۴۲ء (۲) میں ٹونک تشریف لے گئے، نواب وزیر امداد میر ملک نواب وزیر محمد خاں بہادر نصرت جنگ کے ملازموں میں شامل ہوئے اور رئیس موصوف کے بیٹوں کی مجالست اور مصاحبت پر مقرر ہوئے۔ آخر عمر تک بحین امداد وزیر الملک نواب محمد علی خاں سادر مولوت جنگ خلف نواب سابق انقلاب (نواب وزیر محمد خاں) کی ملازمت میں رہے۔ ۱۲۸۹ھ ر ۳ - ۱۸۷۲ء (۳) میں دہلی رت کو عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوئے۔ مولوی محمد حسن نے ان کی تاریخ انتقال صوری و معنوی طریقہ پر یوں لکھی ہے۔

قطعه تاریخ انتقال مولوی محمد علی صدر پوری

از مولوی محمد حسن

دریغا کہ	آں عالم	حق پرست
محمد علی	فضل و	دانش انیس
زمینش	جہاں دل	پرواخت
مجدد	با ملاء	اطلے جلیس
محمد حسن	صوری و	معنوی
رقم کرد	تاریخ طرز	نقیس
بفردوس	رفت آں	سلی جناب

تصانیف آثار محشر و احوال قیامت و البر و العین، ترائک طرین در کلاخ بیوگان، مینو نظیر در قصص بزرگان، ہدیتہ انبیا، قصہ ماد و دل و ماد آخری، وقائع احمدیہ حیات سید احمد علیادہ رائے بریلی، ترجمہ عقیدت الاسد، مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، نصاب گوہر منظوم، نصاب سلک گوہر، نصاب صدر، نفوس، نصاب ملاح النور، نصاب درجہ خواہر، نصاب عنقیدان ثار، نصاب کنز المصابر، مثنوی معینہ، انبیا، مثنوی لعلیہ الاحباب، قصائد و نعت، رگاز الہدایت (در فقہ) مثنوی عبرت افزا (قصہ ذل و بندار عابدہ)۔

(۵۲۱) مولوی شاہ محمد علی ساکن بھیرا

مولوی شاہ محمد علی، بن شاہ عبدالحکیم بن شاہ ابوالخوت گرم دیوان ساکن موضع بھیرا ضلع انجم گڑھ حافظ شاہ ابوالحق قدس سرہ کے بھتیجے تھے۔ تحصیل علم کے شوق میں سفر اختیار کیا، طویل سفر طے کر کے ابوالعیش ملا عبدالحی، بحر العلوم فرنگی علی کی خدمت میں مدراس پہنچے اور وہیں کچھ مدت قیام کیا۔ مزید درسی علوم سے فراغت حاصل کر کے تاج مقدس کو گئے۔ تین سال مدینہ طیبہ علی صاحب الصلوٰۃ و التیمت میں مقیم رہے علم حدیث و اسماء الرجال و اسانید خمس سیکھے اور ۲۳ سال (۱) کے بعد اپنے وطن مالوف کو واپس ہوئے اور حکومت مدراس سے جو وظیفہ ان کو ملا تھا اسی پر قانع تھے۔ کچھ دنوں وطن میں رہ کر صان دہلی سے رحلت فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(۵۲۲) ملا محمد عمران رام پوری

ملا محمد عمران رام پوری، بن ملا محمد عمران رام پوری، اپنے والد ماجد کے شاگرد تھے۔ مولوی حیدر علی رام پوری کی خدمت میں بھی استفادہ کیا۔ اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے ان کی تمام عمر شریف طلباء کے ادارہ علوم میں بسر ہوئی۔ رسالہ تجلی و عکسین

میت ان کی مشہور و مطبوع تصنیف ہے۔ جس زمانہ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ نکلتے جا رہے تھے تو بمقام فتح پور سہو فقیر حقیر (مولوی رحمان علی) دونوں بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ پاپ اور بیٹے نہایت معر تھے۔ ناوقت شخص دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی شمار کرتا۔ ۷۲ سال کی عمر میں ۱۲۷۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں داعی اجل کو لبیک کہا اور دارِ رضوان میں جا پہنچے۔

(۵۲۳) مولوی محمد عمر رام پوری

مولوی محمد عمر رام پوری 'داشمد حقیر' جامع معقول و متقول 'ذہب طبع' مناظر غالب 'شاعر فصیح اور تیز زبان و عطا تھے۔ صولت قلم کرتے تھے حاشیہ مینی شرح ہدایہ اور سماع کے متعلق رسالہ طعنے صولت ن سے یادگار ہیں۔ مولوی محمد حسین لاہوری سرگروہ غیر مقدسین نے جو دس سال مشترک کئے تھے (۱۸۵۰ء) ہر ایک سوال کے لئے کئی دو سب لکھتے۔ اور اس کا نام مشرہ ہمشہ رکھا۔ ان کی تصنیفات میں یہ رسالہ بھی مشہور ہے۔ ۳۶ سال کی عمر میں ۱۳ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ ر ۱۸۷۸ء میں رحلت فرمائی۔

(۵۲۴) شیخ محمد عیسیٰ جون پوری

شیخ محمد عیسیٰ جون پوری ابن شیخ احمد عیسیٰ دہلوی 'امیر تیور کے دہلی آنے سے جو ہنگامہ ہوا اس میں بہت سے اکابر جون پور چلے گئے۔ شیخ احمد عیسیٰ بھی ان ہی میں سے تھے۔ محمد عیسیٰ اس زمانہ میں سات یا آٹھ سال کے تھے۔ بچپن ہی میں سعادت ازل اور استعداد نظری کی بناء پر شیخ فتح اللہ اودھی کے مرید ہوئے۔ پاپ پیر کے حکم سے ملک اصحاب قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے ایک مدت تک شاگرد رہے۔ قاضی موصوف نے شرح اصول ہرودی (تہجیث امر) ن ی کے لئے لکھی ہے۔ ظاہری علوم سے فراغ حاصل کرنے کے بعد شیخ فتح اللہ کی خدمت میں تصنیف باطن کی غرض سے مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ جون پور کے اکابر مشائخ میں اس کا شمار ہوا۔ اور وہیں دفن ہوئے (۶۵)

(۵۲۵) ملا محمد غفران رام پوری

ملا محمد غفران رام پوری 'ابن ملا تائب آخون ابن حافظ سعد اللہ خاں رام پوری' تراوی خیل اللہ تھے 'ملا فقیر' خون دل کسی کے مرید و شاگرد تھے 'بعض علمائے وقت کی خدمت میں بھی استفادہ کیا' قدوسی فقہ سو جزو میں لکھے ہیں جو "ہنگ" کے نام سے موسوم ہیں اور رتھیں رام پور کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ بہت سے مشہور علماء نے ان کے دامن تربیت میں فیض پایا۔ سو سال کی عمر میں ۱۲۶۰ھ ر ۱۸۴۳ء میں انتقال ہوا۔ مصنف ابجد اعظم نے ان کو رایت کش کے قلعہ سے یاد کیا ہے۔ سب روایت سبب 'معنی توبہ' کنندہ 'خون (۱) 'معنی معصوم و است' 'ہنگ (۲) 'بڑی بیاض کو کہتے ہیں۔

(۵۲۶) شیخ محمد غوث گوالیاری

شیخ محمد غوث گوالیاری 'شاربہ سلسلہ میں حاتی حید کے مرید تھے۔ شروع میں بارہ سال تک کوہ چنار کے دامن میں سخت ریاضت کی۔ غاروں میں رہتے اور درختوں کے پتے لھاتے تھے 'علم و دعوت میں رہا' معتقد و ر سبب تہرب تھے۔ دہلیوں بادشاہوں کا بہت معتقد تھا۔ دہلیوں کی گفت سے بعد شیر شاہ دہلی شیخ کے ارپے 'ر ر ہو' شیخ نے دکن کا سفر اختیار کیا۔ اس حلقہ میں مدینہ کے معتقد ہو گئے۔ شیخ و حیدر اندیس گجراتی جو حاکم راول اور بڑا فاضل تھے 'ان سے مطبوع اور پچو ہوئے۔ ۹۶۶ھ ر ۱۵۵۸ء میں شیخ گجرات سے سفر ہو گئے۔ سر بادشاہ کو پاپ مرید کیا مگر بادشاہ حیدری مغرب ہو گیا۔ ہرم خاں اور شیخ گدڑی (گدائی) (۱) کو ان کی صحبت موافق نہ آئی۔ وہ رنجیدہ ہو کر گوالیار چلے گئے۔ وہاں ایک خاتہ بان یک سوڑ تک معاش تھی نہایت مشہر الزام تھے جس کسی کو ایسے عقیدین کوڑا دیتے 'رسالہ معراج نامہ در عروج حال خود' جو اہر خستہ 'اوراد غوفیہ اور بحرا لجات ان کی تعنیفات سے یادگار ہیں۔ وہ کبھی لفظ "من" اپنی زبان سے ادا نہیں کرتے تھے۔ بیش پاپ کو فقیر کہتے ہیں تک کہ غلام کی تقسیم کے وقت کہتے تھے کہ تھے ہم دونوں (من) غلام خدا کو دے دیجئے۔ ۸۰ سال کی عمر میں ۹۷۰ھ ر ۳ - ۱۵۷۳ء میں رحلت فرمائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵۲۷) شاہ محمد فاخر الہ آبادی

رازِ مخلص تھا، شوہرِ خوب اند، آبادی کے بیٹے، علومِ ظاہر و باطن کے جامع تھے، علومِ ظاہری کی تحصیل اپنے بڑے بھائی محمد ظاہر کی خدمت میں کی۔ خدا تعالیٰ نے ان کو بڑی عظمت دی۔ ۲۱ سال کی عمر میں اپنے والد کی جگہ جانشین ہوئے۔ ۲۸ سال کی عمر میں بیتِ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ میں سندِ حدیث شیخ محمد حیات سندھی مدنی سے حاصل کی، تیسری مرتبہ حج کا ارادہ فرمایا تو برہاں پور میں وادیِ اہل کو بیک کیا۔ ۱۱ دی المحرم ۱۱۶۳ھ ۵۱ھ کو جانِ جانِ آفرین کے پردے کی تاریخِ وادعت 'مورثید' اور تاریخِ وفات 'دوس خورشید' سے لکھی ہے۔ اس کا مراد برہاں پور میں شاہ عبدالمطیف برہاں پوری کے پہلو میں پرار و بہرک ہے۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ ان میں المعصی فی رفع یدیں 'نور السیاح' اور درۃ التفتیح وغیرہ مشہور ہیں۔ اللہ ان کی سعی کو مشکور کرے۔

(۵۲۸) مولوی محمد فاروق چریا کوٹی

مولوی محمد فاروق چریا کوٹی قاضی علی آہر میں قاضی عظام رسوں عہد کے چھوٹے بیٹے تھے۔ فضل و کمال میں اپنے معاصرین میں ممتاز اور نامور تھے، علومِ عقیدہ و فقیہہ کو حدیث و تحقیق سے حاصل کیا، فارسی و عربی کتابیں عربی صرف و نحو اور علومِ عقلی و نقلی سب سے بڑے بھائی مولوی عنایت رسول سے پڑھے، علمِ حدیث مولوی رحمت اللہ فرنگی علی سے، ہدیہ در صول نقد مفتی محمد یوسف فرنگی علی سے اور حاشیہ دایہ بر شرح جامع مولوی ابوالحسن عسقلانی سے پڑھے۔ عرضِ مشہور علماء سے تحصیلِ علم کر کے حجاز کا سفر اختیار کیا، در حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے، علمائے اسلام کے دیدار و فقراء اہلِ اسلام سے کسب فیض کر کے دی متمدن کو پہنچے۔ فارسی اور عربی علومِ دینیہ میں یدِ مہوی رکھتے ہیں اور طلباء کی تعلیم میں مشغول رہتے ہیں۔ بہت مختلف علوم میں ان کے رساں کتب، عربی شعراء اور خطبے ہیں ان میں سے کچھ بطور نمونہ لکھے جاتے ہیں۔

از قصائد فارسی

داورا! گوہرِ شمس! غنیمتِ در بزم تو بحرِ معنی در دل و حنجِ سخن در آستین
اطلسِ افلاک را دائم چو نقشِ یوریا جامہِ عنایتِ دارد از دیبائے چین
ہستم از حنجِ قناعت مایہ دارِ غری ہستم در پوزہ گردے پر در تاش و تلمین

جو مثنوی انہوں نے اپنے استاد مفتی محمد یوسف فرنگی علی کی مدح میں ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ھ

میں نظم کی تھی اور جس کو ممدوح نے پسند کیا تھا اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

دلِ در شوق زلفِ عالم ساز است چہ (۱) ی تالم غم زلفِ دراز است
بدلِ چوں دیکِ شمعِ گرم جو شمع بصورت صورتِ نہیں غوشم
دلِ دارم شمعِ شیش بازی زبانی جاوہی السون طرازی
حدیثِ من فزوں جاں گداز است دو چشم صورتِ خونابہ ساز است
نوائے من صغیر ہر نشین حدیثِ قصہ ہر کوئے و بزدن
بے این خاتِ سحر اور ڈرف برآرد جاوہیا از عہدِ حرف
کسی شب آورد کہ روزِ بیرون کسی قائم نماید گاہ اکسون
کسی این خامہ در ہائے ناشاد بالسون شندہ جوشِ طرب زاد
کسی از دیدہ دل ہائے خرم برآرد چشم ہائے اشک ماتم
منا شعری است در بزم خیالِ مخنی جی کہ طرفِ حلیم من
بہر میدانِ مودم ترک تازی کزین الجوبہ ہر عظم من
گمے از لوحِ رازی خواندہ ام حرف بخواندم نامہ ترکی و تازی
گمے اندر مقامِ لجن شیراز گمے از حرفِ تازی بستہ ام طرف
گمے در بزم گاہ نقد سازی شدم با اہلی و سعدی ہم آواز
موسو آن فروزان گوہر من خنِ راندم ہانگِ جوی
قلم چوں در لغات و حرفِ راندم کہ شمع من بہر بڑے است روشن
بہ نحو و ہم بلاغتِ خاتِ من خنِ بر کرسیِ اعلیٰ نشاندم
بے شمعِ معانی کو روشن

و موجودات عالم جستم اسرار
بے خار عناد و پا کستہ
چو کرم را از سر چرخ ظاهر
رخ معصوم و علت و نمود
بحکام عقول و بحث ارواح
و کتب نور آن مر دل افروز
سوی آہی طوی بالکم راہ
نور دیدہ اہل بصائر
بے بگمشتن ناخود دل را
نفا را دست در ہر صورت دیدہ
ز لکر این و آن خود را حق کردہ
خیام رفت از مہ تا بہی
با چہ طلب آورد درکار
چو گر دیدم و را از شرع آگاہ
مردم کی مدح گفتن ہیں۔

چو بر ادب کمال خود رسیدم
چو نگلی سنگ ایوان شد دین
جناب استاد کعبہ چہ
سحاب ساکب بود التوال
کمی فی الوفا یث الاعادی
کری یوسف مصر معالی
چہ یوسف مصر متقی را عزیز
بصورت شمع بود یوسف آمد
بکیتی در کمال ہم سرش نیست

بخاندم دفتر اعداد مقدار
زد از چرخ و انجم طرف بہتم
خن را دم و اعراض و جواہر
گرد از وحدت و کثرت کشوم
بدست شرح احمد کرم اصلاص
بے شیمائے ظلمت کردہ ام روز
شدم از امات سخی آگاہ
نظر کرم چہ گزار عناصر
تماشائے بہار آب و گل را
و ہر یک لا جرم رخ باز پیچیدہ
ہوئے طفت بے چون رخ آورد
پنے اسرار آیات الہی
روم از شریعت کج اسرار
مدیم در میان جز نقل اللہ

ز سنگ آستانی بوسہ چیدم
کہ دارو از شریعت ملک و آئین
دیل راہ موافق حق آگاہ
ہام صائم طود الکمال
کرم فی الذی فیث الایادی
غز موع فصل عری
نیر ذ ملک جم ویش بچیزے
معنی غیرت یوسف آمد
بیسے خالی از خاک درش نیست

بشق کتب درش فطاون
وے دارد چہ جام بارہ پر خون
اوپ گیو بہ بتائش ارسو
بہ ویش بوعلی = کرد زانو
بقید اشعار ابدال کو میں نے نقل نہیں کیا کیونکہ بحر زخار کو کوزہ میں بند کرنا
ناممکن ہے۔ ان کی اعلیٰ سمیت کے علاوہ عربی زبان میں دو اولی خطبے ہیں جو نہایت
فصیح ہیں اور ان کے کمال بلاغت کی روشن دلیل ہیں۔ نظم و نثر کے خطرات کی ایک
کتاب ہے جس میں جوہر کے خطبے کا ایک عنوان ملاحظہ ہوئے۔

الحمد لله العليم الا بالعلم الا بالاولاء المعلى الاسماء والصلوات واسلامه على سيد
الانبياء محمد سيد الا (۲) اسراء المحصوص بالاسراء و على الله الظاهر بالانبياء
واصله القدرين بالاعداء اما بعد فيقول المصنف المصنف محمد فاروق العنسى
العيسى حمله الله من حماته فلما دبره واعطى كتابه يمينه انه قد سألني بعض من
يعنى واحد واستعيد بي وقد وسمي حبه ان اسى خطباده واحلى لميون
عربا عربيه ومع ذلك استغنى رالا لمرد حباله العنسى الفكري من كاس افراحه ان
مات المصنف لكن لم يسمي الاحياء لماعن بي هوم باصيه وكان لي بعض
الاعمال خاتمه ورحل ليلاه حسابه وبس من معارفه العلاء فانيه لا كذ وب
كتب اندك اللط او ذل طال به العواطف او برده مسه (۳) اسواق حتى عمت ان
الارض من كل هول وساء وذهب كل رجزع و نكباء ورائت العلماء قد نضب
اليوم مائه وخن بالاسكوا لوانه وحيت من المواطر اسوانه وسيت من الصغار
مسانه والجهل قد ميع للباس انانه وزع لي العراض لوانه زاوية الجسم
لروائيه وعنى الرسوم نكباته حتى غدا حماته فانيه وسالاه على عروشه حاويه
فللس يكرهون مالم يسع ادبياتهم ويكرهون مالم يسع آدابهم فمن صمت فقه
ربح لي هذه البلاد ومن نطق وقع مسئله في الكساد ثم بعده ما صي من الاله
والله اعلم لى السؤال وكثر العاجه و طال حتى لم يسمي الا الانعاج
للمعت دعوته متوكلا على العولى المناح۔

سب تریف اس معبود برحق کے لیے ہے کہ جس نے اپنی نعمتیں بندوں میں

نے نہ سنا تھا۔ ہر وہ شخص جو خاموش رہا وہ اس دنیا میں فائدہ مند رہا اور جو بولا اس نے اپنی قیمت کھو دی۔ جب اس سواں پر مجھے ایک زمانہ گزر گیا اور لوگوں کا احتجاج دراز ہو گیا یہاں تک کہ ان کو کامیاب کرنے کے سوا میرے پاس کوئی امکان نہ رہا تو میں نے ان کی اس دعوت کو خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے قبول کیا۔

دوسرا خطبہ مسٹر محمود جہاٹی کورٹ ممالک مغربی و شمالی غلف الصلحہ سرسید احمد خاں رحمہ اللہ کے نکاح کا ہے جو صنعت اہل یعنی صنعت (۵) غیر منقطع میں لکھا ہے وہ یہ ہے۔

الحمد لله الصمد الودود، الحكيم العدل الم محمود، ملك العهد الموعود، موسع
المظاه المود، دمر ريط هود، واسر ال داود، ولا عدد عاد لعطافه، ولا احد حد
لا لانه، لا اله الا الله، ولا ملوه للاحم سواء، اللهم صل سلما، وكملهما دوانا
لرسولك محمد اكرم الرسل، سكمل الملئ ملك الاس، مومل امرئ والاس، وهو
سكك اللواء، وساعد الاسراء، وصعد السماء، وساد الرسل الكرماء، واعلى محل آدم
وحواء، وارحمه اللهم اله الصلحاء، ناو نائب الرحماء، باهر السماء، واولهم الماء
(۱) اعملوا اهل الاسلام، رحكم الله السلام، عمل الكرام، اعملوا النثر المله الحلم،
ومنه اعدام، وامله احلام، مراحمه اسم، ذروا حله الام، وصراط كعد الحسم، صلو
الله، داود المرعود، واعد واعد و الامر المعهود، واصبحوا البور الاله و الال
ذواعوا محل العرس والمولود، كما، امركم رسولكم المكرم المسمود، وهو رسول
الله، الصمد الاواء، كما احكم امور المماد، ونسم امر لاصلاح الاله والاولاد،
وحكمه، والله ذلوره صاهر الاحرار، ذراصل الاطهار، وناد كرام المولود ولاحم اهل
الكرم والسود، وسلط مملك رسولكم محمد كما عمل المولى العادل محمود،
ولد الحلال الكلل احمد و هماكلو احد هما على الكرماء وساد، وسرور
ودعما السرور والرسلا، سلمه الكرام، وناماء اللهم اسمك الكلوبه، وامن المكموم
اعظا المممود عبر اطل عهده، وبلا باحضر عدا، واوله وعمره كل واحد ونا
واكرمهما بالاول ولد، وسرهما سرور الماحصاء احنا ابدا۔

تقسیم فرمائیں اور جس نے مصیبتوں کی تیغ کی قربانی وہ ذات جس کے اسم بلند ہیں اور
درود و سلام اس مقدس ہستی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو انبیاء کے سردار ہیں
جو کہ قیدیوں کو نجات دہانے والے ہیں اور جو معراج کے ساتھ مخصوص ہیں اور آپ
کے آل و اصحاب پر جو ہر برائی سے پاک ہیں۔ اور آپ کے ان اصحاب پر جو دشمنوں
کے لیے قرب ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد ہندو قصور دار محمد درود حق خبی عہا ہی کتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ اس کو دین کے حایوں میں شامل فرمائے اور اس کے نامہ اعمال کو دہانے
ہاتھ میں دے۔ بعض ان لوگوں نے سوال کیا جن سے میں محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ
سے محبت کرتے ہیں اور مجھے ر و محبت مجبور سرتی تہ اور میں اس کی محبت کا حتمی
ہوں کہ میں چند خطبہ نمکوں اور آنکھوں کو عربی کے خطبوں سے روشنی دوں اور اسی
کے ساتھ ساتھ طلب کی زلال خالص جو شد فکری سے عبارت ہو۔ اس جام سے
جس کو بن نہایت مصری نے گردش کی لیکن اس کی قیوت فائدہ کان دشوار تھا اس لیے
کہ مجبور کر دینے والے آرام و مصائب کا مجھ پر غلبہ تھا اور میرے ہاتھ اس کام سے
ناکام تھے پیر مصیبتوں سے دہانے ہوئے تھے اور جن دشواریوں سے پھنسی ہوئی تھی نہ
اس طرح جس طرح کہ عم زدہ پھنسا ہے یا سینا دلی تیار کہ جس پر پنگاریاں چاروں
طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہوں یا ایسی ٹھنڈک جس پر کہ پنگاریاں ڈری ہوں
یہاں تک کہ میں نے یہ چاہا کہ ریش پر ہوں کی اور مشتقوں کی مسز ہے اور ہر
تندھی اور ہوناف ہوا کا مرکز ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ حم ہاپنی خشک ہو چکا
ہے اور اس کی فصیں ٹکروں سے پر ہیں اور آنکھوں سے اس کی روشنی پھپھٹتی
تھی اور دلوں سے اس کے نام تک بھڑکے گئے اور جمالت نے لوگوں کے لیے اپنے
برتن بھردے تھے اور اس کے جھنڈے دنیا میں بلند کر دئے گئے اور تمام انسانوں کو
اس کی سیرابی سے سیراب کر دیا تھا اور جو نشانات تھے اسے تان تک اس کی غیر
مناسب ہواؤں نے مٹا دئے تھے۔ یہاں تک کہ اس کے سبز زار مرجھا گئے تھے اور
اس کی سبزلیں بلندی سے گر چکی تھیں پس لوگ ان باتوں کا انکار کرنے لگے جو اس
کے ذہنوں میں نہ سانسکیں اور ان باتوں سے کراہت کرنے لگے جنہیں ان کے کالوں

تمام تعریف اس خدا کے لیے جو معنی ہے اور محبوب ہے جو حاکم منصف اور محمود ہے اور مالک روز قیامت ہے اپنے عظیم بخششوں کو بہت زیادہ دینے والا ہے۔ اگر وہ ہو گا تو بڑا دیا گیا اور آلِ داود کو سلطنت دی، اس کی بخششوں کا کسی شمار کرنے والے سے (آج تک) شمار نہیں کیا اور نہ کوئی شخص اس کی "لغنتوں کی تحدید کر سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہیں۔ اے اللہ! ورد اور سلام بھیج اپنے پیارے رسول محمد اکرم رسول پر جو ملتوں کی تکمیل کرنے والے اور میدان کی تابناک ہیں، بے یار و مددگار اور بیادوں کی ترقیوں کا مرکز ہیں اور وہ سب سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں اور صاحبِ شبِ معراج ہیں اور مسلمان کی بندہوں کو ملے فرمانے والے ہیں اور تمام بزرگِ انبیاء کے سردار ہیں۔ اور مقامِ آدم و حوا سے بلند ہیں اور رحم کر اے اللہ! ان کے صراحِ متبعین پر اور ان لوگوں پر جو ان سے محبت کرنے والے ہیں جب تک کہ آسمان ہارش کرتا رہے، جب تک پانی جاری رہے، اہل سلام! عمل کو سلامتی کا، تم پر اللہ رحم کرے جیسے کہ چھٹے لوگ عمل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ انسان کے سامنے ہر وقت اس کی موت ہے اور اس کا انجام فنا ہے اور اس کی میدانیں خواب و خیال ہیں اور اس کی منزلیں پر سکام ہیں اور اس کی ساریاں مصائب سے بھری ہیں اور اس کا راستہ مثلِ تلواریں دھار کے ہے، نماز اللہ کے لیے پڑھو اور قیامت کے دن کا سامان تیار کرو اور اپنے اہل و عیال کے امور کی اصلاح کرو اور شادی و پیدائش کے موقع کا غلط رکھو جیسا کہ تم کو تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم و مسعود ہیں اور اللہ الصمد کے رسول ہیں اور تلواریں (کا جزی سے) دعا کرنے والے ہیں اور آپ نے تمام مہود کے امور مضبوط کیے اور اپنے اہل و ولاد کے لیے امور اصلاح کی نشان دہی کی اور حکم دیا کہ (اللہ کیا خوب حکم دیا) کہ سرکاری رشتہ داروں کے "زاد لوگوں کے ساتھ اور اپنے خاندان کے جو احز رہیں ان میں تعلقات قائم کریں۔ اس حکم نے ان بزرگوں کی محبت پیدا کی جو اچھے مقام میں پیدا ہوئے اور مشرفِ دور سرداروں میں تعلقات مضبوط کیے، اور رسول اللہ کا طریقہ اختیار کیجئے جیسا کہ اس پر عابد محمود نے عمل کیا

(۵۳۳) حافظ محمد محسن دہلوی

حافظ محمد محسن دہلوی، مجددی نقشبندی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی ولادت اور شیخ محمد معصوم مجددی کے حلقہ میں سے تھے۔ علوم عقیدہ و فقیہہ کے جامع تھے۔ ۱۲۷۷ھ میں وفات پائی۔

(۵۳۵) خواجہ محمد معصوم سرہندی

حضرت عروج الوفا، خواجہ مجدد الدین محمد معصوم خلیفہ اسبق و خلیفہ اعظم حضرت قیوم رہائی محبوب مدنی شیخ حمد فاروقی سرہندی مجدد امام ثانی رضی اللہ عنہ۔ ان کی پیدائش ۱۰۰۹ھ ر - ۱۲۰۰ھ میں ہوئی۔ سولہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ علوم عقل و نقلی کے جامع اور کمالات صوفی و معنوی کے مخزن تھے۔ مقام تعلیت اور منصب قیومیت کی بشارت اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ ان کی توجہ سے حمد یہ مجددیہ سلسلہ تمام دنیا میں شائع ہوا۔ ایک عام نے انہیں بلند اور مقامات ارجند حاصل کئے۔ مقامات اہل کاشف اس قدر حاصل تھا کہ ولایات بعیدہ کے رہنے والے مستسبین کے متعلق اعلان فرما دیتے تھے کہ فلاں نے ولایت موسویہ حاصل کی اور فلاں ولایت محمدیہ سے مشرف ہوا۔ نو لاکھ (۹۰۰۰۰۰) آدمی ان کے ہاتھ پر مرید ہوئے اور سات ہزار حضرات کو انہوں نے خلافت دی، ان کی خدمت میں طالب ایک ہفتہ میں مرتبہ تھا اور ایک ماہ میں مرتبہ کمال ولایت حاصل کر لیتا تھا اور کسی کو ایک توجہ میں تمام مقامات ملے کر دیتے تھے۔ اسی طرح ان کے بیٹے اپنے حمد کے قطب تھے انہوں نے ہفت اقلیم کو منور کیا۔ ۹ ربیع الاول ۱۲۵۰ھ ر ۱۲۵۹ھ میں ریاض رضوان میں پہنچے۔

(۵۳۶) سید معصوم نقشبندی بالاپوری

سید معصوم نقشبندی بالاپوری اپنے ہم عصروں میں ممتاز، اپنے حمد کے نامور شیخ اور قصبہ بالاپور (صوبہ برار) میں سکونت پذیر تھے۔ معانی کے چند گاؤں نظام حیدر آباد کی طرف سے عطیہ تھے۔ ان اطراف میں ظاہری علوم کی اشاعت ان کی توجہ اور

ان سے ہوئی۔ ان کے بزرگوں میں اکثر علمائے کرام اور فضلاء ذوی الاحترام ہیں۔ ۱۲۳۹ھ ر - ۱۸۶۳ھ میں فوت ہوئے اور قصبہ بالاپور میں دفن ہوئے۔

(۵۳۷) مولوی محمد معظم ساکن بندہ

مولوی محمد معظم ابن احمد صدیقی، مولوی محمد اشرف گھنوی کے وادائے بندہ میں والد ماجد اور علامہ عبدالحکیم سیال کوٹی سے تحصیل علم کی، قرآن مجید، تفسیر، حدیث، فہم عصروں میں ممتاز تھے، بہادر شاہ بن کے لئے ان کو بندہ کا قاضی مقرر فرمایا اور چند گاؤں جاگیر میں دئے۔ مولوی محمد معظم نے ۱۲۷۷ھ میں وفات پائی۔ ان کی شرح مشنوی مولانا دوم بھی ہے۔ ۱۲۵۸ھ ر ۱۲۵۵ھ میں وفات پائی اور بندہ میں دفن ہوئے۔

(۵۳۸) مولانا محمد مفتی

مولانا محمد مفتی، جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حمد کے اکابر علماء سے تھے۔ صاحب کمالات تھے۔ مدرس ہونے کے ساتھ لاہور کے مفتی بھی تھے۔ ہر بار جب حج کے لئے تیار کرائے جاتے تھے جو علماء اور علماء کو کھاتے تھے۔ فرض ان کے واسطے و الاصل کا مجمع ہوتا تھا۔ جب نوے سال کی عمر ہوئی تو مخفی اور کمزور رہے۔ چھوڑ دیا تھا، ان کے سب بیٹے باپ کی طرح کمالات و فضائل کے مالک تھے۔ رحمہم اللہ۔

(۵۳۹) مولوی محمد مکی جون پوری

مولوی محمد مکی جون پوری، مولوی محمد علی جون پوری کے چوتھے بیٹے تھے۔ ان کی ولادت ۱۲۹۹ھ میں مولوی الہی الہی ۱۲۷۳ھ ر ۱۸۵۷ھ میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ والد یعنی قاضی میاں اللہ مرحوم کی بیٹی کے زیر دامن پرورش پائی اور اپنے عتیقی بھائی مولوی محمد حسین کے ہمراہ وطن واپس آئے، تھوڑی سی مدت میں حفظ قرآن مجید

سے فارغ ہو گئے 'فارسی کی درسی کتابوں کی تفصیل کے بعد علی علوم اپنے بھائی مولوی محمد شبلی سے پڑھنے شروع کئے۔ مولوی محمد عبداللہ ساکن موضع کوپا ضلع چیمرا (شاگرد موسوی مفتی محمد یوسف فرنگی علی) 'موسوی سعادت حسین عظیم آبادی' مولوی علی اکرم 'رووی اور مولوی محمد عبدالحی فرنگی علی سے تخیل کی۔ طلبہ اور خلائق عامہ کے درس و تذکیر اور مدرسہ روایتیہ قرآنیہ کے انتظام میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ مدرسہ جون پور کی جامع مسجد میں ان کے والد ماجد (موسوی سعادت علی جون پوری) نے قائم کیا تھا۔ **ملکہ اللہ و ولہ الی ملتعلہ**

(۵۴۰) شیخ محمد مودود دلارے

شیخ محمد مودود دلارے 'باب نظام ابدال کے مرید تھے' مولانا عبدالغفور لاہوری سے کچھ درسی علم حاصل کیا، بہت سے وصیات میں گھومے پھرے۔ مشاہدہ اور بیان کے درجات کو بہت اچھی طرح پہنچتے تھے، علوم غرائب مثلاً کیمیا وغیرہ سے واقف تھے۔ شاہ نعمت اللہ دلی اور شاہ قاسم نوار سے ملے، غرض علم توحید اور تجرید و تفرید کے علوم کے بہرین کے مشرب کے متبع تھے۔ ۹۰۰ھ ر ۵ - ۱۳۹۳ھ میں ہندوستان میں آئے۔ شیخ امان پانی پتی ان سے علم توحید میں استفادہ کرتے اور کتاب فصوص الحکم کی تحقیق کرتے تھے۔ وہ شیخ امان کے متعلق کہتے تھے کہ میں نے جو ہر قاتل پایا ہے۔ لیکن افسوس کہ ایک آنکھ نہیں ہے۔ خطاب کرتے وقت اکثر ان کو غلط کو رک (اندھا) کہہ کر پکارتے تھے۔ مدتوں انگریزوں میں مقیم رہے۔ اس کے بعد شیخ امان کی محبت اور خدمت کی وجہ سے پانی پت میں سکونت اختیار کر لی۔ وہ ۱۰ رمضان ۹۰۷ھ ر ۲ - ۱۳۵۹ھ میں انتقال ہوا، ان کی خوابگاہ شیخ امان کے پہلو میں ہے۔ ☆

(۵۴۱) شیخ محمد احمد آبادی

شیخ محمد 'احمد آبادی' شیخ حسن محمد چشتی احمد آبادی گجراتی کے نام سے مشہور ہیں، ان کی کنیت ابو صالح ہے، شیخ احمد المعروف بہ شیخ میان جی ابن شیخ نصیر الدین علوم ظاہر

و باطن میں یگانہ روزگار تھے۔ بچپن ہی میں کمالات حاصل کئے اور اپنے آپ کے سامنے شہرہ تفاق ہو گئے، ظاہری دولت و ثروت بھی رکھتے تھے۔ بزرگوں کے عرس اور درویشوں کے طعام کا خرچ خوب کرتے تھے۔ ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے شہر احمد آباد میں ایک بڑی مسجد بنوائی۔ "بنائے شیخ" (۹۷۳ھ ر ۶ - ۱۵۶۵ھ) اس کی تاریخ ہے۔ تفسیر محمدی اور حاشیہ تفسیر بینادی ان سے یادگار ہیں۔ اکٹالیس برس تک مسند ارشد پر متمکن رہے۔ ۵۹ سال کی عمر میں ۲۸ ذی قعدہ یوم شنبہ ۹۸۲ھ ر ۵ - ۱۵۷۴ھ میں رحلت فرمائی۔

(۵۴۲) سید محمد جعفر بدر عالم احمد آبادی گجراتی

سید محمد جعفر بدر عالم، ابن سید جلال مقصود عالم قدس سرہ ۳ شعبان ۱۰۲۳ھ ر ۱۲۷۳ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد بزرگوار کے مرید و خلیفہ تھے، علوم ظاہر و باطن میں کمال رکھتے تھے، خصوصاً حدیث و تفسیر میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے، ان سے بہت سی تصنیفات یادگار ہیں ان ہی میں "روضات شانی" ہے جس کی چوبیس ۲۴ جلدیں ہیں۔ احوال بزرگاں اور احادیث و تفسیر کا بیان ہے۔ دوسری تصنیفات بھی کافی ہیں۔ ۹ ذی الحجہ ۱۰۸۵ھ ر ۵ - ۱۲۷۳ھ میں انتقال ہوا اور احمد آباد میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(۵۴۳) سید محمد ابوالجہد محبوب عالم

سید محمد ابوالجہد محبوب عالم، بن سید جعفر بدر عالم احمد آبادی گجراتی ۲ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ ر ۱۲۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔ فطرت کی طرف سے خدا طلبی کا جذبہ اور اکتساب علم کا مادہ ان کی طبیعت میں ودیعت کیا گیا تھا۔ احمد آبادی گجرات کے مشائخ و صوفیاء میں سے تھے۔ تصانیف کثیرہ کے مالک ہوئے۔ ان میں سے دو تفسیریں ہیں 'ایک نوری زبان میں اہل بیت کی روایت سے ہے' دوسری جدیدین کے انداز پر علی زبان میں ہے۔ حدیث میں زمزمۃ الکافی فی شرح مشکوٰۃ ہے جس میں ہر مذہب (فقت) سے تمسک کیا گیا ہے۔ تدریس و مطالعہ کتب طیبہ کے علاوہ بہت ریاضت و عبادات کیں۔ ۱۹ جمادی الاخر ۱۱۰۰ھ ر ۱۷۰۰ - ۱۲۹۹ھ میں رحلت فرمائی احمد آباد میں دفن ہوئے۔

(۵۳۴) سید محمد پٹنی گجراتی

سید محمد فاضل عرف سید خدا بخش بن سید حسین مکیان سے جن میں آٹے علوم
صوری و معنوی اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاصل کئے۔ قیصر کامل اور محدث عامل
ہے۔ چشتیہ سلسلہ میں یہاں اہل فطرت سے سید تھے۔ ۵۰۰ کی تاریخ ۸۳۳ھ
۳۳-۳۴ میں رحلت فرمائی ان کی قبریں میں بڑا در و مشربک ہے۔

(۵۳۵) شیخ محمد صالح احمد بدوی جرنی مرث پیر بابا

شیخ محمد صلاح نے تادیبی تجرباتی ایک چارہ چھوڑ کر اپنے شیخ محمد صالح
پیدا کی طرح سب سے بڑے علم و حکمت کے حامل اور اپنے زمانہ کے سید
جانشین سے ان کے خاندانی رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ ان کے شیخ و
سات سال کی عمر میں تجزیہ کے ساتھ قرآن کریم حفظ فرمایا محمد اعظم شاہ سے صحبات و
صوبہ داروں کے ساتھ ساتھ ان کے شیخ و
اور موضع تاجپور محلہ پرگزہ میں کام اپنی جاگیر
حضور سے ملاقات کیا۔ ان کے شیخ و
ایک بادشاہ سے دو ہزار روپے بطور زادہ دے پائے، اعزاز و اکرام اور ملازمت کا اختیار
حاصل ہوئی اور شاہانہ عنایات سے سرفراز ہوئے۔ نقد، نعت اور ہاتھی مرمت ہوا۔
صحبتات و سخن سے ان کے شیخ و ان کے نصیحتات و نصیحتات کا اثر و اثرات سے
تھے اور امثال و اقربان پر ان کو نفیثیت دیتے تھے۔ آخر ۱۲ جمادی الثانی ۱۰۳۳ھ
۱۰۳۳ھ کو اپنے والد ماجد کی زندگی میں شاہجہاں آباد میں سفر آخرت اختیار کیا۔ ان کا
جسد خاکی شہیدانہ طور پر ان کے والد سے مقبرہ میں اٹھایا گیا۔ ان کی تاریخ
وفات "مراۃ بخش" (۱۰۳۷ھ، ۱۰۳۳ھ) سے نکلتی ہے۔

(۵۴۶) میر سید محمد قنوجی

میر سید محمد قنوی، ہمیشہ علوم دین کے درس اور معارف یقین کی نشر و اشاعت میں مشغول رہے، شاہ جہاں بادشاہ نے آخر زمانہ حکومت میں نہایت خواہش اور اعزاز

کے ساتھ طلب فرمایا اور اپنی قیمت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد عالمگیر نے بڑی
نیاز مندی کے ساتھ اکبر آباد سے بلایا اور خصوصی اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ مجتہ
الامام نے ان کی تہنیت و تحسین کے بعد علوم ان کے پیش نظر رہتی۔ ہفتہ میں تین
روز شہسبختی۔ ہفتہ میں مشغول رہتے۔ قادیان شہر کی تالیف میں بڑی
مسی فرمائی۔ ☆

(۷۴۷) حاجی محمد قائم سندھی

عالمی شہرت اور مقبولیت کے حامل ہونے کے باوجود حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علمی و ادبی کاموں میں ہمیشہ اپنے وطن اور قوم کے مسائل و مسائل کے حل کی تلاش میں رہے۔ ان کے علمی و ادبی کاموں میں ہمیشہ اپنے وطن اور قوم کے مسائل و مسائل کے حل کی تلاش میں رہے۔ ان کے علمی و ادبی کاموں میں ہمیشہ اپنے وطن اور قوم کے مسائل و مسائل کے حل کی تلاش میں رہے۔

(۵۸) سید جلال مقصود عالم احمد آبادی سبجراتی

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہم منصب سید محمد متقی نام قدس سرہا شب شنبہ ۱۵ جمادی الثانی
۱۲۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ "دارت رسول" سے ان کی تاریخ ولادت نکالی گئی
تھی۔ اسی سال ہی ان کے والدین کا انتقال ہوا۔ تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے۔ اس
ثناء میں مولانا شیخ عبدالحق دہلوی کی خدمت میں آ کر تعلیم حاصل کی اور شاگرد شیخ
عبدالعزیز بنے۔ علوم باطنیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد کی خدمت میں کی۔ شاہجہان
کے حضور سے شش بزاری منصب پایا اور عداوت پر فائز ہوئے۔ اس کے باوجود

تہائی میں ریاضت و مجاہدہ کرتے تھے 'تمام رات بیداری اور مناجات میں گزارتے۔ ۸
 ربیع الثانی ۱۰۵۹ھ ر ۱۶۳۹ء کو مدینہ میں رحلت فرمائی، ان کی نعش احمد آباد لائی گئی اور
 ان کے باپ کے مقبرہ میں دفن کی گئی۔

(۵۴۹) سید مقبول عالم احمد آبادی گجراتی

سید مقبول عالم بن سید جلال الدین ابو محمد مد عالم قدس سرہ، گجرات دکن کے
 مشائخ اور علمائے صوفیہ میں سے تھے۔ ۱۳ رجب ۹۸۹ھ ر ۱۵۸۱ء کو پیدا ہوئے۔ صوری
 و معنوی کمالات کے جامع اور ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے۔ مغربیہ سلسلہ (کد۱)
 میں اپنے والد ماجد سے خلافت پائی اور ارشاد و ہدایات سے دنیا کو منور کیا۔ بہت سی
 تالیف و تصنیف کے مالک تھے۔ ان ہی میں جمعرات شامی ہے جو رات اور دن کے
 اور دہر مشتمل اور مشہور ہے۔ ۳ رجب ۱۰۳۵ھ ر ۱۶۳۵ء میں رحلت فرمائی۔ احمد آباد
 میں قبر ہے۔ ہزار و ہتیرک۔

(۵۵۰) مخدوم محمد معین سندھی

مخدوم محمد معین (۱) سندھی، ولد مخدوم محمد امین ولد مخدوم طالب اللہ سندھی،
 شاگرد مخدوم عنایت اللہ جمیع فنون کے جامع، معقول و منقول پر حاوی، غریب عصر اور
 علامہ دہر تھے۔ کمالات علمی کے باوجود بحر معرفت سے سٹنا تھے، بہت سے بزرگان دین
 کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ میاں ابوالقاسم نقشبندی کے مرید ہوئے۔ 'فرمانہ میں
 سید عبداللطیف (۲) تارک کی خدمت میں ارادت و اخلاص پیدا کیا۔ ان کے اور حاجی
 محمد ہاشم کے درمیان ہمیشہ بحث و تحقیق رہتی۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ حکام
 وقت ان کی ملاقات کے لئے نہایت تعظیم سے حاضر ہوتے تھے وہ بھی ان سے بہت
 اچھی طرح ملاقات کرتے تھے۔ سماع کو پسند کرتے تھے۔ عین حالت سماع میں رحلت
 فرمائی۔ شعار محققانہ کہتے تھے۔ فارسی میں تسلیم اور ہندی میں بیروگی تخلص فرماتے
 تھے۔ ۱۶۷۹ھ ر ۸ - ۱۶۷۷ء میں حالت سماع میں رحلت فرمائی۔

(۵۵۱) میرک محمود سبزواری لٹھوی

میرک محمود سبزواری، 'فضیلت'، 'تقویٰ' سخاوت اور دہر سے متصف تھے۔ ۷۷۰

فتح الاسلامی کے منصب جلیل پر سرفراز رہے۔ بہت سے طلباء کو فیض پہنچایا۔ خود
 تعلیق میں ماہر تھے۔ ان کی وفات محرم ۹۹۳ھ ر ۵ - ۱۵۵۳ء میں واقع ہوئی۔ "رحلت
 میرک آہ آہ" سے ان کی رحلت کی تاریک نکلتی ہے۔ ان کے صاحبزادے میرک
 عبدالباقی تمام علوم میں خصوصاً علم دینت و حکمت میں کامل تھے۔ چنانچہ عبدالحق گیلانی
 جو مرزا جان کے مصاحب اور شاہ فتح اللہ کے مقابل تھے ان سے علمی و فاضل حل
 کرتے تھے۔ اقلیدس میں خوب دستگاہ پیدا کی تھی اکثر اہل کمال خود پیدا کیے جو پسند طبع
 ہوئیں۔ (۱)

(۵۵۲) میرک محمد لٹھوی

میرک محمد لٹھوی ابن میرک محمود، سنی فاضل سے متصف تھے۔ ۹۷۰ھ ر
 ۱۵۶۳ء میں انتقال ہوا۔ قنادائی لورانی (پورانی) ان کی یادگار ہے۔ (۱)

(۵۵۳) مخدوم میراں لٹھوی

مخدوم میراں لٹھوی۔ ابن مولانا یعقوب، علوم معقول و منقول کے جامع تھے۔
 کچھ دنوں مرزا شاہ حسن (ارغون حاکم سندھ) کے درس و افتادہ میں مشغول رہے۔ طباء
 اکثر ان سے علمی فیض حاصل کرتے تھے ۹۳۹ھ ر ۳ - ۱۵۳۲ء میں انتقال ہوا۔ "علامہ
 وارث الانبیاء" سے ان کی تاریخ انتقال نکلتی ہے۔ ان کا مرقن کوہ مکی ہے۔ (۱)

(۵۵۴) شاہ محمد ناصر الہ آبادی

شاہ محمد ناصر الہ آبادی، شاہ خوب اللہ الہ آبادی کے دوسرے صاحب زادے اور
 شاہ محمد افضل الہ آبادی کے مرید تھے۔ اپنے والد ماجد سے تعلیم و تلقین پائی، انہوں
 نے بھی اپنے بھائی کی طرح ظاہری علم اپنے بڑے بھائی محمد ظاہر اور اپنے ماموں مد
 کمال الدین سے حاصل کیا۔ ان کی تصنیفات میں منتخب الاعمال، جو اہر میسم اور اذکار
 عشرہ مشہور ہیں۔ ۲۱ جمادی الاول وقت مغرب بروز جمعرات ۱۱۶۳ھ ر ۱۷۵۰ء کو عام قنا
 سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ فقرہ "آواہ تبار ویرانہ شد" (۱) ان کی تاریخ وفات
 ہے۔

(۵۵۵) مولوی محمد نافع فرنگی علی

مولوی محمد نافع فرنگی علی، مولانا عبدالعلی بحر العلوم کے تھے۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد سے شاد جہاں پور میں پڑھیں۔ باپ جہاں پور میں رہے۔ اولیٰ جس کی وجہ سے کنہی پند کہے۔ پندرہ سال کی عمر میں مولوی اور مولانا صاحب سے ختم کیں۔ دس رہا سہ مالک تھے۔ شاد جہاں پور میں رہے۔ بے روزگار تھے اور تدریس کا کوئی انتظام نہ ہوا۔ حاش میں کوشش کی، نوک میں لواب امیر خاں کے لشکر میں پہنچے۔ آپ دہوا کی مہالفت کی وجہ سے مرض استقلالہ میں مبتلا ہو گئے۔ ۲۸ شعبان ۱۲۲۲ھ بمطابق ۱۸۰۷ء کو رحلت پائی۔ وہاں ایک شاعر نے یہ قطعہ تاریخ کہا۔

قطعہ تاریخ انتقال مولوی محمد نافع فرنگی علی

مولوی نافع نیک لیس و نمار بود مشغول طاعت و عبادت
با حبیب خودش چو شد حاصل بد ز سر بہت و ہشتا شعبان
با دل پاک سالی رحلت گشت محو ذات الہ ہاتف ازان (۱)

(۵۵۶) مولوی محمد نعیم فرنگی علی

مولوی محمد نعیم فرنگی علی بہ خاں (۱) مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرب بن مولوی عبدالعلی بحر علوم۔ حفظ قرآن سے بعد دہری تہیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور اپنے تہذیب و تہذیب کے کام انجام دے اور اس سلسلہ میں مشہور ہوئے۔ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ عابد و زاہد اور صاحب تصانیف ہیں، تراجم احادیث (مولوی رحمت علی)۔ ایں ان سے والد سے پاس تھیں علوم سے ذہن میں دیکھا تھا۔ اس زمانہ میں مولانا علی شاد جہاں پور سے ملے تھے۔ اس کتاب کی تالیف میں جو مدد دیکھے ان نے علی میں اس کا شکر ادا کیا۔ سلمہ اللہ تعالیٰ والہام۔

(۵۵۷) مولانا محمد وارث رسول نمائیناری

نماہ نام وطن ساری پور ہے۔ ۱۲۸۷ھ بمطابق ۱۸۷۱ء میں پیدا ہوئے، ان کی ولادت کی تاریخ کا ماہ "خلیفہ رسول اللہ" ہے۔ ان کے والد عالم گیر بادشاہ کے زمانہ میں مدارس سے قاضی تھے۔ آخر اوقات اپنے والد سے پاس تھیں تھیں میرت، اپنے والد سید رفیع الدین سے قادریہ سلسلہ میں بیعت تھے، ظاہری علوم میں ابراہیم (خلیفہ مولوی محمد علی خلیفہ میرزا) کے شاگرد تھے۔ دو سال میں کتب علوم فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث، منطق، حکمت، ہندسہ اور دوسرے علوم مروجہ کی تحصیل سے فراغت حاصل کر لی، اور مدارس میں علما کے زعمی شروع کر دی، طلباء کو درس دیتے تھے اور باطن کی تعلیم میں ویشل کرتے تھے۔ ابھی تصانیف ان سے یادگار ہیں۔ غرض ان کی ذات پاک ظاہری و باطنی فوائد کی طبع تھی۔ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۲۲ھ بمطابق ۱۸۰۳ء میں رحلت فرمائی اور مدارس کے محلہ تملہا میں دفن ہوئے۔

(۵۵۸) ملا محمد ولی فرنگی علی

ملا محمد ولی فرنگی علی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا محمد اسعد، ملا محمد حسن مرحوم کے پھوپھے بھائی اور ملا غلام الدین بن ملا قطب الدین سہاوی کے شاگرد تھے۔ پرگنہ ساواں (مضاف کسٹو) کے قاضی تھے۔ وہاں سے مستقل ہو کر اپنے گھر پر قیام کیا۔ تدریس علوم میں آخر وقت تک مشغول رہے، ایک جہاں ان سے مستفیض ہو کر درجہ تکمیل تک پہنچا۔ شرح مسلم اور حواشی زادہ خلاصہ ان کی تصانیف سے مشہور و مروج ہیں۔ سال انتقال معلوم نہ ہو سکا۔

(۵۵۹) سید محمد ہدائی

سید محمد ہدائی، امیر کبیر سید علی ہدائی کے بیٹے تھے، کثرت علم اور زہد و تقویٰ سے متصف تھے، بائیس سال کی عمر میں چھ سو رفقاء اور خدام کے ساتھ سلطان سکندر بہت ملکہ کے عہد میں کشمیر پہنچے۔ سلطان بکیر کسی تاخیر اور اندیشے کے ان کا مرید ہو گیا، ایک صد مسمیٰ بہت جو سلطان کا وزیر اور سپہ سالار تھا خاص و عام کی ایک

جماعت کے ساتھ مسلمان ہو گیا اور ملک سیف الدین اس کا لقب ہوا۔ اس نے سید موصوف کے نکاح میں پٹی بیٹی دے دی۔ سید محمد ہمدانی بارہ سال تک کشمیر میں رہے۔ بدعات کے رد اور سنت کی ترویج میں کوشش کی۔ علم تصوف میں ایک رسالہ اور منطق میں شرح ثمبیہ ان کی تصنیف سے ہے۔ سید محمد حصاری ان کے معاصر اور مقابل تھے۔ سلطان سکندر بت شکن (۱۳۸۹ - ۱۳۱۳) نے سید محمد ہمدانی کے بے ۷۸۸ھ / ۶ - ۱۳۹۵ھ میں ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی جو ۷۹۹ھ / ۷ - ۱۳۹۶ھ میں مکمل ہوئی اور خانقاہ مذکور کے مصروف کے بچے گاؤں مقرر فرمائے۔ سید موصوف نے خانقاہ کے پور ہونے کے بعد مناسک حج کے ادا کرنے کی غرض سے سفر حجاز اختیار کیا۔ حج کے ادا کرنے کے بعد کوہلاب واپس ہوئے وہیں رحلت فرمائی اور سید علی ہمدانی کے قریب دفن ہوئے۔

(۵۶۰) ملا محمد ہروی

ملا محمد ہروی، ملا مرزا جان کے شاگرد رشید تھے۔ علوم مفید میں اپنے معاصرین میں ممتاز تھے، علم تواریخ اچھی طرح جانتے تھے۔ ۹۸۳ھ / ۱۵۷۶ھ میں ہندوستان آئے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے مرام و عنایات سے سرفراز ہوئے، ۹۹۰ھ / ۱۵۸۲ھ میں سفر آخرت اختیار فرمایا۔

(۵۶۱) سید محمد یوسف بکراہی

سید محمد یوسف بکراہی، ابن سید محمد اشرف الحسینی الواسطی بکراہی، سید عبدالجلیل کے نواسے اور حسان امین میر غلام علی آزاد بکراہی کے خاندان بھائی تھے، عقلی و نقلی علوم کے جامع اور فروع و اصول کے عالم تھے۔ ۱۰۲۱ (۱) شوال ہمدوز دو شنبہ ۱۱۶۱ھ / ۱۷۵۵ء کو پیدا ہوئے۔ درسی کتابیں سید طفیل (۲) بکراہی اترواوی سے پڑھیں۔ سخت اور سیرت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ اپنے نانا سید عبدالجلیل سے اور علوم ریاضیہ دہلی کے بعض اساتذہ کی خدمت میں پڑھے اور کامل و مکمل ہو گئے۔ سید مطلق اللہ بکراہی سے بیعت ہوئے، موزوں طبع تھے، عربی و فارسی زبان

میں اشعار کہتے تھے، ان کی اعلیٰ تصنیفات میں ایک کتاب "الفرع الثابت من الاصل الثابت" توحید شہودی کے اثبات میں ہے جو انہوں نے ۱۱۶۲ھ / ۱۷۴۹ء میں تصنیف کی میر غلام علی آزاد بکراہی نے اس کی تاریخ یوں لکھی ہے۔
قطع تاریخ تصنیف کتاب "الفرع الثابت من الاصل الثابت" معتمد سید محمد یوسف بکراہی

از نتیجہ فکر میر غلام علی آزاد بکراہی

میر یوسف عزیز مصر کامل از علم معرفت کشید ریح
کہ در وحدت شود رقم لہ تازہ بکر عمیق
از احادیث و زکام اللہ کہ اثبات حق دی (۳) توفیق
ہست این لہ دلشیں الحق یادگاری ر خامہ توفیق
سال تاریخ این کتاب خود گفت "شیخ مجالس تحقیق"
۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۹ء
عربی میں بھی ایک طویل تاریخ نظم کی تھی۔ یہاں صرف مادہ تاریخ پر اکتفا کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

مطوق (۴) من ریاض الہدی

مورخاھو فرغ مضمون بہادی

سید موصوف الزہجد (سید محمد یوسف بکراہی) ۲ جمادی الاخر ہمدوز و شنبہ ۱۱۶۲ھ / ۱۷۵۹ء کو بکراہ میں فوت ہوئے اور باغ محمود میں دفن ہوئے۔ میر اولاد محمد التماس یہ دکاتے ان کی تاریخ رحلت یوں لکھی ہے۔

تاریخ انتقال سید محمد یوسف بکراہی از میر اولاد محمد ذکا

طراز آل پیغمبر چراغ دودہ حیدر محیط علم و عقل و نقل صاحب فطرت و دراز
ذکا تاریخ فوت او عزری گفت در گوشم "زقید ہستی مہووم" "مہیوسنی ہمدون"
۱۱۷۲ھ / ۱۷۵۹ء

حسان اللہ آزاد بکراہی نے اس کے انتقال کی تاریخ عربی میں لکھی ہے جو یہ

اس کو اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کر۔ جس بات کا میں تجھ کو حکم دیتا ہوں اگر تو نے دیکھا اور میرا گمان ہے کہ تو یہاں ہی کرے گا اگر وہاں ہی کرے گا پھر تو میرا خلیفہ ہے ورنہ اللہ میرا خلیفہ (والی) ہے۔

جب فقر وفاقہ کی شدت نے ان پر اور ان کے متبعین پر جو تعداد میں زیادہ تھے غلبہ کیا تو اس بات کو ان کے جاننے والوں میں سے کسی نے سلطان علاء الدین شاہ دہلی تک پہنچایا تو سلطان نے قضاء اودھ جو ان کا موروثی عہدہ تھا ان کو تعویض فرما دیا۔ قاضی شیخ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ یہ بات بغیر طلب کے اس طرح واقع ہوئی ہے مخدوم کا کیا حکم ہے۔ شیخ نے فرمایا "البتہ اس کے (طلب کے) مثل کوئی خیال حیرے دہ میں آیا ہے اس لیے یہ چیز (عہدہ) تجھے پیش کیا گیا ہے۔ (۲) قاضی کو اس سے تشویش ہوئی۔ شیخ نے کانڈکی اس تحریر کو قاضی سے واپس طلب کیا ایک سال تک شیخ کا مزاج اس بات سے برسم رہا اس کے بعد قاضی نے تجدید بیعت کی اور شیخ کی حیات میں ۷۱۹ھ ر ۸۳۱ھ میں رحلت کی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵۲۲) مولوی محی الدین بدایونی

مولوی شاہ فضل رسوں بن مولوی عبد المجید بدایونی کے بڑے بیٹے تھے۔ ان کی پیدائش ۸۳۳ھ ر ۸۸۷ھ میں ہوئی۔ "مفسر محمود" سے ان کی تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ معقول و منقول کی مروجہ کتابیں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پڑھیں اپنے ہم عصروں میں امتیاز حاصل کیا۔ دادا (مولوی عبد المجید) سے بیعت و مرید ہوئے۔ تصانیف طیف کے مالک ہیں ان میں حاشیہ میرزا محمد رسالہ حاشیہ کلیات قانون بعلی سینا اور رد و ہجسہ میں رسالہ شمس الایمان وغیرہ مشہور رسالے ہیں۔ ۶ ذی قعدہ ۸۷۵ھ ر ۸۸۵ھ کو سہارن پور میں وہ نور عالم قدس ہوئے۔

(۵۲۷) سید شاہ محی الدین دیوبند

سید شاہ محی الدین دیوبند ۸۷۵ھ ر ۹۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ عارف بزرگ عالم

اعل اور حافظ قرآن تھے۔ فقہ حدیث اور تفسیر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ دیوبند میں ایک مدرسہ تعمیر کیا۔ ہمیشہ طلباء کی تدریس میں مشغول رہتے۔ علاقہ مدراس میں علم کی جو روشنی ہے وہ سب ان کے فیض مار کی جھلک ہے تصانیف کثیرہ کے مالک تھے۔ ان میں جواہر الحقائق، فصل الخطاب اور جواہر السلوک وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ ۳ محرم الحرام ۱۲۸۹ھ ر ۱۸۷۲ھ کو مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رحلت فرمائی۔ ان کے بڑے صاحب زادے مولوی رکن الدین ان کے جانشین ہیں۔

(۵۲۸) مخدوم مٹو ٹھٹوی

ان کا نام رکن الدین تھا۔ مخدوم بلال ساکن ٹٹٹی ملک منڈہ کے خلیفہ تھے۔ ہمیشہ بلند ہمت ہو کر دفاع طاعت اور عبادات میں مشغول رہتے۔ علم حدیث میں بڑی مہارت تھی شریعت اور عین شریعت کی (۱) اور دوسرے رسالے ان کی تصنیفات سے مشہور ہیں۔ ۱۲۹۹ھ ر ۱۳۰۲ھ میں ٹٹٹی میں انتقال ہو۔ کوہ علی پر ان کا مدفن ہے۔

(۵۲۹) مخدوم اشرف بساوری

مخدوم اشرف بساوری اپنے زمانہ کے فاضل سے تھے۔ ملا عبد القادر بدایونی کے نانا تھے۔ ۲۰ رمضان ۸۷۵ھ ر ۱۲۶۳ھ میں انتقال ہوا۔ ملائے موصوف نے "فاضل جہاں" سے تاریخ نکالی ہے۔

(۵۷۰) مولوی مخدوم لکھنوی

مولوی مخدوم لکھنوی بن حافظ محمد یوزب مولوی عبد المسیح بن شاہ محی الدین مشہدی ان کے دادا مشہد سے دہلی میں آئے وہاں سے آخر لکھنؤ میں سکونت اختیار کی۔ ملا نظام مدین بن مانتھب الدین بساوری کے شاگرد تھے۔ ملا عبد العلی بحر العلوم اور وہ سماعی اور قرآن (۱) میں دونوں برابر تھے۔ ملا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی خدمت میں بھی استفادہ کیا۔ ہمیشہ طلباء کے درس و تدریس میں مشغول رہتے بہت سے لوگ ان سے فیض یاب ہوئے۔ آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی۔ معقولیت کی

تدریس کو ختم کر کے کتب دینی کے افادہ میں مشغول ہو گئے۔ گلستان و بوستان کی تصحیح کی۔ ۱۲۲۹ھ / ۳ - ۱۸۳۳ء میں لکھنؤ میں رحلت فرمائی۔ شیخ امام بخش ناسخ نے تاریخ انتقال یوں لکھی ہے۔

تاریخ انتقال مولوی مخدوم لکھنوی از شیخ امام بخش ناسخ

سید مخدوم از جہاں رفت گفت بزرگ و خود صد حیف
تاریخ وفات گفت ناسخ "مخدوم زمانہ مرد صد حیف"

۱۲۲۹ھ / ۳ - ۱۸۳۳ء

(۵۷۱) مولوی مخصوص اللہ

مولوی مخصوص اللہ بن مولانا رفیع الدین، اپنی والد کی وفات کے بعد اپنے تایا مولانا شاہ عبدالعزیز کے دغل میں قرأت فرماتے تھے۔ ۱۲۷۳ھ / ۷ - ۱۸۵۶ء میں وفات پائی۔ حصصہ اللہ بلطفہ۔

(۵۷۲) مولوی مراد اللہ تھانیسری

مولوی مراد اللہ تھانیسری، فاروقی نسب، مہمدی و مصری مشرب، مولوی مہم اللہ بہرپنچی کے غلیفہ (۱) جانشین تھے۔ لکھنؤ میں چالیس سال سے زیادہ عرصہ مہمدیہ مظہریہ طریقت کی ترویج میں مشغول رہے، ایک جہاں کو شرک و بدعت کی تاریکی سے نجات بخشی اور ترک دیا، تجرید، اتباع، سنت نبوی، تزکیہ نفس اور تنذیب باطن میں مخلوق کی رہنمائی فرمائی۔ ان کے عہد کے عہدہ صلحاء اس کے جلالت منزلت پر اتفاق فرماتے تھے۔ ۸۲ سال کی عمر میں ۱۲۳۸ھ / ۳ - ۱۸۳۲ء میں اس سرائے فانی سے رحلت فرمائی۔

ان کے اہل خلفاء میں مولوی ابوالحسن نصیر آبادی تھے۔ قلنسہ اسرارہم۔

(۵۷۳) سید مرتضیٰ شریفی شیرازی

میر مرتضیٰ شریفی شیرازی، میر سید شریف جرجانی کے پوتے تھے۔ اہل تشیع میں فاضل تھے۔ مولود طبع تھے (۱) اشعار میں شریفی تخلص کرتے تھے۔ علوم ریاضی

۱۔ منطق اور کلام میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ شیراز سے مکہ معظمہ پہنچے۔ ان عمر کی سے علم حدیث پڑھا اور تدریس کی اجازت پائی وہاں سے دکن پہنچے۔ وہاں ۱۹۷۲ھ / ۵ - ۱۵۳۳ء میں اکبر آباد آئے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حضور میں پہلے اور بعد میں آئے والے علماء و فضلاء سے مقدم ہوئے۔ علوم حکیہ کے درس میں مشغول رہتے تھے۔ ۱۹۷۳ھ / ۷ - ۱۵۳۶ء میں فوت ہوئے۔ اول ان کو امیر خسرو بہ الرحمہ کے جوار میں دہلی میں دفن کیا گیا۔ جب لوگوں نے صدر الصدور، قاضی شہر، شیخ الامام سے کہا کہ امیر خسرو ہندی اور سنی میں اور میر مرتضیٰ عرقی اور شیعہ میں۔ اس لئے دونوں کی روح ایک دوسرے سے الگ ہو جائے گی۔

روح راجحت ناجس عذاب است ایم

شہابی حکم کے مطابق ان کی لاش وہاں سے نکال کر مشدد لے گئے۔ میر حسن رضوی نے ان کی تاریخ یوں لکھی ہے۔

تاریخ انتقال میر مرتضیٰ شریفی شیرازی از میر حسن رضوی

رفت نامیر مرتضیٰ از دہر علم گویا زلس آدم رفت
بر تاریخ رطش حسن گفت "عظامہ از عالم رفت"

۱۹۷۳ھ / ۷ - ۱۵۳۶ء

(۵۷۴) سید مرتضیٰ حسین زبیدی

قداری، خلی، ان کا نام سید عبدالرزاق، لقب محی الدین و رکنیت ہوا نہیں ہے، محدث، قیس، سہی، ادیب اور علوم عقیدہ و فقیہ کے جامع تھے۔ ۱۸۳۵ھ / ۳ - ۱۸۳۲ء میں قصبہ گدنام میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمر میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ وہیں تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے۔ ربیع، مصر، اور حجاز کے مشائخ و علماء سے علوم ظاہر و باطن میں کسب عادت کیا۔ چنانچہ شیخ احمد علوی، عبدالحق زبیدی، ابوالحسن احمد بن علی، نسیمی دمشقی، خلی، جمال محمد بن احمد، خلی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، عراقی، عبدالحق بن محمد، عراقی، نزہی، غلام محمد بن رین، یاسید، علوی، دھری، محمد بن ابرہیم

المستفيض في معنى حفظ ورويش (٢٩) رفع نقاب الحما عن انفسهم الى وقت في الوفاء (٣٠)
 زهر ما كانه المستفيض عن جوب لالهام بشرح شيخ سیدی عبدالسلام (٣١) رشفة امدام
 الطيوم بکدی من صفوت دار صنع القعب بکری (٣٢) رشف سواف الرحيق في
 نسب حشرت امدیق (٣٣) بسقى قائد العنق في تحقيق كلام العنق (٣٤) انوشح
 الحکيت على لداغ انککجه (٣٥) بدیت اماخوان في حکم شرب ابدخان (٣٦) سنج
 الصبر صحت ٥٥٠ عید ٢٠٢ الرضمن من سرار امايد (٣٧) ارجوزة في اعتق (٣٨)
 طبقت الموط (٣٩) علف الاشرف (٤٠) اتخاب السادة العنق في حياء علوم الدين
 (٤١) فغفط من على (٤٢) شرح حزب تکبير المسمى تنبيه لعارف البصير على
 اسرار حزب (٤٣) مالک انی في سرائکني (٤٤) اتقوا المعبوت في تحقيق غفط
 ابد (٤٥) من ماره في ذواب المحدث المارکوه (٤٦) رسال في اصول المعتمد
 (٤٧) شرح اصوله على اصوله الاصولي (٤٨) لاحتفال بهرم ست من شوا (٤٩)
 اقرار (٥٠) من ان نفس والحسين (٥١) بهتاج بذكر حاج (٥٢) التعريف
 من (٥٣) شرح لصفیه سائل الاولیاء (٥٤) اتخاب نبي الزمن
 في قسم لاله (٥٥) المعتمد القدیر في المشاهد التقصید به (٥٥) ابدرة الغفیت في
 (٥٦) ارشاد اماخوان الى اخلاق الحسان (٥٧) شرح الغفیت اسند (٥٨)
 شرح سید ابن شیش (٥٩) شرح سید ابیدودی (٦٠) شرح ثلاث صبح اعسن
 من (٦١) شرح سبع المسمى بدلائل لقرب (٦٢) نفعته ابد (٦٣) تفسیر سورة
 یس (٦٤) ط ثلاث فیما یس في امکان ابداع ماکان (٦٥) المنح اعطیت في طریقت
 القشندیه (٦٦) کشف اللثام عن کواب الایمان والا سلام - ٥٥

(۵۷۵) مستور بیگ

۱۰۔ ایک (بک) سادہ فیور (تعلق) کے قریبی عزیز تھے ان کا اصل نام شیر خاں ہے۔ علما صوفیہ کرام سے تھے مدقوں امیرانہ اور عرفہ اعلیٰ زندگی گزارا، چاہک جڑ۔ "حق کا عیب ہوا اور وہ شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین کے مرید بنے، ریا، تر سکر کا غلط ریتا تھا۔ علم تصوف اور توحید میں ان کی بہت تصنیفات ہیں،

تصنیف (۱) عقد الجواهر المصطفیٰ فی دست نام الی ضیفہ (۲) ازادہار لغت شرعہ فی
الحادیث لغت شرعہ (۳) ازادہار فی حدیث ام زرع (۴) لغت الغریب فی مصطلح
شمار الحیث (۵) تخریج حدیث ششی بود (۶) الواہب الجید نیمہ متعلق حدیث الامویہ
(۷) المراتب العبدیہ فی شرح الحدیث خمس مالولہ (۸) امروس العبدیہ فی طرق حدیث
اولیہ (۹) اتوں الصحیح فی مراتب تخریج و التبرج (۱۰) التبرج فی الحدیث المسلسل
با کثیر (۱۱) رسالہ امور حدیث (۱۲) مناقب اہل حدیث (۱۳) تاج امور فی شرح
القاموس (۱۴) کلمتہ قاموس (۱۵) تخریج حدیث نعم الاوام النعل (۱۶) حدیث الصغری
واندی المصطفیٰ (۱۷) انصار و ہدی الی النہار (۱۸) انبیہ اسد (۱۹) مال مسعود (۲۰)
ی س شیعونیہ (۲۱) ایضاح امدارک فی الفصح عن العوائک (۲۲) عقد الجہان فی بیان
شعب الایمان (۲۳) لقوں المصوح فی الفرق بین کلوع و کفر و کفر (۲۴) المصطفیٰ
القدوسیہ یو سہ بعد ایدر و سہ (۲۵) الاعتدالین فی طرق الساس والتفہیم (۲۶)
حکمت اشراف لی کتاب رفاق (۲۷) شرح الصدوقی شرح اسماء الی بدر (۲۸)

(۵۷۹) مولانا سید معز الدین

مولانا سید معز الدین، سید خیرات علی مشہدی کزدی کے بڑے بیٹے تھے۔ احمد آباد
نارہ کے رہنے والے تھے۔ کھنڈ کے علماء سے علوم کی تکمیل کی اور فراغ حاصل کیا۔
دہن ناقتب اور فہم کامل کے مالک تھے۔ عین جوانی میں ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء میں
اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کی۔ اعمال حسنة کے سوا دوسری چیز

(۵۷۶) مولانا مسعود لاہوری

مولانا مسعود لاہوری بن سبط بن سلیمان (سلیمان) لاہوری وہ ہمدان کے رہنے والے تھے ان کے باپ سعد بن سلیمان نے سلاطین غزنویہ کے زمانہ میں ہمدان سے دور میں نکوت حیار بن اور سلطان ریم کے مازرہ رہے۔ رفتہ رفتہ اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔ ان کے بیٹے مولانا مسعود نے عادتِ وقت سے تحصیلِ علم ملی اور فائق و باق رہے۔ مولانا طبع تھے تہمتے شمار کرتے تھے۔ سیف الدین محمود بن ابراہیم کے ہم نشین تھے۔ ۵۵۵ھ ر ۳۰۱ھ تک زندہ رہے۔ عربی فارسی اور ہندی زبان میں صاحبِ دیوان تھے۔ دہری ایوان ہمدان اور ایوان میں مقاب۔ مگر عربی و ہندی دونوں نایاب ہیں۔ (ہمدانی)

(۵۷۷) شیخ مصطفیٰ رفیقی

شیخ مسیحی رہے۔ رفیق بن حبیب بن احمد بن مسیحی رہے۔ شیری 'ان کی کنیت ابو احمد ہے۔ ۱۲۶۶ھ / ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے۔ عالم، فاضل کامل، قیصر، محدث حسن، حاضر، باغ، عبارت شاعر اور مورخ تھے۔ صحاح ستہ و کتب تصنیف اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور دیگر عقلی و نقلی علوم میں عمائدی وقت سے استفادہ کیا۔ ہمیشہ عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے۔ شیخ بہاء، مدین، شیخ احمد، شیخ حسن اور شیخ عبدالشکور رفیقی ان کے مشہور شاگردوں میں ہیں۔ بروز جمعہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ / ۱۸۷۷ء کو فوت

حدیث) میں مشغول رہتے تھے۔ ان کی اعلیٰ تصنیفات یہ ہیں۔ غایت البیان فیما يتعلق بالجمہان، شرح رسالہ امام نووی، غایت الکلام فی قرأت خلف الامام، برز الکنوز، احوال ارباب الرموز (ایساں حالات رموز)، کتاب صحن حصین (تاتمام) حاشیہ صدر (تألیف بیوتی) اور بھی اکثر درسی کتابیں پر تاشی لکھتے ہیں۔ دوم (۱) جمادی الثانی ۱۲۵۸ھ ر ۱۸۴۲ء میں دار فانی سے ملک سے مدد دہلی کے مدرسہ میں داخل ہو گئے اور مولانا احمد الوارث حق کے باغ واقع لکھنؤ میں سپرد خاک کیے گئے۔ اذھہ اللہ بحیوحتہ الجنان۔

(۵۸۲) شیخ معین نبیرہ مولانا معین

شیخ معین، مولانا معین واعظ، صاحب معارج النبوة کے ہوتے ہیں۔ صورت بشر میں فرشتہ تھے۔ اکبر بادشاہ کے حکم سے کچھ ہون شہر، اور کے قاضی رہے۔ انہوں نے اس زمانہ (قاضی ہونے کے زمانہ) میں مرکز دہلی کو مہرم نہیں ٹھہرایا۔ مدعیوں سے منت کے ساتھ معاملات کی ہدایت کرتے اور کہتے کہ تم دونوں عقلمند ہو، ایسے مجھ نادان کو تم دونوں عقلمندوں۔ ہم پڑا ہے، مجھے خدا تعالیٰ کے حضور میں (ایسے) شرمندہ کرتے ہو، بیش قیمتی نہیں کہیں سکوا کہ اس کا مقابلہ کرتے اور بلدیں بدحواس طلباء کو مرمت فرماتے تھے۔ ان کی عمر اسی کام میں بسر ہو گئی، ہزاروں جلدیں اسی طرح لوگوں کو پیش آئیں۔ ۹۹۵ھ ر ۷۰۰ھ میں دنیا کی سرائے محنت آہلو سے رخصت عقی میں جا آرام فرما ہوئے۔ نور اللہ مرقدہ (۱)

(۵۸۳) مولانا معین الدین عمرانی دہلوی

مولانا معین الدین عمرانی دہلوی، سلطان محمد بن تغلق شاہ کے عہد میں بڑے فاضل اور شہر دہلی کے مدرس تھے۔ کٹر، حساس اور متبحر۔ خواہی ان کی تصنیف سے ہیں، کہتے ہیں کہ محمد بن تغلق شاہ دہلی نے قاضی عہدہ کو ہانے کے لئے ان کو شیراز بھیجا۔ جب شیراز کا بادشاہ اس ماجرے سے واقف ہوا تو وہ قاضی (عہدہ) کی جدائی پر راضی نہ ہوا، بلکہ تمام سلطنت کی املاک چھوڑ کر قاضی کے پاس پہنچا اور

انہوں نے سبیں چھوڑی۔ اس کی قرآنہ آہا، بارہ میں ان کے ہر رنگوں کے مقبرہ میں واقع ہے۔ کسی شاعر نے ان کی تاریخ وفات کے متعلق مندرجہ ذیل قطعہ کہا ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال مولانا سید معز الدین

مشتقی مودعی معز الدین کرد رحلت چوں زین جہاں بچاں
سال فزایش چہیں رقم کردم "آہ او بود بے نظیر جہاں" (۱)
(۱۸۳۹ھ ر ۳۰۵۵ھ)

(۵۸۰) مولوی معشوق علی جون پوری

مولوی معشوق علی جون پوری د شہد متبر، مولوی فتح علی جون پوری کے شاگردوں میں تھے۔ علم و فن میں اس کی عجیب و غریب اور اعلیٰ تصنیفات ہیں۔ عہدہ منصفی کے تصدیق کے ۱۱۰۰ ہجری اور د تدکیر میں عمر گزری۔ ۱۸۶۸ھ ر ۲۰۰۱ء میں بمقام باندہ رحلت فرمائی۔ اس کے شاگرد غشی شیخ خادم علی سدیلوی مولف تاریخ پہلیہ نے ان کی تاریخ یوں لکھی ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال مولوی معشوق علی جون پوری

اذغشی خلوم علی سدیلوی

عاشق اللہ و معشوق علی ذکر حق ہر لمحہ نقل معشوق
شہدائیں دار فنا ہزار و ہست ہر سیر ملک عقی معشوق
ازدوی، بکلاشت و گم شد در کی بود و حدت بیکہ در آب و گل
زین سبب ہاتف یکے کم کرد و گشت "جنت الفردوس بادا حشرش"
(۱۸۶۹ھ ر ۱۸۶۸ھ)

(۵۸۱) مولانا محمد معین لکھنوی

مولانا محمد معین لکھنوی، اس مولانا محمد معین لکھنوی، درسی علوم کی تحصیل اپنے بڑے بھائی مودعی محمد حیدر، مولوی ولی اللہ اور مولوی ظہور اللہ لکھنوی سے کی، حدیث کی شہد مولانا عبد فیظ کی حنفی علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور اسی (شغل

اتمس کی کہ تم تحت سلطنت پر بیٹھ میں تمہاری خدمت کروں گا میری بیوی کے سوا جو کچھ ہے وہ تمہارا ہے۔ جب قاضی نے بادشاہ کی یہ موت اور ہمت دیکھی تو ہندوستان کا ارادہ ترک کر دیا۔ مولانا (معین الدین عمرانی) ہندوستان واپس آئے۔ شیخ نصیر الدین محمود کے مرید و خلیفہ مولانا خواجگی مولانا (معین الدین عمرانی) کے شاگرد تھے۔ مولانا معین الدین عمرانی شیخ نصیر الدین محمود قدر مرہ کے مکر تھے۔ لیکن شیخ (نصیر الدین محمود) کے فرما کے مطابق چاہوں اور دی کھاس سے مولانا کی کھانسی ختم ہو گئی۔ اس بناء پر مولانا کو نکار کی بجائے شیخ سے عقائد پیدا ہو گئے یہ واقعہ اخبار الاحیاء میں مذکور ہے۔

(۵۸۳) خواجہ معین الدین کشمیری

خواجہ معین الدین کشمیری ابن خواجہ محمود نقشبندی کشمیری 'محلہ کشمیر کے علمائے کبار و نامدار مشائخ سے تھے شریعت کے قبیح سنت کو رواج دینے والے اور بدعت کو مٹانے والے تھے۔ زہد تقویٰ اور پرہیزگاری میں بے نظیر اور اپنے زمانہ کے علماء و صلحاء میں مقبول تھے۔ مثلاً محمد طاہر بن داہیر، داہوا شیخ، کلہ، یوسف مدرس، مفتی محمد طاہر، مولانا عبد الغنی و مفتی شیخ احمد وغیرہ کشمیر کے علماء ان کے گرد و رہے تھے۔ قادیانی نقشبندیہ، کٹر سعادت (علم شریعت و طریقت) اور رسالہ رضوانی (بیان خوارق و اہل برکات) ان کی تصانیف سے یادگار ہیں ۱۰۸۵ھ ر ۱۶۷۳ء میں رحلت فرمائی۔

(۵۸۵) مولانا سید معین الدین

مولانا سید معین الدین سید شاہ خیرات علی مشہدی کڑوی کے بیٹے صاحبزادے اور احمد آباد تارہ کے متوطن اور سجادہ نشین تھے۔ ان کی کنیت ابوالخیر ہے۔ علوم متعارفہ کی تحصیل مرزا حسن علی محدث لکھنوی مولوی ظہور اللہ فرنگی علی اور دوسرے علماء وقت سے کی۔ علوم عقیدہ و فقیہ کے جامع خصوصاً فن ریاضی میں شہرہ آفاق تھے۔ تمام عمر مدرس اور افتادہ مخلوق میں گزار دی۔ بہت سے مشہور علماء ان

سے فیضیاب ہوئے۔ اوجڑ عمر میں کثرت درس کے باوجود قرآن کریم حفظ کیا۔ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ان مقامات (حجاز) کے علماء سے کتب احادیث کی اجازت لی۔ مسود اوراق (موسیٰ رحمت علی) کو در کل الخیرات اور معن حصیں کی اجازت جناب (مولانا معین الدین) سے حاصل ہے۔ ۳ رجب الاول ۱۳۰۳ھ ر ۱۸۸۶ء میں احمد آباد تارہ میں رحلت فرمائی اور وہیں اپنے بزرگوں کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ روح اللہ و وحید کسی شاعر نے ان کی رحلت کی تاریخ یوں کہی ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال مولانا سید معین الدین

معین جہاں کو چوں انتقال ملک در فہم او گریہاں درہ
فرشتہ خصال وحید الزماں نہیں عالمے کس ندید و شنید
بہر اس جگہ معرفت سال فوت "مباحث بود رحمت حق پدید"
(۱۳۰۳ھ)

اس سے دو بیٹے تھے۔ ایک مولوی سید شاہ قیوم الدین جو فراغ تحصیل کے بعد باپ کے سامنے ہی فوت ہو گئے۔ دوسرے موسوی و حکیم شاہ صدر الدین فارغ اعظم مولود ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ مولانا موصوف (سید معین الدین) کی یہ تصانیف مشہور ہیں۔ تبیان فی شرب الدخان، ہدایۃ المؤمنین ان سلسلۃ الصالحین۔ آداب معینہ مرقاۃ المذہبان فی علم امیران، ہدایۃ الکونین فی شہادتہ، احسنین، رموز القرآن، مشاہدہ بکلیہ حاشیہ صدر، رسالہ علم باری تعالیٰ، رسالہ علم نبوت، قرابادین، طب مفردات، طب رسالہ طبر مفلح۔

(۵۸۶) مرزا مفلح اوزبک

مرزا مفلح اوزبک ملا احمد چند کے شاگرد تھے۔ علوم بحث و مناظرہ میں مستعد اور مستفہ عالم تھے۔ لیکن تقریر فصیح نہیں ہوتی تھی۔ انشاء درس میں مضحکہ خیز باتیں ان سے سرور ہوتی تھیں، بدقیفہ آدمی تھے۔ چہرہ پر واڑھی عمر کے باوجود ظاہر نہ ہوتی تھی۔ صلاح و تقویٰ کے مالک تھے۔ باوراء الثمر سے ہند میں آئے۔ آگرہ میں

تصنیفات عالیہ:

(۱) نوید جاوید (پیشانیوں کے مختلف سوالات کے جوابات) (۲) دولت فاروقی (تاریخ بیت المقدس) (۳) عقوبت الضالین (جواب ہدایت المسلمین معصفہ پادری عماد الدین) (۴) استیعاب (جواب رسالہ مسیح الدجال معصفہ ماسٹر م چندر) (۵) رقیبتہ اوداد (جواب نیاز نامہ پادری صدر علی) (۶) لحن داؤدی (جواب نقد ظہوری معصفہ عماد الدین پادری) (۷) اعوام عام (جواب تہنید سلام معصفہ پادری یونس) (۸) افہام المحصم (جواب تفتیش الاسلام معصفہ پادری راجرس) (۹) تصحیح التاویل (جواب تفسیر مشکاٹ پادری عماد الدین) (۱۰) اعزاز قرآن (جواب انجاز قرآن معصفہ ماسٹر رام چندر) (۱۱) میزان امیرات (جواب میرں الحق پادری فذری) (۱۲) مجموعہ وعظ (۱۳) یادداشت (۱۴) شاق فی رد تہذیب الاحلاق (۱۵) حزن خان (جواب رسالہ اصیبت قرآن معصفہ عبداللہ عظیم بیسالی) (۱۶) تجلیان (صداری کے بارہ سولوں کے جواب) (۱۷) مصباح الابرار (رد مفتاح الاسرار معصفہ پادری فذری) (۱۸) تادیب (۱۹) نمونہ تحریف (۲۰) تفتیش القیس (۲۱) محکمہ عقوبت الضالین و ہدایت المسلمین (۲۲) تصحیح التاویل (۲۳) تفتیح البیان (جواب تفسیر نقران معصفہ سید احمد خاں) (۲۴) رسالہ الحق عز (۲۵) تجلی النزل (تفسیر قرآن ربو تالیف) (۲۶) تہذیبہ کاملین (۲۷) انکشاف (۲۸) تریاق۔

(۵۹۳) مولوی شاہ فتنہن غازی پوری

ان کا نام شاہ محمود بن مومنان شاہ حسام الدین مانک پوری، ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے، اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد ۸۵۳ھ میں بطور سیاست مانک پور سے غازی پور زنا میہ پہنچے۔ نصیر خاں، حاکم غازی پور (۱) ان کے ظاہری و باطنی کمالات دیکھ کر ان کا معتقد اور مرید ہو گیا۔ دہلی کے دربار سے ان کو غازی پور کے میر محل کا عمدہ دلویا، تمام عمر غازی پور میں گزار دی۔ ۹۰۵ھ - ۱۵۰۰ھ - ۱۲۹۹ء میں انتقال ہوا غازی پور میں ہی دفن کیے گئے۔ (۲) ان کی ولادت غازی پور کے محلہ قاضی ٹولہ میں رہتی ہے۔

حرف النون

(۵۹۴) مولوی سید ناصر الدین محمد ابو المنصور دہلوی

مولوی سید ناصر الدین محمد ابو المنصور دہلوی، اہل کتاب سے متاثرہ کرنے کے فن میں امام ہیں۔ سید محمد علی بن سید فاروق علی سے بیٹا اور غدتاں سے دوست عام ہیں، مذہبی مناظرہ کے فن میں کامل، شگوارہ رچتے ہیں، حیات و وقت کا سچا اتناق سے کہ وہ مناظرہ کے فن کے بار میں اس بیان کی تصدیق رسالہ بین اہلین سے ہو سکتی ہے۔ وہ قوم نصاریٰ سے پاروں سے بارہا مناظرہ میں غائب تھے۔ سید عبدالصمد دہلوی صاحب دہلی ہیں۔ ان کا قدیم وطن قصبہ سید پور، عرف دہلی پور، صوبہ اہل سید محمد علی آباد و رزید کی میں میرفتی تھے۔ وہیں سید ناصر الدین محمد ابو المنصور دہلوی، علوم و تفہیم کے والد اور داسے کی توثیق و تفسیر کی میں دہلی کے اہل کتاب کے علماء سے پانچوں در اہل کتاب سے جو سب مشہور ہیں، ان میں سے بھی کی کی مامرات میں کی مکر پیم، انوں کو اب حال آگے حال نہیں ہو سکتا۔ ان کے دست میں ہے۔ اب (۱۳۰۵ھ - ۱۸۸۷ء) ان کی عمر ۳۳ سال کی ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر فارسی زبان میں لکھ رہے ہیں، اور تیر کریمہ کی تفسیر جاری ہے۔ ان کے شاگردوں کی شہادت نور و قدس میں سے ہے۔ درج ذیل تصانیف ہیں: ۱۔ اہل کتاب کے بارے میں۔ ۲۔ مولوی ابو المنصور کی شاہی مولوی محمد علی بن سید پور میں ہیں۔ ۳۔ ان کا علم و فضل شہرہ آفاق تھا، دو تالی گرامی صاحب زاوے ہیں، ایک مولوی سید نصرت علی اور دوسرے ناصر (۲) علی۔ آج کل اہل و عیوں سے ہمراہ دہلی میں رہتے ہیں۔ (۲۰۰۰ھ)

(۵۹۴) مولوی نجم الدین خاں کاکوروی

مولوی نجم الدین خاں کاکوروی بن مولوی حمید الدین کاکوروی 'قطب کاکوروی'۔
ملوی ملک زادوں کے خاندان سے تھے۔ بے نظیر عالم اور چارگانہ فضائل (صفت
شجاعت، عفت، عدالت) سے متصف تھے، فکرت کے قاضی الفتحة رہے، اس کے ماتر
طبیب کو تدریس و تعلیم بھی فرماتے تھے۔ اعلیٰ تصنیف و تالیف اس سے یادگار ہیں۔
"نمودی" اس کا اہم سرمایہ ہے۔ انھوں نے شاہ غلام قطب الدین الدہلوی کی تالیف
انتقال آبیہ کریمہ "مومن یخرج من بیت الایۃ" سے تصحیف اور تخریج کے ساتھ نکال
ہے جو انصاف سے خالی نہیں ہے۔ اس کی وہی تقریر عربی عبارت میں لکھی جاتی تھی
جس کو مولوی صاحب خاں کاکوروی نے رسالہ "مطالعہ اذکیاء" میں نقل کیا ہے۔

وہو حامداً و مدیفاً و مسلماً بولی الانبیا المحقق والارباب المدقق (۱) وحید دھرہ
و فرید عصرہ سید السعراء و اباح الفصحاء صنفاً صواع النیر الاحمر انسانہ العانی
المسیح و بانسما (۲) نظم الدہر و الجواهر شعرہ الرائق البدیع، مائراً لیس بخصرہ فی
الوادئ اسعارہ باللسان العارسی و اصنادی الشیخ غلام قطب الدین العیسی الالب
آبادی، سلخ ذی القعدة المسکنة فی شہور السنۃ السابغہ (۳) و الثمانین الواقعہ
فی المائۃ الثانیۃ من الالف الثانی من الہجرة النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحتہ
بعد مایرح من وطنہ المملوک مریداً الادراک حج بیت اللہ و زیارت قبرنبیہ و
مصطفیہ فی رلفقہ صحاء ونبغہ انبیاء و طے مراحل البرای ان قعد غلوب مرکب
البحر الموصول فی بلاد الجعاز و بزل من طہر فلک الجعاز و لم یکن حینئذ وان
الحج و اناء سک الشیخ و المعج فی المکتبہ المملکۃ لیحتمل قالہ فیہ شہور اثم سلوی
الطبیئہ الطیبہ رائدہ اللہ تعالیٰ بہاء و نوراحتی تشرف بتقبیل عتیبتہ العیسی علیہ
الصلوٰۃ والسلام و زیارت قبور بعض صحبہ و اہل بیت المدینوس فی ذلک المملک
فاذا قرب الموسم لرمی معلو و انی لم الفرئ لفقہ فی بعض مؤلفہا العرض الویل و
ضرب علیہ طیل الرحیل الی ان امانہ اللہ فی تلک البقعہ المملوکہ و دلی ہذاک
المصہ اوض منتهی کرمک و رضاک والدہ ذرہ و علیہ سبحانہ احرہ حیث وقعت ذلک

۱۰ ربیعہ "ومن یخرج من بیت مہاجر الی اللہ و رسولہ ثم ید رکہ الموت لقد
والا احرہ علی اللہ و کان اللہ غفوراً رحیمہ" اتنی نوبت فی جنب ابن حمزہ حملہ
۱۱ علی سریرئ متوجہا الی المدیئہ فلما بلغ التعمیم اشوک علی الموت لصلق
بمعد علی شملہ فقال لہم ہذہ لک و ہذہ لرسولک و ابانک علی ما یلای علیہ
رسولک فمات حمیداً کما ذکر فی البیضاوی وغیر من کتب التفسیر سلسلہ نشا
ذلک العالم البہام والجر القلنام بل یخرج سہا تاریخ علم ولانہ بضعہ غریبہ
محبتہ الاہلہم

و طریقہ ان یقال فی معنی قولہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ ان لفظ من باعتبار
مددہ الہی ہو سبعون (۹۰) و یخرج من عند لفظ بیتہ اربع مائۃ و سبعین عشر لیبقی
تسعاہ و سبعین و عشرون مہاجر الی اللہ و رسولہ و الحال انہ یتھمر مجموع فلک
فی اللہ و رسولہ من جہتہ اعداد الباقیۃ بعد الاحراج لتصیر سبع مائۃ واحد
واربعین ثم یدرک الموت ای یصلہ عند لفظ الموت و ہو ان عمایۃ و ستۃ اربعون فا
المجموع الی و مائۃ و سبائہ و ثمانون الہی ہی ستۃ اوتعال فلک العلام الی
ذوالسلام ولیمہ ان فلک تقیر العریز العلیم حیث ودع رکوزہذا البدیع فی رواہا
ذلام القدیم لیستخرجہ المصنم بحیاء المثین عبیدہ محمد نجم الدین لغفر اللہ
ولا یوبہ واحسن البہوا والہ انتہی۔

حمد و سہم کے بعد واضح ہو کہ ادیب محقق، فاضل مدقق جو اپنے زمانہ میں یکتا
اور منفرد تھے، جو شعروں کے بے سند تھے اور فصحاء میں سب سے بیخ اور مثل کندن
تھے، ان کی انشاء میں بہت بلند پروازی اور ان کی نظم موقی اور جو بہت کی طرح
رسم ہے اور ان کے اشعار نمائندہ اور روزگار ہیں۔ جو شخص ان کی محفلوں میں
موجود ہوتے ہیں وہ ان کے فارسی اشعار کو موتیوں کی طرح اپنے دامن میں بھر لیتے
ہیں۔ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کا نام شیخ غلام قطب الدین عباسی لہ آبادی تھا۔ ان کی
وہابی ذی قصہ کی آخری تاریخ ۱۰۸۸ھ کو ہوئی جب کہ وہ اپنے وطن سے حرمین
میں زیارت کی نیت سے نکلے تھے۔ صلحاء اور اقیامہ ان کے رفقہ اور جمعیں
تھے، انھوں نے خشکی و تری کا راستہ طے کیا۔ پس جب وہ حجاز پہنچے اور اونٹوں کی

پشت سے اترے چوں کہ حج اور ارکان ادا کرنے کا موسم نہیں تھا، لہذا وہ مکہ معظمہ میں عمرو کی نیت سے مقیم ہوئے اور کئی ماہ کے بعد مدینہ شریف لے گئے (اللہ تعالیٰ اس کی قدر و منزلت میں افاضہ کرے) یہاں تک کہ "ستارہ روضہ مبارک" کو بوسہ دیا اور جو صحابہ و اہل بیت وہاں دفن ہیں ان کی قبور کی زیارت کی اور جب حج کا زمانہ آیا تو مکہ مکرمہ کی طرف واپس تشریف لائے۔ راستہ میں بدھمی کے مرض میں مبتلا ہو گئے اور کوچ کا تقاضا نہ کیا یہاں تک کہ خدائے قدوس نے ان کو اس سردمین میں موت عطا فرمائی اور ہمیں وہ وطن کیسے گئے۔ لہذا ان سے اپنی نستانی مرثیوں کے ساتھ رضی ہو۔ اللہ ہی کے سپے ان کی خوبیاں ہیں اور اللہ ان کا بدر دے گا۔ اس یہ کریم سے ان کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ (سورۃ نساء رکوع ۱۰) جو جندب ابن حزمہ کے مقبرہ میں نازل ہوئی تھی۔ جن کو ان کے بیٹے قنٹ پر انھا کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور جب قنصم میں پہنچے تو موت مگنی۔ پس انھوں نے اپنا دایا ہاتھ پہنے ہاتھ ہاتھ پر رکھا در کہا کہ اے اللہ! یہ تیرا ہاتھ ہے اور یہ تیرے رسول کا ہاتھ ہے اور میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت کی تھی۔ پس انھوں نے ابھی موت پائی جیسے کہ بیضاوی وغیرہ کتب تفسیر میں مذکور ہے۔

اس بڑے عالم کے مرجع کے لائق اور اس سے ان کی وفات کی تاریخ بھی نکلتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ من کے نوے (۹۰) عہد بیت کے چار سو ستترہ (۳۱۷) میں سے نکال دیے۔ پس تین سو ستائیس (۳۲۷) باقی رہے اور اہل اللہ و رسول کے چار سو چودہ (۳۲۳) عدد اس میں جوڑے 'پس مجموعہ کیرہ سو ستای ۸۷۷ ہو گا اور یہی اس بڑے عالم کی وفات کی تاریخ ہے اور یہ پروردگار عالم کی قدر ہے کہ اس کے کلام سے یہ عجیب تاریخ دستیاب ہوئی جس کو اس دین مبین کی مضبوطی کو پکڑنے والے اس کے بدلے محمد نجم الدین نے برآہ کیا۔

اللہ سے اور اس کے مال باپ کو بخشہ در ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے (۲۵)
نجم الدین غلام قاضی القضاۃ نے بروز شنبہ ۳۳ رجب الثانی ۷۲۹ھ / ۱۸۳۳ء

میں تین صاحبزادے مولوی حکیم الدین، مولوی علیم الدین (میدان) و صدر الصدور اور مولوی حبیب الدین (میدان) سید شاہ و دھ پھوڑ کر وفات پائی۔ مولوی فتح علی جوہر دی نے تاریخ انتقال کے متعلق چند قطعے لکھے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔ (۶)

قطعہ تاریخ انتقال قاضی القضاۃ مولوی نجم الدین کاکوروی

از مولوی فتح علی جون پوری

بحرکت شمس ملت نجم دین قاضی قضاۃ
چوں کہ در باغ جنان باجور عین ہروش گشت
سر فرو ہدم پے تاریخ و در گوشت رسید
علم و فضل و درس و زہد و دین ہمہ روپوش گشت (۱)

(۵۹۵) میر نجم الدین بہکری

میر نجم الدین بہکری 'بن محمد ربیع رضوی (۱) 'مخدوم محمد معین کے شاگرد اور بھانجے تھے۔ فضائل و کمالات کے مالک تھے۔ اپنے استاد کی زندگی میں مدرسہ کو بہت اچھی طرح سجد اور طلباء و صاحب مال بنایا۔ عجیب تصانیف کے مالک تھے۔ ان میں ایک رسالہ "یک دوری" نام کا ہے جو رسالہ "منطقہ" کے جواب میں تحریر کیا ہے یہ رسالہ اس سے (رسالہ منطقہ سے) اچھا اور بڑا ہے۔ اور مختلف علوم پر مشتمل ہے ایک دن میں تصنیف کیا ہے۔ فارسی میں بعضی سے چھ طواری نامہ لکھا ہے اشعار خوب کہتے تھے۔ عمرت تخلص کرتے تھے۔ ۷۲۰ھ / ۱۷۴۷ء میں انتقال ہوا۔

(۵۹۶) مولوی نجم الدین چریا کوٹی

مولوی نجم الدین چریا کوٹی 'ابن مولوی احمد علی بن شیخ غلام حسین بن شیخ سعد اللہ عباسی چریا کوٹی 'تمام درسی کتابیں اپنے والد ماجد سے چوری مستعد اور مہارت کے ساتھ پڑھیں۔ حکیم و تحصیل کتابوں کے مضامین کی یادداشت 'مستقل کی بحث کو وسعت دینے حجت اور دلیل کی مصبوطی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ شروع میں تعلیم و تدریس کا مشغلہ تھا لیکن اب اس طرف توجہ نہیں ہے 'فارسی نظم و نثر کی

طرف طبیعت کا رجحان ہے، ان کی شریے مثال اور نظم نادر زمانہ ہوتی ہے۔ ان کی تصنیفات میں رسالہ ہفت اقسام حسنی (صرف) اور اعراب اربعہ (شو) اس علاقہ میں بہت مشہور ہیں۔ مثنوی فیض الہی (۱۵۰ پہلی نیرنگ عشق) مثنوی چہار ضرب (حالات مختلفہ) کتاب متعلق عروض و قافیہ، فسانہ سیلاب (سیلاب کی تاریخ جو ۱۳۸۸ھ / ۱۸۷۱ء میں عظیم گڑھ میں دیوئے تونس کے جوش کی وجہ سے ظاہر ہوا تھا) غرہ محمدیہ دریاں میلاد رسوں اکرم سلی نند علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ساج لکھ سے ہیں۔ مثنوی فیض الہی کا مطلع یہ ہے۔

خداوند! بجولان معانی گیت خاصہ ام زادہ روانی
اس مثنوی میں چہار کوٹ کی تحریف یوں کی ہے
چہار کوٹ خواندش خواش و لیکن یوسف آباد است نامش
فلک تا طرح این آباد بشو و خاک پاک جنت کرد بنیاد
چراغ آسمان روشن و دودش زخمت ی رسد ہر دم دردش
مثنوی چہار ضرب کا نمونہ یہ ہے۔
مے حمد و بزم بکام قلم بگوش در آورده جام قلم

چنان گل شد عرصہ رزم گاہ کہ از دیدہ بیرون فی شد گاہ
ز چا لجنبدہ و در گردش است قبلہ نما بجائے خلیف غریب در وطن بے تو
اگر نام من بے نشان چری پری ہمیں بس است کہ آوارہ خانان ہستم

(۵۹۷) مولوی نجف علی جہجری

مولوی نجف علی جہجری سہ ماہی، اصحاب بہ تاج احمدیہ محمد نجف علی خاں بن محمد عظیم الدین قاضی قصبہ جہجری، اپنے زمانہ کے نامی گرامی فاضل ہیں، نواب یحییٰ

اندولہ وزیر الملک محمد علی خاں بہادر مولوت جنگ فرماں روائے محمد بہادر ٹونک کے یہاں ملازم ہیں اور اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہیں، تیز ذہن اور شاعرانہ طبیعت رکھتے ہیں، تصانیف کثیرہ کے مالک ہیں، کافل الاسعاد و شرح قصیدہ بانٹ سعاد و گملہ صوت فاروقی (بحر متقارب میں پچاس ہزار سے زائد اشعار) و سحر کلام (عربی زبان میں غیر منقوط عبارت میں مقامات حریری کی شرح) 'تفسیر غریب' شرح 'یون متسی' شرح 'حماسہ حاشیہ مطول' 'یزا' (پانچویں کتاب کی شرح) 'رمان و سفرنگ' (دری زبان کے دوسرے دساتیر کی شرح) ان کے علاوہ پچاس رسالے دری، پانچویں 'عربی فارسی اور اردو پانچ زبانوں میں لکھے ہیں' یہ ان کی تمام تصنیفات ہیں۔ ۱۲۹۵ھ - ۱۸۷۸ء میں حاکم نامدار (نواب محمد علی خاں والی ٹونک) کی طرف سے حکم ہوئے کہ اس تین قصائد قصیدہ بانٹ سعاد، قصیدہ بردہ اور قصیدہ اہل کی شرحیں متوسط طریقہ پر عربی، فارسی و اردو زبانوں میں لکھیں تاکہ عام لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ اللہم بسرو ولا تعسو (بڑا)

(۵۹۸) مولوی نجف علی سندیلوی

مولوی نجف علی، ابن روشن علی بن چودھری نصرت اللہ، مولوی حیدر علی سندیلوی کے شاگرد تھے۔ مذہب شیعہ و پیشہ لوگری تھے۔ دھوں پور کے رانا کے خاندان کی تاریخ کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے۔ ۲۸، دی محمد ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۰ء میں قالج کے مرض میں وفات پائی۔

(۵۹۹) مولوی نصر اللہ خاں

مولوی نصر اللہ خاں، خورجہ کے رہنے والے، خوب لکھی افادوں کے قبیہ سے تھے، ان کا نام عبدالحمید تھا۔ مولوی احمد علی چری کوئی وغیرہ علمائے زمانہ سے مزاجہ رکھی علوم کی تکمیل کر کے کامل استعداد حاصل کی اور ہمیشہ علمی مشاغل میں مصروف رہتے، انگریزی سرکار میں ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اس حکومت سے پٹنن پانے کے بعد نظام حیدر آباد کی حکومت نے صدر تعلقہ دار کے منصب پر سرفراز فرمایا۔ ارشاد اہلبیدنی اثبات التعلیل، شرح رباعیات یوسفی (طب) شرح طرہ کیدی (فقد) وغیرہ

رسالے ان کی تبلیغ ہیں۔ ۱۲۹۹ھ ر ۱۸۸۲ء میں انتقال ہوا۔ (۶۱)

(۶۰۰) مولوی نصرت علی خاں قیصر دہلوی

مولوی نصرت علی خاں متخلص بہ قیصر دہلوی، ابن مولوی ناصر الدین محمد ابو المصنوع (نام فن متاثرہ اہل سائب) بن سید محمد علی، ۷۳۳ھ کو پیدا ہوئے۔ رسمی علوم مستعدا کے ساتھ حاصل کیے۔ فارسی، عربی، ترکی، انگریزی اور ہندی زبانوں میں خوب ماہر ہیں۔ نصرت المطالع کے نام سے اپنا مطبع جاری کیا ہے جس سے نصرت الاخبار، ناصر اسلام اور سرور خشتا جرنل ہندی (اردو) عربی اور فارسی شائع ہوتے ہیں۔ غرض صاحب ترجمہ (مولوی نصرت علی) نے اپنی ذاتی لیاقت و بناء پر ممالک مند، ایرت روم، مصر و فرنگستان میں خوب شہرت حاصل کی۔ سلطان روم کے دربار سے تہ مجیدہ حاصل کر کے سپہ ہم عمروں میں ممتاز ہیں۔

تصانیف مشہورہ :-

(۱) مفید عام در زبان اردو فارسی، عربی، انگریزی زبان کی تعلیم کے متعلق (۲) نصرت لغت در اردو فارسی، عربی و انگریزی لغت (۳) نصرت سناطین تمام دنیا کے بادشاہوں کے تاریخی حالات کے بارے میں اور ہر ایک کی تصویر اور مشہور عمارتوں کے نقشہ کے ساتھ (۴) جو ہر بہ ملاء در رسالہ خوش نویسی جو خط نسخ، نستعلیق، تعلیق، کوئی، شکست، شیعہ، حتیٰ، طغر و گلزار وغیرہ پر مشتمل ہے (۵) سراب عالم اسباب در بیان ہے ثانی، انیا و مانیا (۶) قیصر تاریخ سلطنت روم (۷) جواہر دو ہر مختلف خوشنویسوں کے قلم کے مختلف قطعات پر مشتمل (۸) احسن الدلیل فی معلومات التوراة و انجیل بطور فرنگ (۹) گلدستہ شاداب در متاثرہ اہل کتاب (۱۰) کلمۃ الحق (جس میں) قصہ حضرت منصور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات سے تطبیق کی ہے (۱۱) رحمت عظیم در ذراویاء کرامہ (۱۲) گلدستہ رؤساء نوایوں و راہبوں کے تاریخی حالات بارے میں (۱۳) ذخیرہ حسنات عربی، فارسی، اردو شعراء کی غریبات کا مجموعہ جو انھوں نے سرور عیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھی ہیں (۱۴) تاریخ

نگستان (۱۵) علاج فداخ و ترغیب نکاح بیگان (۱۶) تاریخ مدینہ منورہ و مکہ معظمہ (۱۷) التلیق، ترکی، اردو، فارسی، عربی، انگریزی زبان کی تعلیم کے متعلق (۱۸) انشاء نصرت فارسی، اردو، عربی (۱۹) تعلیم بد معلم (۲۰) معجم چمن زبان (۲۱) تحریف اثابیل (۲۲) خفاء النورین (۲۳) تعلیمہ (۲۴) معیار (۲۵) ذخیرۃ نصرت (۲۶) نصرت العلوم و الفنون۔ (۶۲)

(۶۰۱) قاضی نصیر الدین گنبدی

قاضی نصیر الدین گنبدی، دانشمند قہر اور درویش کامل تھے۔ دنیا کی کوئی چیز نہیں رکھتے تھے اور اہل دنیا کی طرف التفات نہیں کرتے تھے، کہتے ہیں کہ اس کے طلباء ان کو خانقاہ میں زنجیر بکڑوا کے کھڑا کرتے تھے تاکہ فائدہ کے ضعف کی وجہ سے زمین پر نہ گر پڑیں۔

محقق ہے کہ جب قاضی شہب الدین نے کافہ کا حاشیہ لکھا تو ان کی خدمت میں بھیجا اور درخواست کی کہ وہ اس حاشیہ کا درس دیں تاکہ دوسرے بھی قبول کریں، انھوں نے باطنی اور اوائل کے طلبہ کی طلبہ کی وجہ سے اور بحث و نزاع کو ختم کرنے کی غرض سے اس کو کہیں کہیں سے دیکھا اور کہا کہ خوب لکھا ہے۔ ہمیں درس میں پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے، ان کی قبر جون پور میں ہے۔ (۶۳)

(۶۰۲) قاضی نصیر الدین محمود اودھی

قاضی نصیر الدین محمود اودھی، بن سبکی بن عبد لطیف بزدی خطہ دودھ میں پیدا ہوئے۔ پہلے مولانا عبدالکریم شروانی سے جو اپنے زمانہ کے دانشمندیوں میں سے تھے ہدایہ اور بزدی تک پڑھا، اس کے بعد مولانا فقار الدین محمد گیلانی سے ہر علم کے متعلق پچھتا کچھ حاصل کیا۔ ۲۵ سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے ریاضت و عبادت میں مشغول ہو گئے۔ چالیس سال کی عمر میں اودھ سے دہلی پہنچے اور حضرت نظام الدین اویا کے مرید ہوئے۔ حضرت کے مشہور خلیفہ اعظم اور دہلی کے صاحب دامت ہوئے ان کے دلچسپ حالات اخبار، حیدر اور تذکرۃ، صفیاء میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ ۸۰

(۶۰۳) قاضی نصیر الدین برہان پوری

قاضی نصیر الدین برہان پوری، والد قاضی سران الدین، اپنے زمانہ کے مشہور فضلا میں سے تھے۔ ۱۸ سال کی عمر میں شکر اللہ خاں الخطیب بہ افضل خاں شیرازی پر اعتراض کیا۔ شیخ علم اللہ جو اپنے زمانہ کے بڑے عالم اور اس کے خسر تھے ان سے متفق نہ ہوئے۔ چون کہ قاضی حدیث کی ہر قسم کو ترجیح دیتے تھے اور قیاس کا انکار کرتے تھے، حدیث علمی اسی کتاب سے اس میں کو موضوع کہتے تھے، شیخ علم اللہ نے دلائل ہونے کے باوجود ان کو جانے اور مارنے کا فتویٰ دیا اور ایک محضر لکھ۔ شیخ محمد فضل اللہ اور شیخ عیسیٰ جو وہاں کے مشائخ کبار سے تھے، کے حدود تمام علماء سے اس پر مہر کر دی، خانقاہ محمد قاضی تھے (کنز) (۱)۔ چون کہ ان دونوں عالموں (شیخ محمد فضل اللہ و شیخ عیسیٰ) نے مرنے کی قسم کی تھی اس لیے ان کو کوئی معصرت نہ پہنچی۔ جب جرنیکر بادشاہ نے خانقاہوں پر اعتراض کیا اور مدعیوں نے وہ ماجرا بیان کیا تو قاضی نصیر الدین اور شیخ علم اللہ کی طلبی کے لیے فرمان پہنچا۔ شیخ (علم اللہ) ابراہیم عابد شاہ کے پاس بھاہار چلے گئے اور قاضی نے مہستان کا رستہ لیا (اور) حرمین شریفین اور مقدس مقامات کی زیارت کی۔ پانچ سال کے بعد وطن کا ارادہ کیا، جہز فرنگیوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ فرنگی قاضی کے کمالات سن کر ان کو اپنے حاکم کے پاس لے گئے، وہ جواب جو ضروری تھے شیخ نے پورے نہیں کیے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم نے حاکم کے جواب کیوں پورے نہیں کیے، جواب دیا وہ جواب جو تم بجاتے ہو ہم نہیں کر سکتے۔ وہاں سے رہائی پا کر پھر پور پہنچے۔ ابراہیم عادل شاہ دو تیس کوس سے استقبال کر کے اپنے ہمراہ لے گیا۔ جرنیکر بادشاہ نے جب یہ سنا تو ان کی طلبی میں فرمان بھیجی اور حکیم خوشن پر حکیم امام کو تاکید فرمائی کہ ان کو شکر میں روانہ کرے۔ طوعاً و کرہاً وہاں (پہنچا پور سے) چل دیے۔ در سپہ وطن برہان پور پہنچے اور جتنا ارادہ کریا کہ گھر سے باہر نہ نکلیں گے۔ اس زمانہ میں شاہ جہاں اپنے والد کی طرف سے دکن کی صوبہ داری پر مامور ہو اور برہان پور میں آیا۔ قاضی کو طلب فرمایا، قاضی نے اس سے احتراز

کیا۔ آخر حیلہ و حوالہ کے بعد شاہزادہ شاہجہان کے حضور میں آئے اور آداب پورے نہیں کیے۔ شہزادے نے اس کا خیال نہیں کیا اور کہا کہ اے قاضی! ہم تو تمہارے مشتاق تھے، قاضی نے کہا کہ کس ہے، شہزادے نے فرمایا تمہارے کمالات سن کر، قاضی نے جواب دیا۔ وہ حالت اب مجھ میں نہیں رہی۔ تخر گنگو میں ناخوش گوہری پیدا ہو گئی۔ قاضی کو بروستی و رہار شہی میں روانہ کیا۔ دار حکومت شکر پہنچے۔ بادشاہ کی سواری باغ سے محل شاہی کی طرف جاری تھی رستہ میں شرف ملازمت حاصل کیا، اور تسلیم کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی بغل میں لے لیا، چند روز کے بعد برہان پور جانے کی اجازت مل گئی بقیہ عمر اللہ کی رضا میں بسر کر دی۔ ۱۰۲۱ھ ر ۱۰۲۲ھ میں انتقال ہوا۔ (۶۴۳)

(۶۰۴) مولوی سید نصیر الدین برہان پوری

عبید اللہ (۱) لقب تھا۔ دینی اور دنیوی کمالات کے جامع، صوری اور معنوی علوم کے ماہر و فاضل، فضل، محدث اہل و قیہ اکمل۔ سید جمال الدین عرف اللہ والے صاحب برہان پوری کے بیٹے اور شاگرد تھے اور سید جس الدین اپنے زمانہ کے بڑے عارف اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے شاگرد رشید تھے۔ سید نصیر الدین فقہ، حدیث اور تفسیر اپنے والد ماجد سے پڑھ کر کمال و کمل ہوئے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں سے درج ذیل کتابیں مشہور ہیں۔

ذو بعثۃ الاستیلاء فی سیر سید امطار، مستوفی لفتوح فی ذم العقول، رد منہ لریحان فی فضائل رمضان، صاعدہ الرابیع علی القرعہ الوہابیت، الکذابیہ، بیضج لارتداد، ساطع الانوار من کلام سید الامرار، تیسیر فی مسامتہ التفسیر، برہان الہدیٰ فی تفسیر الرحمن علی العرش استوی، لبیب الفناجیح، براہین ساطعہ، تنبیہ الہجیا، کشف المعضات، غایہ، مقامین وغیرہ۔ ان کا انتقال ۱۲۰۲ھ ر ۱۸۷۵ء میں برہان پور میں ہوا۔ رحمتہ اللہ علیہ (۶۴۴)

(۶۰۵) مولانا نظام الدین محمد بدایونی قدس سرہ

ان کا نام نامی محمد بن احمد بن علی ابودری اور ان کا لقب سلطان المشائخ و نظام

لہدین اویاء ہے۔ شیخ فرید الدین گنج شکر کے حلیف اور اللہ کے محبوب و مقرب تھے۔ ان کے اوصاف حمیدہ و فخریہ میں ہمیں سنا سکتے۔ ان کے دوا علی بخاری و رانا خواجہ عرب، دونوں بخارا سے آئے۔ کچھ عرصہ لاہور میں رہے۔ اس کے بعد ہدایوں میں سکونت اختیار کر لی۔ سفر سنی میں ان کے والد خواجہ حمد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ جب مونا بڑے ہوئے تو والدہ نے ان کو متب بھیجا۔ کلام اللہ پڑھنے کے بعد دوسری کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ چھوٹی ہی عمر میں جب کہ بارہویں کے تھے توافقت کی کتاب پڑھتے تھے۔ اس کے بعد تعلیم کی غرض سے دہلی پہنچے اور علم حاصل کیا۔ شمس الملک جو صدر روایت تھے ان کے شاگرد ہوئے اور علم دہلی اور حدیث پڑھا، طلباء ان کو نظام الدین بحث کہتے تھے۔ اس سے بعد مرید ہونے کے شوق میں حضرت فرید الدین گنج شکر کے پاس ساجد من پہنچے۔ ان کی عمر اس وقت بیس سال کی تھی۔ قرن مجید کے چھ بیسارے شیخ فرید الدین سے پڑھے۔ عارف کے بھی چھ باب پڑھے۔ تمہید ابو شکر سہمی و بعض دوسری کتابیں بھی شیخ سے پڑھیں۔ اس کے بعد نعت طافت سے مشرف ہوئے اور دہلی آئے۔ ان کو جو قبولیت حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ان کی بزرگی (کے بیان سے) سیر اولیاء اور مشائخ کرام کے مصحفیات و مکتوبات بھرے ہوئے ہیں۔ (۶۰۶) ۱۳ رجب ۱، ۷۴۵ھ ر ۴۲۳ھ میں رحلت فرمائی اور دہلی میں دفن ہوئے۔

(۶۰۶) شیخ نظام الدین ایٹھوی

شیخ نظام الدین ایٹھوی نے پچھلے ظاہری علوم کی تحصیل شیخ معروف ہشتی جون پوری کی خدمت میں کی جو مونا امد و شارح کایہ و غیرہ کے مرید تھے۔ چون کہ فطرت بلند رکھتے تھے ہمیشہ کتاب کے مطالعہ میں مشغول اور اللہ کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ سلوک و جذب سے متصف تھے۔ ذکر و شغل باطن سے غافل نہیں رہتے تھے۔ آخر شیخ معروف موصوف کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ شیخ سے ارشاد و تہنیک کی اجازت پا کر قصبہ میٹھی میں قیامت گزریں ہو گئے۔ جامع مسجد جی (کدوا) کے علاوہ کہیں نہیں جاتے تھے۔ مگر کبھی کبھی خدام شیخ سعد کے مزار کی زیارت کی غرض سے اور شیخ اللہ

دیا خیر آبادی کی ملاقات کی غرض سے خیر آباد اور قاضی مبارک گویا سہی سے دوستی کی وجہ سے گویا ٹوٹتے تھے۔ سماع سے پرہیز کرتے تھے اور مریدوں کو بھی اس سے منع کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اختلاف میں کیوں پڑتے ہو اگر تقلید کرتے ہو تو پسوں کی اور بیٹوں کی تقلید کرو۔ عہدات و معاملات میں احیاء العلوم، عوارف المعارف، رسالہ کیمیا، آداب المریدین اور اس طرح کی کتابوں پر ان کا ہمار قلم نماز چند میں بادشاہوں کی تحریف بالکل سبب ہوتی تھی۔ مرید بھی بہت کم کرتے تھے، شغل و تلقین نہیں فرماتے تھے۔ عبدالقادر بدایونی نے ان کی تاریخ وفات ۷۹۹ھ ر ۱۵۵۵ھ (۱) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ۹۸۱ھ ر ۱۵۷۳ھ لکھی ہے اور دونوں ہی معاصر ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (۶۰۷)

(۶۰۷) شیخ نظام الدین تھانیسری

شیخ نظام الدین تھانیسری بن شیخ عبدالشکور مری تھانیسری ظاہری و باطنی علوم کے جامع، صوری اور معنوی کلمات سے متصف، شریعت و طریقت معرفت و حقیقت کے رموز سے واقف اور شیخ جمال الدین تھانیسری کے مرید و خلیفہ تھے۔ علوم غریبہ مثلاً کیمیا وغیرہ جانتے تھے۔ چون کہ ان کے مصادر تمدنی سے رائد تھے اس لیے حاسدوں کی کوشش سے اکبر بادشاہ نے ان کو در مرتبہ ہندوستان سے جلا وطن کیا۔ پہلی مرتبہ وہ حرمین شریفین گئے اور شرف زیارت کے بعد ہندوستان واپس ہوئے۔ جب برہان پور پہنچے تو شیخ عیسیٰ سندھی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پابہنہ ان کا استقبال کیا اور ان سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ دوسری مرتبہ جب جلا وطن ہوئے تو فتح گئے وہاں کا حاکم ان کا مرید ہو گیا۔ شرح سوانح امام غزالی، شرح معانی، تفسیر لکھی، رسالہ حقیقت اور رسالہ بلجیہ وغیرہ ان کی تصنیفات سے یادگار ہیں۔ ۱۰۲۳ھ ر ۱۶۱۵ھ میں رحلت فرمائی ان کا مرقع بلجیہ میں ہے۔ (۶۰۸)

(۶۰۸) ملا نظام الدین سہالوی

ملا قطب الدین شہید سہالوی کے تیسرے فرزند تھے، علوم متعارفہ کی تحصیل اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد حافظ امان اللہ بناری اور مولوی قطب الدین شمس پوری

سے کی۔ فاتحہ فرخ موسوی غلام نقشبند لکھنوی سے پڑھی۔ وہ مولانا شہید (قطب الدین) کے بیٹوں میں وحید عصر، فرید دہر اور جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ ان (ملا نظام الدین) کی تدریس کے مقابلہ میں اس عداق کے تمام علماء و مدرسین کی مخالفت میں سرودھیں، مشرق و مغرب اور دور و دراز کے شر و قسبات سے لوگ ان کے پاس آتے اور تعلیم حاصل کرتے۔ برصغیر ہندوستان میں شاید ہی کوئی ہوگا جو ان کا یا ان کے بیٹوں کا یا ان کے شاگردوں کا شکر نہ ہو۔ معنویت و معنویات میں مبسوط کتابیں لکھیں۔ شاہ عبد رزاق ہنسوی کے مرید تھے۔ شاہ صاحب سے کامل استفادہ کیا۔ حضرت شاہ ہنسوی قدس سرہ (ملا نظام الدین) کو اس لوگوں میں سے شمار کرتے تھے جن کے متعلق ارشاد ہے 'ان الدین آتوا و عملوا الصالحات' ایک جہاں کو اپنے باطنی علوم و معرف سے مستفید کیا۔ خلق کثیر نے ان کے دست حق پرست پر بیعت کی ان کی تعلیم و تربیت سے علماء و فضلاء کی ایک بڑی جماعت فارغ دی۔ ان فضائل کے باوجود یہ نفسی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اور اپنے کو ناچیز محض سمجھتے تھے۔ شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ ۹ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ ر ۷۳۸ء کو اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہوئے۔ اکرم اللہ بمعہ الجنات۔

تصنیفات اربعیات حاشیہ شرح ہدایہ الحکامہ معتمد الدین شیرازی۔ شرح مسلم الشریع۔ صیغ صادق شرح منار۔ شرح میاں زید۔ حاشیہ طبع بازغہ۔ حاشیہ شرح عقائد دہلوی۔ ملحوظات شاہ عبد رزاق ہنسوی قدس سرہ۔ (۱)

(۶۰۹) قاضی نظام الدین احمد آبادی سبجراتی

قاضی نظام الدین بن مولانا نور الدین بن شیخ محمد حافظ قرآن، فاضل محقق و مدقق، فن ریاضی میں اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ جمہ و جوہ مائع اور نشاء و شعر میں سب سے مائع تھے۔ بادشاہوں اور امیروں کی صحبت اختیار کی، قافرخہ نکلیں اور ہاتھی طے۔ دہلی کے بادشاہ کی طرف سے ۱۱۵۱ھ ر ۱۷۳۸ء میں احمد آباد کے قاضی مقرر ہوئے اور وطن آئے۔ احکام شرع کے احراء میں بہت کوشش کی۔ ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۳ء میں کفار نے شہر کے اندر محلہ شاہ پور میں مسجد کے قریب ایک بت خانہ بنایا تھا وہ نماز و اذان

کے وقت ناقوس بجاتے تھے اور مسلمانوں کو ارادت پہنچاتے تھے۔ انھوں (قاضی نظام الدین) نے کفار کے غلبہ کے باوجود صوبہ دار کی مدد کے بغیر مسلمانوں کی جماعت کے ہمراہ اس بت خانہ پر چڑھائی کی اور اس کو ڈھایا۔ جب احمد شاہ بادشاہ دہلی سے یہ خبر سنی تو خوش ہوا اور اس کے لیے خلعت خاصہ اور ہتھیاری بھیجی۔ ۱۲ ر دی قعدہ ۱۱۶۵ھ ر ۱۷۵۲ء کو عالم فانی سے سرائے جاودانی کی راہ لی اور اپنے باپ کے پہلو میں مشرقی جانب دفن ہوئے، رسالہ فضیلت عالم، رسالہ میزان الساعۃ، تفصیل انھوں، رسالہ قوت اور دوسرے رسائل ان سے یادگار ہیں۔ (۵۶)

(۶۱۰) شیخ نظام برہان پوری

شیخ نظام برہان پوری، قاضی نصیر الدین برہان پوری کے شاگرد تھے۔ شہزادگی کے زمانہ میں جب پہلی مرتبہ مالگیر ناظم آئین ہو تو اس سے شیخ کو اپنی مددست میں لیا۔ شیخ تقریباً چالیس سال اس کی خدمت میں رہے، منصب ہیز پانصدی (۱۵۰۰) سے سرفرار ہوئے (۱) اور قاضی مالگیری کی تدوین میں مدد دی، کورنش (۲) اور دوسری تکالیف ان کو معاف تھیں، اگرچہ ان کی عمر اسی (۸۰) سال سے زیادہ ہو گئی تھی مگر قوی میں فرق نہ آیا تھا۔ (۵۷)

(۶۱۱) قاضی نظام بدخشی

قاضی نظام بدخشی کے رہنے والے تھے۔ ۱۱ عصام الدین کے شاگرد تھے، یزید سعید سے بھی استفادہ کیا، بدخشی اور ماوراء النہر کے بڑے عالم تھے۔ تصوف سے بھی کافی حصہ پایا تھا۔ شیخ حسین خوارزمی سے بیعت ہوئے۔ ۹ جمادی الثانی ۹۱۲ھ ر ۱۵۰۴ء (۱) کو بمقام خان پور (مضاف جون پور) جہاں امین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ اور بہت رعایت حاصل کی۔ پچیس سال کو قاضی خان پور غازی حال کا خطاب دیا۔ فصیح زبان اور خوش بیان تھے۔ ان کی تصانیف، حق و عداوت ہیں، ان میں سے ایک رسالہ تحقیق و تصدیق ایمان کے بیان و بحث میں ہے۔ شرح عقائد پر حاشیہ لکھا ہے۔ تصوف میں متعدد رسائل تحریر کیے ہیں۔ وہ پچیس شخص ہیں جنہوں نے فتح پور میں بادشاہ کو سجدہ تعظیم دیا کیا۔ اعوذ باللہ من شرور الفساق ستر سال کی عمر میں ۹۹۲ھ ر ۱۵۸۳ء میں اورنگ آباد میں انتقال ہوا۔ (۵۸)

(۶۱۲) مولوی نعمت اللہ فرنگی علی

مولوی نعمت اللہ فرنگی علی بن ملاح نور اللہ بن ملاح محمد علی (۱) بن قاضی غلام مصطفیٰ، علوم رسمہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور اپنے چچا ملا ظہور اللہ سے کی، اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے، فنون عقلی و نقلی خصوصاً حل ریاضیات میں یدِ طولی رکھتے تھے، اگرچہ بہت نحیف بڑھ اور نازک دماغ تھے۔ بہت سے بات کرتے تھے کہ ان کے قریب بیٹھے وہ شخص بھی مشکل ہی سے سمجھتا، شاہی زمانہ میں فیض آباد میں منصب عدالت پر فائز تھے۔ اس کے بعد حکیم کاظم علی خاں موہانی کے اعتمادی وجہ سے اور رئیس (ہزودہ) کے ہانے پر ہزودہ ملک سبکدات شریف لے گئے۔ ۱۸۷۰ء، ۱۸۷۳ء میں اس جہاں تاجپور سے رخصت ہوئے۔ رضوان اللہ علیہ۔ (۲)

(۶۱۳) مولوی نعیم اللہ ہیراچنگی

مولوی نعیم اللہ ہیراچنگی، علوی نسب، فنی مذہب اور مجددی شرب تھے۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اکتساب طریق باطن کی غرض سے کمر بستہ ماندہ کر آستان فیض شہید حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ پر جا کر جہین نیاز تھکائی۔ اور چار سال تک طریقہ علیہ مظہریہ میں لایوس و برکات حاصل کیے اور مرتبہ کمال کو پہنچے، اجازت مطلقہ پاکر وطن مالوف (ہیراچنگی) کو واپس ہوئے، پر بیزگاری، توکل اور قناعت ان کا شعار تھا۔ لکھنؤ کے محد بنگان نور میں کچھ دنوں مقیم رہے اور ایک مسجد بنوائی اور طالبان حق کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ ان کی تالیفات میں ایک کتاب معنویات مظہریہ مشہور ہے۔ اس کی وفات شہر ہیراچنگی میں ۱۳۱۸ھ، ۳-۱۸۰۳ء میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳)

(۶۱۴) مولوی نعیم اللہ فرنگی علی

مولوی نعیم اللہ فرنگی علی بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبوب اللہ فرنگی علی، مولوی دین اللہ کے چھوٹے بھائی تھے، درسی کتابوں کی تحصیل کر کے فنی کے عہدہ پر سرفراز ہوئے۔ علم حساب و فرائض میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ ۲۱ شوال شب شنبہ ۱۳۸۲ھ

۱۸۶۶ء میں دینی اصل کو بیگم نما اور خدیجہ بن میں چاہیے۔ مولوی طفیل اللہ نے ان کو ۱۸۷۵ء تاریخ یوں مانتے۔ (۱)

تشریف آفر ہوئے۔

(۶۱۵) حاجی نعمت اللہ نوشہروی

حاجی نعمت اللہ نوشہروی، ملا صدیقی علی کڑوی کی اولاد اور شیخ الاسلام امین اللہ شہید کے شاگرد تھے۔ صاحب ورع و تقویٰ تھے۔ ۱۸۸۲ھ، ۹-۱۷۶۸ء میں فوت ہوئے۔ (۲)

(۶۱۶) مولوی تقی علی خاں بریلوی

مولوی تقی علی خاں بریلوی، بن مولوی رضا علی خاں، اس بریلی راہ میں قند (شہنشاہ مغلی بریلی) پر دست ۱۳۳۶ھ، ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد کا حکیم و تربیت پائی اور ان ہی سے درسی علوم سے فراغ حاصل کیا۔ ذہن قاطب (۱) اور رائے ساری رکھتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کو اپنے ہم عصروں میں معاش و معاد میں ممتاز فرمایا تھا۔ فطری شجاعت کے علاوہ سخاوت، تواضع اور استغناء کی صفات سے متصف تھے۔ اپنی عمر عزیز کو سنت کی اشاعت اور بدعت کے رد میں صرف کیا۔ دینی منظرہ کا اعلان تاریخی نام "اصلاح ذات خاں" سے ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ، ۱۷۸۶ء میں شائع کیا۔ سلاسل متاع، مسائل رسالہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت کوشش کی جس پر "بیرہ اجماع" شہد ہے۔ (۲) ۱۳۹۳ھ، ۱۷۸۷ء میں شہداء رسالہ ہر جہوں کی خدمت میں پہنچے اور ان سے بیعت کی تمام سلاسل جدیدہ و قدیمہ کی احارت و حاکمیت کا علم نامہ اور سند حدیث حاصل کی۔ ۱۳۹۵ھ، ۱۷۸۸ء میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سید احمد زین دحلان وغیرہ علمائے مکہ سے دوبارہ علم حدیث کی سند حاصل کی۔ ذی قعدہ کی آخری تاریخ ۱۳۹۷ھ، ۱۷۸۰ء میں دینی اصل کو بیگم نما اور روضہ رضوان میں چاہیے۔ روح اللہ روح و نور ضریح۔

تصانیف:

(۱) اکام الادب فی تفسیر (ایک صمیم علم ہے) (۲) دینیت و عبادت، بیروت سید

۱۔ صلی علیہ وسلم (۳) سرور القلوب فی ذکر المحبوب جو وسیلۃ النجاة کا خلاصہ
 (۴) حیات الایمان فی اسرار الدارکان صوم و صلوٰۃ وغیرہ ارکان دین کے بیان میں (۵)
 صوم لربنا، شرح مبانی الفوائد بدعت نجدی (۶) ہدایت البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ جو
 متعدد فرقوں کا رو ہے جو اس زمانہ میں انگریزی فساد کے ساتھ ظاہر ہوئے ہیں۔ (۷)
 اذیۃ الاثام مرفعی عمل مولد و انقیام (۸) ازالۃ اللذات و الفرق نجدیہ (۹)
 الایقان فی رد تقویۃ الایمان (۱۰) فضل العلم و العبادۃ (۱۱) الکواکب الزہراء فی فضائل
 اعمم و آداب العلماء (۱۲) اذیۃ اروپہ فی اذیۃ السوء (۱۳) السعۃ السوینی
 الخصال النبویہ (۱۴) محبت البراس فی آداب الاکل و اللباس (۱۵) التمكن فی
 تحقیق مسائل لایم (۱۶) حسن الخصال و آداب الخصال فی احیاء و ازیادہ
 (۱۸) ہدایت المشرق الی سیر الانس و الملائک (۱۹) ارشاد الاحباب الی آداب الاحباب
 (۲۰) اسرار النکاح (۲۱) فی مہذب الذکر (۲۲) ہمیں الشاہد الحسن المجاہد (۲۳) تشوق (۳)
 رواۃ و طرق محدثہ (۲۴) ہدایت السیاحۃ فی تحقیق احیاء و ازیادہ (۲۵) اتوی
 اندزیہ الی تحقیق الادیۃ (۲۶) مجمع الارواح فی تفسیر سورۃ الفاتحہ

(۶۱۷) قاضی نور اللہ شوستری

قاضی نور اللہ شوستری شیعہ مذہب تھے 'عدالت' نیک 'فلسفہ' 'حیا' 'تقویٰ' علم اور
 پارسائی کے اوصاف سے متصف اور علم 'جوہر' 'فہم' 'جدت' طبع اور صفائی طبیعت میں
 مشہور تھے۔ مائق تحقیقات کے مصنف تھے۔ ان ہی میں کتاب مجالس المؤمنین ہے۔
 شیخ ایضاً و فیہ مکتوبہ تفسیر (۲۰ طبع ۱۳۰۸ھ) ایک بقیع نگہی جس کی تصنیف و تعریف
 احاطہ بیان سے باہر ہے 'موزوں طبع تھے۔ حکیم ابوالفتح کے درویش سے اکبر بادشاہ کے
 حضور میں پہنچے۔ سب سے پہلے قاضی حسین الدین بوجاہی کی وجہ سے معزول ہوئے
 تو ان کی بجائے نور اللہ شوستری اکبر بادشاہ کے حضور سے لاہور کے عہدہ قضاء پر مقرر
 ہوئے اور اپنے عہدہ کو دیانت و امانت کے ساتھ انجام دیا۔ ۱۰۱۹ھ ر ۱۰۲۰ھ میں
 انتقال ہوا۔ (۱۷۷)

(۶۱۸) خوند نور احمدی کشمیری

خوند نور احمدی کشمیری بن اخوند عبداللہ عظیم المصنف مقرب بہ علامۃ الوری

۱۰۱۹ھ ر ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد ملا سعد الدین صادق اور شیخ رحمت اللہ
 سے تحصیل علم کی 'مرتبہ افتاد پر سرفراز ہوئے۔ پیشہ علوم کی اشاعت اور طلباء کے
 فائدہ میں مشغول رہے۔ ملا مقصود متو 'میر نظام الدین' بابا اسد اللہ 'ملا محمد ولی اور شیخ
 اسد اللہ مولوی قور احمدی محمد وغیرہ نامیہ شیعہ کے شاگرد تھے۔ ۱۰۲۰ھ ر ۱۰۲۱ھ
 اور ۱۰۲۲ھ میں گورچنڈا و انیس صاحب علم و فضل تھے۔ ۱۰۲۱ھ ر ۱۰۲۲ھ میں
 ۱۰۲۵ھ میں انھوں نے رحلت کی۔

(۶۱۹) مولوی نور احمد بدایونی

مولوی نور احمد بن مولوی محمد شفیع بن مولوی عبدالحمید (۱۰۲۵ھ) بدایوں کے اکابر علماء
 و صلحاء میں تھے۔ ۱۰۲۲ھ ر ۱۰۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم عقیدہ و فطریہ کی تحصیل
 مولوی فیض احمد بدایونی سے کی۔ شاہ عبدالحمید بدایونی سے مرید تھے۔ ان سے شاہ
 کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ وہ صاحب برکت تھے جس نے ان سے سبق پڑھا وہ
 علم سے بے سرو نہ رہا۔ آج بدایوں اور اس کے اطراف میں شاید ہی کوئی ہوگا کہ
 اس کی شاگردی کا سلسلہ ان سے جدا ہو۔ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ ر ۱۸۸۵ء میں صدر برین
 کی طرف روانہ ہوئے۔ اذیۃ اللہ بحیوۃ العبد۔ (۱۷۸)

(۶۲۰) میر نور احمدی اورنگ آبادی

میر نور احمدی اورنگ آبادی بن سید قمر الدین اورنگ آبادی ۱۰۲۵ھ ر ۱۰۲۶ھ
 ۱۰۲۳ھ ر ۱۰۲۴ھ اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے شاگرد اور مرید تھے۔ ۱۰۲۶ھ
 سال کی عمر میں درسی علوم کی تحصیل سے فراغت حاصل کی اور قرآن مجید حفظ کیا
 اپنے والد کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے پھر وطن واپس آئے۔ عمر
 عزیز تدریس و افتادہ میں گزار دی۔ اپنے والد کی مصنفہ کتاب مظهر النور کی شرح لکھی
 ہے۔ ان کا سال وفات معلوم نہ ہو سکا۔ (۱۷۹) احسن اللہ ایہ والی والدیہ۔

(۶۲۱) مولوی نور الحق دہلوی

مولوی نور الحق دہلوی بن مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے والد کے شاگرد

(۶۲۳) نور الدین محمد ترخان سفیدونی

نور الدین محمد ترخان سفیدونی 'نوری' تخلص 'علوم ہندسہ' ریاضی، حکمت اور کلام کے جامع تھے 'نصیر الدین' بہاول کے ہماز مصاحبوں میں تھے 'جود و سخاوت اور ہنر و انہار و مفاہات سے متصف اور خوش صحبت تھے۔ اسی ہے ترخان کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ شاعری میں ایک دیوان مرتب کیا 'چوں کہ پرگنہ سفیدون (توابع سرہند) کے جاگیردار تھے' اس سے لاکھوں 'سفیدونی' بنتے تھے۔ بہاول میں محمد اکبر بادشاہ سے شروع دور حکومت یعنی ۹۷۶ھ - ۱۵۶۸ء میں ایک 'ہندو' ریاست 'مناہ' سے چاروں طرف سے زیادہ علاقہ میں کھدوا کر 'مناہ' کی طرف سے گئے۔ لوگوں نے اس پانچ سے راجست کی اور اس سے عام رعایا کو بہت فائدہ ہوا۔ چوں کہ وہ شرانہ کی دلوں میں مہل بولی اب کہ شہزادہ سیمر شیخ سیمر ہشتی سے یہاں پیدا ہوئے تھے اور شہزادہ سیمر بو شینو بابا مت تھے۔ اس لیے اس سے 'کوشینوں' سے ملے ہوئے اور اس سے اس کا سال (۹۷۶ھ - ۱۵۶۸ء) بھی لکھا ہے 'نئی' صدی یہاں میں نہ کہہ سکتے ہیں۔ جب اکبر بادشاہ نے ۹۸۹ھ - ۱۵۸۱ء میں حلیم مرزا 'شہر' شہر شہر کی 'خاں' کو نے دہدہ خانی کی اور 'حجاب' سے لوٹ کر اپنی جاگیر کو چلے گئے۔ اس سے ان کی طرف سے بدنامی پیدا ہوئی۔ جب (بادشاہ) واپس لوٹے پور پور پور سے کو حساب و کتاب میں آئینی اور چند مال قید رکھا 'حرز' کی نامہ الوقت سے ان کا دور ختم ہوا۔ جب اکبر ۹۹۳ھ - ۱۵۸۶ء میں ملک کی طرف روانہ ہوا تو ان کو مقبہ تھاپوں کی قیمت سپرد کردی اسی سال وہیں انتقال ہوا۔ (۶۲۳)

(۶۲۴) مولانا شیخ نور الدین احمد آبادی گجراتی

مولانا شیخ نور الدین احمد آبادی 'بن حاجی الحرمین شریفین' شیخ محمد قدس سرہاوی ہمدانی الاول ۱۰۳۳ھ - ۱۶۵۳ء کو پیدا ہوئے۔ خدا طلبی اور طالب علمی کا جذبہ ان کی فطرت اور جبلت میں تھا۔ چنانچہ کتاب گلستان سعدی علیہ الرحمہ بچپن ہی میں پڑھ کے ساتھ اپنی والدہ ماجدہ سے سات روز میں پڑھ لی تھی۔ اکثر علوم ظاہری کی تعلیم

اور خواجہ محمد مصوم ہمدانی کے مرید تھے۔ (۶۲۴) شاہجہاں بادشاہ کے زمانہ میں اکبر آباد کے قاضی ہوئے۔ ان کی تصانیف بہت ہیں جن میں تیسیر القاری فی شرح صحیح البخاری اور شرح صحیح مسلم مشہور ہیں۔ نوے سال کی عمر میں ۱۰۷۳ھ - ۱۶۶۳ء میں رحلت فرمائی۔ انا لد وانا لہ راجعون۔

(۶۲۵) ملا نورالحق فرنگی علی

ملا نورالحق فرنگی علی 'حلف اکبر' ملا احمد انوار الحق بن ملا احمد عبدالحق 'عالم ظاہر و باطن' اپنے والد کے خلیفہ خاص تھے۔ تدریس علوم اور یاد الہی میں مشغول رہتے تھے۔ بزرگان خدا کی پاسداری اور اکسار نفس میں مشہور تھے۔ ۱۰۲۳ھ رجب الاول شب یکشنبہ ۱۰۳۸ھ - ۱۸۲۲ء کو انتقال ہوا۔ (۶۲۵) شعرائے وقت نے ان کی تاریخ انتقال نظم میں لکھی ہیں۔

قطعہ تاریخ انتقال مولوی نورالحق فرنگی علی

از بیکل

یہ تاریخ زمیٹل چو بیکل در معنی بہ کلک لکری سفت
سروش طیب ناگہ با دس زار ہوس حق برتہ از حق ست
۳۳۸ = ۱ + ۳۳۷

رشار دیگر

ن نور کہ بود نور انوار در نور چوں آں ظہور پیوست
دس کہ خبر ز نور پاشش "در جلوة نور نور پیوست"
۱۰۳۸ھ

شعر دیگر

عصر مولوی نورالحق جاں را با بیکل پر ریسات "اے وائے"
تاریخ وفات او نمودم مرقوم "نور الانوار مرد ریسات اے وائے"

7

(۶۳۶) ملا نور محمد کشمیری

ملا نور محمد کشمیری 'نور بابا پتلو' کے نام سے مشہور تھے، علامہ عبد الستار کشمیری سے ممتاز۔ تھے 'دہلی میں مولوی مسام الدین محمد' قاضی مستعد خاں اور قاضی مبارک سے تحصیل علم کرنے کے بعد کشمیر آئے اور طلبہ کے افادہ و انصاف میں مشغول ہو گئے۔
مطلب اور خیریت کا حاشیہ لکھتے ہیں۔ ۳ رجب الاول ۱۲۹۵ھ ر ۱۸۱۷ء کو انتقال ہوا، مقبرہ داتا گنج بخش واقع کشمیر (۱) میں دفن ہوئے۔

[illegible]

دوسرے ہدایت بخش کی بنیاد محمد اکرم الدین القاطب بہ شیخ الاسلام خاں صدر صوبہ
احمد آباد نے مولانا موصوف کے مرید و شاگرد تھے ایک لاکھ چند ہزار روپے سے مولانا

گجراتی کے زمانہ میں شیخ محمد غوث کو یاری مصنف خواہر خسہ گجرات پہنچے تو شیخ علی متقی نے جو اس علاقہ کے بڑے شیخ اور ممتاز عالم تھے شیخ محمد غوث کے قتل کا لڑوی لکھا۔ سلطان محمود گجراتی نے اس کا خاکہ شیخ وزیر الدین کی رائے پر موقوف رکھا۔ شیخ وجیہ الدین نے شیخ محمد غوث سے ملاقات کی تو فوراً ان کے جمال باکمال کے گرویدہ ہو گئے اور استغناء کو پارہ پارہ کر دیا۔ شیخ محمد غوث نے اس مسئلہ سے نجات پائی، عوام نے اس کی طرف رجوع کیا اور علاقہ کے ۵۰۰ ان کے مقتدی ہو گئے۔ شیخ وجیہ الدین نے ۲۹ مئی بروز یک شنبہ ۹۹۸ھ ر ۵۸۹ء و رملت فرمائی۔ احمد آباد گجرات میں دفن ہوئے "ولہم جنات الفردوس نورا" سے ان کی تاریخ انتقال نکلتی ہے۔

تسلیفت حاشیہ تفسیر بیضاوی، شرح الفیہ در اصول حدیث، شرح عسکری، حاشیہ 'تکوین'، حاشیہ بزدلی، حاشیہ ہدایت اللہ، حاشیہ شریعت و فقیہ، حاشیہ مطول، حاشیہ مختصر، حاشیہ تجرید، حاشیہ اصفہانی، حاشیہ شرح عقائد، حاشیہ بر حاشیہ قدیمہ مطلق دوانی، حاشیہ شرح مواقف، حاشیہ شرح معنی، حاشیہ شرح رسالہ طاعلی قوشی، حاشیہ فوائد ضیائیہ، شرح ارشاد قاضی شب، حاشیہ شرح ابیات سنبل، شرح جام جہاں نادر تصوف، شرح کلید، حاشیہ حقیقۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جاپانیرہ فتحہ جیم محمد علی و، حاشیہ بین الفیہ و کسر لون و ہای تحاتی مجمل و در آخر دای مملہ گجرات دکن میں ایک شہر ہے۔

(۶۲۹) مولانا وجیہ الدین پانکلی

مولانا وجیہ الدین دانشمند فقیہ، استاد وقت اور زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے۔ آخر میں شیخ نظام الدین اویس قدر مراد کے مرید ہوئے اور ان سے بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ ان کی قبر دہلی میں حوض شمس کے کنارے دہلی میں قاضی کمال الدین حیدر خاں اور کلچ خاں کے حلیہ میں ہے جو مولانا کے شاگرد تھے ورحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۳۰) مولوی وزیر علی سندیلوی

مولوی وزیر علی، بن مولوی انور علی بن مولوی اکبر علی بن مولوی حمزہ اللہ سندیلوی، کلکتہ میں تحصیل علوم کی خاص طور سے عربی ادب میں خوب تحصیل اور

حرف الواو

(۶۲۷) مولوی وارث علی سندیلوی

مولوی وارث علی، بن شاہ امین اللہ بن شاہ وصف اللہ بن مولوی فضل اللہ بن شاہ عدم عدم (۱) الدین مخدوم رادہ سندیلہ، ۱۳۰۳ھ ر ۸۰ - ۱۷۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ مولوی ابوالحسن سندیلوی سے ابتدائی (۲) تعلیم پائی۔ اس کے بعد مولوی نورالحق لکھنوی، مولوی سراج الحق لکھنوی، مولوی جعفر علی کسٹادی، مولوی مہر علی سوداگر لکھنوی اور حکیم فرزند حسین فرخ آبادی کی شاعری اختیار کرے خوب فیض حاصل کیا۔ طلبہ کی تدریس اور مریضوں کے معاشی میں خوب کوشش کرتے تھے۔ اپنے دادا کے مرید و خلیفہ اور مخدوم صاحب کی درگاہ کے سجادہ نشین تھے۔ ۱۲ (۳) رمضان ۱۲۳۷ھ ر ۱۸۲۲ء کو انتقال ہو۔ مخدوم صاحب کی درگاہ کے احاطہ میں قصبہ سندیلہ میں دفن ہوئے۔

(۶۳۸) شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی، ۱۰ محرم ۹۹۸ھ ر ۱۵۰۵ء میں جاپانیرہ (چپانیرہ) مضاف گجرات میں پیدا ہوئے۔ ظاہری علوم و فرائض کی خدمت میں حاصل کئے۔ اور شیخ فاضل (۱) کے مرید ہوئے۔ ظاہری و باطنی خوبیوں میں کمال حاصل کیا، خدا تعالیٰ نے اسم شانی کا اس کو مظہر بنایا تھا۔ ہر جمعہ کو ان کے سنانے پر مریضوں کی ایک بہت بڑی جماعت پہنچتی تھی اور ان سے دعا کی درخواست کرتی تھی۔ اور اس کا اثر جلد ہوتا تھا۔ غرض مخلوق خدا کو ہمیشہ ان کی ذات مقدس سے فیض پہنچتا، زمانہ کے اکابر و اہل حق کے مکان پر پہنچتے تھے اس کے باوجود ہمیشہ تدریس و تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ وضع اور لیس میں کسی شخص سے تمیز نہیں رہتے تھے، مونے کپڑے پہنتے تھے۔ جو کچھ ملاحات سے ملتا تھا وہ سخاوت و ایثار میں خرچ کر دیتے تھے۔ جب سلطان محمود

۱۷۳۳ھ ر ۱۷۳۶ھ میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسی دوران میں اس علاقہ میں کچھ دنوں خیر کے اور شیخ بہاء الدین وغیرہ حرمین شریفین کے مشائخ سے خوب فیض حاصل کیا۔ ۱۱۳۵ھ ر ۱۷۳۳ھ میں مناسک حج کی دیکھنے کے بعد ہندوستان واپس ہوئے اور حقوق کے ہدایت و ارشاد میں دن رات لگے رہتے تھے۔ ۱۷۷۶ھ ر ۱۷۷۷ھ میں چار بیٹوں کو چھوڑ کر انتقال فرمایا۔

ہر فرزند "مولانا لایبہ" کے مصداق تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ و علیٰ الالہ اور دو عقائد: (۱) مولانا شاہ عبدالحق (۲) مولانا رفیع الدین (۳) مولانا عبد القادر (۴) مولانا عبدالغنی قدس سرہ رحمہ۔

تصانیف شریفہ: (۱) فتح الرحمن (ترجمہ قرآن فارسی) (۲) انوار الکبیر فی اصول التفسیر (۳) المسوی (شرح الموطاء - عربی) (۴) المعنی (شرح الموطاء فارسی) (۵) القول الجلیل (۶) فی مسامع العرب (۷) اسان احسن فی مشائخ الحرمین (۸) عقدا بعد فی ادبہ الامتہ و التقلید (۹) حدیث (۱۰) طائف اقدس (۱۱) مقالہ مرضیہ فی التنبیہ والوہیہ (۱۲) المناصب فی بیان سبب اختلاف (۱۳) حدیث (۱۴) حدیث (۱۵) المقدمات العسیر فی تصار اعراق السیہ (۱۶) حدیث مدرفیں (۱۷) حدیث اختصار (۱۸) قرآن العسین فی تفصیل الشیخ (۱۹) البدور ابازہ (۲۰) زہر (۲۱) خیر الکثیر (۲۲) انشاء (۲۳) الدر الثمینی (۲۴) حجتہ اللہ البالغہ (۲۵) زائد حدیث غرر الخفاء (۲۶) تصبیحات (۲۷) الحجر الطیف فی ترجمہ احادیث الضعیف (۲۸) وصیت نامہ (۲۹) رسالہ دانشمندی (۳۰) شیخ الخیر فیہالہدیس مدد فی علم التفسیر (۳۱) سرور الخیر (۳۲) مکتوبات المعارف الاعتقاد و غیرہ۔

انہوں نے رسالہ دانشمندی میں اپنے علم کی ابتداء اس طرح تحریر فرمائی ہیں:-
 "ما بعد فقیر ولی اللہ ابن عبد الرحیم نے فن دانشمندی اپنے والد سے حاصل کیا اور انہوں نے میر محمد زاہد بن قاضی اسم ہروی سے اور انہوں نے ملا محمد فاضل سے اور انہوں نے مرزا جان سے اور انہوں نے ملا محمود معروف بہ یوسف کو سنا (۳)

دستگاہ پیدا کی۔ عربی کے چند دیوان ہیں۔ کلکتہ کے مدرس میں دو سو بیس روپے ماہوار مشاہیر پاتے تھے۔ اس زمانہ میں وہاں مدرس تھے۔ جب نصیر الدین حیدر لکھنؤ کے کھراں تھے کلکتہ میں رخصت ہوئے۔

(۶۳۱) سید شاہ ولی ٹھٹھوی

سید شاہ ولی ٹھٹھوی، ابن شاہ ابوالقاسم، بزرگانہ صفات سے متصف، فضیلت، نیک حالت کے مالک اور مخدوم رحمت اللہ ٹھٹھوی کے شاگرد تھے، "الماء انشاء اور شرعی میں صاف اور تیز طبیعت تھے، ان کی طبع روش کا نتیجہ، ایک جامع تصنیف تعلقہ المجالس ان کی یادگار ہے جو چند علوم پر مشتمل ہے۔ ۱۱۵۰ھ ر ۸ - ۱۷۳۷ھ میں موضع جگت پور میں انتقال ہوا۔

(۶۳۲) مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی

ان کا نام نامی اور لقب گرامی ولی اللہ بن عبد الرحیم احمدی العسلی المسبیدی احدث دہلوی ہے۔ بروز چہار شنبہ بوقت طلوع نقاب ۳ شوال ۱۱۵۳ھ ر ۱۷۴۰ھ میں پیدا ہوئے، ان کا تاریخی نام "عقلم الدین" قرار دیتے ہیں۔ انہیں اس کے اعداد (۱۱۵۵ھ) ہوتے ہیں۔ پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بیٹھے اور سات سال کی عمر میں قرآن شریف ختم کر لیا۔ اسی سال ان کے والد نے ان کو ممد پور جانے کی تاکید کی اور رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ کتب فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں دس (۱) سال کی عمر میں شرح جامی شروع کی، پندرہ سال کی عمر میں شادی ہو گئی، پندرہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے، صوفیہ باطن کا حرق اور فراغ علمی اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاصل کیا اور درس کی اجازت ہو گئی، ان کے والد ماجد نے اس تقریب میں ہر خاص و عام مسلمان کی خیریت کا ساماں یا اور بڑے حوصلے سے سب (۲) کو کھانا کھایا، جب سترہ سال کی عمر ہوئی تو ان کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا، ان کی وفات کے بعد چند سال تک درس و ارشاد میں مشغول رہے چونکہ وہ ظاہری و باطنی فضائل کے مالک تھے اس لیے فقہائے محدثین کا طریقہ اختیار فرمایا۔

گز و فائش شدند بے سروپا
دور و شرع و فضل و علم و عمل

(۶۳۶) حافظ ولی اللہ لاہوری

مولوی ولی اللہ، بن مہذب اللہ بن مہذب اللہ مرگئی علیٰ ابتداء کی کہتیں اپنے والد ماجد سے اور درمیانی کہتیں مسلم اشراف تک اپنے چچا ملا محمد مبین (۱) سے

(۶۳۸) حاجی ہاشم سندھی

حاجی ہاشم سندھی ولد عبدالغفور مخدوم ضیاء الدین کے شاگرد ممتاز اور مشہور عالم تھے بہت سے علماء کے مقابلہ میں اقبال و انتظام کے اعتبار سے فائق تھے۔ اگرچہ اپنے زمانہ کے علماء مثلاً مخدوم محمد معین (۱) وغیرہ سے محبت رکھتے تھے، لیکن اہل سنت و جماعت کے دین کو قوت اور سنت کو رواج دینے میں زمانہ میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ایسے زبردست کام جو اس میں کے لیے باعث تقویت ہوں ان کے زمانہ میں محض اللہ کی خاطر انجام دیے جاتے تھے۔ مشرکوں اور معبدوں پر ان کا عمل خوب چلنا تھا۔ ان کے زمانہ میں سینکڑوں می دلت دیوں سے مشرف ہوئے۔ سلاطین وقت مثلاً نادر شاہ و احمد شاہ سے بیعت و سلام رکھتے تھے، این و تقویت سے اقدام ان کی درخواست کے مطابق دست برد چاری ہوتے تھے اور بہت اچھی طرح نالذ ہوتے تھے۔ عرصہ اس کی دلت حیات تھی۔ ہر علم میں بہت سی خفیات تھیں۔ ۱۱۷۳ھ ر ۱۷۶۰ء میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

(۶۳۹) مولوی ہادی علی لکھنوی

مولوی ہادی علی لکھنوی بن شیخ حسین علی بن شیخ حبیب الدین بن شیخ غلام قادر۔ لکھنؤ کے شیوخ سے تھے کہ جو "بکھوویوں" کے عرف سے مشہور ہیں۔ مہارت اہل اور متقی تھے۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر لکھنؤ کے مطبع میں کتابوں کی تصحیح کے کام میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ نسخہ "مکمل منظوم" جو تاریخی نام ہے، یو اب صرفہ کے خواص کے بیان میں، اور دوسرے رسائل، ان کی تصنیف سے ہیں۔ ۱۲۶۳ھ ر ۱۸۴۷ء میں جامع آباد راق (مولوی رحمان علی) ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اپنے منظوم رسالہ فوائد جلیہ ان کی خدمت میں پیش کیا تھا جسے انہوں نے پسند فرمایا۔

حرف الباء

(۶۳۷) ہمایوں شاہ

اس کا نام نصیر الدین محمد بن بابر بادشاہ تھا۔ بڑا ہند میں تیہوری سلطنت کی بنیاد رکھنے والا، فرشتہ حساس اور صوری و معوی کمالات سے ترست تھا۔ علم دینت نجوم اور تمام عربی علوم میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اہل فضل و جمال کا مہل اور اہل تقوی کا مرجع تھا، کبھی ب وضو نہیں رہتا تھا اور خدا و رسول کے نام کو بغیر عبارات نہیں بیٹا تھا۔ کالی اور بدکالی سے بات نہیں کرتا تھا، جب نمازت غصہ کی حالت میں ہوتا تو کبھی معتوب کو "سفید" (تادان) کہہ دیتے پانی الٹا کرتا تھا۔ مگر اور مسجد میں کبھی ایسا پاد پسنہ نہیں رکھتا تھا۔ بہت بچیا اور بامروت تھا۔ ۷ ربیع الاول ۹۶۳ھ ر ۱۵۵۶ء کو شاہ دین پاد سب خاک کی چھت سے اتر رہا تھا۔ اس کے چھت سے اترتے وقت سکون نے ڈاں دی، بادشاہ اذن کی تعلیم و غرض سے بیٹھ گیا، اٹھتے وقت عصا کے ڈھا ہونے کے باعث اس کا پاد پکسل گیا اور وہ چند سیڑھیوں سے لڑھک کر زمین پر گرا۔ ماہ مذکور کی ۱۵ تاریخ کو اس عالم بے وفا سے رحلت لی۔ موانا قاسم کا بی نے اس کی تاریخ رحلت اس طرح کہی ہے:-

تقصیر تاریخ انشال نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ

ہمایوں بادشاہ نے ملک معنی نادر و کس چو او شامش ہادی
ر بام قصر خود افتاد ناگہ و ڈاں عمر عزیزش رخت بر باد
پے تاریخ او کانی رقم زد "ہمایوں بادشاہ لڑ بام افتاد"

۹۶۳ھ ر ۱۵۵۶ء

اس کی عمر اکیس سال کی تھی اور ۲۵ سال اور کچھ مدت حکومت کی۔ اللہ اللہ

حرف الیاء تحتانی

(۶۳۰) سید نبین گجراتی

سید نبین گجراتی سید شاہ میر کے بی اہم میں تھے۔ اکثر مروجہ کتابیں گجرات میں میاں وحید الدین سے پڑھیں اور ان ہی کے مرید ہوئے۔ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے وہاں علم حدیث حاصل کیا اور اجازت پائی پھر ہندوستان واپس آئے درجہ دوم پور میں رہے پھر سہمد میں مٹھ مانہ رہی گزاری اپنے نیلے پڑے پستے و خاں کو تربیت کرتے تھے۔ پھر رنگائی طرف چلے گئے۔

(۶۳۱) مولانا یعقوب شافعی سنجری

مولانا یعقوب سنجری 'مقام حقوں و صفوں کے جامع و در صاحب تعالیف تھے۔ ولایت سنجر سے الف خاں سحر سے ہمراہ سولہ (۱) آجرت میں تشریف لے آئے اور وہیں وطن اختیار کر لیا۔ اس زمانہ میں سبیل یہ ہے کہ سلطان سحر۔ الف خاں سنجری کو ستر ہزار سوار اور پادروں کے ہمراہ راجہ ہر دھوں باکھید (گھید) کی حکومت کے زمانہ میں بن مولانا سنجری کے ارادہ سے بھیجا پانچ سال اور گیارہ ماہ تک اس سے مقابلہ و محاصرہ رہا۔ اس زمانہ میں الف خاں نے قلعہ رگ کے مقابل پتھر کی ایک مسجد کی بنادالی۔ ابھی کام ختم نہ ہوا تھا کہ سلطان سنجری ولایت کی خرابی 'الف خاں راجہ سے نقدی لے کر اپنے ملک کو واپس لوٹ گئے۔ مولانا یعقوب بن الف خاں کے ہمراہ تشریف لائے تھے ہمیشہ اس مسجد میں درس دیتے تھے 'الف خاں نے رخصت ہوتے وقت دس ہزار تنکے مولانا کی خدمت میں پیش کئے۔ یہ مقدس مسجد ماہ ذی قعدہ ۱۰۵۵ھ میں مکمل ہوئی۔

(۶۳۲) مولانا یعقوب پٹنی

مولانا یعقوب پٹنی 'بن خواجہ علوی' قاضی زین الدین چشتی دولت آبادی کے مرید و حنیف تھے۔ شاہری و باطنی علوم حاصل کر کے شیخ رجب کی خدمت میں فیض حاصل کیا۔ ۳۳ جمادی الثانی ۸۰۰ھ / ۱۳۹۸ھ کو انتقال ہوا۔

(۶۳۳) قاضی یعقوب مانک پوری

قاضی یعقوب مانک پوری 'قاضی نعیمت کے خلیفہ تھے۔ علم فقہ اور اصول فقہ خوب جانتے تھے۔ خوش طبع اور کلمتہ مزاج تھے۔ علی اشعار ہندی۔ بحر میں کہتے تھے جو مشکل سے حل میں ہوتے تھے۔ محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ہندوستان کے قاضی اقتضات ہوئے اس کے بعد منصب کے تنزیل کے باعث بنگال کے عہدہ قضاء پر مقرر ہوئے (۱) جب انہوں نے معصوم خانی کے ساتھ مخالفت میں شرکت کی 'توان کو بنگال سے طلب کر کے 'گو لیار کے قلعہ میں قید کرنے کا حکم ہوا۔ گوالیار کے راستے میں فوت ہو گئے۔

(۶۳۴) شیخ یعقوب صرئی کشمیری

شیخ یعقوب صرئی کشمیری 'بن شیخ حسن گنائی عامی' کشمیر کے بزرگوں میں تھے۔ ۹۷۸ھ / ۱۵۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں اہانت 'تیز فنی اور بزرگی کے آثار ان کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ مروجہ علوم مولانا محمد شاہ تانی 'تلمیذ مولانا عبدالرحمان جانی (۱) اور مائتھیر کی خدمت میں حاصل کئے۔ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ شیخ حسین خوارزمی سے تعلیم باطن اور شیخ ابن حجر کی سے سند حدیث حاصل کی اور مشائخ کی طرح سفر کئے۔ اکثر عرب و عجم کے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اکتساب فیض کیا اور ارشاد و ہدایت کی اجازت حاصل کی 'ان کے مرید بہت تھے۔ شب پنج شنبہ ۱۲ ذی قعدہ ۱۰۰۳ھ / ۱۵۹۵ء کو رحلت فرمائی۔

تصنیف: تفسیر قرآن مجید (مکمل)، مسلک الاخیار، مثنوی و امتی و عذرا، مثنوی
 لیلی، مجنوں، مغازی البوت، مقامات مرشد، (آخر الذکر) پانچوں کتابیں مولانا جلی کے
 ختمہ کے جواب میں لکھی ہیں۔ مناسک حج، شرح صحیح بخاری، حاشیہ توضیح لمعوج،
 حاشیہ روائع، حاشیہ رہامیت اور رسالہ اذکار وغیرہ۔

(۶۳۵) مفتی یعقوب علی ساکن راجمندی

مفتی یعقوب علی بن مولوی فضل علی خاں ۱۳۰۷ھ ر ۳ - ۱۳۷۴ھ میں پیدا
 ہوئے۔ قاضی ارتضیٰ علی خاں اور مولوی تراب علی جیر آبادی کی خدمت میں علوم
 معقول و منقول حاصل کئے اور کچھ دنوں انگریزی سرکار کی طرف سے مفتی کے عہدہ پر
 مامور رہے۔ اس کے بعد ملازمت چھوڑ کر شرر ہندری (ہلاک دراس) میں قلم
 اختیار کر لیا اور طلباء کے افتادہ میں مشغول ہو گئے، مدراس کے اکثر طلباء نے اس سے
 فیض حاصل کیا۔ ۲۰ رمضان ۱۳۸۳ھ ر ۱۸۶۷ء کو واپس پالی اور راجمندی میں دفن
 ہوئے۔

(۶۳۶) شیخ یوسف دہلوی

شیخ یوسف دہلوی، خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی، عالم ربانی، حدیث اور تفسیر
 قرآنی کے ماہر تھے۔ ایک کتاب تعلیم المصلح کے نام سے نظم کی ہے جو فرائض و
 سنن کے حکام و آداب پر مشتمل ہے، اس کے قافیہ کا آخری لفظ رائے مہملہ (غیر
 منقول) ہے۔ ۱۳۷۴ھ ر ۳ - ۱۳۷۴ھ میں وفات پا کر غریق رحمت ہوئے۔

(۶۳۷) شیخ یوسف ملتان

سید یوسف ملتان، بن سید جمال حسینی، علوم معقول و منقول کے فاضل اور مولانا
 جمال اندیس روی کے شاگرد تھے۔ ان کے اجداد میں ایک شخص مشہد سے ملتان میں
 آیا اور وہیں قلمن اختیار کر لیا۔ (یوسف ملتان) سلطان فیروز (تغلق) کے زمانہ میں
 سپہینہ لباس میں ملتان سے دہلی آئے۔ جب سلطان مذکور نے ان کی قابلیت اور

تقدیر دیکھی تو اس نے اپنے مدرسہ کا درس کر دیا جو متصل حوض قاضی تعمیر کرایا تھا
 پندرہ سال تک وہ مدرسہ درس و افتادہ پر متمکن رہے اور عوام و خواص کو مستفید کیا۔
 قاضی ناصر الدین بیضوی کی معتمد کتاب لب الاسباب فی علم العرب کی جو علم نحو میں
 ایک عجیبہ کتاب ہے اس پر ایک مفصل شرح، شرح یوسفی کے نام سے لکھی اور
 علم اصول میں توجید الکلام شرح منار بھی ان کی تصنیف سے ہے۔ ۱۳۸۸ھ ر ۱۳۹۰ھ
 میں انتقال ہوا، اور حوض مذکور پر دفن ہوئے (۴)۔

(۶۳۸) شیخ یوسف بدہ امیرچی

ان کے تہاء و اجداد بعض حوادث روزگار کی وجہ سے خوارزم سے ہندوستان میں
 آئے اور علاقہ ایرج میں قلمن اختیار کیا۔ وہ خواجہ اختیار الدین کے شاگرد، مرید اور
 خلیفہ تھے۔ سید جلال بخاری اور شیخ راجو قالی کی خدمت میں بھی رہے اور نعمت
 خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے، ان کی حبیب و غریب تصانیف ہیں۔ منہاج
 اصحاب میں مولفہ امام غزالی کا ترجمہ کیا ہے۔ اشعار بھی کہتے تھے، تاریخ محمدی کے مؤلف
 جو ان کے مریدوں میں سے ہیں لکھتے ہیں:

ایک دن اپنی خانقاہ میں سماع سے رہتے تھے کہ اسی حالت میں جان بحق تسلیم کی۔
 یہ واقعہ ۸۳۴ھ میں رونما ہوا۔ اپنی خانقاہ کے محن میں دفن ہوئے۔ سلطان علاء
 الدین ہندوی نے اس کے مزار پر ایک بڑا گنبد تعمیر کر دیا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۳۹) مفتی یوسف چک کشمیری

مفتی یوسف چک کشمیری۔ علم فقہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ملا فاضل اور
 ملا عبدالرزاق کشمیران کے کمال کے معترف تھے، کٹر خواجہ (خانہ) محمود کشمیری کی
 خدمت میں حاضر رہتے تھے اور فقہ و تفسیر کے نکات حل کرتے تھے۔

مدد ملی) میں پیدا ہوئے۔ "حافظ و عالم ولی بازار" سے تاریخ ولادت ملتی ہے۔ گیارہ برس کی عمر میں آتش شریف خطا کر لیا۔ فن تجوید قاری نسیم سے حاصل کیا۔ اپنے والد ماجد سے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت شاہ درگاہی سے سلسلہ قادریہ میں بیعت و خلافت حاصل کی سلوک پر مبنی کرنے کے لئے ۱۲۵۵ھ میں شاہ غلام علی کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ مدت شاہ غلام علی نے چند ماہ کے بعد خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ۱۲۶۹ھ میں حرمین میں آتش شریف فرمایا اور خانقاہ میں اپنے فرزند شاہ احمد سعید کو جانشین بنایا۔ بعد فراغ حج و زیارت واپس شریف ٹاٹے۔ ۲۲ رمضان ۱۲۵۰ھ میں مدینہ منورہ کو لوٹ کر داخل ہوئے۔ عید الفطر کے روز سیرت موت شروع ہوئی۔ ان کے صاحبزادے شاہ عبدالغنی مراد تھے ان کو وصیت کی کہ "میت کرنا اہل دنیا سے پرہیز کرنا اگر دنیا داروں کے پاس جاؤ گے تو ذلیل ہو گے دین دنیا کی طرح تمھارے دروازے پر لٹکیں گے۔ عید الفطر کو شب کے دن ۱۲۵۰ھ میں ۱۲۳۵ھ کو تاج فرمایا۔ چار فرزند شاہ احمد سعید، شاہ عبدالغنی، شاہ عبدالرشید اور شاہ محمد عمر یادگار ہوئے۔ ہدایت الطالبین و مرآۃ السالکین، اربع النوار (۲) اور فتیحات الطالب وغیرہ ان کی تصانیف سے یادگار ہیں۔ "الف تذکرہ طائے ہند نے ۱۲۶۹ھ میں ۱۲۳۳ھ تاریخ ولادت صحیح نہیں ہے متعدد تاریخ روایت یہ ہے۔

امام و مرشد شاہ ابو سعید سعید
 محمد فخر چشتی واصل جناب خدا
 دے غلتہ و مقوم گلتہ قادری
 "سنن حکم دین نبی اکرم ﷺ"

۱۲۵۰ھ، ۱۲۳۵ھ

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

ہدایۃ السالکین: ص ۱۰۱-۱۰۲

تذکرہ کمالان دہلی: ص ۳-۵

علم و عمل (دکاح عبدالقادر غانی) مرتبہ محمد ایوب قادری (جلد اول): ص ۲۹

آثار السناریہ: باب چہارم: ص ۱۵-۱۶

یادگار دہلی: ص ۸۹

واقعات دارالحکومت دہلی: ص ۲۴۳-۲۴۴

تذکرہ اویس بن ہندوستان: ص ۳۶۵-۳۶۸

حواشی

حرف الف

(۱) فتح سیدہ ۱۳۳۳ھ - ۱۳۴۲ھ ہے۔ ملاحظہ ہو فتح نامہ ص ۱۲۲، حاشیہ ۱ اور تاریخ سندھ از مولوی ابو ظفر محمدی ص ۳۶ (ق)

(۲) داہر بن فتح کے لئے ملاحظہ ہو: فتح نامہ سندھ المصروف بہ فتح نامہ تالیف علی بن حامد بن ابی بکر الکوفی تالیف ۳۳۷ھ ہے۔ فتح حرمین محمد داؤد چغتای، مسطورہ مجلس مخطوطات قادیان حیدرآباد دکن ۱۳۵۸ھ، ۱۳۶۹ھ (ق)

اس کا نام اور سترھویں شاہ ایضاً فارسی و گجراتی میں ذکر ہے۔ اسے بلوچ نے شائع کیا ہے۔

(۳) محدثین کرام در ترجمہ اول (الف)

در حقیقت محمد بن قاسم نے ۱۳۷۰ھ کے بعد میں سندھ و بلقان فتح کیا تھا۔ اس وجہ سے ناگنا مصنف کو غلط فہمی ہوئی۔ (الف)

(۴)

(۱) نام فاضل تھے روس و تاتاریں میں بھی معروف رہے۔ نیز غلام علی بن علان دہلوی کی تصانیف میں مسطورہ موجود ہے۔ اس کتاب میں "مصر سے مولانا عبدالعظیم فرنگی علی کا رد کیا ہے۔ ان کا عقد مولانا عبدالعظیم کی صاحبزادی سے ہوا تھا" لادلفوت ہوئے۔ تفسیر کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ طائے فرنگی علی از مولوی محمد عتیق اللہ، گشت ۱۳۳۳ھ ص ۳۴ (ق)

(۳)

۱: مولوی ابو الحسن بن نور الحسن، نصیر آباد کے رہنے والے تھے ۸۰ سالہ عمر میں سے دس سال کے فاصلہ پر ہے۔ مولوی آداب علی گشتوی در دیگر علماء سے تفصیل علم کی اپنی عمر کے نامور عالم اور شیخ تھے۔ ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر، جلد پنجم ص ۳۴ (ق)

(۴)

بزرگ شاہ ابو سعد بن شاہ علی القدر قادری ۲ ذی قعدہ ۱۲۶۹ھ میں دہلی (دہلی)

ملاح التواريخ

ص: ۳۹۰

زیت الخواطر جلد ہفتم

ص: ۳۳ - ۳۴

الماہج ایشی

ص: ۶

حسن بن علیہ الامینیام جلد اول

ص: ۷۶ - ۷۷

ادوار ہند میں

ص: ۱۰۰ - ۱۰۱

مزارات دہلی از محمد عالم شاہ فریدی

ص: ۲۲ - ۲۳

حدیث الاولیاء از مفتی غلام سہروردی

ص: ۷۷

(۱) رک: مشترک ۳: ۲۸۱ وہاں پراہت اٹالین کے پاکستان میں موجود ایکس (۲۱) قلمی سہروردی کی تفصیل کتاب کی مٹی ہے۔

(۲) "اریح الہند" کا اصل نام "انوار اربعہ" ہے اور یہ صاحب ذکر کے بیٹے شاہ احمد سعید مہدی (م ۱۳۷۷ھ ر ۱۸۵۷ء) کی تصنیف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مشترک ۳: ۳۴۳ وہاں اس کے پنج قلمی نسخوں کا پتہ بھی بتا دیا ہے۔ (ن)

(۵)

☆ ملاحظہ ہو: ۱۰

منتخب التواريخ ص: ۳۷۳

زیت الخواطر جلد چہارم ص: ۹۰ - ۹۱

بوستان انوار از مولوی سعید احمد دار مہدی، انگرہ ۱۳۳۱ھ ر ۱۹۱۳ء ص: ۲۶۵ (ق)

☆ فیضی کے دیوان کا نام "الہام شیر اصبح" ہے۔ ۱۹۳۳ھ ر ۱۵۸۵ء میں غسہ طحی کے حباب میں ایک طبع کھلا مرکز ادوار، ترجمہ مہارث اور انشائے فیضی بھی فیضی کی یادگار ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ۱۰

(۶) ☆ دوبار اکبری از حسن احمد مولوی محمد حسین آزاد ص: ۴۳۵ - ۵۶۱

☆ لکھنؤ میں ۱۹۸۰ - ۲۰۰

منتخب التواريخ ص: ۵۷۳ - ۵۷۷

بزم تیموریہ ص: ۷۳ - ۷۷

رود کوثر ص: ۳۸۸ - ۳۹۰

ملاح التواريخ ص: ۲۰۰ - ۲۰۲

☆ ملاح ص: ۸۹۷ - ۸۹۸

امات اجری جلد دوم ص: ۳۸۶ - ۳۸۸

☆ التاریخ ص: ۶۳ - ۶۷ ر شیخ غریب بکری (مرتبہ ڈاکٹر سید حبیب الحق) جلد اول ص: ۶۳ - ۶۷

☆ ماہر پینڈا آف اسلام جلد دوم ص: ۳۳ - ۳۴

☆ عدنان قاری ص: ۲۰۰ - ۲۰۶ (ق)

(۱) فهرست مشترک ۲ صحت احمد مہدی کتاب ہے کہ یہ فیضی کے نام ظاہر طور پر منسوب ہے

☆ کیچے مشترک ۳: ۲۱۶

(۲) فهرست مشترک ۳: ۲۱۶ میں فیضی کی تصانیف کے مندرجہ ذیل نام دیے گئے ہیں۔

(۱) دیوان (۲) غزلیہ فیضی: (الف) مرکز ادوار (ب) سلیمان و ابیس (ج) گل دمن (د) منت

کشمور (۵) اکبر نامہ

(۳) سوارا، اعظم (مجلہ) م۔ م۔ طبع الامام (تفسیر بے منتہا) ۵ جلد نویس: اثالیہ فیضی ۶۔

گلدستہ تہذیب و علم ۷۔ تذکرۃ الشعراء ۸۔ لیلادلی ۹۔ مہارث ۱۰۔ مہارث گیتا ۱۱۔ رسالہ نام

اکبر بے منتہا

(۴) مزید حالات کے لیے دیکھئے: تذکرہ شعرائے کشمیر ۳: ۱۰۹۸ تا ۱۲۲۲۔ مشترک ۵: (ن)

(۷)

☆ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ۱۰

دوبار اکبری ص: ۵۷۷ - ۳۸

بزم تیموریہ ص: ۷۷ - ۸۰

رود کوثر ص: ۳۹۰ - ۱۷۱

ملاح التواريخ ص: ۲۰۲ - ۲۰۶

تذکرہ جامعہ ص: ۵۷۳ - ۵۷۷

اجرة الخواص جلد اول ص: ۷۷ - ۷۷

☆ عدنان قاری ص: ۲۰۶ - ۲۰۸ (ق)

(۵) انکابی ابو الفضل اور مکاتبات طحی بھی اسی کتاب کے معروف نام ہیں۔ پاکستان میں موجود

اس کتاب کے قلمی نسخوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے: مشترک ۵: ۸

ابو الفضل طحی کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ

ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی کتاب "ابو الفضل" (احوال و آثار) شائع کردہ ادارہ تحقیقات

☆ "جانب شمال" ترجمہ اول نذر - (الف)

۱۲ حکیم ابو الفتح کی تصنیف میں قرآنی شرح قاضی ۵۰ صفحوں کی کتاب ہے۔ تاریخ ۱۰۰۰
 مطابق ناسری کی شرح ہے۔ مجموعہ ۲۰ صفحوں کی کتاب جو خطوط در شاہ محمود ہمارے ہاں (۱۲)
 کے نام سے مشہور ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو :

مغيب تاريخ
ص ۴۷۴

۱۴۴۰ هـ

مفتاح التواريخ" من ص: ١٣٣ - ١٣٤

سرشت، انوار طراز، مجلد چهارم، ص ۱۰۰

(۶) رقصات ابرو، تلخ گیلانی (عزلات مسلم و یهودی، لائبریری، علی گڑھ) (۵)

(۱) رک شتر: ۲۶:۱ 'بوئے گیلانی سے منسوب یہ کتاب "موسم" اور "طیعی" کے نام سے مشہور ہے اس کا قلمی نسخہ اپنی گیلانی میں کتب خانہ سید شمس الدین کھانی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ نیز مندرجہ ذیل ضمیمات کا ذکر بھی مذکورہ حوالہ میں کیا گیا ہے۔

راحتت برالغ کی گئی، 'مقامی شہر کا نوپ' اس جینا' قیاسہ شہر صفحہ پانچویں 'چهار باغ' 'ارتقاءات' افادے

(۲) "چهار دروغ" : رقصت ابوالفتح کی تصنیفات اور مخطوطات کے لیے ملاحظہ ہو

مشترک ۵:۴۲ (۴۴)

مزید حالات کے لیے دیکھیے رفاقت الہ الملح کا مقدمہ از ذاکٹر بشیر حسین مطبوعہ ادارہ تحقیقات پاکستان، ۱۹۶۸ء - (ن)

(10)

☆ ۸۶۸ء، ۴ - ۸۳۷ھ میں نقل ہوا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

نرت الخواطر جلد سوم ص ۳۰۰

هذا لك الحنفية
ص: ٢٣٥

١٦٣

(۱) متن فارسی اور ترجمہ میں "علائی" ہے۔ جب کہ ادارے دیگر پیش نظر ماخذ میں "علائی" اور "علا" ہے

(۴) "گیسو" ترجمہ اولیٰ مراد

(۳) مختلف فارسی مخطوطات اور ماخذ میں اس کتاب کا نام "مشاہد" اور بعض میں "مشاہدہ" آیا ہے۔ اس کتاب کے قلمی نسخوں کے لیے ملاحظہ ہو۔ مشترک ۳: ۲۲۲ میں مذکور ماخذوں کے علاوہ "مشاہدات" اور "کاشف الغلباب" نام بھی آئے ہیں۔

مزید ملاحظہ ہو : انوار صوفیہ ص : ۳۶۱

(۴) منجھو در ترجمہ اولیٰ۔ (۵)

(i)

☆ ملاحظہ ہو :- مصالح الخواصج' ص: ۸۸ (۳)

(K)

٢. اكتبوا في هذه الخانات من كتابكم ما ترونه من قبح الحبيب (ق)

(۱) "فصل" در رد او

(17)

— 34 —

عَنْ التَّوَّاجُّهِ ص ٥١٠

نوع الخواطر من من: ٥-٣- (ق)

(۱) "اسے زمانے کے نامور و جدید عالم اور قہر و ذی وقار فاضل تھے" در ترجمہ اول

(۲) ہم سے مستند شاعرانہ لکھنے والے نہیں حاصل کیا، درتہرہ ہوں (الحق)

—i 9 5 4 6

توزيع الخطوط على عشرة ممر م: 14-19

1000

(A) $\frac{d}{dt} \left(\frac{1}{t} \right) = -\frac{1}{t^2}$

(2) "بوی" و "قوچ" ادا (3)

دیکھ کر شری۔ اور تک زیب عاتگیر نے رعایا کو انصاف بیم پہنچانے کے لیے اپنی طرف سے دیکھ کر شری دارالحکومت اور تمام شہروں میں مقرر کئے تاکہ اگر کسی فرد کو شہنشاہ کے خلاف کوئی دعوی ہو تو دیکھ کر شری سے رجوع کر کے ثبوت پیش کرے اور واجبات (یا ہرجات) وصول کر سکے۔ یہ بھی انتظام دراصل اس کی اسلامی اصلاحات کا ایک حصہ تھا۔

شرعی دیکھ کر تمام سوچ جات میں مقرر کئے گئے تھے اس ی سال سلام شری مسلمانوں کے لیے رہی قرار پڑا۔ (ب)

KHAFI KHANS HISTORY OF ALI AMGIR Tr. Dr. S. Moinul Haq
Karachi 1975, P. 251

(۱۵)

☆ منتخب تاریخ میں لکھتا ہے کہ عزیمت بھاری کے شاگرد 'خلیفہ' اور داماد تھے۔
تفصیل کے لئے دیکھئے :-

☆ منتخب تاریخ 'مس' ۳۶۵ - ۳۶۶

☆ نزہۃ الخواطر 'جلد چہارم' 'مس' ۱۹۱ (ق)

(۱) "لکھناؤں کے" در ترجمہ اول (ن)

(۱۶)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو :- طائفہ لدوسی مطبوعہ مجبانی دہلی ۳۴۱ ر (ق)

(۱) "۲۰ رجب، ۱۰۸۱" در ترجمہ اول (ن)

(۱۷)

☆ ملاحظہ ہو :-

☆ منتخب تاریخ 'مس' ۳۶۵

☆ نزہۃ الخواطر 'جلد پنجم' 'مس' ۳ - ۵

☆ بوستان اخبار 'مس' ۳۶۵ - ۳۸

☆ گزارشہ ایر از محمد علی ماہذوی 'مس' ۳۲۳ - (ق)

(۱) اکبر نے فتح پور سیکری میں یہ عمارت تعمیر کرائی تھی اور اس ی میں مذہبی مباحث منعقد ہوا کرتے تھے (الف)

(۱۸)

☆ ملاحظہ ہو :-

☆ برکات الاولیاء 'مس' ۱۱۵ - ۱۱۶

☆ نزہۃ الخواطر 'جلد چہارم' 'مس' ۳

☆ مسلم شیخ ابراہیم بن مولوی عبد اللہ بھٹی کے علاوہ میں غریب متار تھے۔ ان کی تصنیفات میں 'تکون الاولیاء' (نقد شای) اور 'نعم الانباء' مشہور ہیں۔

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو :- گلدستہ علماء سورت از شیخ بہادر عرف شیخو میاں سورتی 'مس' ۵۶

(ق)

(۲۰)

☆ مولوی احسان الحق کے والد کا نام شیخ بہادر تھا۔ ملاحظہ ہو :-

☆ نزہۃ الخواطر 'جلد پنجم' 'مس' ۲۵ - (ق)

☆ دونوں قطعات تاریخ سے مطلب سال ۱۲۴۳ حاصل نہیں ہوتا۔ (ن)

(۱) طب اسلامی کا ایک علمی نسخہ پشاور میں پشتو اکیڈمی میں سرسٹ فارمہ شمارہ ۴ - ۷ پر موجود

ہے۔ دیکھ مشترک ۳۶۵ (ن)

(۲۲)

☆ امام محمد شیبانی اور امام ابو یوسف "مصابین" لکھاتے ہیں۔

☆ ملاحظہ ہو :-

☆ مدائق الحنفیہ 'مس' ۳۶۶ - ۳۶۷

☆ اخبار الاخبار 'مس' ۱۸۳ - ۱۸۶

☆ خروقتہ الاسفیاء 'جلد اول' 'مس' ۳۷ - ۳۸

☆ گزارشہ ایراد 'مس' ۲۲۸ - ۲۲۹ (ن)

(۱) "امام محمد شیبانی" در ترجمہ اول

(۲) "۱۵ سال" در ترجمہ اول

(۳) "امور" در ترجمہ اول

(۴) "اساتذہ" در ترجمہ اول

(۵) "علماء کا" ترجمہ اول نمبر

(۶) متن کے سطر ۹ پر حاشیہ دو تھا جو ترجمہ اول میں نہیں ہے حاشیہ یہ ہے:

"مفتی شہر کا نام ہے جو مالوہ میں ہے اور سلاطین مالوہ کا دار الحکومت رہا ہے۔ (ن)

(۲۳)

شاخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علوم ظاہری و باطنی میں فاضل کامل تھے 'فرائغ علی' حاصل کرنے کے بعد علم و کتاب کے کام میں شریعت کے لیے ۱۵۹۹ء میں سپہ دہل سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ رستہ میں علی میں مصرت ہوئے۔ عمرانی ہند سے ملاقات کی و بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ نقشبندیہ سلسلہ کا خوب شیوع کیا 'اجماع ملت کا بڑا خیال رکھتے تھے مدد گہری میں علماء و سادات کی جو صورت سنخ دی تھی اور شریعت میں بحیثیت و جو نقصان پہنچا تھا اس کی اصلاح کی۔ حضرت مجدد نے چوری چوری کوشش کی 'بدعات کا رد کیا' وحدت اشعور کے نظریہ کی اشاعت کی 'جب ہمایوں بادشاہ نے مجدد صاحب کو قید کر دیا تھا تو حضرت نے تعلیم و رسد کا کام لیا ۱۶۳۲ء میں دہلی میں ایک مدرسہ کھولا جس میں تصانیف میں ان کے مکتوبات بہت مشہور ہیں۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

علماء ہند کا شاہکار ماضی 'جلد اول' از مولانا محمد میاں 'میں ۶۱-۶۲

گزارہ اولیاء از مولوی مظفر حسین 'میں ۳۲-۳۷

سلیمان نادویہ 'میں ۲۴-۲۳۸

درد گوشہ از شیخ محمد اکرم 'میں ۲۰۹-۲۸۵

ہفت البرہان فی علماء ہندوستان از لہام علی آزاد بکراچی 'میں ۳۷-۵۲

ردۃ الدعات از محمد ہاشم (مطبوعہ لور کشور پریس گھنٹری)

امیرت القدسی 'جلد دوم (مطبوعہ لاہور)

مفتاح التواریخ 'میں ۲۳۰-۲۳۱

حدائق الحنفیہ 'میں ۳۰۵-۳۰۶

نورۃ الموطر 'جلد ہفتم 'میں ۳۱-۵۳

سرمدہ مصنفیہ 'جلد اول 'میں ۶۵-۶۰۹

ابجد العلوم 'میں ۸۹۸-۹۰۰

انبیاء المجتبیٰ 'میں ۳۳-۶۶

سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی از محمد احسان اللہ عباسی (ہمدرد کراچی پریس دہلی

(۱۹۳۶)

حیات مجدد از محمد قربان (مطبوعہ)

انوار الہدیین 'میں ۳۷۹-۳۸۷

تذکرہ جامعہ کبیری 'میں ۲۷۳-۲۷۵ (ق)

۱- "میراث" ترجمہ اول نمبر

۲- "محدث" ترجمہ اول نمبر

۳- "تفسیر صحاح ستہ" ترجمہ اول نمبر

۴- "انوار" دوم ترجمہ اول

۵- "سے کر" دوم ترجمہ اول (ن)

(۲۴)

(۲۱) مذکورہ مصرع سے بکھپا ابجد ۱۵۹۷ء ہمدرد برآمد ہوئے ہیں۔ (ن)

(۲۵)

شاہ عالم دہلوی کے نام سے مشہور تھے۔ ملت شرف الدین کے خسر تھے۔ مولوی عبد القادر رام

پس لگتے ہیں کہ تدریس ہندوستان میں ہوئی ہے۔ حضرت شاہ کے علم کے بعد میں لاہور

آئے۔ مولوی عالم اور مولوی برکت سے کتب درسیہ پڑھیں 'فوت گزشتہ اور رام پور میں ممتاز اور

بامعراز رہے۔ ائمہ کی مجلسوں میں سب سے اونچی جگہ بیٹھتے تھے اور جو چاہتے تھے کہتے تھے اور

سب ان کی باتیں سنتے تھے۔ انتقال پانچا بارہویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔

ملاحظہ ہو:- (۱) تذکرہ کا ملان رام پور 'میں ۱۰-۱۱

(۲) علم و عمل (جلد اول) 'میں ۷۸-۷۹ (ق)

شاہ احمد عبدالحق نے شاہ عبدالرزاق بانسوی کے دست مبارک پر بیعت لرائی۔ تحت رہائیں

اور مجاہدے کئے۔ ان کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ شرح علم العلوم ۳۶-۳۷ ر ۲۳-۲۳۳

میں نکل ہوئی۔ علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی میں بھی ماہر کامل تھے۔

۹ ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ ر ۱۷۵۳ء بروز جمعہ انتقال ہوا۔ مولانا احمد عبدالحق کے دو خط ہوئے۔ پہلی پوری سے ملا محب اللہ اور دو صاحبزادیاں ہوئیں اور دوسری پوری سے مولانا انوار الحق اور سہولتا انوار الحق پیدا ہوئے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ علمائے فرنگی محل 'م' ص: ۲۳-۲۵

آثار الاولین علمائے فرنگی محل 'م' ص: ۵- (ق)

(۲۷)

☆ مدت: پندرہ برس و تدریس اور احیاء مراسم دین میں مشغول رہے۔ ان کی تصنیف سے کوئی جہ بدکار نہیں ہے۔ ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیاں چھوڑ کر وفات پائی۔

مدت: ہوا۔ تذکرہ علمائے فرنگی محل 'م' ص: ۳۲

آثار الاولین علمائے فرنگی محل 'م' ص: ۸- (ق)

(۲۸)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ علمائے فرنگی محل 'م' ص: ۲۵-۲۸

انوار علمائے فرنگی محل 'از مولوی شیخ الطاف الرحمن' ص: ۳۳-۳۴

آثار الاولین علمائے فرنگی محل 'م' ص: ۶-۷- (ق)

☆ "معرفت" ترجمہ اور تخریر

۲- "ناموں" ترجمہ اول (ن)

"تذکرہ علمائے فرنگی محل" (م' ص ۲۵ تا ۲۸) میں بھی واضح طور پر بیان ہے کہ بارہ سال کی عمر میں ملا محمد نے اپنی والدہ سے تربیت حاصل کی اور اس کے انتقال کے بعد اپنے بڑے بھائی مولوی محب اللہ سے تربیت حاصل کی۔ پھر تفصیل علم سے فارغ ہو کر بعض کتب ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قلیب شہید ملا حسن بن قاضی نظام مصنفین ابن ملا احمد شہید سے اور مطوعات مولانا بحر العلوم عمید، علی سے پڑھیں۔

روحانی تربیت کے لیے والد ماجد سے روحانی تعلق رہا اور پھر بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوئی۔ (الف)

(۲۹)

☆ "بیت" ترجمہ اول۔ (الف)

(۳۰)

☆ مولوی عبدالحلیل بن ریاض الدین اسرائیلی ساکن کول (ملی گڑھ) ۱۲۷۵ھ ر ۱۸۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ اکثر کتابیں مولانا بزرگ علی مارہروی سے پڑھیں پھر دوسرے علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا محمد اسماعیل دہلوی سے علم حدیث کی تفصیل کی۔ وطن آکر درس جاری کیا۔ لوہاب محمود علی خاں نے چھتاری بلایا۔ دہقان وہاں درس دیا۔ بہت سے علماء نے ان سے فیض حاصل کیا۔ سید احمد شہید کے مرید تھے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مراد آباد حصہ لیا انگریزوں سے مقابلہ کیا اور شہید ہوئے۔ علی گڑھ کی جامع مسجد میں مزار ہے۔ (ازبیت الخواطر جلد ہفتم ص: ۲۳۸)

(☆ ☆) مولوی احمد حسن قزوینی 'لوہاب صدیقی حسن قزوینی کے پوتے بھائی تھے۔ تفصیل علم قزوینی ناہور' (سرخ آباد، بریلی) علی گڑھ دار علمی میں 'ن' قبیل مدت میں علوم نقل و نقل سے فارغ حاصل کیا 'عرشی تفسیر قد' باب ۱ شکر تھے۔ مولانا احمد حسن عارف فضل و کمال کے لوہاب پہ گری میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ مولوی احمد حسن کی تألیفات میں ایک کتاب شباب عاقب ہے۔ عقید کے رد میں بھی کئی رسالے لکھے مولوی محمد عباس رفعت نے حسب دلیل قطعہ تاریخ روایات لکھا ہے۔

عرش	ماں	مگر	احمد	حسن
دار	تفصیل	مصنف	مفسر	بار
رحمت	برکت	ر	ہماں	سوئے
بر	طوبی	ہم	شیر	حور
کشت	رحمت	ار	پ	تاریخ
۱	الم	التفصیل	عشور	بار

۱۳۷۷ھ ر ۱۸۹۰ء

تفصیل کے لئے دیکھئے۔

ماثر صدیقی موسم - سیرت والا جاتی - حصہ اول 'م' ص: ۷۳-۸۰

ازبیت الخواطر جلد ہفتم 'م' ص: ۲۲-۲۵

انجیر العلوم 'م' ص: ۳۵-۳۶

(ج) انتخابات السلاسل من ۲۲۲-۲۳۰ (ج)

1000

۳۰ تا ۳۵ سالگی

(۳۳) $\frac{1}{x^2} = x^{-2}$ ، ترجمه اول (۳۴)

☆ 511 4

منتخب الطور ربع' ص: ۴۳۵

۳۱: غوامرہ من (ق)

(۱) "مشہور عالم" اور ترجمہ عالم (الف)

ۛ "حافظہ قرآن تھے۔ اپنے والد ماجد سے تلمذ تھا مگر فاتحہ الفرائض اپنے بڑے بھائی مولوی عبدالقدوس سے پڑھی۔ ایک مدت تک درس دیتے رہے، تمام علوم میں مفتی صاحب کو ملکہ حاصل تھا، خاص کر کتب لغت میں بڑی مہارت تھی، غائب سعادت علی قاسم کے زمانہ میں مفتی ہر امت مقرر ہوئے۔ غائب صاحب موصوف کو مفتی صاحب کی دیانت و امانت پر پورا بھروسہ تھا۔ بہت آپ کو شیخ انصاری مدظلہ ہدایہ سے تھی۔ مفتی صاحب موصوف صاحب باطن بھی تھے، آپ نے وہ سہ ماہی مولوی اکبر اور مفتی انصاری ایک صاحب زاوی پھوڑی۔"

تذکرہ ملوئے نرنگی محل 'ص' : ۷۷۳

منہ، جگہ اور اب

احسب لہائے لرگی محل' ص: ۸۱

”ہمارا لادیں میں علاقے زرگی محل“ ص: ۷۷۔ (۳)

(۱) "برصورت نامہ" دیکھتے تھے، ترجمہ اول (الف)

(۲) لکھنؤ "عہدہ دہلی دہلی"

(۳) "مقدمه" در ترجمه اولی (الف)

(२८)

☆ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا ۲۵، صفر ۱۳۳۰ھ کو انتقال ہوا۔

ۛۛ ۛۛ سووی محمد حسن شہیل، ایم فاضل علوم حسن بن مفسر علی، حضرت عبداللہ بن سلام
مقابل کی اولاد میں تھے۔ بی اسرائیلی کہلاتے تھے ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ
مقابل کی اولاد میں تھے۔ بی اسرائیلی کہلاتے تھے ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ ۛۛ

[illegible]

☆ ☆ ☆ مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم کے سوانح حیات مولوی ملک ظفر الہی بہاری صاحب نے "حیات اعلیٰ حضرت" کے نام سے چار جلدوں میں مرتب کئے ہیں۔ پہلی جلد ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ دوسری جلد کا مسودہ ۱۹۶۱ء کی نظر سے گزرا ہے۔ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول پر مولوی محمد سلیمان بدایونی نے تبصرہ کیا ہے۔ سوانح نگار کی بعض تاریخی اور واقعاتی غلطیوں کی خاص طور سے نشاں دی کی ہے۔ اس تبصرہ کا ایک حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

مولوی احمد رضا خاں مرحوم بن مولوی تقی علی خاں درویش بزمی پٹان (حاجہ الملک حیات
رحمت خاں کے خاندان سے کسی جسم کا تعلق نہ تھا) ۱۰ شوال ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۳ جون
۱۹۲۱ء بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۰۴ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ نام "انتخاب" آپ وہ مولوی تقی علی
خاں، مرزا غلام قادر بیگ، مولوی عبدالعلی رام ہروی (ف ۱۳۹۷ھ ر ۱۸۷۹ء) اور شاہ
ابوالحسن لوری میاں مار ہروی (ف ۱۳۳۳ھ ر ۱۹۱۵ء) سے تحصیل علم کی۔ طبع رسا، ذہن حاضر
اور قوی حافظہ کے مالک تھے۔ بہت سے رسالے اور کتابیں لکھیں۔ خوب شہرت و ناموری حاصل
کی۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے رنگ کے مخصوص عالم تھے۔ بریلی (روٹنیل کٹن) ہوا تو
درویشوں کے زمانہ سے مشہور ہے لیکن مولوی صاحب کی وجہ سے "بریلی" آکٹاف و اطراف ہند و
پاک میں خوب مشہور ہوئی۔ "بریلی" اور "بریلیت" جیسے الفاظ بطور اصطلاح استعمال ہونے
لگے۔ ۲۵ مفر ۱۳۴۰ھ ر ۱۹۲۱ء کو مولوی احمد رضا خاں صاحب کا انتقال ہوا۔ مولوی احمد رضا
خاں اور مولوی مصطفیٰ رضا خاں دو بیٹے یادگار چھوڑے، اولیٰ اذکر فوت ہو چکے ہیں۔ مولوی
مصطفیٰ رضا خاں بریلی میں مسرور ہیں۔ کتاب (حیات اعلیٰ حضرت) تلفظ و واقعات اور روایات کا
مکتبہ بن کر رہ گئی ہے۔ سوانح نگار نے واقعات کی صحت اور روایت کو روایت کے اصول پر

پہننے کی کوشش قطعاً نہیں کی، جو بات جس سے سنی شاہی کتاب کردی کتاب میں واقعات کی
تحریر عام بات ہے۔۔۔ کتاب کے سرسری مطالعہ کے بعد ایسی تاریخی غلطیاں نظر آئیں جس کی
صحت و نشاندہی ضروری سمجھی گئی تاکہ یہ واقعات آئندہ مزید غلطیوں کا سبب نہ بنیں۔
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

حیات اعلیٰ حضرت از مولوی ملک ظفر الدین بہاری (مکتبہ رشیدیہ کراچی ۱۹۵۵ء)
نقد و نظر حیات اعلیٰ حضرت از مولوی محمد سلیمان بدایونی (علم کراچی) جنوری ۱۹۵۷ء

۹۵۸

وصاد شریف مرتبہ مولوی حسین رضا خاں بریلوی، ص ۲۵-۲۳ (طبع دوم لاہور)
مکتبہ اسلامیہ، رام احمد، اکبر، راجہ دی محمد، میں اس حش علی ساکن قصہ یہ پور
ضلع بدایوں (مظنی) ص ۷۱ (فہرست کتب خانہ مدرسہ کادریہ بدایوں)۔ (ق)

- (۱) "سید" ترجمہ اولیٰ زادہ
- (۲) "وہدن" در ترجمہ اولیٰ
- (۳) "الف" کے "در ترجمہ اولیٰ
- (۴) "جیف" در ترجمہ اولیٰ
- (۵) "سی" در ترجمہ اولیٰ
- (۶) "خاور" محسوب "اینا
- (۷) "تہ" یہ
- (۸) "شیر" یہنا
- (۹) "عدس" این
- (۱۰) "اودی" اینا
- (۱۱) "عسیر" یہ
- (۱۲) "من" در من - حرام "اینا
- (۱۳) "تاودی" این

ضافہ: (۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس سے زائد فہرستوں پر تقریباً
ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے:

(۱) اعلیٰ "اکثر حسن رضا: لقیہ اسلام کراچی: ادارۃ تصبیحات امام احمد رضا

(۱) "مکتبہ رشیدیہ کراچی" ص ۱۰۰-۱۰۱

اعلیٰ حضرت "کراچی"

مکتبہ رشیدیہ کراچی

اعلیٰ حضرت "کراچی"

مکتبہ رشیدیہ کراچی

مکتبہ رشیدیہ کراچی

بجائے جگہ حرام اور علیی اور علیی کے لئے

اس فتویٰ کے بارے میں مولانا:

اور کو خلافت تحریک - حیدر علی - ص ۱۰۰-۱۰۱

ہر کر کے بچایا گیا اور اسلام کے بارے میں فتویٰ صادر کیا گیا

کہنے پر اس کے خلاف فتویٰ دیا اور بعد میں اس کو واپس لیا گیا

جمعیت العلماء ہند کے فتویٰ کو لکھ قرار دیا اور اس کو واپس لیا گیا

ہندوستان کے لیے سے دی جاتی تھی۔ اس نے بعد میں ان کا رد کیا

فتویٰ متفقہ میں دارالعلوم دیوبند کے علماء کے اشیات شائع کی

راجہ دیوبند کے خلاف تھے اس اختلاف کی بحسب دونوں

نظر آتی ہے۔

(۳۶)

۱۹۳۷ء - ۱۹۵۵ء میں تقابلاً اور ایک ایک

۲۲ - ۲۳ (ق)

(۳۷)

۱۹۴۰ء میں اقبال پور

تذیب الخواطر جلد سوم ص ۸۰

اختیار اخبار ص ۳۳-۳۶

ماثر انگرام دفتر اول ص ۸۸-۸۹

خزینۃ الاسیاء جلد اول ص ۳۷۹-۳۸۰

سبح المرحان ص ۳۷-۳۸

جہدِ صوم، ص ۸۹۲-۸۹۳ (ق)

شیخ عبدالحق نے مولانا احمد کے قصیدہ کے ۲۵ اشعار نقل کئے ہیں۔ قصیدہ عربی میں ہے اس سے علاوہ ۱۵۰۰۔ دو اشعار درج کیے ہیں جو صوم سے شیخ سعدی کے جواب میں لکھے ہیں:

ای در بھائی عمر تو فتح جہانیاں

ای بیش از آنکہ در قلم آید ثنائی تو

ہائی مہر اندر عواید بقاء تو

واجب بر اہل شرق و مغرب دعا تو

مولانا نے یہ اشعار اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں۔ انور علی مجلس میں شیخ

علامہ سید ابوالحسن علی مدنی سے نقل کیے۔ انور علی مجلس میں مولانا دوسری

گفتگو پر رکھا۔ مولانا غالباً فرصتِ غنیمت سمجھ کر لکھی روانہ ہو گئے۔ (الف)

(۳۸)

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

مکتبہ انوارِ رحمت، ص ۳۷۷

نہایت انظارِ جلد چہارم، ص ۳۰۰-۳۱ (ق)

۱۔ "تاریخ" کی تفصیل کے ساتھ ۱۵۰۰ ملاحظہ ہو: ۱۵۰۰ ملاحظہ ہو (ق)

۲۔ حسابِ سالِ حج میں ۱۵۰۰ کے بعد ۱۵۰۱ کے بعد ۱۵۰۲ میں (ق)

۳۔ پہلی صدی سے پہلے کی تمام پہلی صدی میں ۱۵۰۰ ملاحظہ ہو (الف)

(۳۹)

۱۔ شیخ محمد عرب کی تصانیف میں حدیث "عن ابی ہریرہ" نامی "محررہ" نامی

جو درجِ الصریح اور خوب وقتی شہادت کا بھی قابل ہے۔

۲۔ ملاحظہ ہو: نہایت انظارِ جلد چہارم، ص ۳۰۰-۳۱ (ق)

(۳) "دوسری" ترجمہ اور

۳۔ "دوسری" ترجمہ اور ۲۵۸: ۲۳ میں اس کا کتاب نام "عن ابی ہریرہ" نامی ہے

ہے (ق)

بقول مصنف "نہایت انظارِ جلد چہارم" حدیثِ صریح میں ۱۵۰۰ ملاحظہ ہو

ہوئے۔ (الف)

میر رک: مولانا محمد عارف "حالاتِ معنوی" درجِ اولی، کراچی، ۳۸۹، دورِ ص ۲۹۰

(۱)

(۲) مٹی (Mathew) ترجمہ اولی، کراچی، (الف)

(۳)

(۱) "مشہور اکابر اور علم" درجِ اولی

(۲) "علم" درجِ اولی

(۳) "پہلی صدی" درجِ اولی

(۴) "اور غیر" درجِ اولی

(۵) "تاریخ" درجِ اولی

(۶) "تاریخ" درجِ اولی

(۳۴)

(۱) "تاریخ" درجِ اولی

(۳۳)

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

(۲) "تاریخ" درجِ اولی

(۳۳)

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

(۳) "تاریخ" درجِ اولی

(۱) "تاریخ" درجِ اولی

۱۵۰۰ ملاحظہ ہو:-

$$-\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \|\Delta \theta\|^2 = -\Delta \theta \cdot \Delta \theta' \quad \text{d} \theta' = \theta''$$

۱۰۔ تعلیم کے لیے ماحول کی ضرورت۔

(72)

۱۲ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ۱۔

☆ مفتی محمد اسد احمد ۱۹۳۰ء تا ۱۹۸۱ء میں پیدا ہوئے۔ صرف دو نوجوان ائمہ دین
 ہیں جن چوتھی سے اور قلیوں وغیرہ مولوی جلس
 ایوں کے مرید تھے۔

(۱) لذت (خوشحالی) - وہ برائی صورت حال ہے جو اس کے دل میں پیدا ہے۔

(۵۱) یہ کتاب محمد اٹھ سے مشیہ ہے۔ دو دہائیوں پہلے درسی کی تصانیف میں سنیقہ، روایت (علم
عقائد) اور تفسیر قرآن (چار جلد) بھی ہیں۔ مولوی اسلمی کا انتقال ۱۳۷۲ھ / ۱۸۵۵ء میں
ہوا۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :-
 حدیث الثمام - از مولوی محمد ممدی دایمہ نمبر شمار ۳
 مخطوطات شاہ عبدالعزیز، ص ۱۰۵، ۱۰۶ (۱)
 حصہ - - ۱۱۰

(۵)
 شیخ سید اسماعیل بکدای بن سید ابراہیمؒ میرٹھیؒ محمد بکدای سے تحصیل کی پھر شیخ
 عبدالرزاق بالہوی سے بیعت و خلافت حاصل کی، میر غلام علی تور، بکدای نے قطعہ تاریخ وفات
 لکھا ہے۔

آفتاب	روشن	دل	صاحب	کلی
۱	۲	۳	۴	۵
۶	۷	۸	۹	۱۰
۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵
۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵
۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰
۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵
۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰

۱۰۰

۱۰۰

(۵۲)

(۱) "عالمِ محدث اور مفسر تھے" در ترجمہ اول (ن)

(۵۳)

۱۰۰

کتب ۱۰۰

ترجمہ ۱۰۰

طوائف اکبری جلد دوم ص ۴۶۳ (ن)

(۱) "طوائف اکبری" در ترجمہ اول (ن)

(۲) "رات کو" ترجمہ اول برادر (الف)

(۵۴)

☆ محمد اشرف نام: جناب اشرف صاحب سنان میں پیدا ہوئے سرحد سے اوج میں حضرت
مخدوم جہاں گشت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیض حاصل کیا، شیخ عطاء الحق، امدین
کے مرید ہوئے۔ قاضی شہاب امدین دولت آبادی سے تعلقات تھے۔ عرب میں حضرت اشرف
سنائی سے بست فیض جاری ہوا اور اشاعت اسلام ہوئی۔ محرم ۸۰۸ھ ۱۴۰۵ء میں انتقال ہوا۔
حضرت سنانی کے مکتوبات ان کے ایک مرید نظام عینی نے طائف اشرفی کے نام سے قلم بند کئے
ہیں جو ۱۲۹۱ھ ۱۸۸۸ء حضرت نظام دہلی میں چھپے ہیں۔ طائف اشرفی کا ترجمہ و تفسیر دو
جلدوں میں مفتی امیر احمد کا کردوی نے کیا ہے جو ہدم برقی پریس کھنٹر میں طبع ہوا ہے اور
حضرت سنانی کے مکتوبات مسلم یونیورسٹی، امرتسر میں علی گڑھ کے بھان اہل تحقیق میں ہیں۔

تفصیلی کے لئے ملاحظہ ہو۔

اشرف الاحیاء ص ۱۶۶-۱۶۸

فکر و نظر (علی گڑھ) جنوری ۱۹۶۰ء

برہنہ سوانح سنانی ص ۳۴-۳۸

سیرت الاشرف جلد دوم ص ۱۰۰ مرتبہ مفتی میر محمد کورون ہدم برقی پریس کھنٹر ۱۳۶۹ھ

مکتوبات جناب اشرف سنانی (مخدومہ مسلم یونیورسٹی) — علی گڑھ

گزارہ ابرار ص ۱۳۵-۱۳۶ (ن)

نوٹ: طائف اشرفی کا اردو ترجمہ جناب شمس ربطی صاحب نے کیا ہے۔ اس کی کتابت

ہو چکی ہے اور یہ سیرت و سوانح (اس ترجمہ کی نظر ثانی اور ہدف ریڈنگ کر رہا ہے انشاء اللہ

۱۰۰)۔ ترجمہ شائع ہو جائے گا۔ اس کی اشاعت کا اہتمام شیخ ہاشم رضا اشرفی صاحب کے کیا

۱۰۰

شیخ عبدالحق نے اشرف الاحیاء میں مکتوب نمبر ۲۲ کو نقل کیا ہے جو قاضی شہاب امدین کے

نام سے۔ (الف)

(۵۵)

(۱) "یونیورسٹی" ترجمہ اول میں ترک ہوا (ن)

(۲) نو کشور کے دوسرے ایڈیشن میں جتنی کا تعلق طبع ہوا ہے (الف)

(۵۶)

(۱) ۱۰۰ — اول برادر (ن)

(۲) "ان کی تصنیف ہے" در ترجمہ اول (الف)

(۵۷)

☆ تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

اثر صوفی جلد اول ص ۵۳-۵۴

سیرت سید احمد شہید ص ۳۲۹-۳۳۱

اردو مکتوبات از حامد اللہ ندوی ص ۲۲-۲۳

اجہ العلوم ص ۳۵-۳۶

الہدایۃ الممدیہ لرحمہ اللہ عین الہدیہ از مولوی فضل رسول بدایلی ص ۱۳۳

تراجم علامتہ اہل حدیث ص ۲۶۹-۲۷۳

مکتب	مکتب	مکتب	مکتب	مکتب
مکتب	مکتب	مکتب	مکتب	مکتب
مکتب	مکتب	مکتب	مکتب	مکتب
مکتب	مکتب	مکتب	مکتب	مکتب
مکتب	مکتب	مکتب	مکتب	مکتب

۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

(۵۲)

(۱) "عام محدث اور مفسر تھے" در ترجمہ اول (ن)

(۵۳)

☆ حافظ ہوا۔

مکتب التواریخ، ص: ۴۵۷

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

(۱) "ثابت ایست" در ترجمہ اول (ن)

(۲) "رات کو" ترجمہ اول (الف)

(۵۳)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق) شرف نام' ہر تفسیر لقب تھا۔ سنان میں پیدا ہوئے سر قند سے اوج میں حضرت
مقدم جہاں جہاں گشت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیض حاصل کیا، شیخ علاء الحق والدین
کے مرید ہوئے۔ قاضی شباب الدین دولت آبادی سے تعلقات تھے۔ چارپ میں حضرت اشرف
سنائی سے بہت فیض جاری ہوا اور اشاعت اسلام ہوئی۔ محرم ۸۰۸ھ ۱۴۰۵ء میں انتقال ہوا۔
حضرت سنائی کے تلمذات ان کے ایک مرید نظام بخاری نے طائف اشرفی کے نام سے قلم بند کئے
ہیں جو ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۱-۸۲ء حضرت الطابع دہلی میں چمپے ہیں، طائف اشرفی کا ترجمہ دیکھیں دو
ہندوں میں فشی میراجہ کا کردی نے کیا ہے جو ہندو ہتی پر نہیں گھسٹ میں طبع ہوا ہے اور
حضرت میراجہ کا کردی نے کیا ہے جو ہندو ہتی پر نہیں گھسٹ میں طبع ہوا ہے اور

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

(۵۵)

(۱) "ہندو" ترجمہ اول میں ترک ہوا (ن)

(۲) نو کشور کے دوسرے ایٹھن میں مہتی کا مہتی طبع ہوا ہے (الف)

(۵۷)

(۱) "ان کی تصنیف ہے" در ترجمہ اول (الف)

(۲) "ان کی تصنیف ہے" در ترجمہ اول (الف)

(۵۸)

☆ تفصیلی حالات کے لیے حافظ ہوا۔

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳ (ق)

(ق) اختلاف لہذا ص ۱۳۵-۱۳۸ (ن)
() "اردو" اور ترجمہ اول

→ 5x de 15

ماثر، المزمع، قصة ادب، سن ۱۹۴۰

۷۲۱: احوط طبر، جلد چهارم، ص: ۴۱۱

عرائق الحنفية* من ص : ٦٩٣ - ٦٩٥

جہاز لاخپار' مں: ۸۷

سید المرہان، ص: ۴۳

ایچہ معلوم: ص ۸۹۳ - ۸۹۵

تجلی نور حصہ دوم از مصنفی نور الدین علی بن ابی طالب

۱۔ "صباحان علم" ترجمہ اول میں (ک)

(40)

— 1954 —

منتخب النوارح، ص ۳۶: ۳۳۶-۳۳۷

نذرت انظر طر' جلد چهارم، ص: ۳۳ (۶۳)

(41)

☆ منتخب التواريخ من "بحرہ قوالع شہرہ" ملاحظہ ہو ص: ۱۵۰

یہ ملاحظہ ہو نکتہ الخواطر جلد چہارم ص ۳۹: (۳)

(42)

۱۰۰

منتخب الطرائق، ص: ۴۹۷

طبقات اکبری، ص: ۴۶۲ (۵)

(۱) "امراء اور قضا" ترجمہ اول، ج. ۸

(48)

جنابہ داد تہم یٹھن عرف بن شیخ رکن الدین ملا عبد القادر بدایونی سے مراسم اتحاد و یگانگت

(1)

والله رادهم فيمن عرف من شيخه ركن الدين

1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 2680, 26

سلسلے میں بیعت ہوئے حافظہ امان اللہ کا مقبرہ اسٹریٹ فیڈر روڈ ہال گودا کے جنوبی و مغربی گوشے

میں ایک لہجہ کے اندر واقع ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔

تذکرہ مشائخ بیارس' ص: ۲۹۰-۳۲

تذکرہ انکرام' دفتر اول' ص: ۳۲۴-۳۲۳

حدائق الحنفیہ' ص: ۳۳-۳۳۷

سبحہ امریکان' ص: ۸۷

جدید العلوم' ص: ۹۰۶ (ق)

(۱) "زبان" ترجمہ اوس میں (ن)

(۶۷)

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

نصاب' ص: ۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳

نصاب' ص: ۱۰۴-۱۰۵

نصاب' ص: ۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸

نصاب' ص: ۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱

نصاب' ص: ۱۱۲-۱۱۳ (ق)

(۱) "زبان" ترجمہ اوس میں

(۲) "زبان" ترجمہ اوس میں

(۶۸)

نصاب' ص: ۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶ (ق)

نصاب' ص: ۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰

نصاب' ص: ۱۲۱-۱۲۲ (الف)

(۶۹)

نصاب' ص: ۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵

(۲) "م" اور "ن" کے علاوہ ۱۲۸۴ میں ن سے مرہوش یعنی کے علاوہ متناظر ۲

سے مطبوعہ سال برآمد ہوتا ہے (ن)

(۷۰)

نصاب' ص: ۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷

نصاب' ص: ۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲

۱۳۲۳ء ر ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر تھا۔ حضرت مولانا شیخ محمد

قانونی محدث (۱۳۲۰ء ر ۱۸۸۵ء تا ۱۳۹۷ء ر ۱۸۸۰ء) اور حضرت حافظ خاسن (شہید ۱۳۷۴ء ر

۱۸۵۸ء) کے ہم ہمت تھے۔ ولی اہل تحریک کی اشاعت میں انھوں نے نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔

سید احمد شہید کی شہادت کے بعد مولوی نصیر الدین دہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد

مشہور بزرگ میاں جی نور محمد پٹنہاوی سے بیعت کی۔ جن کے دو اہل خاندان مولانا شیخ محمد

قانونی اور حضرت حافظ خاسن شہید بھی تھے ' جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں تھانہ بھون اور اس کے

قریب و دور کے مسلمانوں نے حضرت حاجی صاحب کو میر جہا غفر کر کے شامی (ضلع مظفر نگر)

میں انگریزوں سے سخت مقابلہ کیا جس میں حافظ محمد خاسن صاحب شہید ہوئے۔ اس متحرک جہاد

میں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد مظفر نانوتوی، مولانا محمد منیر نانوتوی

اور قاضی حیات علی قادی و دیگر حضرات شریک تھے ' جنگ آری کا فیصلہ انگریزوں کے حق میں

ہوا ' حاجی اور ان کے ۱۳۷۶ء تا ۱۸۵۹ء میں مکہ معظمہ ہجرت کر گئے اور اپنی سرگرمیوں کا مرکز مظفر

کر لیا گیا۔ مکہ معظمہ میں ۱۳۷۶ء تا ۱۳۷۷ء ۱۸۹۹ء میں انتقال ہو۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

سیرت حاجی احمد اللہ اور ان کے خاندان از اہلاد صابری (دہلی ۱۹۵۱ء)

تمام ادب و اردو ترجمہ صحاح مشکوٰۃ (۱۰ ج) مرتبہ، مترجمہ حاجی محمد مرتضیٰ خاں

مولوی محمد احسن گرامی قوی پریس کھنٹر ۱۹۸۳ء ر ۱۸۹۷ء

مطبوعات ادبیہ محمد سعید احمد برہان پور، مولوی اشرف علی قادی (مطبع احمدی کھنٹر

۱۹۱۵ء)

ادوار المستنق مرتبہ مولوی اشرف علی قادی (تھانہ بھون ۱۳۳۷ء ر ۱۹۲۹ء)

تذکرہ الرشید از عاشق الہی میرٹھی جلد دوم و سوم

فرنگیوں کا حال، مراد صابری' ص: ۷-۱۲

کتوبات حضرت حاجی احمد اللہ صاحب کی مرتبہ محمد حبیب قادری، مظفر نگر، ستمبر ۱۹۵۷ء

ص: ۳۱-۳۹

(۸) مظہر الامام' ص: ۳۱- (ق)

(۱) "اور اس وار برکت آوار میں مقیم ہیں" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۷۱)

☆ مولوی امیر الدین علی بن شیخ محمد بخش بن شیخ احمد بن شیخ احمد عرب

جون بنحوی 'مولوی امیر الدین علی نے کفایت میں تحصیل علم کی' ۱۸ سال کی عمر میں ۱۳۳۱ھ ر
 ۱۸۲۰ء میں مولانا عبدالرحمان مودودی کی خدمت میں پہنچے ۷ سال ۳ سترہ دن ان کی خدمت
 میں رہے۔ مثنوی معنوی و رسالہ کلمۃ الحق کتاب کلمۃ ملا بدیع شیخ محمد امین علی مد شرح
 عبدالکریم حبیبی اور ربع اسر مشکوٰۃ شریف، شرح شیخ عبدالقادر جیلانی، شرح شمس
 کتاب نور مطلق کو سہ ماہیہ مولوی نور اللہ گجراتی سے پڑھا اور مولانا مودودی سے استفادہ
 کیا۔ ۱۳۳۲ھ ر ۱۸۳۶-۲۷ء میں بروز عید الاضحی مولوی عبدالرحمان کھنوی نے
 سلاسل میں جازت و خلافت فی سیکڑوں اشخاص ان کے مرید ہوئے اور راہِ ہدایت کی
 حریم شریفین سے شرف ہوئے۔
 تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

حدیث شفاء از مرزا محمد جیلانی

تاج راہ' شمس' ۹۹-۱۰۵

قیصر التواریخ' جلد دوم ص ۱۰۸-۷۸

بوستان اودھ از راجہ درگا پ شاہ سندھوی ص ۱۵۸-۱۶۰

نوار الرحمان منشور الجنان از مولوی نور اللہ گجراتی (۱۸۸۹ء) ص ۲۳۳-۳۱۸

زبۃ الخواطر' جلد پنجم' ص ۸۱-۸۳ (ق)

(۷۲)

۱۰ کتاب درسیہ اپنے بچا مطلق محمد اعجاز اور اپنے بڑا مطلق ظہور اللہ صاحب سے چاہ کر
 فراغت حاصل کی' مطلق ظہور اللہ صاحب اپنے نقود کا جواب مولوی امین اللہ صاحب سے
 لکھواتے تھے۔ لہذا مستند عالم تھے تمام کتب درسیہ خاص کر ذواہد عقائد اور مسلم اور توحید و
 تنوع شرح دعا پر روشنی ہیں۔ خوشی شریعت ہادی اور شرح صراطِ تہذیب در شمس' ص ۱۰۱
 مستقل تصانیف ہیں۔ تذکرہ علماء فرنگی محل' ص ۳۸- مزید مطالعہ کے لئے ملاحظہ ہو۔
 حوالہ علماء فرنگی محل' ص ۱۷۰ (ق)

(۷۳)

۱۱ شیخ اودھ الدین بن علی احمد بکراہی نے مولانا حیدر علی بن عطاء علی سے تحصیل علم کی'
 قاضی بشیر بدین قزوینی' شیخ محمد بشیر سہوان اور شیخ جمیل احمد بکراہی وغیرہ کے شاگرد ہیں۔
 نقائص الاسماء کے علاوہ روشد الاذہار منہاج اللسان' تذکرہ شعراء عرب' شرح قصیدہ ہانت سعادت
 شرح دیوان متنبی اور شرح مقامات حریری وغیرہ بھی ان کی تصنیفات سے ہیں۔ منہاج اللسان

عربی ادب و اشعار پر بطور سوال و جواب ایف نادر کتاب ہے' اودھ الدین بکراہی نے یہ کتاب
 فقیر محمد خاں گویا کے لئے تصنیف کی ہے' س' تالیف ۱۳۳۷ھ ہے' اس کتاب کا قلمی نسخہ ہماری
 نظر سے گزرا ہے۔

ملاحظہ ہو۔ زبۃ الخواطر' جلد پنجم ص ۸۸-۸۹ (ق)

(۱) "اردو دیوان" در ترجمہ اول (الف)

(۲)

۱۲ تفصیل کے لئے دیکھئے۔

منتخب التواریخ' ص ۳۵۷

زبۃ الخواطر' جلد چہارم' ص ۳۵۰- (ن)

(۷۵)

(۱) "۱۳۳۷ھ" در ترجمہ اول (ن)

(۲) مولوی امام الدین کالوڑی کا تذکرہ مطبوعہ قادری الیٹین میں آخر میں شامل ہے۔ قاضی

مترجم اول نے اسے اصل متن میں شامل کر لیا ہے۔ ہم نے بھی اسے یہیں قائم رکھا ہے۔

(۱۱)

(۷۹)

(☆) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

ربیع الثانی، جلد اول، ص: ۱۲۸-۱۲۹

اخبار الاحیاء، ص: ۷۷ (ق)

(۱) "توسل و کفارة" در ترجمہ اول (ن)

(۸۰)

(☆) شیخ بہان الدین عینی کا انتقال ۷۶۸ھ / ۱۳۸۸ء میں ہوا ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

اخبار الاحیاء، ص: ۳۶-۴۷

حدائق الحنفیہ، ص: ۳۳-۳۴

Indias Contribution to the Study of Hadith Literature pp.52

(ق)

(۱) "مرفیانی" در ترجمہ اول (الف)

(۸۱)

(☆) حضرت بیام الدین زکریا ملتانی، بن شیخ عمر غوث ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ / ۱۱۶۱ء میں

پیدا ہوئے۔ حضرت نے ایک کتاب "اوراد" (۱) کے نام سے فارسی میں لکھی تھی جس کی ایک

مبسوط شرح مولانا علی بن احمد غوری نے "کنز العمال فی شرح الاراد" کے نام سے لکھی ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

نظار ابرار (اردو)، ص: ۵۵-۵۶

ربیع الثانی، جلد اول، ص: ۱۵۷-۱۵۸

حدائق الاحیاء، ص: ۲۶-۲۸

بیام الدین زکریا۔ از مولانا نور احمد خاں فریدی (مقتدر الادب، جگدوالا ۱۹۵۳ء)

مفتاح التواریخ، ص: ۶۲-۶۳

بیرالادیاء، ص: ۷۷-۷۸

موسمہ الاصیاء، جلد دوم، ص: ۸۱-۸۲

بزم صوفیاء، ص: ۸۹-۹۵

رفیق

(۷۹)

(☆) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(۱) شمار، دیار، ص: ۶۷

رجال المستند والمند از قاسم الموالید الطبر مبارک چاری ص: ۷۸-۷۹ (بکلی)

بیرالادیاء، ص: ۷۷-۷۸

معارف المولایہ، جلد اول (قلمی) از قلام صمیم الدین احمد، ص: ۲۵۶ (ملوک پروفیسر)

فیض احمد نظامی علی گڑھ)

شہادت القدس (قلمی) از لال بیگ بخشی، ص: ۱۵۹-۱۶۰ (کلون میزیم آف

پاکستان، کراچی) (ق)

(۱) "اسرار الادبیاء" کا ایک قلمی نسخہ کتابخانہ نوشاہیہ، ساہن ہال شریف، ضلع مظفر آباد

امدین میں محفوظ ہے۔ یہ کتاب دوبار شائع ہو چکی ہے۔ پاکستان میں سب سے اس کے قلمی نسخوں

کے بارے میں مزید تفصیلات کے لئے دیکھیے: مشرک ۳: ۷۵۵ اس کی کتاب کا اردو ترجمہ سید

محمد عبدالجواد نے کیا تھا جو مجموعہ "مخطوطات خراجان پشت اہل پشت میں شامل ہے۔ یہ ترجمہ

۱۳۳۴ھ میں مطبع مجبلی سے شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا ترجمہ لاہور سے اللہ والے کی قومی دوکان

واپس نے ۱۳۷۳ھ میں شائع کیا لیکن مترجم کا نام معلوم نہیں۔ تفصیلات کے لئے دیکھیے۔

اختر راہی، ترجمہ ہادی حنون لاری بہ زبانی پاکستانی اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و

پاکستان، ۱۹۸۶ء، ص: ۶۱ (ن)

(۷۷)

(☆) تفصیل کے لئے دیکھیے منتخب التواریخ، ص: ۱۷۱ (ق)

(۷۸)

(☆) مولوی بہار الدین بن شیخ سرور علی دیوبند میں پیدا ہوئے۔ مفتی عبدالسلام دیوبند کی اولاد

میں تھے۔ اپنے چچا ذوالفقار علی دیوبند سے تفصیل علم کی سید محمد علی نقشبندی کے مرید تھے۔

ملاحظہ ہو۔ ربیع الثانی، جلد ہفتم، ص: ۹۷-۹۸

انوار احرارین' ص ۳۹۷-۳۹۸ (ج)

(۱) اس کتاب "الاوراد" کا ایک قلمی نسخہ بیت انگلت ہرود یوندرشی لائبریری میں بھی موجود ہے جسکے ہرود: ۶۸ اس کتاب کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: مشترک

(۲) ۳۹۹: ۳

(۳)

(۴) نزہۃ الخواطر جلد چہارم (ص: ۳) میں تاریخ وکالت ۹۷۸ھ، ۱۵۷۰ء تحریر ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

(۱) اخبار الاخیار' ص: ۲۵

(۲) بوستان اخیار' ص: ۵۶-۵۸

(۳) طبقات اکبری' جلد دوم' ص: ۳۳

(۴) معارج الولايتہ جلد دوم (قلمی) از قلام معین الدین احمد' ص: ۳۵۵

(ملوکہ پرنسپس ضلیق احمد نظامی' علی گڑھ) (ج)

(۸۳)

(۵) ملاحظہ ہو:-

خیر الکلام فی احوال العرب والاسلام حصہ پنجم از محمد عبدالحی مدنی' ص: ۳-۱۵ (دکنوریہ پرنسپس پبلیکیشن ۱۸۹۱ء)

India's Contribution to the Study of Hadith Literature,

pp. 123-124

(ج)

(۱) بسکھاری در قاری نسخہ نو کثیر' ۱۹۸۳' ص: ۲۳ (الف)

(۲) "ملفوظ الثقلین" ترجمہ اول (ن)

(۳) "قاری" ترجمہ اول (ن)

(۱) "بسکھاری" در نسخہ قاری مطبوعہ (الف)

(۲) "مشہور" در ترجمہ اول۔ (الف)

(۸۵)

(۵) ملاحظہ ہو:-

مکتب التواضع' ص: ۴۴۸ (ج)

(۸۶)

(۱) "مکتبہ در نسخہ قاری مطبوعہ" (الف)

(۸۷) کے ساتھ تھے "در نزہۃ" (ج)

(۲) "در قریب" ترجمہ اول (ن)

(۳) "در غرضی شریعت" (ن)

(۸۸) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

مکتبہ در نسخہ

ذخیرۃ الخواص' جلد اول' ص: ۱۷۱-۱۷۳

نزہۃ الخواطر' جلد چہارم' ص: ۶۷-۶۸

درت اکبری جلد دوم' ص: ۳۲۹۔ (ج)

۱۔ اس کتاب پر مبنی ہے اختیارات کے لیے اور روایات میں کے لیے روانہ ہوا تو

۲۔ اس کتاب سے دارچین محمد و سید محمد و سید محمد کی عظمت کی حدود سے باہر آئے

۳۔ ہم ظاہر ہے اس کتاب کی بارش ہو کر بغاوت کر دی۔ (الف)

مزید تفصیلات دیکھئے آئین اکبری' انگریزی' ملخصین' نکلت ۱۹۳۹ء جلد اول نوٹ نمبر ۳۰ ص

ص: ۳۲۲-۳۲۸-۳۲۹ ملاحظہ ہو:-

(۹۰) (۵) نزہۃ الخواطر' جلد پنجم' ص: ۹۱-۹۷

(۹۱) (۵) خزینۃ الامنیۃ' جلد اول' ص: ۴۸۲-۴۸۳۔ (ج)

(۱) "سیاح" ترجمہ اول (ن)

(۲) "مکتبہ در نسخہ قاری" (ن)

(۵) ملاحظہ ہو:-

مکاتات عربی' از نواب مبارک علی خاں' حکایت نمبر ۵۳ (مطبع فیضی میرٹھ ۱۳۹۰ھ)

(۸۸۷۳) (ج)

ان دونوں بزرگوں کا تذکرہ قاری متن میں سب سے آخر میں دیا گیا ہے کہ دیکھئے تذکرہ علماء

ہند قاری' ص: ۲۸۱-۲۸۰ (ن)

کتب درسیہ کی تکمیل شاہ حمایت علی سے کی، باطنی علوم اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئے اور
اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے ایک مدت تک حقوق کے ارشاد و ہدایات میں مصروف رہے۔
۱۳۸۳ھ ر ۶۸-۶۹ء میں انتقال ہوا۔ (تذکرہ مشاہیر کاکوروی، ص ۳۳-۳۵)

(۵۶) شاہ تراب علی ۱۱۸۱ھ ر ۶۷-۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ شاہ باسط قلندر کے مرید و
خلیفہ تھے، علوم ظاہری قدرت اللہ، بکراہی، معین الدین بنکالی، شیخ عید الدین کاکوروی اور مولانا
فضل اللہ نیوتوی سے حاصل کیے تھے۔ ۵ ر جمادی الاول ۱۲۷۵ھ ر ۱۸۵۸ء میں انتقال ہوا۔
کاکوروی میں دفن ہوئے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

از	وجہ	پاک	تکن	تطب	زمان
برقک	گولا	دماغ	ہند	ہند	ہند
ر	ر	ر	ر	ر	ر
سل	قلہبش	"چراغ"	ہند	ہند	ہند

۱۳۷۵ھ

برکت الاولیاء، ص ۲۰۰-۲۰۱

نزیہ الخواطر، جلد پنجم، ص ۳۷-۳۸

تذکرہ مشاہیر کاکوروی، ص ۷۵-۸۱

انکار الابرار از شاہ محمد تقی حیدر، ص ۳۸۳-۳۸۴ (ق)

(۹۶)

(۵۷) علامہ تفصیل حسین کی تفسیلات سے شرح علی "مخروطات ابدوس" شرح علی "مخروطات
دیوبند" شرح علی "مخروطات معنی" اور رسالہ جبر و مقادیر مشہور ہیں۔

تفسیر سے دیکھیے:-

آدرج ادب، جلد سوم، ص ۳۴۵-۳۴۹

رداء، ص ۳۳-۶۳

مفتاح الخواصر، ص ۷۱

املاہ معارف از غلام علی، ص ۱۵۵-۱۵۹

حرف

(۹۷)

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

شیخ تاج الدین داہی کی کتابوں کے مصنف اور ممتاز صوفی تھے، تاج العارفین کے لقب سے
مشہور تھے، علم توحید میں دوسرے شیخ بر علی تھے۔ اس مہل کی تصانیف سے ی چریں:-
جن سے آزدی اور آزاد خیالی کا سبق ملتا تھا۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی ایسی تاویل و
ترجمہ کی کہ بادشاہ تھان رو گیا، بادشاہ کے لئے عہدہ تجویز کیا۔

محب الخواصر، ص ۳۰۱

رداء، ص ۸۶-۸۷ (ق)

(۱) بارش اور شاہ، ص (ب)

مزید ملاحظہ ہو

آئین اکبری، انگریزی جلد اول، ص ۱۹۰ (ن)

(۱) حدائق السلفیہ میں من انتقال ۳۸۰ھ تحریر ہے ملاحظہ ہو ص ۳۸۱
نیز دیکھیے:-

(۵۷) نزیہ الخواطر، جلد پنجم، ص ۲۵۱-۲۵۶

(۵۸) مشاہیر، ص ۷۸

(۵۹) تذکرہ ان زمان (قلمی) از امیر علی، ص ۳۳-۳۴ (۶)

(۱) ترجمہ دس "ش" اور (ب)

(۲) کتابوں کے ناموں میں ان کی اصلاح ہے شمار حسین نمبر شمار ۱، ۸، ۱۱، ۱۳، ۳۰، ۳۳

جو درست کردی گئیں فارسی متن کے مطابق۔ (ب)

(۵۶) شاہ حیدر علی بن شاہ تراب علی کاکوروی میں ۵-۶ھ ر ۱۷۹۰-۱۷۹۱ء میں پیدا ہوئے۔

نوبت انوار' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰
تیسرا درج' جلد اول' ص: ۱۷۰-۱۷۱ (ق)

(۹۷)

دارالافتاء

مکتب انوار' جلد ہفتم' ص: ۳۸۵-۳۸۶

دارالافتاء

دارالافتاء' جلد دوم' ص: ۵۱۳ (ق)

(۹۸)

(۹۷) مولوی محمد مستعان کاکوروی بن شیخ عبداللہ بن کاکوروی' شیخ قیام الدین کاکوروی کی اولاد میں تھے۔ خلیفہ میں بڑی صدارت رکھتے تھے' کاکوروی میں پیدا ہوئے وہیں پرورش اور تعلیم و تربیت پائی' تفصیل علم سورتا محمد اعظم بن شاکر اللہ سندیلوی سے کی۔ شیخ تقی علی کے مرید ہوئے۔
دارالافتاء' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰
تیسرا درج' جلد اول' ص: ۱۷۰-۱۷۱ (ق)

دارالافتاء' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰
تیسرا درج' جلد اول' ص: ۱۷۰-۱۷۱ (ق)

دارالافتاء

نوبت انوار' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰

دارالافتاء' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰

دوسرا درج' جلد اول' ص: ۱۷۰-۱۷۱ (ق)

دارالافتاء

تذکرہ

(۹۹)

(۹۹) دارالافتاء' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰ (ق)

(۱) "امراء" وقت کی ملازمت کے ساتھ درس و تدریس بھی کرتے تھے" در ترمہ اول

(الف)

(۱۰۰) تفصیل کے لئے دارالافتاء

مکتبہ الانبیاء' جلد اول' ص: ۶۸۹-۶۹۰

دارالافتاء' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰

دارالافتاء' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰

دارالافتاء' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰

دارالافتاء' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰

دارالافتاء' جلد ہفتم' ص: ۱۰۹-۱۱۰

اتحاد انبیاء' ص: ۳۰۱-۳۰۲

مکتب انبیاء' ص: ۴۸-۴۹

حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ' ص: ۳۰۱-۳۰۲

مقامات مرقی' ص: ۶۵-۶۶ (ق)

در ترمہ اول (الف)

(۱) "عالم پرہیزگار اور متقی روزگار تھے"

(۲) "مشہور" در ترمہ اول (ب)

(۳) "نمایندہ فاضل" در ترمہ اول (ج)

(۴) "مرد" در ترمہ اول (د)

(17)

☆ مولانا جلال الدین دہلوی شیخ قطب الدین رازی شاد روح شمس کے شاگرد تھے، ملاحظہ ہو:-

تزيين الخواطر جلد دوم، ص: ۲۲ (ق)

(۱) "بیچے" ترجمہ اولیٰ خوارو (الف)

(四)

☆ لاحظ يارب: فتح التواريخ ص: ٢٢٢

بریت احوالہ طر جلد چہارم ص: ۷۴ (ج)

قاضی یعقوب کو اکبر کی شادیوں کے مسئلہ پر معزول کیا گیا۔ ہنوز ہدایتی حسب + پرنس

ابو الفضل وغیرہ نے مل کر قلعہ پر سبکدوشی میں الوہا تیار پر معتقد ہونے والی بحث میں اسے دلائل

سے مجبور کر دیا کہ وہ شگت تسلیم کرے اور یہ بھی ہاں لے کہ اختلاف علماء کی رائے کے

ملا تو ہاں، غدر ہے، جہ شادوں کا جہاز ملے تو بارش لے کاٹی یعقوب کو فوری طور پر معذور

کہوا اور اہل شادیوں کو حد شادیوں کی حیثیت سے جائز قرار دینے کے لئے مامی کاظمی حسن

عرب کو مقرر کیا۔ اس کے سامنے مسئلہ پیش کیا گیا اور اس نے ان شادیوں کو جھٹھاڑا۔ قرار

وہے لڑ جاتا تھا۔ پھر دن کے بعد قاضی یعقوب کو ضلع کڑوا (پنجاب) کا قاضی بنا کر بھیج دیا گیا۔

 $\{A_i\}$

(10)

۲۰ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اخبار الاحیاء ص: ۴۳۹ - ۲۵۰ (۳)

(iv)

☆ مدنی جمال الدین مولوی نقی شاہ بریلوی پور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور

{ 22 }

حادثہ کی تفصیل کی سلسلہ قادیانہ میں اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے۔ کثرت کی بدولت و صلاح

میں نے صرف لکھی۔

خضر ریات المستدی (اوراد) زاد العباد رسالہ مفتی ابراہیم علیہ السلام رسالہ ریات القیور

رضعت نامہ، وصیت نامہ، دمالہ، مصالح، حجامت، دمالہ، تخلیف، عز، دمالہ، نظم

متحدہ عرب امارات - سلوواکیہ - صومالیہ - یمن - عراق - افغانستان - بنگلہ دیش - پاکستان - ہندوستان - چین - تائیوان - کیمونڈی - لاوس - میانمار - بھوٹان - نیپال - سری لنکا - ملائیشیا - سنگاپور - برما - تھائی لینڈ - ویت نام - فیلیپائن - انڈونیشیا - مالیزیا - برازیل - پیراگوئے - اوروگوئے - آرجنٹائن - شیلی - چلی - کولمبیا - وینزویلا - اکواڈور - پرو - پیرو - بولیویا - پاراگوئے - اوروگوئے - آرجنٹائن - شیلی - چلی - کولمبیا - وینزویلا - اکواڈور - پرو - پیرو - بولیویا

ماہنامہ اعلیٰ و اعظم - فہمہ (روشیعہ) منافع السہین (نقدہ) رسالہ صرف عربی اور رسالہ

صرف قاری وغیرہ ان کی تعلیمات سے ہیں ۵ شوال بروز جمعہ ۱۲۷۳ھ ر ۱۸۵۷ء میں فوت ہوئے۔
 مولوی شمس الدین فیض نے یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

بروز جمعہ دہم پنجم شوال ازین عالم
 سوئے جست روانہ شد جلال الدین حق آئین
 مراموں کرم قطع و تار بخش رقم کرم
 "یقیناً برادر خاصان حق سید جلال الدین"
 ۱۲۷۳ھ - ۱۲۷۳ھ ر ۱۸۵۷ء

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (۱) تاریخ برہان پور از مولوی ظیل الرحمان، ص: ۱۷۳-۱۷۵
 (۲) شمع بھائی دہلی، ص: ۳۳، (۳)

(۱۵)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (۱) اخبار الاخبار، ص: ۶۷-۶۸
 یہاں دیا، ص: ۵۰۵

برہان (دہلی)، "نمبر دسمبر ۱۹۶۰ء (۲)

(۱۶)

☆ ملاحظہ ہو۔ نزہۃ الخواصر، جلد ۳، ص: ۵۰-۵۱

مدائق الحفصہ، ص: ۲۲۶ (۲)

(۱) ترجمہ اول "حقانی" (تراداد، ا)

(۱۷)

"کتب درسیہ اپنے بچا مولانا نور الحق سے فتح فرما کر اکابر علماء میں سے ہوئے، تھوڑے
 زمانہ تک وطن میں تمام لڑکایاں 'مزاج ترکانہ تھا۔ ایک مذہبی مشائخ کی وجہ سے قیام وطن ترک فرما
 کر وہ ہند کے ہنس مدرس پٹنہ کے مدرسہ تدریس جاری فرما۔ اپنے والد ماجد کی وفات
 کے بعد اپنے والد کے قائم مقام ہوئے اور حسب معمول آپ کے نانا مولانا بحر العلوم کا مدرسہ
 آپ کے سپرد کر دیا گیا اور وہاں آپ نے درس دینا شروع فرمایا 'خارج از مدرسہ' لوالب بحر فحش
 خاں صاحب باقالبہ کو جو اس وقت دہلی عہد تھے اور بعد کو لوالب ہو گئے آپ درس دیتے تھے
 مولانا نہایت مہتمم تھے اور ذی استعداد عالم تھے 'برجہ کو مسہر شای میں دعا فرماتے 'طریقہ باطنی میں
 آپ کو اپنے والد ماجد سے جازت و خلافت حاصل ہوئی تھی۔ حسب معمول مشائخ آپ کیودتے

رنگ کی چادر و عمامہ استعمال فرماتے۔ کتب درسیہ پر آپ کے مختلف حواشی ہیں کوئی مستقل
 تالیف ہر سے نہیں گزری۔"

توکل علمائے فرنگی محل، ص: ۳۶

مزہ حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

احوال علمائے فرنگی محل، ص: ۲۳-۲۴

مدینۃ الفرام، نمبر شمار ۳۳ (۲)

(۱۸)

(۱) شیخ جمال نے اپنی کتاب یہاں میں ب نام مدرسہ میں فصل اللہ لکھا ہے مگر حصار اخبار میں
 جمال خاں تحریر ہے۔ کنیدہ شیخ اور دہلی کے باشندے تھے 'بادا اسلامیہ کی خوب میر و سیاحت کی
 ۱۲۷۲ھ ر ۱۲۷۵-۱۲۷۶ء میں انتقال ہوا۔

تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

اخبار الاخبار، ص: ۲۲۷-۲۲۸

نگار ابرار، ص: ۳۳

یہاں میں، ص: ۲-۱

خسرو خانی شیخ جمال دہلوی از اذکر مذہب اور (کنیز پروردہ شی) اور ادب 'علی گڑھ' ہولائی

تجربہ ۱۸۵۳ء، ص: ۲۱-۱۵۸

مقام التواریخ، ص: ۱۵۰

نوائے عامہ، ص: ۱۷۷-۱۷۹

عنایت الامنیاء، جلد اول، ص: ۸۳-۸۵ (۲)

(۱) سلطان حسین پٹنہ تیموری متوفی ۱۵۰۶ء (الف)

(۲) ۱۲۷۳ھ ر ۱۲۷۵-۱۲۷۶ء سے آخر تک کا جلد ترجمہ اول (تراداد، ا)

(۳) سیر العارفین کے قلمی نسخوں کے بارے میں تفصیلات کے لئے دیکھیے۔

آزاد، ص: ۳۲۶ - موزعہ ۷۸۴ - شیخ بخش ص: ۲۷ مشرک ۷: ۷۶۶۔ یہ کتاب جمالی دہلوی نے

۱۲۷۸ھ سے ۱۲۷۹ھ کے دوران لکھی تھی۔

(۱۹)

☆ ملاحظہ ہو۔ منتخب التواریخ، ص: ۳۲۲

مشہور م: ۷۱

طبقات الکبریٰ، جلد دوم، م: ۴۶۰ (ق)

(۴۱)

(مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم، م: ۳۵-۳۶)

علم و عمل، جلد اول، م: ۸۳-۸۵ (ق)

(۱) "عرب" ترجمہ اور تدارک نمبر (۲) الحق الباقیہ در مناقب و دلائل ترجمہ اول تدارک (ن)

(۴۲)

(ملاحظہ ہو: حدائق الحنفیہ، م: ۴۰۳)

نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم، م: ۸۳-۸۵ (ق)

(۴۳)

☆ مباحثین کے درجے کے حالات تاریخی قصبہ انجمنی مرتبہ شیخ خادم حسین میں تفصیل سے درج ہیں یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو:-

ماہنامہ "برام"، فروری، م: ۲۶-۲۷

بزم تیموریہ، م: ۲۲۴-۲۲۵

حدائق الحنفیہ، م: ۳۶۱

ریزۃ الخواطر، جلد ششم، م: ۱۹-۲۱

ترغیب الاصفاء، جلد دوم، م: ۳۶۵-۳۶۶

انجمن علوم، م: ۹۰

سین امرجان، م: ۷۹

علم المصنوعات العربیہ و العربیہ جلد دوم، م: ۱۶۳-۱۶۵ (ق)

ترجمہ اور "طالب اللہ شاد و جمل الجنت مشواہ" تدارک (ن)

حرف ح

(۴۴)

☆ لا عہد القادر بدایونی، مباحث ماقم سبھلی کے شاکر و تھے۔ انہوں نے مباحث صاحب کے حالات تفصیل سے منتخب التواریخ میں لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

منتخب التواریخ، م: ۳۲۶-۳۲۸

نزہۃ الخواطر، م: ۸۳ (ق)

(۱) "حق" ترجمہ اول تدارک

(۲) "مقتادہ مستی" دو ترجمہ اور (ن)

(۴۵)

(۱) "تفسیر" ترجمہ اول تدارک (الف)

(۴۶)

☆ حاکمی محمد شیری کی تصانیف سے شرح "میں" شرح شامل ترویج، لفظ "میں" مصباح الشریعہ اور شرح الادواد و فیہ اذکار ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

مناہج التواریخ، م: ۲۰۲

ریزۃ الخواطر، جلد ہفتم، م: ۱۲۵-۱۲۶ (ق)

(۱) ترجمہ اولی "میزان و بخشیدہ" تدارک

(۲) اس مادہ تاریخ سے ۱۰۰۰ عدد برآ کر ہوتے ہیں۔ اگر ۱۰۰۰ مقصود ہیں تو یہ مادہ تاریخ میں

ہونا چاہیے

"نورہ ہم بود ز شہر مصر" (ن)

(۴۷)

☆ ملاحظہ ہو:-

(۱) حدائق الحنفیہ، م: ۳۳۷-۳۳۸

(۲) ریزۃ الخواطر، جلد ششم، م: ۱۹ (ق)

"شاہ عبدالملک ال کہادی سے بیعت نور اوراد رکھتے تھے" ترجمہ اول تدارک (ن)

☆ صاحب تذکرہ ملائے فرنگی محل لکھتے ہیں "نہایت ذکی اور عاقل اور ختم اور خوش احوال تھے۔ ہر ایک کی حاجت روائی میں داسے دوسے سختے قدسے دریغ نہ فرماتے۔ زندگی اور موت کے بعد آپ ممدوح مدفن تھے۔ تدریس و تالیف کی نسبت بوجہ انتظام جاکو اور خانہ دہی نہیں آئی۔" (ص: ۵۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ ملائے فرنگی محل، ص: ۵۲-۵۳، احوال ملائے فرنگی محل، ص: ۲۸-۲۹ (ن)

(۱) "محمد" ترجمہ اس نے رد (ن)

☆ ۱۸۵۳ء، ۱۸۳۹ء میں نکال ہوا، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

نزہۃ الخواطر، جلد سوم، ص: ۵۵-۵۶

اجار، ص: ۷۹-۷۸

فرشتہ، صفحہ ۱۰۰-۱۰۱

نوار العارلین، ص: ۲۱۸-۲۱۹ (ن)

☆ ملاحظہ ہو۔

نخبہ انوار، ص: ۲۷ (ن)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(۱) نزہۃ الخواطر، جلد چہارم، ص: ۸۸-۸۹

(۲) تاریخ ادبیات، جلد دوم، ص: ۲۳۱-۲۳۰ (ن)

☆ ملاحظہ ہو، صفحہ ۱۰، ص: ۳۶۰ (ن)

☆ مرزا حسن علی کے والد کا نام عبدالملی تھا۔ دوسری کتابیں لا حیدر علی سندیلوی (ف)

۱۸۲۵ء، ۱۸۸۰ء) سے پڑھیں، مرزا حسن علی نامور محدث، بلند پایہ مدرس، شیوہ بیان مقرر اور مقرر طراز خطیب تھے۔ جب سید احمد شہید گھنٹہ دار ہوئے اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی تو مرزا حسن علی نے سید احمد شہید کی بڑی تعلیم و تحریک کی اپنے مکاں پر دو مرتبہ دعوت کی اور چند چیزیں بذر کیں۔ ۱۸۲۲ء، ۱۸۲۹ء میں قریب ج ادا کیا۔ مرزا صاحب کے نامور شاگرد میں مولانا حسین احمد طبع آبادی، مولانا اولاد حسن قزوی، مولانا عبدالرزاق فرنگی محل، مفتی سید اللہ مراد آبادی اور مولانا عبدالکیم فرنگی محل خاص طور سے قابل ذکر ہیں، ۲۶ صفر ۱۲۵۵ھ، ۱۸۳۹ء کو گھنٹہ میں انتقال ہوا۔ مرزا صاحب کی تصنیفات سے رسالہ قوس و قزح اور حاشیہ سنن ابن داؤد اور حاشیہ جامع الترمذی بھی ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

ایضاح الفنی، ص: ۷۷، ایجد العلوم، ص: ۷۷، تحف السلا، ص: ۵۲، علم و عمل، جلد اول، ص: ۲۵۳، نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم، ص: ۱۳۶-۱۳۷، تراجم ملائے اہل حدیث، ص: ۵۲-۲۲۲، مرزا حسن علی صغیر محدث گھنٹہ دار، از مولوی عبدالکیم چشتی، رسالہ معارف اعظم گڑھ، ص: ۲۲-۲۳ (دسمبر ۱۸۵۶ء)۔ (ن)

☆ تذکرہ پادارانِ دہلی از مولوی احمد علی رسا، ص: ۱۳۳۔ (ن)

☆ مولانا حسن مغربی لاہوری کا تعلق بدایون سے بھی تھا۔ حضرت نظام الدین بدایونی نے لکھا ہے۔ "او از ہذاؤن امت" اور ان ہی کی روایت ہے کہ وہ کول کے نائب مشرف بھی رہے۔ اس سے بعض لوگوں کو محالہ ہوا ہے اور انہوں نے رضی بدین مغربی بدایونی اور رضی الدین مغربی لاہوری کو دو جداگانہ شخصیتیں قرار دیا ہے۔ صاحب نزہۃ الخواطر اور India's Contribution to the Study of Hadith Literature کے مؤلف کو

بھی تسامع ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (ص: ۵۳)

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

نزہۃ الخواطر، جلد اول، ص: ۱۵۶-۱۵۷

ثمرات القدس، اوراق: ۲۲۸-۲۲۹

ماڈاکریم، دفتر اول، ص: ۱۸۲-۱۸۰

عبد اسلمی کا ہندوستان، از ریاست علی ندوی، ص: ۲۸-۲۹۔ (ن)

تاریخ الادبیہ جلد دوم ص: ۷۸

تذکرۃ الراہلین ص: ۹۶-۱۰۰

علامہ حسن عثمانی کا وطن از مولانا ضیاء احمد بدایونی دواقرین (بدایوں قبر) اپریل ۱۹۵۶ء

مدائن الحنبیہ ص: ۲۵۵-۲۵۲

سیر ابرار ص: ۲۸-۲۹

ابجد العلوم ص: ۸۹-۸۹۰

اتحاف النبلاء ص: ۲۴۳-۲۴۴

حسن بن محمد عثمانی الماموری از مولوی عبدالعلیم چشتی معارف اعظم گڑھ جنوری ۱۹۵۹ء

(ج)

(۳۶)

☆ دہلی میں پیدا ہوئے حضرت شیخ نظام الدین اویام بدایونی کے غلیہ فاضل اہل شاعر ہے مثل اور معر تھے۔ دربار شاہی میں بھی تعارف تھا۔ سلطان غیاث الدین ان کی بہت قدر کرتا تھا۔ آخر میں دیوگری تشریف لے گئے اور وہیں ۷۳۶ھ / ۱۳۳۵ء میں انتقال ہوا۔ دیوگری میں مزار ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

(۱) الحبار الاخیار ص: ۱۰۱-۱۰۳

(۲) حریصۃ الاسماء جلد اول ص: ۳۴۳

(۳) تذکرۃ مراۃ الیال ص: ۶۸-۶۷

(۴) گزار ابرار ص: ۴۳-۴۵

(۵) تاریخ ادبیات جلد دوم ص: ۱۳۱

(۶) تذکرۃ ادبیات ہندوستان ص: ۳۳۳

(۷) مدحیات الاس (اردو ترجمہ) تصنیف مولانا عبدالرحمان جامی (ترجمہ حافظ احمد علی چشتی)

ص: ۷۳۶-۷۳۷ (لاہور ۱۹۵۵ء)۔ (ج)

(۱) فوکر شواہد کی در شاہج ہوئی ہے اس کے قلمی نسخوں کے بارے میں تفصیلات کے لئے ملاحظہ

ہو مشترک ۳: ۱۷۵

نیز حالات کے لئے دیکھئے نذہ الخواطر (ترجمہ) حصہ دوم ص: ۳۳ (ن)

(۳۷)

~ (۱) ترجمہ اول "مختار مگر" ندارد۔ (ن)

~ (۲) "سلسلہ قادریہ میں شاہ محمد احسن سرہندی کے مرید و عجاز ہیں۔

سلسلہ قادریہ "پشتیہ اور سہروردیہ میں شاہ خادم مفتی، مفتی پوری سے بیعت ہیں" در ترجمہ اس۔

فاضل حرم نے دونوں جملوں کے تضاد پر غور نہیں کیا۔ (الف)

(۳۸)

☆ ملاحظہ ہو:-

اخیار الاخیار ص: ۱۸۳-۱۸۴

تاریخ ادبیات جلد دوم ص: ۲۲۹-۲۳۰

تذکرۃ ادبیات ہندوستان ص: ۳۰۸-۳۰۹۔ (ج)

(۳۹)

☆ ملاحظہ ہو:-

مختار الخواطر ص: ۴۴-۴۵

بزم تجرید ص: ۲۳۔ (ج)

(۱) "مفتی" در ترجمہ اول۔ (الف)

(۴۰)

☆ ملاحظہ ہو:-

(۱) مدائن الحنبیہ ص: ۲۶۵

(۲) نذہ الخواطر جلد ہفتم ص: ۳۴

(۳) ابجد العلوم ص: ۳۳۔ (ج)

(۴۱)

☆ ملاحظہ ہو:-

(۱) تراجم علمائے اہل حدیث ص: ۵۵۳-۵۵۴۔ (ج)

(۱) "مگر" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۲) تین کی تصنیفات ہیں در ترجمہ اول۔ (ن)

(۳۳)

☆ واقعہ مولانا امیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ میں ابو دھیا کی مسجد (۱) کے حلقہ تحقیقات
آپ ہی کو سپرد ہوئی تھی اور باوجود وزیر اور حکام ہلالہ کی سخت دھمکیوں کے آپ نے صحیح حالات
لکھ کر جہاں پناہ (واحد علی شاہ) کو بھیج دئے مدت اسر لیس آباد میں قیام رہا۔ ۲۳ ربیع الثانی
۱۳۷۹ھ ر ۱۸۶۳ء میں وفات ہوئی، غسل کھینٹو لاکر باغ مولانا انوار الحق میں دفن کی گئی۔ بیعت
آپ کو حضرت مولانا عبدالنوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ کا عقد مفتی عبداللہ بن ملا محمد دل
بنیو ملا اسد کی صاحبزادی سے ۱۱ جس سے تین صاحبزادے مولوی فضل اللہ اور مولوی حکیم
اللہ اور مولوی حمید اللہ اور چار صاحبزادیاں زندہ ہوئیں۔

تذکرہ ملائے فرنگی محل 'ص' ص: ۵۳-۵۴

مزید حالات کے لئے دیکھئے۔

تاریخ اودھ 'حصہ پنجم از مولوی حکیم نجم المظنی خاں رام پوری' ص: ۳۰۷-۳۰۸
(مطبوعہ مٹھی پور کشور، گھنٹو ۱۹۱۹ء)

حلیۃ شہداء 'ص' ص: ۱۵-۱۶

احوال ملائے فرنگی محل 'ص' ص: ۲۸-۲۹۔ (۱)

(۱) ۶ دسمبر ۱۹۱۲ء کو بھارت کے ہندو ہونیوں نے ۱۹۲۸ء میں تعمیر امیرین ہمارے کے دور میں تعمیر
کردہ اس تاریخی مسجد کو مسمار کردیا۔ بحوالہ (جنگ کرپنی مورخہ ۳ جنوری ۱۹۳۳ء صفحہ ۳ مضمون
فرم مراد بنو ان "ہامی مسجد کی شہادت")

یہ ملاحظہ ہو جرنل آف پاکستان مشاریک سوسائٹی، جولائی ۱۹۹۳ء۔ (۱)

(۳۴)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

غلبہ افواج 'ص' ص: ۳۶۹-۳۷۰۔ (۱)

(۳۵)

☆ ملاحظہ ہو۔

بد لئی الحسمیہ ص: ۳۲۸۔ (۱)

(۳۶)

☆ ملاحظہ ہو۔

تراجم الفقہاء از مولانا فضل المام مرتبہ انتظام اللہ شاہی 'ص: ۸

(پاکستان مشاریک سوسائٹی کراچی ۱۹۵۶ء) (۱)

(۱) ترجمہ اہل "شہید" مراد

(۲) "چندیکہ" در ترجمہ اول

(۳) "مقداد" در ترجمہ اول مراد

(۴) "کامل" در ترجمہ اول۔ (۱)

(۳۷)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

اخبار الاخیار 'ص' ص: ۳۷-۳۸

بزم صوفیاء 'ص' ص: ۸۸-۸۹

ثمرات القدس 'دری: ۱۸۸ء

گزارہ ابرار 'ص' ص: ۳۷-۳۸۔ (۱)

(۳۸)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

نزدہ الخواطر جلد اول 'ص' ص: ۴۵-۴۶

اخبار الاخیار 'ص' ص: ۲۷-۲۸

رجال السند والنسب 'ص' ص: ۱۰۸-۱۰۹

ملاح الخواطر 'ص' ص: ۷۵

سیر الاولیاء 'ص' ص: ۱۵۶-۱۵۷

ثمرات القدس 'دری: ۱۸۳ء

گزارہ ابرار 'ص' ص: ۳۳-۳۴

صفینہ الاولیاء 'ص' ص: ۳۹

تاریخ الاولیاء جلد دوم 'ص' ص: ۱۷۱-۱۷۲۔ (۱)

شیخ عبد الدین السوئی السیدی ناگوری کے ملفوظات پر مبنی کتاب "سرور الصدور" کا قلمی نسخہ
مشاریک سوسائٹی کراچی کے کتب خانہ میں ہے جو کہ آج کل بیت انگلہ ہمدرد پوٹی روشنی
لابھری منصفہ انگلہ کے شعبہ ملفوظات میں محفوظ ہے۔ (۱)

مزید دیکھیں معیار سافکان طریقت از قاضی ابی ایچ ذی مقالہ ہمدرد پوٹی روشنی از خضر نوشاہی ص

مس ۸۹.۳۷۶ (۱)

(۱۳۹)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(۱) نزہۃ الخطر 'جلد دوم' ص ۳۸-۳۷

(۲) اخبار اخبار 'ص ۱۰-۳

(۳) خزائن الاسفید 'جلد اول' ص ۳۵-۳۴

(۴) خبر لپاس (مقدس) از پروفیسر ظیق احمد نظامی (طی گڑھ ۱۹۵۹) (ق)

(۱۵۰)

☆ ملاحظہ ہو۔

طبقات اکبری 'جلد دوم' ص ۳۳-۳۴ (ق)

(۱۵۱)

☆ ۱۷۳۷ھ ر ۱۷۳۷-۳۶ میں انتقال ہوا۔ ملاحظہ ہو۔

ماثر کرام 'دفتر اول' ص ۸۲

مدائن السنہ 'ص ۲۹

تاریخ الادب 'جلد دوم' ص ۱۷۲-۱۷۳ (ق)

(۱۵۲)

(۱) "خ" در متن قاری۔ (الف)

(۱۵۳)

☆ ملاحظہ ہو۔

مدائن السنہ 'ص ۳۰۸-۳۰۹ (ق)

(۱) "مقام" در ترجمہ اول

شہر سے مراد غالباً مرہٹہ ہے جو کہ دارالحکومت تھا۔ (الف)

(۱۵۴)

☆ ملاحظہ ہو۔

مدائن السنہ 'ص ۳۳۳-۳۳۴ (ق)

(۱) "شہر" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۱) "مبین" در ترجمہ اول

(۲) "گھنٹہ" ترجمہ اول نمبر

(۳) مولوی محمد اللہ "ترجمہ اول نمبر۔ (۱)

(۱۵۶)

(۱۵۶) مولف تذکرہ طالعہ ہند نے ان کا نام محمد جیلانی لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ ان کا نام

غلام جیلانی تھا (ملاحظہ ہو تذکرہ کالمات رام پور 'ص ۱۸)

(۱۵۶) ☆ لواب احمد علی خاں بن لواب محمد علی خاں ۱۷۳۰ھ ر ۱۷۸۵ھ میں پیدا ہوئے ۱۷۹۳ھ

میں ریاست رام پور کے حصار قرار پائے۔ صغر سنی کی وجہ سے لواب نصرا اللہ خاں نائب ریاست

مقرر ہوئے۔ لواب نصرا اللہ خاں کے انتقال کے بعد ۱۷۲۵ھ ر ۱۸۱۰ھ میں مکمل اختیارات عکروال

تفویض ہوئے۔ ۲۵ جمادی الاول ۱۲۵۶ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۴۰ء کو فوت ہوئے۔ (المبار

اصناد 'جلد اول' ص ۷۵۴)

(۱۵۶) ☆ مولوی حیدر علی بن جماعت علی بن فضل علی دہلی میں پیدا ہوئے۔ رام پور میں

تعلیم و تربیت ہوئی۔ سید احمد شہید کے مرید و خلیفہ تھے۔ رات دن درس و تدریس اور طبابت

سے تعلق تھا۔ ۱۸۳۳ء میں نواب وزیر الدولہ نے انہیں نوک میں عہدہ دیوانی پر مقرر فرمایا۔ ۱۹

دی الحج ۱۲۷۷ھ ر ۱۸۵۶ء میں نوک میں انتقال ہوا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔

تذکرہ کالمات رام پور 'ص ۸۹-۸۸

جماعت مجاہدین از مولوی غلام رسول بر 'ص ۲۷

ایضاح العلوم 'ص ۷۷-۷۸

سوانح احمدی 'از مولوی محمد جعفر قاسمی' ص ۲۰۰-۲۰۱ و ۲۳۸-۲۳۹

(مصلی پر تنگ ایچ پیٹنگ کمپنی 'چڈی بام الدین)

ایضاح النبی 'ص ۷۷

تراجم طالعہ اہل حدیث 'ص ۳۸۸-۳۸۹ (ق)

(۱) "رہنچ" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۱۵۷)

☆ مولوی حیدر علی بن محمد حسن فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ فیض آباد کے شیعہ علماء مر فتح

علی، بھٹ علی اور حکیم میرنواب سے تفصیل علم کی، پھر دہلی گئے اور مولانا رشید الدین، شاہ ربیع الدین اور شاہ عبدالعزیز دہلوی سے فیض حاصل کیا، ۱۳۹۹ھ ر ۸۲-۱۸۸۸ء میں انتقال ہوا۔
ملاحظہ ہو:-

زبدۃ الخواطر، جلد ہفتم ص ۵۳-۱۵۵۔ (ق)

(۱) "جانی" در ترجمہ اول

(۲) "دوسروں پر" ماہانہ

در ترجمہ اول

(۳) "ابشام" در ترجمہ اول

نیز مزید حالات کے لیے دیکھیے: حکیم الامتین عمر رضا کازل، ج ۲، ص: ۳۳ ملہود دمشق
مطبوعہ ترکی ۱۹۵۷ء

دہلیت الامتین ۵، ص: ۳۳۲۔ (ن)

حرف

(۱۵۸)

(۱۵۸) دور اکبری کا نامور قاضی تھا۔ علمی حیثیت سے اس کا درجہ نہایت بلند اور ممتاز تھا۔
اکثر مروجہ زبانوں پر مہارت رکھتا تھا۔ ہندی، فارسی، ترکی اور سندھی میں شاعری کرتا تھا۔ ماثر
رحیمی میں اس کے فارسی کلام کے نمونے کثرت سے ہیں۔
تفصیل حالات کے لئے ملاحظہ ہو:-

اخترۃ الخواص، ص ۳۱-۳۳ (جلد اول)

ماثر رحیمی، (۲-جلد) از عبدالہادی نوازندی (چہ فصیح ہدایت حسین) (گلگتہ۔
۱۹۳۵ء، ۱۹۳۵ء، ۱۹۳۵ء)

مقالات الشعراء از علی شیر قانع حوی (مرقدہ حسام الدین راشدی)، ص ۲۲۳-۲۳۰
(سندھی ادبی بورڈ، کراچی ۱۹۵۷ء)

سفینہ شیخ علی حزیں، ص: ۸۲، ماثر الامراء، حصہ دوم، ص: ۶۴۳

شعرا، حکیم، جلد سوم، ص: ۱۵، مطلع الخواص، ص: ۲۳۲

زبدۃ الخواطر، جلد ہفتم، ص ۱۸۸-۲۲۱، احوال مطالع کبار، دوری: ۱۷

(ق) List of Muhammmadan and Hindu Monuments Vol II pp. 128

(۱) "۳" ص ۱۲۲ در ترجمہ اول (الف)

واقعات ہامی چند ناموں سے معروف ہے مثلاً ہامی ہمس، ٹوک ہامی اور یادداشتہائے ہامی
در اصل میرزا عبدالرحیم خاغن نے ۹۹۸ھ ر ۱۵۸۹ء میں اس کا ترکی سے فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔
اس کتاب کے تین اور ترجمے بھی ہو چکے ہیں نیز اس کتاب کے چار ہمسی نسخ پاکستان میں
موجود ہیں۔ ان کی تفصیلات کے لئے دیکھئے مشترک ۱۰: ۳۳۔ (ن)

انگریزی تراجم

(۱) سترائے الہی، بیوروچ مطبوعہ لندن ۱۹۳۱ء پاکستان ۱۹۷۲ء

(۲) طلوع آج، آکسفورڈ پریس ۱۹۹۱ء

خانقاہ کی ماں بنال خان میاں کی لڑکی تھی جس کی دوسری سہ ماہیوں سے منسوب ہوئی

حقی ہرم خاں کے قتل ہونے کے بعد اکبر نے ہی اس کی پوروش کی حق و مادوازی پر بھی عبور رکھتا تھا (الف)

(۱۵۹)

(۱۶) مولف کا اشارہ انگریزوں کے ان مظالم کی طرف ہے جو جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے کئے تھے۔

(۱۷-۱۸) تفصیل علم اپنے چچا ملازمین اور مفتی غفور اللہ سے کی مدت العزت دیکھیں و تصنیف میں مشغول رہے، التوفیق المقتدر فی بحث الماثل و الماثل، فسیلہ الفقہ فی احوال صوبہ اردو ستی فی آداب العزیز، علم امدی فی تحریم الزنا، اہل بیت، ہدایت الایمان فی ثبات تقلید ائمہ اکرام مشہور تصانیف ہیں۔
تفصیل کے لئے دیکھئے:-

تذکرہ علمائے فرنگی محل، ص ۵۷-۵۸

مقدمہ صمدۃ الرعاہ فی صلہ شرح الوقاہ از (مولانا) محمد عبدالحی گھنوی، ص ۲۸، مطبع بریلی، گھنوی ۱۳۲۲ھ

احوال علمائے فرنگی محل، ص ۳۱

مدت العزیز، ص ۳۷ (ق)

(۱) "بوقت ظہر" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۱۶۰)

(۱۶) مولانا محمد احسن نانوتوی بن حافظ ظف علی بن حافظ محمد حسن نانوتی کے شیخ زادگان میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر تفصیل علم کی غرض سے دہلی پہنچے اور مولانا مملوک علی شاہ عبدالحی دہلوی، مولانا احمد علی سہروردی اور مولانا بخش شکار پوری سے علوم مزاج حاصل کئے۔ پھر مدارس کالج اور بریلی کالج میں مولانا غازی کے پروفیسر رہے۔ بریلی میں مطبع صدیقی قائم کیا جس سے اسلامی علوم کی بہت سی کتابیں مطبع و شائع ہوئیں، ۱۸۹۷ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ ۱۳۸۹ھ ر ۱۸۷۲ء میں بریلی میں ایک درس گاہ "مدرسہ مصباح التہذیب" کے نام سے قائم کی، اب مصباح العلوم کے نام سے بریلی میں موجود ہے۔ مولانا محمد احسن تصانیف کثیرہ کے مالک ہیں۔ تصنیف المحسنین، اصول جرائع، نافعہ غریزہ، انوار ابدیہ، چہارم، رسالہ عروض، زاد المحدثات، مفید الطالبین، مذاق العارفین، تصنیف الایمان، احسن

السائل، حمایت الاسلام، کشف، سنگ حواریہ، نکات نماز مولانا سے یادگار ہیں۔ عایت اودھار، خیر متین، حمد اللہ، اہل اللہ، اذکار، شفا، صیحا، کنز العتائق، فضیلتہ، اہل اللہ، خدشہ، الحساب، قرۃ العین، فی تفسیر القرآن، فتاویٰ عزیزی اور جوہر القرآن وغیرہ کو مرتب و مصدب کیا۔ مولانا محمد احسن کا انتقال ۱۳۳۳ھ ر ۱۸۹۵ء میں دہلی میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ مولانا محمد احسن پر مرتب کا ایک تفصیلی مقالہ رسالہ اعظم کراچی اکتوبر تا دسمبر ۱۹۵۸ء جنوری تا مارچ ۱۹۵۹ء میں شائع ہو چکا ہے۔

(۱۷-۱۸) مولانا غلام علی کی مدت بالہ تصنیف کے علاوہ شفا، اہل اللہ (ترجمہ قرآن مجید) اور ترجمہ سرائف، جس میں ان سے یادگار ہیں۔ مولوی عبدالحی گھنوی کی تحقیقات ہے کہ مولانا غلام علی بلوچی کا انتقال ۱۳۷۳ھ میں ہوا۔
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں۔

تذکرہ الخواطر، جلد ہفتم، ص ۱۵۸-۱۵۹

مولانا غلام علی بلوچی اور ان کی علمی خدمات کا تفصیلی جائزہ۔ از مولوی عبدالحی گھنوی۔ معارف اعظم گڑھ، مئی تا جولائی ۱۹۵۷ء

البراق المحمدیہ لرحمہ اشیا طین التجدید از مولوی فضل رسول دہلوی، ص ۳۳ (مطبوعہ میرٹھ)

تراجم علمائے اہل حدیث، ص ۵۵۹-۵۶۲ (ق)

(۱) "مشہور عالم" در ترجمہ اول

(۲) "اردو" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۱۶۱)

حضرت امیر خسرو کے والد سردار بن لاجپن سے تھے۔ امیر خسرو ۶۵۲ھ ر ۱۲۵۳ء میں قصبہ پنجاہ عرف موسن آباد خلیج ایسہ (ج-پ) میں پیدا ہوئے۔ مزاج علوم و فنون نہایت توجہ سے حاصل کیے شاعری کی طرف شغور سے میلان تھا۔ چنانچہ فن شاعری میں کمال حاصل کیا۔ شہزادہ محمد شہید اور دوسرے بادشاہوں کے دربار سے وابستہ رہے۔ امیر خسرو حضرت نظام الدین اولیاء کے متاثر خلفاء میں سے تھے۔ ۷۲۵ھ ر ۱۳۲۵ء میں انتقال ہوا۔

درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء میں دفن ہوئے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں۔

سوانح حیات امیر خسرو از پروفیسر محمد حبیب (اردو ترجمہ حیات اللہ انصاری)

حیات خسرو از شبلی نعمانی (مطبوعہ)

حیات حضرت امیر خسرو از خاں بہار لقی محمد خاں (مطبوعہ)

ان کاویڈیا آف اسلام جلد دوم، ص: ۸۸۰

امیر خسرو از وجید مرزا (مطبوعہ)

شہادت القدس، ورق: ۱۲۹۳ - ۱۳۰۱

سیر الاولیاء، ص: ۳۰۵-۳۰۶

تاریخ الامم، جلد اول، ص: ۳۳۹

آب کوثر از شیخ محمد اکرام، ص: ۲۰۸-۱۹۷

گزارہ امیر، ص: ۹-۳

سفینۃ الاولیاء، ص: ۳۳۳-۳۳۴

تذکرہ مصطفیٰ اہل دہلی، ص: ۳

ذریعہ الخواطر، جلد دوم، ص: ۳۸۱-۳۸۲

نصائح الالس، ص: ۳۵۱-۳۶۶

مقارح الاولاد، ص: ۸۳

اخبار الاخبار، ص: ۹۹-۱۰۱

تذکرہ مراد المیال، ص: ۶۵-۶۷ - (ج)

(۱) "کاد" در ترجمہ اول - (ن)

استاد احمد ندوی نے لغت مشرک جلد ۵ ص ۵ پر تلف حوالوں سے امیر خسرو کی ۸

کتابوں کے نام گنائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تحفۃ الصغریٰ ۲۔ وسط الامم ۳۔ غرۃ الکمال ۴۔ بقیۃ نعیہ ۵۔ نایب الکمال ۶۔ مطلع

الانوار ۷۔ شیریں و خسرو ۸۔ لیلی و مجنون ۹۔ آئینہ اسکندری ۱۰۔ ہفت ہشت ۱۱۔ قرآن

اسعین ۱۲۔ نہ سپر ۱۳۔ مقارح الفتوح ۱۴۔ خضر خان و دہلوی ۱۵۔ تعلق نامہ ۱۶۔ خواجہ

الفتوح ۱۷۔ رسائل الاطباء ۱۸۔ اعجاز خسرو ۱۹۔ افضل النواہد

ان کتابوں کے قلمی نسخوں کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ مشرک ۵: مشرک ۳۳:۷

(ن)

(۲) ۱۳ شوال در ترجمہ اول (الف)

امیر خسرو کی تاریخ وفات پر اختلاف ہے، ایک الملاح کے مطابق (فرشتہ جلد دوم ص:

۳۰۳) دن کا انتقال ۳۹ روز بعد کو ہوا

مزید دیکھیں سفینۃ الاولیاء ص: ۱۰۰

مروم (انکیز محمد وجید مرزا کا بھی یہی خیال ہے کہ تاریخ وفات امیر خسرو ۱۸ شوال ہے کیوں

کہ اس ہی تاریخ کو دن کا عرس ہوتا ہے۔

Dr. Mohammad Wabid Mirza, The life and Works of Amir Khusraw

Labora, 1962, p 137 (الف)

(۲۳)

☆ ملاحظہ ہو اخبار الاخبار، ص: ۱۷۸ - (ج)

(۱) "فاضل" در ترجمہ اول - (الف)

(۲۴)

(☆) ملاحظہ ہو۔

حدائق الحنفیہ، ص: ۲۵۸

ابجد اسلم، ص: ۹۳۱ - (ج)

(۱) اخلاق و فضاہل کے جامع تھے، در ترجمہ اول - (الف)

(۲) "کاد" در ترجمہ اول - (الف)

(۳) "تصنیف" در ترجمہ اول - (ن)

(۲۵)

(☆) ملاحظہ ہو۔ اخبار الاخبار، ص: ۹۷-۹۸ - (ج)

(۱) "نماز میں شیخ نظام الدین اولیاء کو نام بتاتے تھے" در ترجمہ اول

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی "خواجہ محمد امام" کے نام سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ رک

اخبار، مجلیٰ پریس دہلی ۱۳۳۳ھ، ص: ۹۷

شیخ نظام الدین اولیاء نے اپنی سہر کی امامت کے لیے خواجہ محمد دہلوی کو مقرر کیا تھا۔

خواجہ محمد دہلوی کے خاندان کے افراد ابھی تک یہ خدمت انجام دے رہے ہیں اس وقت

خواجہ اسلام الدین رائف امامت ادا کر رہے ہیں۔ (نور مولانا فضل انجم ندوی)۔ (الف)

(۱۲۵)

(۱۲۵) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

(۱) اخبار الاخبار 'ص' ص: ۳۳-۳۴

(۲) ثمرات القدس 'ورق: ۳۳ پ - ۳۱۵ (الف)

(۳) گزارش ابرار 'ص' ص: ۲۵۹-۲۶۰

(۴) تاریخ الادبیہ 'جلد دوم' ص: ۲۱۰-۲۱۱ (ق)

(۱۲۶)

(۱۲۶) ملاحظہ ہو:-

ہدائق الخلفیہ 'ص: ۳۴

خریشتہ الاصغیاء 'جلد اول' ص: ۲۸-۲۹

حوالہ مشائخ کبار 'ورق: ۱۳ (ق)

(۱) "جمال الدین" در ترجمہ اول (ن)

(۱۲۷)

(۱۲۷) ملاحظہ ہو:-

مشائخ الخوارق 'ص: ۳۳

انوار العرفین 'ص: ۳۳-۳۵ (ق)

(۱) "جانی" در ترجمہ اول

(۲) "انکلام لہما" معلقہ لکھنؤ در ترجمہ اول-

(۳) مذکورہ مادہ تاریخ کے اعداد "۳۳" برآمد ہوتے ہیں لیکن سال و قات ۳۳ تالیا گیا

ہے۔ (ن)

(۱۲۸)

(۱۲۸) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

بزم صوفیاء 'ص: ۱-۳۳

خریشتہ الاصغیاء 'جلد دوم' ص: ۲۳۲-۲۳۵

تحقیقات چشتی از نور احمد چشتی 'ص: ۳۸-۱۵۱ (مید: اشیم پریس ۳۲۳، ۱۹۹۰ء)

داتا گنج بخش از محمد الدین نوری (۱۱۱۳۰ء) (ق)

(۱) "حلی المذہب" ترجمہ اول بغداد (الف)

(۱) "حلی" ترجمہ اول بغداد۔ (ن)

حضرت داتا گنج بخش اور ان کی معروف زادہ تصنیف کے لیے دیکھئے ڈاکٹر محمد حسین
تسبیحی کا مقدمہ برکعت المحبوب نیز دیکھئے کشف المحبوب تصنیف دالین ڈو کوئٹہ مع مقدمہ
مفضل مطلوبہ تہران موسسہ امیرکبیر (ن)

(۱۲۹)

(۱۲۹) تفصیل حالات کے لئے ملاحظہ ہو:-

خریشتہ الاصغیاء جلد اول 'ص: ۳۴۱-۳۴۲

رد کوثر از شیخ محمد اکرام 'ص: ۳۳-۳۴ (فیروز سنہ ۱۳۵۸ء) (ق)

فرقہ روایت کے حقائق دیکھئے حسن قانی کی تصنیف دستانہ ادب اور دہار معنی (اردو)

ترجمہ ۱۱۱۱۱۱۱۱ 'ص: ۳۸۷-۳۹۰ (الف)

اندرمادہ یاد دیدہ چشتی سلسلہ سے منسلک تھے۔ انہوں نے ہی دیر کا نام دیا۔ تاریک رکھا تھا۔ ان

کی دوسری کتاب ارشاد الدالین کے نام سے فارسی میں ہے۔

(۱) "صدیقی" ترجمہ اول (ن)

(۱۳۰)

(۱۳۰) ملاحظہ ہو:-

ہدائق الحنفیہ 'ص: ۳۳-۳۴

خریشتہ اصغیاء 'جلد اول' ص: ۳۵-۳۶

تذکرہ اولیائے ہندوستان 'ص: ۳۵۰- (ق)

(۱) "مطانی" ترجمہ اول بغداد۔ (الف)

(۱۳۱)

(۱۳۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

نجوم السماء 'ص: ۳۴

رد کوثر 'ص: ۳۱-۳۲

نہایت الخوارق 'جلد پنجم' ص: ۲۲۱-۲۲۸ (ق)

(۱) جانی در ترجمہ اول۔ (ن)

(۲) "مطالعہ مذہبی" ترجمہ اول بغداد (الف)

حرف ذ

(۱۷۵)

(۱) نزہۃ الخواطر میں ان کا نام ذکاہ اللہ بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق بن اسحاق ہے اور ان کی تعریف سے قرابا دین ذکاہ مشہور ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

مطالعہ الخواطر: ص: ۳۷۳

نزہۃ الخواطر: جلد ہفتم، ص: ۱۷۰-۱۷۱ (ق)

حرف ر

(۱۷۶) ☆ ملاحظہ ہو۔

(۱) نزہۃ الخواطر: جلد چہارم، ص: ۱۱۱

(۲) طرب الاناش: جلد ہفتم، ص: ۸۷-۸۸

(۳) یاد اہم از حکیم عبدالحی، ص: ۷۱-۷۲ (ق)

☆ لزوم در ترجمہ اول (ن)

(۱۷۷)

☆ شیخ رحمت اللہ بن عبد اللہ بن ابراہیم دریلہ میں پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ میں شیخ علی بن محمد سے علم حدیث پڑھا۔ ان کی تصنیفات سے کتاب المسک المتسط (شرح کتاب المسک) ہدایت المساک اور خزینۃ الشرح عن الاماکن الموضوہ ہیں۔ نزہۃ الخواطر جلد چہارم میں تاریخ وفات ۹۹۴ھ و ۱۰۸۹ھ قمر ہے۔

(۱) نزہۃ الخواطر: جلد چہارم، ص: ۳۳-۳۴

(۲) طرب الاناش: جلد ہفتم، ص: ۸۷-۸۸ (ق)

(۱۷۸)

☆ حافظ رحمت اللہ نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف فوجی رہا تھا ملاحظہ ہو۔ نزہۃ الخواطر: جلد ہفتم، ص: ۱۷۳-۱۷۴ (ق)

(۱۷۹)

(۱) اسے ہمائی ماحمت اللہ سے بھی تفصیل علم کی نہایت ذہین، فہم اور عاقل تھے۔ علم

انفرائض، فقہ اور ریاضی میں ماہر کامل تھے، مفتی محمود اللہ کے انتقال کے بعد مفتی عدالت مقرر ہوئے۔ غازی پور کے قیام میں حکام اور عوام سب کی نظروں میں معزز تھے، آزادی جھڑپ بھی سرکار کی طرف سے بنائے گئے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے۔

تذکرہ عنائے فرنگی محل، ص: ۷۱

احوال علمائے فرنگی محل، ص: ۳۳ (ق)

(۱) "مسالوی" ترجمہ اول: ۱۸۸۰ء

(۲) "مستقالات" ترجمہ اول: ۱۸۸۰ء (ن)

(۱۸۰) ☆ ملاحظہ ہو۔

تذکرہ عنائے فرنگی محل، ص: ۷۱

☆ طرب الاناش: جلد چہارم، ص: ۱۱۱ (ق)

(۱) "عاش" در ترجمہ اول

(۲) مفتی قسم میں اگر "ق" کو متعدد پڑھا جائے تو مفتی کے اہوار ۸۳۱ اور قسم کے

۲۳۰ یعنی کل ۱۰۸۹ بنتے ہیں اس اگر "ق" کو ایک بار پڑھا جائے تو ۹۸۹ برآمد ہوتے ہیں۔ (ن)

دونوں تاریخوں میں اختلاف واضح ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ شیخ عبدالحق کی دی ہوئی تاریخ

دیا و کجج ہے اور ۱۰۸۹ء مسمیٰ سے دو سو ستی کی گنت سے دو سو ستی لکھ دیا ہے۔ اور شیخ ۵

دور ۳-۳۴۲-۱۵۵۱ تا ۱۵۵۸ھ کا دور ہے ان کے اور تبا کی تاریخوں میں ۹۲ سال کا فرق

کئے ہو سکتا ہے۔ (الف)

(۱۸۱) ☆ تفصیل کے لئے دیکھئے۔

ایضاً اسرار: ص: ۱۳۲

حدائق الحنفیہ، ص: ۲۳۹

ربیع الخواطر: جلد ششم، ص: ۸۷-۸۸

تاریخ فرخ آباد، ورق: ۱۲۷

خوبنہ الامتیاء، ص: ۳۷۳-۳۷۴ (ق)

(۱) "ابتدائی کتابوں سے اعلیٰ کتابیں تک" در ترجمہ اول (ن)

(۱۸۲)

☆ مولوی رشید الدین خاں بن امین الدین بن وحید الدین، مفتی صدر الدین خاں آذرہ کے

رشتہ دار تھے۔ شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین سے تمام علوم کی تحصیل کی، علم نبوت اور ہندسہ میں کمال حاصل تھا۔ روافض کے رد میں اکثر رسائل لکھے، دہلی کالج میں مدرسہ درس کو حضرت کبھی، عمر قریب ستر برس کے ہوئی۔ مولوی رشید الدین خاں اور شیخ احمد شروانی صاحب معتمدانہ کے خطوط کا ایک مختصر مجموعہ ۱۳۱۵ھ ر ۱۸۹۷ء میں مکتبہ کے نام سے مطبع بھبائی دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔ مسئلہ جد کے متعلق کھنڈ کے خیر علیہ کے جواب میں ایک کتاب "المصولہ المختصرہ" تحریر فرمائی۔ ان کی دوسری مشہور کتاب "شوک حرمہ" ہے۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ لاہوری، مسہم یونیورسٹی علی گڑھ (شیفتہ فیکس) میں موجود ہے۔ ان کے علاوہ بیاض طاعت، انتقال، تفصیل الامصاب اور احادیث، اربعین، واپائتہ، المہدین (راجہ رام موہن رائے کے رسائل کا رد) بھی ان سے یادگار ہیں۔ مولوی عبدالقادر رام پوری لکھتے ہیں۔

"تعلیم و تعلم کی خوب مشق تھی، ہر بات میں اسلام کی پیروی کرتے تھے، مگر مناظرہ میں بہت جلد ریجید ہو جاتے تھے، لہذا ان کے زیادہ پابند تھے۔ ہر فن کی بہت کچھ معلومات رکھتے تھے۔ جو کچھ کہتے وہ آزاد و طویل، بالخصوص مباحث اختلافیہ و دینیہ میں یہی طریقہ تھا اور یہ لکھتے تھے کہ اب مقابل میں رو و قدح کی گنجائش نہیں رہی۔"

صاحب نزہۃ الخواطر نے لکھا ہے کہ ۱۳۳۳ھ ر ۱۸۲۷ء میں انتقال ہوا۔
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

آثار، مستند، باب چہارم، ص ۵۲-۵۱

تذکرہ اہل دہلی، ص ۷۰-۷۲

دقائق دار حکومت دہلی، ص ۲۰۹-۲۱۰

ایچہ، علوم، ص ۷۷

انوار، کتاب صداقت، جلد اول از قاضی فضل احمد، ص ۵۳-۵۴

علم و عمل، جلد اول، ص ۲۵۱-۲۵۲

نزہۃ الخواطر، جلد پنجم، ص ۷۷-۷۸

ایضاح، ج ۷، ص ۷۷ (۱)

(۱) "ذہن و قلوب در طبع خدا رکھتے تھے"

در ترجمہ اول ندارد (۱)

(۱) نکات میں ۱۳۶۶ھ ر ۱۸۴۹-۵۰ء میں انتقال ہوا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

تذکرہ مشاہیر لاکھنؤ، ص ۲۸-۱۷۲

نزہۃ الخواطر، جلد پنجم، ص ۷۷-۷۸ (۲)

(۱) "تجوید" در ترجمہ اول (۱)

مولوی رضا علی خاں کے چچے مولوی احمد رضا خاں صاحب ابن تقی علی خاں صاحب بریلوی کی سوانح قلمی "حیات اعلیٰ حضرت" جلد دوم مرتبہ مولوی ملک ظفر الدین ساری پر مولوی محمد سلیمان بادیانی نے ایک جامع اور مدلل تبصرہ فرمایا ہے اور اس قسم کے بے سراپا دعاوی کا تاریخی دلائل کی روشنی میں بطلان کیا ہے۔

ملاحظہ ہو: "اشیاء العلم کراچی، جنوری تا مارچ ۱۹۵۸ء۔ (۱)

(۱) "ب ر" ترجمہ اول ندارد۔ (۱)

(۲) "اعلیٰ غایتی" ترجمہ اول ندارد۔ (الف)

(۳) حمد ملائین میں مثل طراز کے منصب نہیں ہوتے تھے۔ (الف)

(۴) "بڑی" در ترجمہ اول۔ (۱)

☆ ملاحظہ ہو:-

درائق الحنفیہ، ص ۳۱۱

عنایت، الامنیاء، جلد اول، ص ۱۸۸-۱۸۹ (۱)

(۱) "مشائخ" ترجمہ اول ندارد۔ (الف)

(۲) "انھیں" ترجمہ اول ندارد۔ (۱)

☆ ملاحظہ ہو:-

درائق الحنفیہ، ص ۳۷۹ (۱)

(۱) "پہلے سلام کرتے تھے" در ترجمہ اول (الف)

☆ "تاریخ پیش نظر درائق الحنفیہ، مکتبہ ذیل کشور پرنس (بار سوم ۱۹۰۶ء) ہے۔ اس میں

☆ تفصیل کے لئے رکھیے:-

مذبح التواضع ص ۷۵

بوستان الخیار' ص ۶۷-۹۹

(3) pp 96-97

(140)

”یاد رہد وہاں کے جمیع اصلاہ نامی اس ہی حضرت فیض موبست کے مستیوں میں سے ہیں۔ ہر فن کے ساتھ اس طرح کی مناسبت تھی۔ ایک وقت میں لوں قباہ اور علوم فقہ کا درس فرماتے تھے۔ جب ایک کی تعلیم سے دوسرے کی تعلیم کی طرف توجہ ہوتے حضار خدمت کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ای فن میں جامہ یکائی اس کے قاست اعتقاد پر قطع ہوا ہے۔ ہر دور اس کمالات کے امام فیض ہاضن کا یہ صفت تھی۔ جمید ہداوی اور حسن ہیری اگر اس کے وقت میں ہوتے تو بے شک دوسرا اس میں اپنے تئیں کسریں مستفیدان تصور کرتے۔“

دہلی کا ۱۳۳۳ھ، ۱۸۱۷ء میں انتقال ہوا۔ ان کی تصانیف میں قیامت نامہ (فارسی) و فیرو بھی ہے۔ ان کے اکثر رسائل قلمی صورت میں کتب خانہ رام پور میں موجود ہیں۔
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

عراق الحنفیہ، ص ۱۶۹-۱۷۰

واقعات دارالحکومت دہلی 'حصہ دوم' میں : ۵۸۸

ترجمہ ملائے اہل حدیث' ص ۶۵-۶۶

ایچچہ (علوم) ص: ۵۵

(一)

۴۴۵

نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم، ص: ۱۸۲

(۱) در ترجمه اول، (ن)

(۱) "منطق" ترجمہ اول: خداداد

(۳) اور تفسیر دینی، ترجمہ اہل علم اور (ن)

☆ شاہ رؤف احمد رافت ابن شاہ شعور احمد ۱۳ ر محرم الحرام ۱۲۴۱ھ ر ۱۷۸۶ء میں رام پور میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام رحمان بخش ہے۔ علوم عقلی سے فراغ حاصل کر کے شاہ درگاہی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بارہ سال خدمت میں رہے۔ تمام مسائل میں اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ شاعری میں جرات کے شاگرد تھے۔ شاہ رؤف احمد کی تصنیفات میں (۱) مثنوی اسرار غیب (۲) مراتب الوصی (۳) سراج نامہ (۴) اردو نثر (۵) مثنوی یوسف زلیخا (۶) اردو (۷) جواہر صوفی (۸) فارسی (۹) رسالہ صادقہ مجددہ (۱۰) سلوک العارفین (فارسی) (۱۱) شراب رقیق (فارسی) (۱۲) ارکان اسلام (اردو) ہیں۔ متوفی تذکرہ علماۃ ہند نے تاریخ وفات (۱۲۴۳ھ ر ۱۷۸۸ء) لکھ لکھی ہے۔ خودی متوفی نے لکھا ہے کہ ۱۲۴۸ھ ر ۱۸۳۲ء میں تعمیر روئی فلم کی۔ ۱۲۴۹ھ ر ۱۸۳۳ء میں انتقال ہوا۔ عبدالغفور نے درج ذیل قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

رافت	آں	قبلہ	ارباب	کمال
از	جہاں	رفت	ہوئے	جنت
ہر	تاریخ	رمایش		ضلع
شہ	رقم	تقدیر	جنت	رافت

(۱۲۴۳)

(۱۲۴۹ھ ر ۱۸۳۳ء)

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

تذکرہ کاٹان رام پور ص ۳: ۱۲۳-۱۲۷

مدائن الحنفیہ ص ۲: ۱۲۳-۱۲۷

جواہر صوفیہ ص ۱: ۱۲۷-۱۲۸

مختصر الاسماء جلد اول ص ۳: ۷۰۳-۷۰۴

تذکرہ گلشن بے خار ص ۸۳: ۸۵

تذکرہ اولیائے ہندوستان ص ۳۸: ۳۸

انتخاب وادگار ص ۳۳: ۳۵ (۱)

یہ درمعارف کے ۱۲ گلی نسخوں کی نشاندہی فرست مشترک ج ۳ ص ۱۲۳-۱۲۷ کی بھی ہے۔ جب کہ اختر رائے نے ترجمہ ہالی متون فارسی بہ زبانہی پاکستانی ص ۸۹ پر اس کتاب کے دو اردو تراجم کی بھی نشاندہی کی ہے۔

(۲) "راحت" در ترجمہ اول (ن)

(۳) فارسی متون میں شاہ رافت کا سال وفات ۱۲۴۳ھ ہے جب کہ فرست مشترک حوالہ بالا میں سال وفات ۱۲۵۳ھ بتایا گیا ہے لیکن فرہنگ سخنوران ص ۲۲۱ میں بحوالہ "دراستان غنی" از سید نورالحسن تالیف ۱۲۵۳ھ مطبوعہ ۱۲۵۳ھ شاہ رؤف کا سال وفات دی لکھا ہے جو اہم باب قادری مرحوم نے عبدالغفور کے قطعہ کے حوالے سے لکھا ہے۔ یہی ۱۲۴۹ھ - (ن)

(۱۲۴۳)

☆ مولوی رحمان علی - جس کتابوں کا ذکر اس تذکرہ میں کیا ہے ان کے علاوہ ان کی تصنیفات میں (۱) اشہاد (۲) شیر تندرستی (۳) ہائیت صحت بھی طبع ہوئی ہیں۔ آخری رقت تک علمی مشاغل جاری رہے۔ ان کی وجہ سے وہ ان میں علوم طبعیہ اور حفظ قرآن کی خوب اشاعت ہوئی۔ مولوی رحمان علی کا ایک علمی کتب خانہ تھا ۱۸۹۵ء میں ان کا تقرر دکن دربار حیدرہ ایمنی کالج لکھنؤ میں ہوا ۱۹۰۶ء میں پیش یاب ہوئے۔ سمرہ ۱۹۰۷ء میں مولوی رحمان علی کا انتقال ہوا اپنی تفسیر دروہ مسجد کے احاطہ میں دل دے کر۔ م ر دو اسم "۱۲۲۵ھ ر ۱۹۰۷ء" سے تاریخ وفات ملتی ہے۔ حکیم تخلص فرماتے تھے۔ مولوی رحمان علی سے صاحب رسد حکیم ریاض علی خاں (ف ۱۲۳۷ھ ر ۱۸۹۸ء) تھے۔ جن کے صاحبزادے قاضی میاض علی خاں صاحب ہیں۔ قاضی صاحب سلف صاحبین کا نمونہ ہیں۔ عمر اسی (۸۰) سال کے قریب ہو چکی ہے۔ قاضی میاض علی صاحب نے مولوی رحمان علی مرحوم کی تاریخ انتقال نیز دوسرے حالات بہم پہنچائے جس کے لیے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ (ق)

(☆) شاہ محمد حسین بن شیخ افضل حسین ۱۸۵۳ء میں الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ مولوی محبت اللہ فرنگی علی مولوی عبدالحی فرنگی علی اور قاری عبد الرحمن پالی پتی سے علوم مروجہ کی تحصیل کی مائی مہاراشد کے سرور و حیدر تھے۔ امیہ شریف میں میں محض سابع میں ۸ ر رجب ۱۲۲۲ھ ر ۱۸۰۳ء میں انتقال ہوا۔ شاہ صاحب کی تصانیف میں رسالہ مقولات عشر رسالہ در بیان ثبات یا تکرار شرح میرزاں ہلاعت دارودہ کھس ترجمہ اشعار کاملہ ہادی الامم علی ارض محرم اور قیامت نامہ مشہور ہیں۔

ملاحظہ ہو:- "سوانح حیات شاہ محمد حسین الہ آبادی" مرتبہ محمد الفاروقی (مطبوعہ) - (ق)

حرف ز

(۱۶۱) من کا وزن مختلف زبانوں میں غیر متعین رہا ہے۔ آج کل چالیس سیر کا ہے۔ معلوم نہیں سویروں کے مد میں من کا کیا وزن تھا۔

(۱۶۲) ملاحظہ ہو۔

اخبار الاطیاف، ص ۲۲۶-۲۲۷

(۱) کہوں بھی مستحق تھا اور قبول بھی مصنف نے قبول ہی کیا تھا (دیکھیں Plots, (A Dictionary of Urdu Classical Hindi and English Oxford 1951))

(۱) کہوں بھی مستحق تھا اور قبول بھی مصنف نے قبول ہی کیا تھا (دیکھیں Plots, (A Dictionary of Urdu Classical Hindi and English Oxford 1951))

حرم اول نے قبولی کے ساتھ بکھری بھی ترب کیا تھا۔ لیکن دونوں میں فرق ہے قبولی صوبہ بہار میں سارے پٹنے کے ساتھ اور باقی اور علاقوں میں پٹنے کی دال کے ساتھ بنائی جاتی ہے اور بکھری دیگر دالوں کے ساتھ بھی۔

یہ فضل نے دیگر کھاؤں کے ساتھ اس کا جو پکالے کا طریقہ بتایا ہے اس میں دس سیر چاول میں سات سیر گوشت ساڑھے تین سیر گھی ایک سیر پھلا ہو چٹا ۲ سیر چار ۱/۲ سیر لک اور ایک پاد تارہ اور کب دار چینی کال صبیح زہرہ ہر ایک ایک دانگ (ریبار کا حصہ) الاہی اور لوگ - - - - - کب ڈالتے تھے۔ وہ یہ بھی بتا ہے کہ کچھ لوگ س میں ۱۸ م اور شش بھی ڈالتے ہیں۔ آئین اکبری، جہد اس انگریزی ترجمہ، ص ۳۳ - علامہ الدین غلی کے زمانے میں من میں ۳۳ سیر ہوتے تھے۔ ایک سیر اور دو چھٹانک تاج کے ایک کلگرام کے برابر ہوتا ہے۔ (الف)

(۱۹۷) ملاحظہ ہو۔

۱۰ - ہر من میں ۲۲۶-۲۲۷

۱۱ - مانگا جنگ پائی پت میں ہار کے خلاف ڈرتے ہوئے۔ (الف)

(۱۹۸) ملاحظہ ہو۔

(۱) اخبار الاطیاف، ص ۲۲۳-۲۲۵

(۲) تذکرہ اولیائے ہندوستان، ص ۳۹۹-۵۰۰ (ق)

(۱۹۹)

☆ شیخ زین الدین صدر کے عہد پر فائز تھے علوم مشغول و مشغول میں کمال دستگاہ رکھتے تھے واقعات دہری کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ ہار نے جب رانا سانگا پر فتح پائی تو اس خوشی میں مسلمانوں

سے محصول لینا معاف کر دیا۔ اس معافی کا خزان شیخ زین الدین ہی نے لکھا تھا۔ شیخ زین الدین نے ہار کی شہری زمین کی ایک شرح بھی لکھی۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

مختب الواریخ، ص ۳۹

ہرم تیور، ص ۲۱-۲۲

نزیہ الخواطر، جلد چہارم، ص ۳۰

حزینۃ الامتیاء، جلد دوم، ص ۳۰۹-۳۱۰

بوستان اخبار، ص ۸۰-۸۱ (ق)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہار نامہ حرم انگریزی MRS. A. S BEVRIDGE مطبوعہ

مک میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۲۸ اور دیگر مخطوطات

ہار نامہ ہار میں صدر، دیل ہاتھی شیخ زین الدین حوائی کے دورے میں مزید بنائی گئی ہیں۔

ص ۳۳۸-۳۳۹، ۹۳۲، ۸، ۱۵۲۵ء کو ہار بادشاہ مرلی سے روپک گرم پٹنہ کے مقام پر

پند شاعروں کے ہزار ایک - - - - - میں رہا تھا اس میں شیخ زین بھی شامل تھے۔ شیخ زین کے

اپنے واقعات میں اس کی تفصیل دی ہے۔

ص ۳۰۹-۳۱۰، دیلی فتح ۲۷ اپریل ۱۵۲۵ء، ۱۵ رجب ۹۳۲ء کو ہوئی۔ فتح کے بعد نماز جمعہ

شیخ زین خوائی نے پڑھائی اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔

ص ۵۳۲ - - - - - ہار میں شیخ حوائی - ایک بار ہار - - - - - میں رہا تھا اور ہار

پائی تھا۔ اس علاقہ کو اگرہ والے کالی (۲) کہتے تھے۔

ص ۵۵۲ - - - - - شیخ زین سے ہار بادشاہ کو شراب چھوڑنے کی قسم یاد دہائی اور یہ یاد دہائی کہ

فتح کے بعد مسلمانوں کا محصول معاف کرنے کا کیا گیا تھا۔

چنانچہ محصول معاف کر دیا گیا۔

ص ۵۵۹، جنگ خوار، فتح ہار حوائی سے لکھی۔ اس کا ترجمہ حوالہ مذکور میں ص ۵۵۹

۵۷۲ء موجود ہے یہ فتح ۲۵ جمادی الثانی ۹۳۲، ۲۹ رجب ۱۵۲۷ء کو ہوئی۔ شیخ زین کے 'فتح بادشاہ

اسلام' سے تاریخ نکلی۔

دہلیال پور کی فتح کی تاریخ شیخ زین نے ابن الفاط سے نکال

"وسطا شہر رنج لاس" ۹۳۲ء (ن)

(۱) ترجمہ اوس "مصب وار" وارو

(۲) در اصل ہاجر دور اس کے امراء نے جو طاقت جتنا کے مقلی کتابے پر پائے تھے ان کے نے طرز کی بنا پر ہمیں مقامی لوگ قابل کہتے تھے۔ شیخ حوتی نے سبھی کی طرف تھی۔ (۱۱۱)

(۲۰۰)

(۱۱) ملاحظہ ہو۔

حدائق الحفیدہ ص ۳۶۶ (ق)

(۱) "راہداری" ترجمہ اوس نادر۔ (ن)

(۲) "پاس" ترجمہ اول نادر۔ (ن)

(۲۰۱)

(۱۲) ملاحظہ ہو۔

حدائق الحفیدہ ص ۳۶۳-۳۶۴ (ق)

حرف

ملاحظہ ہو: نوری الخواطر "جلد" ہفتم "ص ۱۳۳-۱۳۴

البدایہ النبیہ لرحم الشیاطین البعدیہ

از مولوی فضل رسول بدایہ "ص ۳۳

تراجم طائے اہل حدیث "ص ۳۵۰-۳۵۳

جلی نور المعروف بہ تذکرہ مشاہیر چندیور

از مولوی نور الدین چندیوری "ص ۳۵-۳۹ (ق)

(۱) "مرحوم" ترجمہ اول نادر

(۲) "یہ" پارہ

(۳) "حکیم" ایضاً

(۴) "سلطنت" ایضاً

(۵) "عمر" ایضاً (ن)

(۲۰۲)

☆ مولوی سراج الحق رؤساء دہلی اور دہرم پور کی مصاحبت و ملازمت میں رہے۔ ۲۸ دی قعدہ ۱۲۲۲ھ ر ۱۹۰۵ء میں دہلیور میں انتقال ہوا۔ حکیم سراج الحق کے ایک صاحبزادے منیر الحق اور ایک دختر تھیں۔ مولوی منیر الحق تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد ۱۸ سال کی عمر میں ۱۲۹۹ھ ر ۱۸۸۲ء میں راج کو گئے وہیں انتقال ہوا۔ مولوی سراج الحق کی بیٹی کا سلسلہ اولاد موجود ہے۔ ان کی صاحبزادی عبدالحق ابن مولوی انوار الحق (صاحب طوابع انوار) کو منسوب تھیں۔ عبدالحق کے صاحبزادے مولوی حکیم ظہور الحق ہمارے غایت قریب ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

☆ طوابع الانوار "ص ۸۶

البدایہ النبیہ لرحم الشیاطین البعدیہ از مولوی فضل بدایہ "ص ۳۵

مولانا فیض احمد بدایہ "ص ۳۹-۴۰

اکمل التواریخ حصہ اول ص: ۶۵ - ۶۷ (ق)
"ان کی تفصیلات ہیں" در ترجمہ اول - (الف)

(۲۰۵)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

تقوین لکات از قائم جانہ پوری ص: ۳ - ۱۷

لکات الشعراء از میر تقی میر ص: ۳ - ۴

تذکرہ ریختہ گردوں رفیع علی کردی ص: ۶ - ۷

مفتاح التواریخ ص: ۳۳۸

تذکرہ الخواطر جلد ششم ص: ۴۳ - ۵۵

تذکرہ بے نظیر از عبدالوہاب افکار (مترجمہ منظور علی) ص: ۲۷ - ۲۹ (ال تہذیب پورٹری)
انہما یاد (۱۹۳۰ء)

نوادراستات از سران الدین علی خاں اردو (پہلی و تہذیب و مقدمہ ڈاکٹر سید عبداللہ)

(انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۵۱ء) مقدمہ ص: ۳ - ۳۸

تذکرہ میر از میر تقی میر ص: ۷۳ - ۷۴

تذکرہ شعرائے اردو از میر حسن دہلوی ص: ۵۰ (ق)

مذہب تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو از ڈاکٹر سجاد خاں (پہلی و تہذیب و مقدمہ ڈاکٹر سید عبداللہ)

خاں "روز درسیات مطہرہ انشی ثبوت آف سبیل دیست ایشیا" پورٹری تک کراچی ۱۹۹۷ء
(الف)

(۲۰۷)

☆ ملاحظہ ہو:- منتخب التواریخ ص: ۳۱۹ - ۳۲۰

ریت خواطر جلد چہارم ص: ۱۳۳

تذکرہ علماء دانش گاہ ص: ۵ - ۶ (ق)

(۲۰۸)

(۱) "وسطوت" ترجمہ اول تدارد

(۲) "مشہور" ایضاً

(۳) "لکھنؤ میں" ایضاً (ن)

(۲۱۰)

☆ در ترجمہ اول (ن)

(۲۱۱)

☆ ملاحظہ ہو:- (۱) حداثہ الحنفیہ ص: ۷ - ۸

۲۵۳ - ۲۵۴ ص: ۲۵۳

ماثر الکرام و فقراہ ص: ۲۱۷ - ۲۱۸

ریت الخواطر جلد ششم ص: ۹۱ - ۹۲

سیرۃ الرحمان ص: ۸۹

ابجد العلوم ص: ۵

قضاء ان رب من ذکر علماء الخواطر و الادب از مولوی دو القادر احمد ص: ۲۰۷ - ۲۰۸ (مطبع)

منہج عام آگرو ۱۹۵۷ء (۱۸۹۸ء) (ق)

(۱) بی حسام الدین راشدی سے مقالات اشعار از میر علی شیر قانع مشہوری کے ص: ۱۳۲ کے

ماثیہ پر "سدا اللہ سلوی" کو "سید" لکھا ہے جب کہ مترجم اور مروجہ سے "شیخ" لکھا ہے۔

تذکرہ میں ہے کہ سید سدا اللہ سورتی کا شمار سب حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے

اور گاہ گاہ نے انہیں رفاقت ماثیری میں "سیدی و سیدی" کے لقب سے یاد کیا ہے آپ

نے فرقہ خلافت مولانا عبدالغفور سے کیا۔

آپ کا قبیلہ طریقت سید عبدالقادر حیدری تک س طرح ہے۔ عبدالغفور، مسعود اسلمی

سید علی، سید بکر، سید برہنہ، سید عبداللہ، سید عبدالرحمن، سید عبدالقادر، سید عبدالغفور، سید عبدالغنی

قوی اللہ سرہ الخواطر۔

رکتہ مقالات اشعار ص: ۱۳۲

(۲) بی حسام الدین راشدی نے مولانا ذکرہ میں مترجم و تہذیب و مقدمہ ڈاکٹر سید عبداللہ سورتی کا

ذکر کیا ہے

(۱) ماثیہ برکت

(۲) رسالہ کشف الحق

(۳) رسالہ چل بیت شہری

(۴) رسالہ ثبوت مذہب شیعہ

(۵) رسالہ تحفۃ المومنین

(۶) حاشیہ مجلین اوصوس اورنگ

(۷) "واب البعث" راسخ

(۸) حاشیہ پر حاشیہ قدیم و جدید۔

(۹) حوالہ مذکور میں تاریخ ۲۶ جمادی الاول ہے۔

(۱۰) حوالہ مذکور میں تین بیڑاں کا ذکر ہے تیسرے بیڑے کا نام سید عبداللہ ہے۔

(۱۱) "ایمان" کا تفسیر "اب" بیڑے کا نام "عبداللہ" تھا ہے کہ "اب" کے معنی "اب" ہیں۔

"عبداللہ" کا تفسیر "عزت" بتایا ہے۔

سید عبداللہ سورتی کے دو تعلقات تاریخ وفات بڑا ہی قاری حوالہ مذکور میں درج ہیں۔

ایک تفسیر اشعار پر مشتمل ہے اور دوسرا یہ ہے

من عمر شریف درساہ شد قتلہ چو علی سہمان

علم آمد بیداری لوح نگارش "سیدی رقت قلب ربانی"

(۱۲) ۳۸

(۱۳)

۱. مفتی عبداللہ شیخ الاسلام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سہ میں کتاب "تألیف" کا نام ہے

بڑے معانی۔ تعلیم و تہذیب شروح و تہذیب سے کسی کامیت کہ ہے نقل و تفسیر، الخ "وکتبہ"

جب ۱۳۳۳ھ ر ۸ - ۱۳۳۴ھ میں گھنٹہ پہنچے تو انہوں کو پتہ چلا۔ مفتی صاحب کے شاگردوں کی

تقدیر و شمار سے ہمارے۔ ۲۲۲ تفسیر تفسیر سید مولوی امیرالدین علی انیسوی نے ہومان گزشتہ

۱۳۴۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں جاری کیا تو مفتی سید اللہ نے ان کے خلاف فتویٰ لکھا۔ اسی طرح جب زائد

۱۳۴۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں جاری کیا تو مفتی سید اللہ نے ان کے خلاف فتویٰ لکھا۔ اسی طرح جب زائد

۱۳۴۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں جاری کیا تو مفتی سید اللہ نے ان کے خلاف فتویٰ لکھا۔ اسی طرح جب زائد

۱۳۴۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں جاری کیا تو مفتی سید اللہ نے ان کے خلاف فتویٰ لکھا۔ اسی طرح جب زائد

۱۳۴۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں جاری کیا تو مفتی سید اللہ نے ان کے خلاف فتویٰ لکھا۔ اسی طرح جب زائد

۱۳۴۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں جاری کیا تو مفتی سید اللہ نے ان کے خلاف فتویٰ لکھا۔ اسی طرح جب زائد

۱۳۴۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں جاری کیا تو مفتی سید اللہ نے ان کے خلاف فتویٰ لکھا۔ اسی طرح جب زائد

۱۳۴۱ھ ر ۱۸۵۵ء میں جاری کیا تو مفتی سید اللہ نے ان کے خلاف فتویٰ لکھا۔ اسی طرح جب زائد

اسلامی مجلس مذاکرہ مطبوعات ملتان، ختم، ص ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ (مطبوعہ نیشنل پبلشرز)

(۱۸۵۰)

۱۸۵۰ء حاشیہ "ص ۳۸۸ - ۳۸۹

۱۸۵۰ء حاشیہ "ص ۳۸۸ - ۳۸۹

۱۸۵۰ء حاشیہ "ص ۳۸۸ - ۳۸۹ (ن)

(۱) "غزوی" ترجمہ اول (الف)

(۲) "فتاویٰ" در ترجمہ اول (الف) فتاویٰ خراسان کے بعض حصہ میں واقع علاقہ کو کہتے

ہیں۔ دیکھتے (الف)

(۳) "مولوی محمد اشرف گھنوی" ترجمہ اول (الف)

(۴) "فرنگی علی" ترجمہ اول (الف)

(۵) "قاری ترجمہ" در ترجمہ اول (الف)

(۶) ۴۴ ترجمہ اول (ن)

(۷) "فتاویٰ" در ترجمہ اول (ن)

(۸) "۱۱" در ترجمہ اول (ن)

(۹) لازمی سرکاری آف فکٹ خاں بہادر نواب عبداللطیف نے ۱۸۶۳ء میں قائم کی جس نے

مسلمانوں کی بیداری کے لئے بہت کام کیا۔ ۱۸۶۳ء اس نے مولوی کریمت علی کا فتویٰ بھی شائع

کریا جس میں انگریزی حکومت کے دور کے بعد کو دارالسلام قرار دیا گیا۔ (الف)

(۱۴)

☆ لکھتے ہوئے "ذات الخواطر" جلد سوم، ص ۷۹ (ن)

(۱) جیسے جاتے تھے در ترجمہ اول۔ (ن)

(۱۵)

(۱۶) تفصیل کے لئے دیکھئے۔

☆ لکھتے ہوئے "ذات الخواطر" جلد سوم، ص ۷۹ - ۷۸

(۱۷)

☆ لکھتے ہوئے "ذات الخواطر" جلد سوم، ص ۷۹ (ن)

☆ لکھتے ہوئے "ذات الخواطر" جلد اول۔ (ن)

تذکرہ ابن صفیاء، جلد اول، ص ۳۰۱-۳۰۲

ماثر الکرام، دفتر اول، ص ۱۹۰-۱۹۱

مدائق الحسبہ، ص ۳۳۶

خباہر الاخیار، ص ۱۴۳-۱۴۴

اجلہ العلوم، ص ۸۹۳

بک المرحاں، ص ۴۲

نور الدین، ص ۲۵۸-۲۵۹

سیر احباب، ص ۱۵۱

میں انوائت لسراج الہدایت، ص ۳۵-۵۴

تاریخ لادلیاء، جلد دوم، ص ۲۲۶-۲۲۷ (ق)

(۱) "تہرک اور زیارت کے لائق ہے" ترجمہ اول، بحارہ (ن)

(۲) ابو فضل نے ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ رک آئین اکبری، جلد اول، ترجمہ و درج

(۳) مورخ اسلام نے کی تصدیق میں غزوات المناقب اور رسالت فی الاشارة بالنبات

عند الشیخین اسلوبہ بھی ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ الخواطر، جلد پنجم، ص ۲۶-۲۷

تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلی از سید قادری، ص ۲۲۱-۲۲۳ (مطبوعہ آوارہ پریس، پٹنہ

۱۹۵۰ء)

تذکرہ کائنات نام پر، ص ۱۵۸-۱۵۹

مدائق الحسبہ، ص ۳۶۸

حیات شیخ عبدالحق محدث دہلی از خلیفہ احمد علی، ص ۱۲۳-۱۲۵ (غزنیہ برقی پریس، دہلی

۱۹۵۳ء)

علم و عمل (جلد اول)، ص ۷۷-۷۸

اجلہ العلوم، ص ۳۷۷ (ق)

(۱) "مظاہر المائت" در ترجمہ اول

مولوی سلام اللہ محدث کا مجموعہ نسب شیخ عبدالحق محدث دہلی سے اس طرح ملتا ہے کہ

مولوی سلام اللہ محدث بن شیخ الاسلام بن، حافظ غفر اللہ عنہ بن محمد اللہ بن شیخ نور اللہ بن شیخ

درواقع بن شیخ عبدالحق محدث دہلی۔ (ن)

رکتہ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلی۔ از خلیفہ علی، مطبوعہ دہلی، "معدنہ المصنفین"، ۱۹۵۳ء
ص ۲۵۵۔ (ن)

۱۹۳۰ء، ۱-۷۸۸ء در ترجمہ اول (الف)

(۲۸)

۱۰ مولوی دن کا نام محمد الدین احمد ابن مولوی محمد طاہر ہے، بڑے جید عالم، جامع معقول و منقول تھے۔ خصوصاً معقولات میں بڑا کمال حاصل تھا۔ تفصیل علم سے وارد سے کی اور تکمیل مولوی دہان الدین گویا ہوی سے کی، 'نواب سعادت علی خاں کے زمانہ میں گھنٹہ میں حاکم ہدایت، علیہ رہے۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے صدر مدرس رہے۔ ۱۳ مئی ۱۸۸۶ء کو مدبری سے ہجرت کر گئے۔ گورنر جنرل نے ۱۳ دسمبر ۱۸۸۶ء کا وکیلہ مقرر کر دیا۔ پٹنہ لینے کے بعد بریلی میں قیام کیا۔ مولانا دس نہایت خوش مزاج تھے، مقبرہ حافظ ملک صادق رحمت خاں میں رہتے تھے۔ اور وہیں طلباء کو درس دیتے تھے، ۱۲۲۸ھ، ۳-۱۸۱۳ء میں بریلی میں فوت ہوئے۔ متصل گنبد حافظ ملک پٹنہ مزار ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: تاریخ شاہجاں پور، ص ۱۳-۱۴

تاریخ مدرسہ عالیہ کلکتہ، ص ۳۱-۵۱

کلمات عزیزی، حکایت سوم

شاہ سلامت اللہ کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ احوالین، ص ۳۶-۳۷

اجلہ العلوم، ص ۹۸

الایضہ الجنی، ص ۷۹

شیخ انجمن از نواب صدیق حسین، ص ۲۰۵-۲۰۶

مکرم العلماء، ص ۸۳-۸۵

کاموس الشائیر، جلد اول، ص ۲۹۹، جلد دوم، ص ۱۵۳

ہدایت الخلق (جہی) از محمد افضل بدایونی (مملوکہ فرخ جلال بدایونی)، (ق)

(۱) "میں" ترجمہ اول، بحارہ۔ (ن)

(۲) "ملاہ" در ترجمہ اول (الف)

(۳) "گھنٹہ" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۳) سرایا بخشش ترجمہ اول عرارد۔ (الف)

(۵) "قائدان" ایضاً (الف)

(۶) "دیگر" ایضاً (الف)

(۷) "حضرت شاہ عبدالغنی" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۸) "مظہر و کائنات" ترجمہ اول عرارد۔ (ن)

(۹) "استقامت" در ترجمہ اول (الف)

(۱۰) "لمونہ" ترجمہ عرارد۔ (ن)

(۲۳۰)

☆ ملاحظہ: منتخب التواریخ ص: ۳۱۹-۳۲۱

نزدہ الخواطر جلد ہفتم ص: ۱۵۸-۱۵۹ (ق)

ملاحظہ: منتخب التواریخ بدایہی 'سج کپٹن W.N. LEES لکھتے ۱۸۶۵ء (ن)

(۱) "چند" در ترجمہ اول۔ (الف)

(۲) "مستعدی" ایضاً (الف)

حسین شہنشاہ کو بھلیں ہوگی نے ہرا کر چھوڑ پرتھ کر دیا تھا۔ چاہا جب ہی ان

کو رول ملی ہوگی۔ (الف)

(۲۳۲) ☆ ملاحظہ: منتخب التواریخ ص: ۳۸

حدائق الحنفیہ ص: ۳۵۵-۳۵۶

تذکرہ اولیائے ہندوستان ص: ۳۹۵-۳۹۶

اخبارالافکار ص: ۲۱-۲۳

خزینۃ الاسماء جلد دوم ص: ۷۳-۷۶

الاشاہیر ص: ۲۷-۲۹

حضرت شیخ سید امجدین دہلوی از ذاکر نذیر امجد سادات (معم گڑھ) جنوری ۱۹۵۵ء

گزارہ امراء ص: ۲۰۹-۲۱۰ (ق)

دستہ موجود اور پانچ دفعہ ہوتے ہوئے دہلی پہنچے" در ترجمہ اول (الف)

(۲۳۳)

☆ اکمل التواریخ میں تاریخ وفات ۵ محرم ۷۷۷ھ تحریر ہے۔ مولوی شاہ الدین کے ایک صاحب زادے حافظ محمد سعید (الضیعی ۷۷۷ھ ر ۱-۱۸۶۵ء) تھے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوئے۔ اکمل التواریخ جلد اول ص: ۸۳-۸۵ (ق)

(۱) "احمد" ترجمہ اول عرارد۔ (ن)

(۲۳۴)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوئے۔ ☆ خزینۃ الاسماء جلد اول ص: ۳۷۴-۳۷۵

☆ الوار العارفين ص: ۳۳-۳۴ (ق)

(۲۳۵)

☆ سید احمد بن محمد عرفان ص: ۷۷-۷۸ء میں دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ سید صاحب کے حالات پر کئی مستند در مفصل کتابیں لکھی گئی ہیں چنانچہ تفصیل حالات کے لئے ملاحظہ ہوئے۔

☆ سوانح احمدی از مولوی محمد جعفر قاسمی (مولوی پرچک بیڑہ پبلشنگ کمپنی 'پنڈی بہار الدین)۔

سیرت سید احمد شہید از ابو الحسن علی مدنی میان (دہلی پریس کھتر ۱۸۳۹ء)

سید احمد شہید از نظام رسول سرکتاب حلی 'لاہور ۱۸۵۲ء)

نزدہ الخواطر جلد ہفتم ص: ۲۷-۳۲

دہلی اور اس کے اطراف از مولانا حکیم عبدالحی ص: ۳۳-۳۴-۳۵-۳۶

ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک از مسعود عالم ندوی مکتبہ فیہ (دراول پنڈی ۱۳۶۸ھ)

بیاض دل کشا معتمد مرزا صرافت خان خورشیدی ص: ۲۱ (مطبع فتح الاخبار کوس 'علی گڑھ)

(۱)

(۱) "علم" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۲) "تکبیر رائے بریلی" ترجمہ اول عرارد۔ (ن)

(۲۳۶)

☆ ملاحظہ ہوئے۔ اخبارالافکار ص: ۹۷ (ق)

(۲۳۷)

☆ ۱۸۲۵ء ر ۲-۳ میں انتقال ہوا۔ سید محمد گیسو دراز کی تصنیفات میں شرح کواپ

الردیہ، اسرار اور جامع اکلم طبع ہو چکے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوئے۔

☆ بزم مولیاء ص: ۵۴-۵۵

حرف

(۲۳۸)

(۱) "چوں" در ترجمہ اول (الف)

(۲) "میان" در ترجمہ اول (ن)

(۳) "در" در ترجمہ اول (الف)

(۲۳۹)

☆ ملاحظہ ہو۔

حدائق العنقید 'ص: ۴۴

بیت الرمان 'ص: ۴۶

باد الام 'ص: ۶۵-۶۸

مدد کوش 'ص: ۳۳۹-۳۴۱

نزہۃ الخواطر 'جلد پنجم 'ص: ۱۵۵-۱۵۷

انجمن العلوم 'ص: ۸۸۸ (ق)

(۱) "مردان بالہ" ترجمہ اول ندارد (الف)

(۲) "دی موجد و سکون دای صمد و فتح و جہم" ترجمہ اول ندارد (الف)

(۲۵۰)

☆ شیخ صدر جمال پناوی بن عبد القادر پانی میں پیدا ہوئے۔ شیخ کلام الدین خیر آبادی

سے تحصیل علم کی '۱۰۲۰ھ میں انتقال ہوا پانی میں دفن ہوئے۔

ملاحظہ ہو۔

(۱) منتخب التواریخ 'ص: ۳۷

(۲) نزہۃ الخواطر 'جلد پنجم 'ص: ۱۵۸-۱۵۹ (ق)

(۱) "مقدور الصدور" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۲) "حکیم" ترجمہ اول ندارد (الف)

میران صدر جمال ۳۴ سال جلوس آکبری میں صدر بنائے گئے۔ ۳۵ سال میں تقریبات آجین

۱۰۱۱ھ میں بادشاہ نے انہیں قاضی القضاات عہدہ کنی کے ساتھ شراب پیتے دیکھ کر حاکم کا یہ شعر پڑھا

:

در دور بادشاہ خطا و غلط و جرم پوش

ملاحظہ قریب سخن شد و مفتی پیادہ نوش

صدر جمال دین الہی کے زمانہ میں شامل تھے اور مسلسل اعزازات و المناجات میں اضافہ ہوتا

رہا۔ عہد جاگیر میں چار ہزاری منصب اور قوت کی خودداری ملی۔ ۳۰ سال کی عمر میں فوت

ہوئے ان کی اولاد نے بھی منصب ملازم حاصل کئے۔ رہ گئے آئین اکبری 'انگریزی' جلد

اول 'ص: ۵۲۲: ۲۳ (الف)

(۲۵۱)

☆ ملاحظہ ہو۔ منتخب التواریخ 'ص: ۳۳۵-۳۳۶

(۲۵۲) در الخواطر، جلد پنجم 'ص: ۵۷-۵۸

☆ ملاحظہ ہو۔ نزہۃ الخواطر 'جلد دوم 'ص: ۶-۷

اخبار الاخیار 'ص: ۳۶-۳۸

خزینۃ الاسماء 'جلد اول 'ص: ۳۵۸-۳۵۹ (ق)

کہتے ہیں کہ پریوں نے انہیں دینہ پوش کیا لیکن انہوں نے "ملوہت درویشاں" سے اسے

نظر انداز کیا۔ (الف)

(۲۵۳)

☆ مفتی صدر الدین بن شیخ مظہر اللہ شہیری ۱۲۰۳ھ ر ۱۲۸۹ھ میں پیدا ہوئے مفتی اور

صدر الصدور کے عہدوں پر ممتاز رہے 'انگریزی سرکار میں بڑی عزت تھی 'جب جسٹس کزونی

راجہ تانہ گاؤڈینٹ مقرر ہوا تو اس کے ہمراہ رہے۔ چار سو روپیہ ہوا ہار تحفہ ملتی تھی 'آکڑونی

مفتی صاحب پر بہت احترام کرتا تھا 'یہ بھی اس کے کلید القی تھے 'ظہار کو گھر پر درس دیتے تھے

دوسرے دارالافتا کو اس پر مادی کیا 'ظہار کے جملہ مصارف کے کفیل ہوتے تھے 'دلی میں مفتی

صدر الدین آزاد کو اختیاری حیثیت تھی۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں فتویٰ جہاد پر دستخط کئے اس

کی وجہ سے گرفتاری 'عزل منصب اور صلی جائداد کی نعمت پہنچی 'پندرہ کے بعد رہائی ہوئی۔

نصف جائداد آکڑاشت ہوئی۔ علی قاری اردو قیوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ سرسید احمد خاں

سارو نے "تارہ صنادید" میں ہر زبان کا نمونہ کلام درج کیا ہے۔ خوش لوگوں میں ہمارے شاہ ظفر کے

المباراة خياراً من ٢٥ - ٢٩

تذکرہ ابوالحسنؑ ص ۸۳-۸۹

قاموس المشايير جلد دوم، ص: ۴۳

محررہ: الاصفاء، جلد اول، ص ۳۵۱-۳۵۲

بزم صوفیاء، ص ۳۹۳-۳۹۸

کتابخانه فارسی، مطبوعات، جلد دوم، ص ۳۳۳ - ۳۳۰ - ۳۲۹ (برقی بیوزیم لندن)

(14)

تاریخ ولایت جلد دوم، ص: ۱۴۱ (ق)

(17)

☆ 54 ☆

لزات الخواطر جلد دوم ص : ۵۵

الطيار الأخير : ص ١٥٩

ثمرات القدس، اوراق: ۳۸-۵۰ پ

"ریڈ" ترجمہ اہل مذاہرہ (ک)

"قُلُوبُ" ترجمہ "دل" اور وہ (ن)

"مقام" پر ترجمہ دل

"رحمتہ اللہ علیہا" قبر اول برادرہ (ن)

(17)

☆ میر غلام علی آزاد بکرائی نے سال وراثت ۱۴۰۳ھ، ۶-۱۵۹۵ھ لکھا ہے۔ تفصیل کے لئے

رکھیں۔

باز الکیم' من من : ۴۳۹ - ۴۴۲

ملحق الخواص من ص ٢٨٤-٢٨٨

تلاک کے نظیر میں $2A^3$ (3)

(FV)

☆ سید حسن رسول نما اپنے زاد کے عارف اور عالم خاص ہے، مشہور ہے کہ جس کو چاہے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی زیارت سے شرف کرا دیتے تھے اس لئے رسول نما لقب پڑ گیا۔ منتخب الالباب میں تحریر ہے ”سید حسن رسول نما کہ مجموعہ فضل و کمال و از مسنون روزگار و اصل ہاتھ بود خصوص در علم حدیث و تفسیر و عبادت و ریاضت زیارت انصاریہ“۔ ۱۰۳ھ / ۷۲۱ء میں انتقال ہوا۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوا۔

مرقعہ دہلی از خواب درگاہ گل خانہ ص: ۹

فتح الباب حصہ دوم: محرمات خاں الاطاب و خانی خاں: ص ۵۵۲-۴۵۱

پارک ریلوے : ۵۵

آثار المستوفی: "پہلے اول" ص: ۴۳

راکاتات دارالحکومت دہلی، حصہ ہدم، ص ۱۷۵

لا تترك الخواطر جلد عشم من من : ٣ - ٣

مکتوبات شاد عبد العزیز دہلوی (اردو) ص ۳ : ۳۳

مکتب الحسن دس نما (اردو ترجمہ نواح العرفان) مطبوعہ مطبع گزراہ ہند، سلیم پور لاہور

#1971 / #1972

☆☆ قبل برائواری کے تفصیل حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

اشراکرام، دفتر اول، ص ۱۳۹: ۱۵۸

مراكش المحظية: ص ٤٣٣

بجہ العلوم : ۹۰

سبحو الربان: ص: ۹۰ - ۹۳

سلسلہ میں ۲ نظام تعلیم و تربیت "جلد اول" میں ص: ۳۳-۳۸

فلشن ایرار (قلمی) از ریاض الدین محمد مہسوائی ص ص : ۱۵۵ (مملوکہ مولوی احید الدین

حرف ظ

(14)

ہم اپنے والد ماجد اور بانا مولانا عبدالحی عزا العلوم سے تفصیل طبع کی 'قرآن کے حقائق اور جدید عالم' کے 'مسجد میں تمام عمر گزاری نہایت متواضع اور قانع پرور' تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔

تذکرہ عہدائے فرنگی محل، ص ۷۱-۷۰

احسن طلبات لفرمانی 'ص ص: ۳۵-۳۶

(FV5)

☆ سلسلہ تدریس و تصنیف بیٹھ جاری رہا۔ تمام علوم کے باہر مجھے خاص کر علوم فقہ میں ملکہ تمام حاصل تھا۔ صاحب تذکرہ علمائے فرنگی محل نے ارباب فرنگی محل کے علاوہ ان کے طلبہ میں کشتہ ۱۰ پھول علمائے کرام کے نام لکھے ہیں جس میں مولانا کفایت علی کافی مراد آبادی، مولانا عبد المجید بدایونی، مولوی فضل دوس بدایونی، مولوی عبدالقادر کھٹکسوی، مولانا شاہ احمد سعید دہلوی، مولوی حیدر علی فیض آبادی، مولوی مسیح الدین کاکوروی، مفتی سجاد اللہ مراد آبادی، مولوی حسین احمد محدث فیض آبادی، مولوی حکیم عدم بیچ اور مولوی ثابت علی الہ آبادی مشہور و معروف ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔

تذکرہ علما کے فرقی محل، ص ۷۳-۷۶

مقدمه عمدة الرعايه في حل شرح الوكايه' ص: ٢٤

احوال ملتے فرنگی: ص ۳۶-۳۷ (ق)

حرقع

(174)

☆ علامہ عبدالقادر بدایونی اس سلسلہ میں ایک دلچسپ قصہ لکھتے ہیں کہ:

”ایک دن صبح پور میں مجھ کو لودر مرزا نظام الدین احمد کو صبح کے وقت زہد متنی اپنے مکان پر لے گئے اور وہاں انہوں نے ایک مٹھوں کھائی جس سے خواہش بھوک کی سست ہوتی تھی اور پھر اپنی کہنیں، کھانا شروع کیں۔ صبح سے دھپہ تک ہم دونوں نے بھوک کی معیبت، اٹھائی، آخر مرزا نے مجبور ہو کر کھا کہ کچھ کھانے کو ہوتا دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں سمجھا تھا کہ آپ کھانا کھا کر آئے ہوں گے۔ ایک بکری لاچھ میرے گھر میں ہے کو تو اس کو دے کر لوں مجبور ہو کر ہم دونوں اپنے گھر آئے۔“

ملحق ۴: تفصیل التوازیج من ۵۰۵ - ۵۰۶

تذکرۃ الخواطر، جلد چہارم، ص ۴۶۱-۴۶۲ (ق)

(FVZ)

☆ مولانا مملوک علی بن عظیم محمد علی 'شیخ' راجہ ناتھ سے تھے۔ دہلی میں تحصیل علم کی مولانا رشید الدین خاں کے خاص شاگردوں میں تھے۔ دہلی کالج میں ایک مدت تک مدرس علوم شرقیہ اور پھر مدرس اعلیٰ رہے۔ مولانا مملوک علی نے تقریر اقلیدس (چار مقالوں) کا اردو میں ترجمہ کیا اس کی ایک تصنیف تاریخ ہجری کا مخطوطہ نکال ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ مولانا مملوک علی بقول مولانا عبید اللہ سندھی صرف ایک مدرس اور عالم نہ تھے بلکہ دل اہمی تحریک کے ایک سرگرم کارکن تھے اور جب مولانا شاہ محمد سحاق صاحب اہرت کر کے چلے گئے تو ہندوستان میں تحریک کے چلانے کے لئے انہوں نے جو پورا بنایا تھا اس کے ممبر مولانا مملوک علی بھی تھے۔

مولانا کے خاص شاگردوں میں مولانا محمد احسن نانوتوی، مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، قاری عبدالرحمان پانی پتی، مولوی احمد علی سارن پوری محدث جیسے اکابر علماء ہیں۔ ۱۱ دی ۱۲۶۷ھ، ۱۸۵۱ء میں دہلی میں انتقال ہو۔ تحصیل کے لئے دیکھئے۔

حکومت اہل دہلی مرتبہ قاضی احمد میاں اختر جٹاگڑھی" ص: ۶۸

شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک* ص ۱۸۰-۱۸۲

تاریخ شعرائے اردو: ص ۳۳-۳۳

مرحوم دہلی کالج: ص ۱۵۱

☆ جب جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں نواب محمد الدین خاں عرف محمد خاں حاکم مراد آباد بنے تو مراد آباد کی کچھ عیسائی عورتیں اور بچے مولانا عالم علی کی حفاظت میں دے گئے۔ جنرل بخت خاں مراد آباد سے گزرتے وقت ان عیسائیوں کو اپنے ساتھ دہلی لے گئے۔ اپریل ۱۸۵۸ء میں جب دوبارہ انگریزوں کا تسلط ہوا تو مولانا عالم علی ردپوش ہو گئے۔ سرسید احمد خاں مجدد نے فکٹر مراد آباد سے مولانا کی جان کی حفاظت کا وعدہ لے کر ان کو پیش کیا۔

☆ ملاحظہ ہو:۔ اخبار، ص ۳۷۱: جلد دوم: ص ۴۷

☆ حیات جاریہ: حصہ اول: ص ۶۷

☆ تذکرہ کاظمی رام پور: ص ۱۸۸-۱۸۹

☆ بین الاقوامی از قاضی علی احمد محمود اللہ شاہ: ص ۳۰: (ق)

(۱) "سید" ترجمہ اول: نثار۔

(۲) "بیاغ بنان ہار سکھ" کے اعداد ۳۸۶ برآمد ہوئے ہیں جب کہ تاریخ وفات ۳۹۵ھ

بتائی گئی ہے۔ (ن)

(۳۸۸) (۱) "سب" در ترجمہ اول: (ن)

(۲) "ماطل صدوق" ترجمہ اول: نثار۔ (ن)

(۳۹۱) ☆ ملاحظہ ہو:۔

☆ "انکرام" دفتر اول: ص ۱۸۱-۱۸۲

☆ نزہۃ الخواطر: جلد چہارم: ص ۲۰۳-۲۰۵

☆ مذاہق العنقب: ص ۳۳-۳۳

☆ اچھر العلوم: ص ۸۵

☆ سید احمد علی: ص ۴۲-۴۲: (ق)

(۱) سید خاندان کی جہاں کے بعد ملتان میں کوئی سکران نہ رہا تھا لوگوں نے شیخ ساد الدین رکھا کے خاندان کے شیخ یوسف تہنٹی کو حاکم بنایا۔ لاکھ قبیلہ کے سردار نے اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دی۔ بعد میں لاکھ سردار بیٹی سے ملنے کے بہانے آیا اور ملتان پر قابض ہو گیا۔ اور لاکھ خاندان کی حکومت قائم کی شیخ یوسف وہاں سے سکندر لودی کے پاس چلے گئے۔ غلام شیخ عبداللہ ان ہی کے ساتھ ملتان سے آئے ہوں گے۔ مریدہ تفصیلات کے لئے دیکھیں تاریخ فرشتہ

نوٹ: جلد دوم: (الف)

(۲) اس تاریخ کے اعداد ۸۹۷ برآمد ہوئے ہیں جب کہ سال وفات ۹۲۲ھ بتایا گیا ہے (ن)

☆ نزہۃ الخواطر: اول: نثار۔ (ن)

(۲۷۹) ☆ ملاحظہ ہو:۔ مذاہق العنقب: ص ۳۳۵-۳۳۶: (ق)

(۲۸۱) ☆ ملاحظہ ہو:۔ نزہۃ الخواطر: جلد چہارم: ص ۲۰۲-۲۰۳: (ق)

(۲۸۲) ☆ مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو:۔

(۱) نزہۃ الخواطر: جلد چہارم: ص ۲۰۸-۲۰۹: (ق)

(۲۸۳)

☆ علامہ عبدالقادر بدایونی نے علامہ عبداللہ سلطان پوری سے اپنی پہلی ملاقات کا ذکر یہ ہے

دلچسپ انداز میں کیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:۔

(۱) منتخب الخواطر: ص ۳۲۸-۳۳۰

(۲) مذاہق العنقب: ص ۳۱۷

(۳) مدد کوثر: ص ۸۸-۹۰

(۴) نزہۃ الخواطر: جلد چہارم: ص ۲۰۹-۲۰۸: (ق)

بقول بدایونی اکبر نے اپنی شادیوں کے سلسلہ میں جب ان سے حواں یہ تھا تو انہوں نے

خواب دیا تھا کہ یہ تو راجہ سلسلہ سے اور ایک بہت بڑے تو ۸ شادیوں کو آقا شریف کی میت کے

مطابق بتا رہا ہے۔ جب اکبر نے اسے سنا تو وہ نے بتایا کہ یہ روایت بھروسہ ہے تو شیخ نے وار

یہی خواب دیا کہ انہوں نے لڑکی نہیں دیا تھا ایک بات بتائی تھی اس پر بادشاہ کو شدید غصہ ہو

اور متوں بدایونی اس کے بعد ہی اسے علماء کا زور شروع ہو گیا۔ بقول بدایونی اس مسئلہ کا اصل

واقعی اند (مطابق بدایونی روایت) کا قاضی مقرر ہے جس کی ذمہ داریوں کو سمجھ کر دیا گیا۔

تفصیل کے لئے دیکھیں

Ansar Zahid Khan, Mughal Marriages a legal political study,

"Journal Pakistan Historical society, April 1986.

فتح پور سلطانی کے مشتاق صاحب جو شیخ حامد برادر شیخ گوانیاری کی ان میں سے ہیں بتاتے

ہیں کہ اس فتح پور سلطانی میں قید رہا تھا اور اس قید کی شکایت کرتے ہیں جس کی روایت

وہاں مشہور ہے۔ (الف)

(۲۷۵)

ملاحظہ ہو۔

اخبار الاخیار، ص: ۱۷۶

(۲۷۶)

☆ حقائق اکبری جلد دوم میں خواجہ نظام الدین لکھتے ہیں:-

"شیخ عبداللہ دہلوی کی دراصل ہندو بودہ است و در وقت خواجه گشتان چوں ہمام بخیر رسیدہ از استاد پر سید کہ اس چہ کس است و استاد پادہ کیاں از مناقب آں حضرت نموده و بہ شرف اسلام مشرف گشتہ، بعلم و فضل موصوف است و بدورغ و تقوی معروف"

تفصیل کے لئے ملاحظہ:-

منتخب التواریخ، ص: ۳۲۰ - ۳۲۱

تذکرہ المومنین از مولوی رضی الدین دہلوی ص: ۱۸۰ - ۱۸۷

نزہۃ الخواطر جلد چہارم، ص: ۲۸ - ۲۹

تاریخہ الاسماء جلد اول، ص: ۸۳ - ۸۴

تاریخ اویسیائے دہلی، ص: ۸۳

حقیقت اکبری از خواجہ نظام الدین جلد دوم، ص: ۳۸۳ (ایشیاتک موساعی بنگال کلکتہ)

(۱۹۳۰ء) (۱)

(۱) "اور جمیل تک پہنچے" ترجمہ اول ندارد

(۲) "اور راست میں ----- احراز کرتے تھے" ترجمہ اول ندارد

(۳) "دقیق" ترجمہ دل ندارد (۱)

(۳۷۷)

☆ مولوی نورالحسن عالم دہلی، فاضل ہے دہلی، کاندھلہ کے شیعہ سے تھے، مولوی ابو الحسن بن مفتی فیہ بنی کاندھلوی کے صاحب زادے تھے۔ کاندھلہ میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم و تربیت ہوئی۔ منقولات کی تفصیل مولانا فضل حق جہاڑی سے کی اور حدیث کی تفصیل خاتم المحدثین شاہ محمد اسماعیل دہلوی سے کی۔ مولوی نورالحسن نہایت مقدس اور متورع بزرگ تھے۔ عبادت و ریاضت خوب کرتے تھے۔ ۸ محرم بروز شنبہ ۱۳۸۵ھ / ۹ - ۱۸۶۸ء میں کاندھلہ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

ملاحظہ ہو۔

سفینہ رحمانی از عبدالرحمن، ص: ۸۵ - ۸۶

☆ مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو:-

محمد السمانک فی حال اہل الکثف و العارف از مولوی عبدالکریم، ص: ۳۳۸ -

۳۳۳ (طبع انوار احمدی الہ آبادی) (۱)

(۱) "خلافت" در ترجمہ اول، (ن)

(۲) "فیض فارسی" در ترجمہ اول، (ن)

(۳) "فیض انصاف" در ترجمہ اول، (الف)

(۲۷۸)

تفصیل کے لئے دیکھئے:-

(۱) تذکرہ علمائے فرنگی علی، ص: ۳۲

(۲) نزہۃ الخواطر جلد ہفتم، ص: ۲۳۰ - ۲۳۳ (۱)

(۲۷۹)

☆ مولانا عبدالاعلیٰ شاہ، قطب اہل الہ آبادی سے خانقاہ چشتیہ میں بیعت تھے الفرائض، رسالہ تصوف، علم تہذیب اور مجموعہ فتاویٰ بھی ان کی تصانیف سے یادگار ہیں۔ مولانا ملاقات علی جون پوری، مولانا کریمت علی جون پوری اور مولانا عبدالحق بنارس سے گہرے تعلقات تھے۔ مولوی عبدالاعلیٰ کے دو صاحب زادے 'مولوی جبار الدین' اور مولوی کمال الدین تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:-

تذکرہ مشائخ بنارس از مولانا ابوالاثر عبدالسلام دہلی، ص: ۶۰ - ۶۵ (۱)

"فاطمہ" ترجمہ اس ندارد (ب)

(۲۸۰)

☆ ملاحظہ ہو:-

(۱) حدائق الحنفیہ، ص: ۳۷۹

(۲) نزہۃ الخواطر جلد چہارم، ص: ۱۷۸ - ۱۷۹

(۳) اخبار الاخیار، ص: ۲۵۳ - ۲۵۷

(۴) عزیزتہ الاسماء، جلد اول، ص: ۳۲۷ - ۳۲۸

(۵) قلی نو، جلد دوم، ص: ۴۲ - ۴۳ (۱)

☆ حضرت خواجہ باقی پاشا کا اصلی نام رضی الدین احمد بن شیخ عبدالسلام ہے۔ ۱۷۷۲ء-۱۷۷۳ء میں کابل میں پیدا ہوئے۔ وہاں علوم ظاہری کی تحصیل ملا محمد صادق حلوائی سے کی۔ پھر یوسف ہاشمی مدینہ منورہ میں حضرت خواجگی ملکی علیہ الرحمہ سے حاصل کئے۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ہند تشریف لائے اور دہلی میں مقیم ہوئے۔ خواجہ باقی پاشا کا وصال چالیس سال کی عمر میں ۲۵ جمادی الآخر ۱۱۰۳ھ ر ۱۶۹۳ء میں ہوا۔ طوہ صاحب کی درگاہ دہلی میں صدر بازار میں شہر کے مغرب رخ واقع ہے۔ ۱۱۱۱ھ ر ۱۷۰۱ء میں درگاہ کے سجادہ نشین مفتی علی صاحب نے مسجد و درگاہ کی مرمت کرائی۔ تحصیل کے لئے دیکھئے۔

۲ آثار اصداد: باب اول: ص: ۳۳

مختار الادبیہ: ص: ۸۱

ارشاد رمیہ از شاہ عبدالرحیم دہلوی: حجبہ: اکثر نظام مصطفیٰ خاں: ص: ۱۰

واقعات دارالحکومت دہلی: حصہ دوم: ص: ۵۸۳-۵۸۶

رد کوثر: ص: ۱۸۷-۲۰۶

ہدائق الحنفیہ: ص: ۳۹۸-۳۹۹

عنایت اصفیاء: جلد اول: ص: ۶۰۵-۶۰۷

احوال مشائخ کبار: ورق: ۳۰ ب

انوار العارفين: ص: ۳۶۶-۳۷۱ (ق)

(۱) "زاد و تقي" ترجمہ اول: جلد اول: (ن)

بہار علی شیر خاں: ص: ۵۱ نے ان کے والد کا نام قاضی عبدالسلام بیان کیا ہے۔

رک معیار سافکان طریقت: جلد اول: ص: ۱۰۰-۱۰۱

(ن)

کتبے ہیں کہ ۲۲ مئی ۱۲ سالوں میں دہلی میں رہے۔ (انتخاب)

☆ مولوی عبداللہ صاحب قزوینی ۱۲۵۹ھ ر ۱۸۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی تہذیبیات سے توجہ لکھنؤ، نظم الآل فی شرح ثلاثیات البیاری، انتخاب السنن فی ترجمہ احادیث دلائل الخیرات، جبل المتین فی شرح الامارین اور شفاء الشایعہ فی شرح کافیہ ابن ماجہ ہیں۔ ان کے علاوہ میں

مفتی دلا اللہ فرخ آبادی صاحب سرائنجان فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج شامل ہیں۔ ملاحظہ ہو:-
ابجد الطوم: ص: ۸۳۱

ہدائق حنفیہ: ص: ۳۷۳-۳۷۵

نزہۃ الخواطر: جلد پنجم: ص: ۲۳۳

عنایت اصفیاء: جلد دوم: ص: ۳۸۵-۳۸۷

(۵) انتخاب البیاد: ص: ۳۰۹-۳۱۰ (ق)

☆ مولوی عبداللہ صاحب کی تاریخ پیدائش ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۵۷ھ ر ۱۸۴۲ء ہے۔ اپنے والد کی طرف سے مختلف سلاسل میں صاحب اجازت تھے تصنیفات میں "رسالہ رد ماہرہ" اور کثرت تحریرات ہیں۔ تحصیل کے لئے دیکھئے:-

تذکرہ علمائے فرنگی علی: ص: ۱۱۱-۱۱۲ (ق)

☆ تحصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

(۱) تذکرہ علمائے فرنگی علی: ص: ۱۳۳ (ق)

☆ مولوی عبدالحمید بن مولوی احمد اللہ ۸ شوال روز چار شنبہ ۱۲۳۵ھ ر ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے چچا مولوی لباس علی سے پڑھیں۔ بقیہ کتابیں اپنے والد مولوی احمد اللہ سے پڑھیں۔ پھر لکھنؤ پہنچے وہاں مولوی داہد علی ساکن بنارس سے تحصیل و تحقیق کی تعلیم طلب مولوی حکیم طالب علی لکھنوی سے پڑھا۔ انقلاب ۱۸۵۷ء کے روز میں وہ لکھنؤ میں تھے۔ علی ادب میں بڑی مہارت رکھتے تھے شعر و شاعری سے بھی ذوق تھا۔ پریشان محسوس تھا درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ طب میں بڑا کمال حاصل تھا۔ ۵ جمادی الثانی روز دو شنبہ ۱۳۲۳ھ ر ۱۹۰۵ء میں انتقال ہوا۔ ملاحظہ ہو:-

الدر المنثور فی تراجم اہل صادق پور (منوف بہ تذکرہ صادق) از مولوی عبدالرحیم ص: ۸۳-۸۴

(۱) (مطبوعہ یونانی دوامانہ دار الفکر-۱۹۳۷ء) (ق)

(۲) "تہذیب مکافی دوک" سے جہ "ترجمہ اول: جلد اول: (ن)

سیرت سید احمد شہید از مولانا ابوالحسن علی ندوی، ص ۳۳۵-۳۳۶

ذات الخواطر، جلد پنجم، ص ۲۴۹-۲۴۵

تتیسرے لکھنؤ و ہدایت اصالحین (مجموعہ فتاویٰ علما کے دینی و دینی شریعتیں دروازہ عقیدہ)
(مطبوعہ مطبع سید الاشعار دہلی ۱۳۳۲ھ ر ۱۸۳۵ء)

تراجم علما الی حدیث، ص ۳۳۴-۳۳۵

(۱۹۰)

مولانا عبدالحق خیر آبادی دہلی میں ۱۲۴۴ھ ر ۱۸۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد مولانا فضل حق خیر آبادی سے تحصیل علم کی اور بارہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں دہلی میں قیام تھا۔ وہاں کی گرفتاری پر کھنڈیچہ کر پوری کی کچھ عرصہ خیر آباد میں گزارا۔ پھر نواب صاحب کی طلبی پر نوٹک چلے گئے۔ وہاں وہیں قیام فرمایا۔ گورنمنٹ انگریزی سے مدرسہ عالیہ فلک کے لئے خدمات حاصل کریں، فلک کی آپ و ہوا ناموافق ثابت ہوئی۔ نواب کلب علی خاں کی طلبی پر رام پور پہنچے۔ نواب نے شکر دہی اختیار کی، ۱۲۸۹ھ ر ۱۸۶۹ء سے ۱۳۰۰ھ ر ۱۸۸۳ء تک حاکم مرالہ اور پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور رہے۔ نواب کلب علی خاں کے انتقال کے بعد خیر آباد چلے گئے، کچھ دنوں کے بعد نصف ہزار انعام حیدر آباد نے بلایا، تھوڑے دن قیام کر کے وطن واپس آ گئے، تیس سال کے بعد نواب عبد علی خاں نے پھر رام پور بلایا، ایک سال کے بعد پھر وطن پہنچے۔ شاہ نذیر بخش تونسوی سے چشتیہ سلسلہ میں بیعت تھی۔ مولانا عبدالحق کو گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے ۱۸۸۷ء میں شمس آباد کا خطاب ملا۔ ۲۳ شوال ۱۳۱۶ھ ر ۱۸۹۹ء میں انتقال ہو۔ حکیم اسد حق دیکار پھوڑا صاحب قاضی سہارن صاحب میر اندہ شریں مسلم شریں شمس سلاطین الکلام، مدرسہ تحقیق نظام مشہور تصانیف ہیں۔ مثنی امیر اندہ جٹالی نے تاریخ لکھی ہے۔

شمس	الکلام	ذ	فلک	دہر
چراغ	نعم	نہ	ابو	برجست
۴	نوح	مزار	امیر	نولیس
اکرام	مگر	امام	وقت	است

۱۳۱۶ھ ر ۱۸۹۹ء

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

باقی بدوستان، ص ۹۷-۱۲۲

تذکرہ کمالان رام پور، ص ۱۹۹-۲۰۱

مولانا فضل حق، عبدالحق مرتبہ انتظام اندہ شہابی

ابجد العلوم، ص ۹۲۳

عبداللہ، ص ۱۷-۱۸ (ق)

(۲۹)

مولانا عبدالحکیم کے والد کا نام شمس الدین قاضی سیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔ مد عبدالحکیم کی تاریخ عمری اردو میں طبع ہو چکی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

عبدالحق الحنفیہ، ص ۳۳-۳۱۵

احوال مشائخ کبار ورق ۳

باثر اکرام، دفتر اول، ص ۲۰۳-۲۰۵

رد کوثر، ص ۳۲۴-۳۲۶

خزینۃ الاسماء، جلد دوم، ص ۳۵۱

سبحہ الرحمن، ص ۶۶

ابجد العلوم، ص ۹۰۴-۹۰۳

تذاریع سیال کوٹ، از عبدالصمد، غلام محمد، ص ۸۳-۸۹ (مطبوعہ ۱۳۰۳ھ ر ۱۸۸۶ء)

طرب الاماش، تراجم الافاضل، ص ۲۲۳-۲۲۴

(۱) "طلب کے گئے" ترجمہ اول، نذر (ن)

(۲) خیالی در ترجمہ اول۔ (ب)

مولانا عبدالحکیم آفتاب پنجاب سیالکوٹی حضرت نوش گنج بخش گادری کے عقیدت مند تھے۔

حضرت نوش گنج بخش کے دونوں فرزند (۱) حضرت حافظ محمد رفیع دار، کرا لکھن (م ۱۳۰۳ھ) (۲)

حضرت محمد ہاشم دیبا دل (۱۳۰۳ھ) مولانا عبدالحکیم آفتاب پنجاب سیالکوٹی کے شاگرد تھے۔

تفصیل کے لئے رک: شریف التذاریع، جلد ۲، حصہ اول۔ (ن)

تذکرہ ملائے فرنگی محل میں ان کی تاریخ وفات ۲۳ صفر ۱۱۸۷ھ ر ۱۸۷۰ء تحریر ہے۔

اس تقریر سے ۱۱۹۳ھ اعداد برآمد ہوتے ہیں جب کہ تاریخ وفات ۱۱۸۸ھ بتائی گئی ہے۔ تذکرہ ملائے فرنگی محل میں تاریخ وفات ۱۱۸۷ھ ہے۔ اور اگر اسی سال تاریخ میں سے شروع کا حرف "د" نکال دیا جائے تو ۱۱۸۷ھ اعداد نکلتے ہیں۔ لہذا ۱۱۸۷ھ ہی تاریخ وفات ہو سکتی ہے۔ (ن)

مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ ملائے فرنگی محل، ص: ۷۷

احوال ملائے فرنگی محل، ص: ۶۷-۶۸۔ (ق)

(۱) "نجات" در ترجمہ اول۔ (ن)

مولانا عبدالحق فرنگی علی نے عمدۃ الرعاہ فی حل شرح الوکایہ میں مولانا عبدالحق فرنگی علی

کی ۳۵ تصدیقات کے نام تحریر کئے ہیں (ص: ۲۷-۲۸)

مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ ملائے فرنگی محل، ص: ۲۸-۳۱

عمدۃ الرعاہ فی حل شرح الوکایہ، ص: ۲۷-۲۸

الفتاویٰ الہیہ فی تراجم الحنفیہ مع التعلیقات المسند علی الفتاویٰ الہیہ از مولوی

ابوالحسنات محمد عبدالحق گھنوی، ص: ۱۰۴ (حاشیہ) (در مطبع سلطان گھنوی ۱۳۳۰ھ)

احوال ملائے فرنگی محل، ص: ۶۸

حدائق الحنفیہ، ص: ۳۸۳-۳۸۴

حدیث المرام نمبر شمارہ ۳۶۔ (ق)

(۱) "ابو رحم" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۲) "محمد" ترجمہ اول، نثار۔ (ن)

(۳) "سراج" (دوسری نگاہ) در ترجمہ اول۔ (ن)

(۴) "ذوالفقار ابدولہ" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۵) "فرنگی علی" ترجمہ اول، نثار۔ (ن)

(۶) "مہلان" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۷) "مقدقر" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۸) "مسلم" ترجمہ اول، نثار۔ (ن)

(۹) "مسلم محمد" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۱۰) "الفرح" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۲۹۴)

مؤلف تذکرہ کا ملان رام پور لکھتے ہیں:-

"مراقم کے والد نے راقم کی تعلیم پر ملازم رکھا، فارسی کی استعداد ناقص، مگر عربی میں خصوصاً فقہ میں خوب مشاق تھے۔ میری مریدانہ سبکی کی تھی جب وہ پڑھاتے تھے۔ مجھے توضیح تکوین میں حاشیہ، پہلی پوری خطہ سنائی تھی۔۔۔۔۔ نہایت شہ دور تھے ورزش کا شوق تھا۔"

تذکرہ کا ملان رام پور، ص: ۲۴ (ق)

صاحب اکمل التاريخ لکھتے ہیں:-

"پانچویں برس والد کا انتقال ہو گیا، تعلیم و تفصیل علم اپنے برادر گری سے فرہانی بعد فراغ سلسلہ درس و تدریس اجراء فرمایا۔۔۔۔۔ آپ تواضع و انکسار کے باعث اپنے آپ کو زمو مشائخ سے بالکل علیحدہ رکھتے تھے اور اپنی شان دہلی کو ظاہری لباس سے پردوں میں پوشیدہ رکھتے تھے۔۔۔۔۔ بیعت و خلافت حضور اقدس حضرت اچھے مقام صاحب سے حاصل تھی۔ لیکن شان تواضع کے باعث تمام عمر کسی کو مرید نہ فرمایا۔"

طوابع الانوار اور اکمل التاريخ میں سال وفات ۱۱۳۳ھ ر ۱۸۱۷ء لکھا ہے۔ تفصیل حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

اکمل التاريخ، حصہ اول، ص: ۷۷

طوابع الانوار، ص: ۱۹

بیاض مولانا عبدالحق بدایونی (گہمی، ص: ۱۱) (کتب خانہ مدرسہ قادریہ بدایوں)۔ (ق)

مولوی عبدالحق اپنی شیخ بہت اللہ بدعائد ضعیف مظہر مگر کے رہنے والے تھے۔ شاہ عبدالحق دہلوی کے داماد تھے۔ علم و شخصیت میں اس کا شمار بہت پاکستان کے نامور علماء میں تھا، تقییر میں مولانا کا درجہ بہت بلند تھا۔ شاہ عبدالحق مولانا عبدالحق کو شیخ الاسلام لکھتے تھے۔ مولانا

قیام رمضان، کثیف القات، عن امور الاموات، رسالہ مقامات صوفیہ، انوار حیدریہ، رسالہ سجدہ
عس، رسالہ آداب مطالعہ، عمدة الوسائل، احسن الوسائل، رسالہ ذکر ولادت آن حضرت صلی
اللہ علیہ والہ وسلم، رسالہ میلاد نبوی، حشرہ المشتاق فی احوال القبی، المشتاق، مقدس العظیم اور
رسالہ حکم مقام نصاری

☆ تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہو:-

تذکرہ علمائے فرنگی محل، ص: ۹۲-۱۰۱

تاریخ اودھ، جلد ہفتم، ص: ۲۰۹-۲۱۰

حدیث شہاد، ص: ۱-۱۰۰-۳۳۳-۳۴۰

مقدمہ عمدة الرطایہ فی حل شرح النواوی، ص: ۲۹

احوال علمائے فرنگی محل، ص: ۴۳-۵۵ (۳)

(۳۰۱)

☆ مولوی عبدالرحمن صولی بوت ممدوم مد تعلیم تعلقہ مہارک پور (فکار پور سدا) کے
رہنے والے تھے۔ باپ کا نام محمد حسن تھا۔ ۱۲۹۲ھ ر ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹ سال کی عمر تک
اپنے والد سے تحصیل علم کی، ۳ سال تک متوسطات کی تعلیم مولوی محمد قاضی سے خیرپور میں
حاصل کی، اس کے بعد قصبہ بھدوں میں ۱۰۰۰ سالہ مدرسہ سے تحصیل علم کی، پھر دہلی پہنچے
اور وہاں سے رام پور آئے۔ وہاں کچھ پڑھا پھر رام پور سے مولوی عبدالعلوم بدایونی گھنوی کی
خدمت میں ۱۲۹۹ھ ر ۱۷۸۳ء میں ایک سال قیام کر کے تمام علوم کی تحصیل کی۔ ۱۳۰۵ھ ر ۱۷۹۰ء
میں حج ادا کیا، ۱۳۱۳ھ ر ۱۷۹۷ء میں گھنوی پہنچے، ۱۳۳۵ھ ر ۱۸۲۹ء میں انتقال ہوا۔ موصوفہ تذکرہ
علمائے ہند نے سال انتقال (۱۲۵۹ھ ر ۱۸۴۳ء) صحیح نہیں لکھا ہے۔ صوفی عبدالرحمان کا رسالہ

کلت الحق بہت مشہور ہے۔ مولوی عبدالقادر رام پوری لکھتے ہیں:-

”(ادھ) ہر شریعت کے پابند تھے۔ لیکن مسجد میں گھر کے طریقے سے رہتے تھے۔ سماع بھی
دیں سنتے تھے اور جو کوئی مسئلہ وحدت الوجود میں ان کے اعتقاد کے خلاف ہوتا اس کو کافر سمجھتے
تھے، جو قسم اور خوش فکری آوی تھے۔“

انوار الرحمان تنویر الہامان از مولوی محمد نور اللہ مہر اپنی ص: ۲۷-۵۰

تذکرہ عوفیہ مرتبہ مولوی گل حسن، ص: ۲۸

علم و عمل، جلد اول، ص: ۲۱۳-۲۱۴

منہاج التواریخ، ص: ۳۸۷

نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم، ص: ۲۵۳-۲۵۶ (۳)

(۱) ”اسیر الانسان“ در ترجمہ اول (ن)

(۳۰۲)

☆ مولوی عبدالرحمان نعمت ترقی عالم تھے۔ تحصیل علم ملتان، تفضل حسین مرزا پوری نیز

دوسرے علماء سے کی، زیارت حرمین شریفین سے شرف ہوئے۔ ملاحظہ ہو:-

نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم، ص: ۲۵۷ (۳)

(۳۰۳)

☆ شاہ عبدالرحیم ۱۲۵۴ھ ر ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پائی، انگریزوں میں میر محمد

زاہد جہوی سے معقولات اور علم کلام کی کتابیں پڑھیں، کچھ دنوں خواجہ باقی ہاشم کے صاحب

اوسے طراچہ غور سے بھی لیس حاصل کیا، دہلی میں مدرسہ رحیمیہ قائم کر کے دوسری تدریس کا

عمل اختیار کیا، ۷۷ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

تحصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

انفاس العارلین از شاہ ولی اللہ دہلوی (حالات و معقولات شاہ عبدالرحیم)

تذکرہ شاہ ولی اللہ از مولانا خراسانی، ص: ۳۳-۳۴-۱۹۰

ایضاً، ص: ۹۰ (ن)

(۳۰۴)

☆ ۱۳۷۷ھ ر ۱۸۵۰ء میں کلکتہ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ ملاحظہ ہو:-

نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم، ص: ۲۵۸ (۳)

(۱) ”السیہ“ در ترجمہ اول (ن)

(۳۰۵)

☆ ملاحظہ ہو:-

ماثر اکرام، دفتر اول، ص: ۲۰۳-۲۰۴

حدائق الحنفیہ' ص ۳۵۶-۳۵۷
 خزینۃ الاسفیاہ' جلد اول' ص ۳۷۳-۳۷۴
 بہار المرجان' ص ۶۱
 'بہار العلوم' ص ۳۱
 احوال مشائخ کبار' ورق ۳۰ ب (ق)
 (۱) "شیخ محمد مرید" ترجمہ اس ندارد (ن)

(۳۰۶)

(۱) "آغاز سے" در ترجمہ اس (الف)
 (۲) "محمد" ترجمہ اس ندارد (ن)
 (۳) "بجاء" در ترجمہ اول - (ن)

(۳۰۷)

۱۶۱ ملاحظہ ہو۔

ماثر الکرام' دفتر اول' ص ۲۳۶

حدائق الحنفیہ' ص ۳۰۶

احوال مشائخ کبار' ورق ۵۱

تذکرہ علماء و مشائخ' ص ۶۱-۷۰ (ق)

(۳۰۸)

۱۶۱ قاضی عبدالسلام دہلوی ۱۲۰۱ھ - ۷۰۸۶ھ میں پیدا ہوئے۔ تحصیل علوم اپنے بچپن میں ہی حاصل فرمائی تھے۔ مولوی عبدالسلام کے شاگرد تھے۔ حضرت شیخ احمد عربی مدنی سے ملاقات فرمائی تھی۔ قاضی عبدالسلام کی زیارت سے احساہ ان پر بار (فارسی 'تصوف') شریعت و ماحول حیرت (فارسی) رسالہ علم و اخلاق (فارسی) اور مشنوی طوفاں عشق (فارسی) بھی ہیں۔ مشنوی طوفاں عشق کا لکھی نسخہ ہماری نظر سے گزرا ہے۔ ان کی تاریخ انتقال خزینۃ

الاسفیاہ جلد دوم اور حدائق الحنفیہ میں ۱۲۵۷ھ و ۱۸۸۱ء اور تذکرہ علماء ہند میں ۱۳۵۵ھ و ۱۳۰۰ھ - ۱۸۳۹ء ملے ہیں۔ قاضی عبدالسلام کا انتقال ۱۵ رجب ۱۲۸۹ھ و ۳ - ۱۸۷۲ء میں ہوا قطعہ

تاریخ انتقال یہ ہے۔

مفسر	حاصل	حقوق	کونین
مشائخ	۱۶	خدا	طبی
عارف	حق	مفسر	قرآن
محمد	عشق	محمد	عمل
کرد	رحمت	چرا	این
عارف	ارگاہ	لم	پزل
خواستہ	شکر	چوں	د
کر	کند	سوائے	سال
گفت	ہاتف	گزشت	از
قاضی	عبدالسلام		عباسی

۱۲۹۲ - ۳ = ۱۲۸۹ھ و ۳ - ۱۸۷۲ء

تحصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ الاولیاء' ص ۳۲۹-۳۶۷

حدائق الحنفیہ' ص ۳۷۳

خزینۃ الاسفیاہ' جلد دوم' ص ۳۷۴-۳۷۵

اکمل التاریخ' جلد اول' ص ۱۷۱

قاضی المشائخ' جلد دوم' ص ۶۲-۶۳

بین الناس' ص ۳۳ (ق)

(۳۰۹)

۱۶۱ مولوی عبدالسلام مولوی کی تصنیفات میں تہذیبۃ الہدیہ' تحفہ فی اثبات التقلید اور تلخیص لشمسہ وغیرہ ان سے یادگار ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

نزہۃ الخواطر' جلد پنجم' ص ۳۳۳-۳۶۵ (ق)

(۱) "حسین" در ترجمہ اول' (ن)

(۲) "اورج کبر" ترجمہ اول غدار۔

ان الفاظ سے ۳۲۹ اعداد برآمد ہوتے ہیں جب کہ تاریخ وفات ۳۳۳ھ بتائی گئی ہے۔

(۱)

(۳۳)

نہ ملاحظہ ہو:-

مداقیق الحنفیہ: ص ۳۰۵ - ۳۳۱ (۱)

(۱) "مہملی" ترجمہ اول غدار (۱)

(۳۴)

(۱) "مالک ہوئے" در ترجمہ اول (۱)

(۳۵)

تفصیل کے لئے دیکھئے:-

مخطوطات شاہ عبدالعزیز: ۹۰

رد کوثر: ص ۶۱ - ۶۷

مشاح الوارث: ص ۱۷۶

شہارہ شیر: ص ۲۸۲ (۱)

(۱) "علوم شریعت" ترجمہ اول غدار (۱)

(۲) "حال" ترجمہ اول غدار (الف)

(۳) "شہرہ" در ترجمہ اول (الف)

(۴) "وقت" در ترجمہ اول (ن)

☆ "لڑہ ناچیز" کے اعداد ۹۷۶ برآمد ہوتے ہیں جب کہ تاریخ وفات ۷۷۵ھ بتائی گئی ہے (۱)

(۳۶)

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے انتقال کے وقت ان کی عمر قریب ۷۱ سال کی تھی، تمام علوم ظاہر و باطن اپنے والد ماجد سے حاصل کئے، بعض کتب حدیث کی سند اپنے والد ماجد کے ظل تلامذہ شاہ محمد عاشق پھلانی درخوید امین اللہ کشمیری سے لی، علم فقہ اپنے خسر سوہی نور اللہ سے حاصل کیا، جامع علوم ظاہری و باطنی، صاحب علم و قلم و زہد و ورع و تقویٰ تھے دور دور سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور علم حاصل کر کے اپنے علاقوں میں دین کی خدمت

کرتے، غرض وہ مرجع علماء و مشائخ تھے۔ تمام عمر درس و تدریس، الیاء، فصل خصوصیات، وعظ و پند اور تلامذہ کی تربیت و تحصیل میں صرف کردی۔ نجف خاں کے زمانہ میں اس کی سخت گیر پالیسی کی وجہ سے شاہ صاحب کو سخت تکلیف پہنچی۔ یہاں تک کہ شہر سے نکال گیا۔ جائداد ضبط ہوئی، مگر حضرت نے اصلاح و تبلیغ کا کام برابر جاری رکھا، ان کی تصانیف میں عزیز الاقطاب، رسالہ بلاغت، مخطوطات شاہ عبدالعزیز، وسیلہ نجات، تحقیق الریاء، سیر الجلیل، میزان الکلام، حاشیہ میر داماد، رسالہ حاشیہ میر داماد، جہان حاشیہ میر داماد، شرح مواقف حاشیہ شریعت بدایت، گزشتہ رفیعہ بھی ہیں۔

تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو:-

مجموع حالات عزیزی - از عمیر الدین سید احمد دانی اسی

تذکرہ عزیزی: ص ۳۰ - قاضی بشیر الدین احمد میرٹھی۔

امجد العلوم: ص ۳۳

کالات عزیزی از نواب مبارک علی خاں

تذکرہ شاہ ولی اللہ: ص ۳۰۳ - ۳۳۳

نور القلوب (ہفتی) مولوی نواب امجد علی کھٹوی: ص ۳۵۳ - ۳۵۴

(مملوکہ ملتی محمد ابراہیم حسینی پوری۔ صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایین)

آثار الصنادید: باب چہارم: ص ۳۹ - ۴۲

مداقیق الحنفیہ: ص ۴۷

الباغ البی: ص ۷۳ - ۷۵

اخبار رکنین: اوراق: ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷ (ہفتی مملوکہ محمد ایوب قادری)

مخطوطات مولانا شاہ عبدالعزیز (دور)

تراجم علمائے اہل حدیث: جلد اول: ص ۳۹ - ۴۳

حیات عزیزی از محمد رحیم بخش (منبع فیض پرنس دہلی ۱۸۹۹ء)

تذکرہ کاخان رام پور: ص ۲۰۲ - ۲۱۳

علمائے ہند کا شاندار ماضی: جلد دوم: ص ۳۲ - ۵۲

علم و عمل: جلد اول: ص ۲۳۵ - ۲۴۷

تراجم انشاء: ص ۱۵ - ۱۷

ملاح التواريخ' ص ۳۸۱: ۳۸۲

نزہۃ الخواطر' جلد ہفتم' ص ۲۶۷: ۲۷۶

دہلی اور اس کے اطراف' ص ۱۲۸: ۱۲۹

اتحاد النبلاء' ص ۲۹۶: ۲۹۷ (ق)

(۳۳)

☆ ایک مرتبہ تقریب لکھے کے سلسلہ میں قضا ہو گیا اور وہ کی شیعہ حکومت نے مولانا عبدالحی
نورالعلوم کو خارج البند کر دیا۔ تفصیل مقالات شبلی جلد سوم میں ملاحظہ ہو۔

☆ تذکرہ عالمائے فرنگی محل میں ص ۱۲۵: ۱۲۶ (۱) ہے (ص ۱۲۷)
مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ عالمائے فرنگی محل' ص ۳۷: ۳۸

ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں از مولوی ابوالحسنات ندوی' ص ۵۹

ابجد العلوم از نواب صدیق حسن خان' ص ۴۷

حدائقِ حنیفہ (تقریر محمد مصطفیٰ) ص ۳۶۷: (فول کشور پریس' کھنٹر ۱۸۰۶)

الطہار، تصانیف جہد اول از مولوی حکیم محمد عظیم وفتحی خان رام پوری' ص ۶۰۰ (فول کشور
پریس' کھنٹر ۱۸۱۸)

تاریخ فرخ آباد از مفتی ولی اللہ اوراق: ۱۳۱: ۱۳۳ (لکھنؤ انڈیا پریس' لندن)

حدائقِ المرام از مولوی محمد مدنی داحف فیہ شمار ۱۰۵ (مطبع مظہر البیاب' مدراس ۱۳۷۹ھ
۱۸۶۲ء)

مقالات، شبلی جلد سوم از مولانا شبلی نعمانی (مرتبہ سید سلیمان ندوی) ص ۸۶: ۸۵
(دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۳۷۵ھ ر ۱۸۵۵ء)

نزہۃ الخواطر' جلد ہفتم' ص ۲۸۲: ۲۸۷

ملفوظات شاہ عبد سرور' ص ۸۸

علم و عمل جہد اول' ص ۷۳: ۷۵ (ق)

(۳۴)

☆ مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ عالمائے فرنگی محل' ص ۳۶

(۱) "پھر نے" در ترجمہ اول (ن)

(۲) "والدہ" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۳۵)

☆ ملاحظہ ہو۔

نزہۃ الخواطر' جلد ہفتم' ص ۲۷۸: ۲۷۹ (ق)

(۱) "کھنٹری" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۲) "دہلی" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۳) "سج" در ترجمہ اول (ن)

(۳۶)

☆ مولف تذکرہ کا طعن رام پور بھی ان کے حالات پر کچھ اضافہ نہ کر سکے۔ ملاحظہ ہو۔

تذکرہ کا طعن رام پور' ص ۲۲۹: (ق)

(۱) "والدہ ماجدہ" در ترجمہ اول (ن)

(۳۷)

☆ ملاحظہ ہو۔

حدائقِ الحنفیہ' ص ۷۷

ابجد العلوم' ص ۴۲: ۴۳ (ق)

(۱) "مہرہ" در ترجمہ اول (الف)

(۳۸)

(۱) "دو بیٹے" در ترجمہ اول (ن)

(۲) نکتہ مدرسہ میں علوم اسلامی کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کی تعلیم کا بھی انتظام

تھا۔ (الف)

(۳۹)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

حدائقِ الحنفیہ' ص ۳۶: ۳۷ (ق)

(۴۰)

☆ ملاحظہ ہو۔ منتخب التواريخ' ص ۳۳: (ق)

تفصیل حالات کے لئے ملاحظہ ہو :-

(۱) منتخب التواریخ، ص ۳۳۷-۳۳۸

(۲) تذکرۃ الائمین، ص ۱۸۹-۱۹۰ (۱)

(۱) "وقت" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۲) ترجمہ اس کے حرم کے ترجمہ میں الجملہ ہے ان کا ترجمہ تھا "بعض تعلقات کی بنا پر شیخ تلاش معاش میں دلی تھے۔ صورت یہ تھی کہ وہ ان طالبان خدا سے تھے جو اہل و عیال رکھتے تھے" (الف)

(۳) آثار خان خواجہ محمد طاهر خراسانی اکبری امراء سے تھا۔ پہلے مہل جلوس میں ہزاری منصب اور اس خطاب سے سرفراز ہوا، مہل نجم اکبری ۱۵۶۶ء میں دہلی کی حکومت پر فائز ہوا اور تیرہویں سال ۱۵۶۹ء میں وہیں فوت ہوا۔ رک ماثر الامراء جلد اول، نمبر شمار ۲۹، کیل ر م، تذکرۃ الامراء کراچی، ۱۹۸۹ء، ص ۱۰۹ (الف)

(۴) "حضرت رسالت کی جانب" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۵) "انکہ دار آدمی تھے" در ترجمہ اس (الف)

۱۔ مولف محکم المصنوعات العربیہ و العربیہ نے شاہ عبدالغنی ابن ابی سعید مہدی کو شاہ عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ سمجھا ہے اور اس طرح اس کو سخت ملاحظہ ہوا ہے۔ تفصیل حالات کے لئے ملاحظہ ہو :-

عدائک الحنفیہ، ص ۳۹۰-۳۹۱

نزہۃ القلوب، جلد پنجم، ص ۲۸۹-۲۹۰

غزوات الاسلام، جلد اول، ص ۶۸۸-۶۸۹

بجہ احصاء، ص ۱۳۹-۱۴۰

ایضاً ابنی من اسانید الشیخ عبدالغنی از محمد حسن ترمذی

النور، جلد اول، ص ۵۰۵-۵۰۶

مرقاۃ المفاتیح فی حیات و تہذیب و کبر شاہ نجیب آبادی، ص ۵۱-۱۰۳

محکم المصنوعات العربیہ و العربیہ، جلد اول، ص ۸۸۹ (۱)

ملاحظہ ہو :-

تذکرۃ الائمین، جلد اول، ص ۳۹۰-۳۹۱ (۱)

(۱) "مرد کسی" ترجمہ اس ندارد (ب)

(۲) "مرد" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۳) "مرد" ترجمہ اول ندارد (ن)

۱۔ مولوی عبدالقادر بدایونی نے صرف اپنے خاندان کے لوگوں کے حالات مولف تذکرہ علانیہ پر کو لکھائے ہیں۔ بدایوں کے دوسرے سنی علماء کو قطعاً نظر انداز کر دیا، مولوی عبدالقادر بدایونی اپنے والد ماجد مولوی فضل رسول بدایونی کے مسلک پر تاحیات قائم رہے اور "وہابیت" کا رد فرمایا۔ مدوۃ الاسلام کے آغاز قیام ہی سے اس کے مخالف رہے۔ نقای بدایونی کا موس الثانیہ (جلد دوم، ص ۶۷) میں لکھتے ہیں۔ "بہ مدوۃ الاسلام کی تحریک زور پر تھی" آپ نے اپنی پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کی مخالفت کی جس نے وہاں سے ہندوستان میں خاص شہرت ہو گئی" ۱۳۳۸ھ میں انتقال ہوا۔ دو بیٹے مولوی عبدالقادر اور مولوی عبدالقدیر یادگار چھوڑے۔ اول الذکر ۲۵ محرم ۱۳۳۳ھ ر ۱۹۵۵ء میں فوت ہوئے۔ آخر الذکر نے ۳۱ مارچ بروز جمعرات ۱۳۶۰ء میں بدایوں میں انتقال کیا اور درگاہ قادریہ میں دفن ہوئے۔ تین صاحب زادے ہدفیر عبداللہادی محمد میاں، مولوی عبدالجبار اقبال میاں اور حافظ عبدالحمید سالم میاں یادگار چھوڑے۔ آخر الذکر سالم میاں چادہ نشیں ہیں۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی خاکسار مرتب پر خاص طور سے برکات شہادت فرماتے تھے۔ خدا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے :-

اکمل التاریخ، جلد دوم، ص ۲۰۶-۲۱۰

طوابع الانوار، ص ۸۸-۹

تذکرۃ الائمین، ص ۲۵۶-۲۵۷

کاموس الثانیہ، جلد دوم، ص ۶۷

البیارق الحمدیہ ترجمہ الشیاطین النجدیہ، از مولوی فضل رسول بدایونی، ص ۱۳۳

تذکرۃ الائمین، جلد اول، ص ۵۰ (۱)

(۱) حرم اول نے اکثر علی دعائیہ و داعیہ کلمات ترک کئے ہیں یہ جملہ بھی حذف کر دیا
(ن)

(۳۲۶)

(۱) شیخ محمد طاہر بنی شیخ علی متقی کے مرید اور مہدیہ کے لیے مشہور تھے۔ ممدویوں نے انہیں قتل کر دیا۔ رک شیخ عبدالحق آزاد المستقین (الف)

(۳۲۷)

(۱) "کنزود" در ترجمہ اول (الف)

(۳۲۸)

(۱) "ظفر" در ترجمہ اول (ن)

(۳۲۹)

☆ ملاحظہ ہو۔

تصنیف الاطون بذکر صائے القرآن ص: ۵۰ (ن)

(۳۳۰)

(۱) "کتاب" در ترجمہ اول (ن)

(۲) "کتاب" در ترجمہ اول (ن)

(۳۳۱)

☆ شاہ عبدالقادر ۸۹۷ھ ر ۸۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ عالم، فاضل، متقی، پرہیزگار، مستغنی المزاج، در حوالہ تھے۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر اکبر آبادی مسجد کے جہ میں ساری عمر بسر کر دی۔ رات دن ذکر الہی میں مشغول رہتے۔ اہل دنیا کی طرف مطلق انکسار نہ فرماتے۔ قرآن شریف کا ہمارا ترجمہ اور تفسیر موطع القرآن دو نایاب چیزیں ان کی یادگار ہیں۔ سرسید احمد خاں ہمارے لکھتے ہیں۔

"ہر بافت کی زبان سے سنایا ہے جس امر میں کچھ فرمایا ہے کم و کاست علوم میں آیا باوجود اس کے کہ بہ سبب کثرت اخلاق کے کسی کے حق میں کچھ ارشاد نہ کرتے اور کسی کو نہ فرماتے کہ ادھر بیٹھ یا ادھر لیکن من جانب اللہ لوگوں کے دلوں میں آپ کا ایسا رعب پھایا ہوا تھا کہ رؤسائے شہر جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے یہ سب ادب کے دور دور خاموش بیٹھتے اور بدیں آپ کی تحریک کے مجال سخن نہ پاتے اور ایک دو بات کے سوا بار نہ دیکھتے کہ کچھ اور

کلام کریں، کرامت حضرت بھو وائر بھی مٹی ہیں اگر ان کا بیوں کیا حادثے کتاب میں منجائش نہیں۔

مردان خدا خدا خدا
نیکین ز خدا خدا خدا
پاشید پاشید پاشید

سوانح بزرگہ ملتانہ ہر نے سن ۱۲۳۲ھ ر ۱۸۱۷ء لکھا ہے شاہ عبدالقادر کا انتقال ۱۲۳۰ھ ر ۱۸۱۸ء میں ہوا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

۱۲۴۱ھ تصانیف باب چہارم ص: ۵۳-۵۵

واقعات دارالحکومت دہلی حصہ دوم ص: ۵۸۸-۵۸۹

علم و عمل جلد اول ص: ۲۳۹

حیات دہلی ص: ۳۳۹-۳۵۲

ترجمہ رسد ص: ۱۷

حدائق الصغیر ص: ۴۷

تراجم ملتانہ اہل حدیث ص: ۳۳-۳۵

ابجد العلوم ص: ۷۵

زبد الخواطر جلد پنجم ص: ۲۹۵-۲۹۶

بیان ایسی ص: ۷۵ (ن)

(۱) "صغیرات" در ترجمہ اول (ن)

(۳۳۳)

☆ ملا عبدالقادر بدایونی اپنی مرکز الادب تصنیف نقب اللوارخ کی وجہ سے مشہور ہیں اس کتاب کا اردو اور انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ملا نے اپنے حالات جتنے جتنے خود نقب اللوارخ میں بیان کئے ہیں۔ ہم نے ان حالات کو جن کو ایک گلدستہ تیار کیا ہے۔ اگر حالات نے اجازت دی تو ادب علم کی مجلس میں سوانح قادری کا یہ گلدستہ حفریہ پیش کیا جائے گا۔ ملا عبدالقادر بدایونی بدایوں میں دفن ہوئے ہیں۔

☆ مولوی رحمان علی کی یہ تشریح درست نہیں ہے۔ کیوں کہ "انتخاب" کا حرف "خ" یا "تختانی" ہے اور اس کا حرف جانی ہ ہے "تختانی" کے علاوہ "تختانی" میں سے نا اور ہ

کے ۵۲ عدد نکال لئے جائیں تو ۱۰۵۲ رہ جاتے ہیں جو صحیح نہیں۔ اس کتاب کی تالیف کی تاریخ "انتخاب" سے نکلتی ہے جس کے عدد ۱۰۵۲ ہوتے ہیں۔ ان میں سے حرف ثانی ن کے ۵۰ عدد منہا کر کے جائیں تو ۱۰۰۲ رہ جاتے ہیں اور یہی سال تصنیف ہے۔ (۱)

مولوی رحمان علی کی توفیق صحیح ہے کیوں کہ ب حرف آخر کا اول ہے ثانی ی ہے لہذا ان اور ی کے اعداد نکالنے سے صحیح تاریخ نکلی آتی ہے (ملاحظہ)

(۱) فاضل حرم مرحوم نے مولوی رحمان علی (مؤلف کتاب) کے طریقہ استخراج تاریخ پر اعتراض کیا ہے اور ایک نئے طریقہ سے تاریخ نکالی ہے اور لکھا ہے کہ لفظ "انتخاب" سے تاریخ نکلتی ہے۔ لیکن اس طرح شہر کا درسی تاریخ دوجا ہے اور مصنف نے اصل اصطلاح سے کسی انحراف کرنا چاہتا ہے۔ خود بدایونی نے "انتخابی" ہی لکھا ہے کہ قسمت مشترک لفظ ہائی قطعی فارسی زمرہ مستوری جلد ۱۰ ص ۳۱ پر بھی یہ تاریخ اس طرح دی گئی ہے۔ (ن)

۲۔ عبدالقادر بدایونی کے بارے میں مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "نجات الرشید" مصنف عبدالقادر بدایونی۔ "یہ خوشی مقدمہ"۔ "بد نہیں الحق" ۱۱۱۱ھ کا مقدمہ اور "تہذیب" (ب)

(۳) مصنف کا یہ کہنا درست نہیں کہ ملا عبدالقادر بدایونی کو شیشہ اکبر کی بارگاہ خلوت میں بارہابی حاصل تھی۔ خود بدایونی کے مطابق اکبر نے جو اپنی کثرت ازدواج کے قانونی پہلو سے پریشان تھا اور اس نے یہ سوال دربار میں آنے والے نئے علماء یعنی شیخ مبارک، ابو الفضل وغیرہ سامنے رکھا۔ مسئلہ اس کے لئے مشکل یوں تھا کہ وہ بیشتر شادیاں راجاؤں و حکمرانوں کی بیٹیوں سے تھیں اسکی ہموار دیے بے طلاق ہے سے سلطنت میں "بدایونی" کی مسلم علماء نے کہہ کر پچانے کے لئے کہیں وہ نہیں حد قرار دینے کے لئے شیعہ نہ ہو جائے دوسرا راستہ اختیار کیا اور ہادیہ میں بیان کر دیا اس بیان کی روشنی میں کہ باقی فقہ میں حد کا جواز ملتا ہے اسے مشورہ دیا گیا کہ مالکی قاضی مقرر کر دیا جائے تاکہ اس کے علاقہ میں اس کے فقہ کے مطابق فیصلہ ہو سکے۔ اس بحث میں جب شیخ مبارک اور ابو الفضل اپنے دلائل میں کمزور پڑے تو بادشاہ نے رات کے وقت عبدالقادر کو شیخ پور نیکی میں انوپ تیار پر واقع خلوت گاہ میں طلب کیا۔ عبدالقادر نے اس مسئلہ کے جواز میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ اس کی دلائل کے آگے قاضی ملک قاضی یعقوب نے شکست تسلیم کر لی اور اسے بنگال کا قاضی بنا کر بھیج دیا گیا۔ بدایونی کا صرف یہی

یہ واقعہ ہے بادشاہ کی خلوت کی محافل میں شریک ہونے کا۔

دلچسپ پہلو یہ ہے کہ فقہی مباحث کے فیصلہ کے لئے ہی شیخ مبارک نے معشر تہیب دیا تھا اس کی رو سے بادشاہ بحیثیت سلطان عادل مجتہد سے اعلیٰ مقام رکھتا تھا اور اسے یہ حق حاصل تھا کہ جب کسی مسئلہ پر اختلاف ہو تو کسی بھی ایک مجتہد یا فقہ کی رائے کو نافذ کر دے۔ اکبر نے یہ اختیار بظاہر صرف ایک بار ہی استعمال کیا جب کہ مالکی قاضی حسین عرب مقرر ہوا اور حد کا جواز ملا۔ منتخب التواریخ میں چوں کہ اکبر کے خلاف واقعات لکھے ہیں لہذا اکبر کے دور خود مصنف کے مرنے کے بعد اسے منظر عام پر لایا گیا۔

رک بدایونی: منتخب التواریخ، جلد دوم، "تکلیف" ص ۲۸

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو انصار زادہ خان

The Mughul Marriages : A politico and legal study جرنل پاکستان

ساریکل ۲ سانی

جلد ۳۳ اپریل ۱۹۸۶ء ص ۸۵: ۱۳۲

(۲۳۳)

۱۔ شیخ عبدالقدوس بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ شیخ کے حالات ان کے صاحبزادے نے طائف قدوسی کے نام سے لکھے ہیں۔ یہ کتاب شیخ اوچلی ہے۔ شروع میں شیخ عبدالقدوس رودہلی میں رہتے تھے۔ جب وہاں سلطنت کی بد نظمی کی وجہ سے ہندو کا غلبہ ہو گیا تو شیخ نے رودہلی کی سلطنت ترک کر دی۔ شیخ کا حجاز قصبہ گنگوہ صلیح ۱۰۰۰ ہجری میں ہے شیخ کو یورپوں سے خاص تعلق خاطر تھا۔ سکندر لودی نے شعائر اسلام کے اجراء میں کوشش کی تھی اس لئے اس کی قدر کرتے تھے۔ شیخ عبداللہی صدر اعدادور اس ہی شیخ عبدالقدوس کے ہوتے تھے۔ مولوی غبار الحق قدوسی نے شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے "مفصل" جامع در مسئلہ حارثت "تذکرہ مصرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی" کے نام سے مرتب کیے ہیں۔ یہ کتاب آس پاکستان بک مشنل کالہس کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

طائف قدوسی (مطبوعہ مطبع بھائی دہلی ۱۳۸۰ھ، ۱۸۹۳ء)

رودہکرش' ص ۷۰: ۷۶

(۳۳۳)

☆ کانل الانورانی فی حال الادب بدایت الاسلام اور کتاب اصولہ کے نام طوابع الانوار اور اکل التاريخ میں تحریر ہیں۔

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو :-

اکل التواريخ، حصہ اول، ص ۹۳ - ۹۶

طوابع الانوار از مولوی انوار الحق بدایونی، ص ۳۳ - ۳۶

تذکرۃ الاولیاء، ص ۲۳۶ - ۲۳۹

تاریخ حرمی، ص ۶۲ - ۶۳

آثار بدایوں از فضل اکرام، ص ۱۰۱

بیاض مولانا عبدالقادر بدایونی (قلمی) ص ۷ - ۹ (کتاب خانہ مدرسہ قادریہ)

بدایوں (ن)

(۱) "دور و مباد" ترجمہ اول بدایوں (ن)

(۲) فارسی متن اور اردو ترجمہ یہاں لفظ "عارفان" لکھا ہے، ہم نے کافیہ کی رعایت سے

"عارفین" اختیار کیا ہے۔ (ن)

(۳۳۴)

☆ تفصیل کے لئے دیکھئے :-

ماثر اکرام، دفتر اول، ص ۱۸۳ - ۱۸۴

ابجد العلوم، ص ۸۴

نہایت الخواطر، جلد دوم، ص ۷۰ - ۷۱

اخبار الافیاء، ص ۱۶۰ - ۱۶۱

مدائق الحنفیہ، ص ۳۹۹ - ۴۰۰

سیرت امیر جان، ص ۲۹ - ۳۶

نقشۃ الادب من ذکر علماء الفہم والادب، ص ۴۵ (ن)

(۱) "۷۸ سال" در ترجمہ اس (ن)

(۳۳۵)

☆ شیخ عبدالحق کی سہ ماہیہ سیدہ دہلی میں موجود ہے۔ اس میں یہ کتبہ نصب ہے۔

نی زمان اقلیتہ الاکبر

ایہ اللہ ذاع الطماع

قد نبی بحدہ مقتدر

میںما لاکون فی الاقطار

شیخ بدایوں

شیخ اہل الحدیث

شیخ عبدالحق نعمانی

محدث اعظم فہم

سال تاریخ این طا فیض

سال انتقل قال "خیر" ۱۰۸۳

☆ شیخ عبدالحق کے ہاتھ لکھا ہوا ایک رسالہ پروفیسر خلیق دہر نظامی (علی گڑھ) کے کتب خانہ میں تاریخی نظر سے گزرا یہ رسالہ اور اور ارمیہ پر مشتمل ہے۔

☆ ۱۰۹۱ھ و ۱۳۹۵ھ تک ہے۔ عبدالحق ۱۰۹۵ھ و ۱۵۶۳ھ میں صدر الصدور کے منصب پر مقرر

خان اذیر کل کی سفارش سے مقرر ہوئے۔ (دہراد اکبری، ص ۲۹۷)

تفصیل کے لئے دیکھئے :-

ہزم تیموریہ، ص ۹۰ - ۱۰

زینۃ الخواطر، جلد چہارم، ص ۲۴ - ۲۲

مختب التواريخ، ص ۳۳۳ - ۳۳۵

طرب الاماکن، تراجم الافاضل، ص ۲۱۸ - ۲۲۰

دہراد اکبری، ص ۳۹۷

P.

924

2000

44-1

[24]

118

12

11

F.

11

172

Figure 1

10

2.4.

(۲۵۲)

☆ مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ علمائے فرنگی محل 'ص: ۳۳

حدائق المرام نمبر شمار 'ص: ۱۰۸

(۲۵۳)

☆ ملاحظہ ہو۔

حدائق الحنفیہ 'ص: ۳۴۵

(۱) "فرقان و ترغانی" در ترجمہ اول۔ طرفان در اصل ترغان کا معرب ہے لیکن - غاں
مگلوں در مغلوں کے دور میں اعلیٰ میں طبقات بنے جس میں نے اور پرتیور نے اپنے
خاص امیروں کو عطا کیا تھا جو بعد میں خاندانی نام بن گیا جس نے سولہویں صدی میں سندھ میں
حکومت کی اور جن کے مزارات ملکی کے قبرستان میں واقع ہیں۔ یہ کسی جگہ کا نام ہے جو غالباً سو
کتابت سے عرفان ہو گیا ہے۔

فرغان نامی ایک قریہ صوبہ قوس میں بھی واقع تھا (رک الفت دو خدا) ممکن ہے کہ یہ
فرغان کی بجلی ہوئی شکل ہو جو اسی ضلع قوس (اسمان) میں واقع ہے۔

See Lands of the Eastern Caliphate, pp. 364-66

(۲) حدائق الحنفیہ (لاہور ایڈیشن ص ۴۴۲) میں سن وفات ۸۵۵ھ دیا ہے اور تاریخ
وفات "شیخ مشہور دہر" بتائی ہے۔ (الف)

(۲۵۴)

☆ "آثار اوراد اشغال اور علم تصوف اپنے مجدد مرشد سے حاصل کیا اور تدریس کتب
در یہ ترک فرما کر شکی شریف کا درس دینا شروع کیا۔ یہ مقدمہ درس بہت وسیع ہوا تھا اور اس
میں شکی شریف کے نکات مجیبہ اور دقائق غریبہ بیان فرماتے 'ادراکل زمانہ میں مہارت مہارت و
تعلی سے بہر ہوئی' مگر کبھی 'پ نے کسب معاش و حصوں دیا کی جانب توجہ نہ کی۔ بعض اوقات
مشہور فاضل گمراہوں پر ہوجاتے مگر کسی سے تذکرہ نہ فرماتے" آپ کے خطوط "الامرار العالیہ
فی مناقب خواجہ" کے نام سے مولوی عبدالغفار نے مرتب کئے ہیں۔

☆ ملاحظہ ہو۔

تذکرہ علمائے فرنگی محل 'ص: ۳۷-۳۹

احوال علمائے فرنگی محل 'ص: ۳۷-۳۹ (ن)

(۲۵۵)

☆ صاحب تذکرہ علمائے فرنگی محل نے تاریخ انتقال ۳ شعبان ۱۱۶۳ھ / ۱۸۶۳ء تحریر کی

ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تذکرہ علمائے فرنگی محل 'ص: ۳۲-۳۳

(۱) "بین" در ترجمہ اول (ن)

(۲۵۶)

☆ ملاحظہ ہو۔

منہاج التواریخ 'ص: ۳۵

نزهت الخواطر جلد چہارم 'ص: ۲۲۳-۲۲۴

انصار الہدیہ 'ص: ۲۱۵-۲۱۶

تخصیصہ الامنیہ جلد اول 'ص: ۸۳

تاریخ ادیبائے دہلی 'ص: ۹۹-۱۰۰ (ن)

(۱) "ابھی" ترجمہ اول ندارد

(۲) "سسر" ایضاً

(۳) "صورت" ترجمہ اول ندارد

(۴) "بشارت" ایضاً (ن)

(۲۵۷)

☆ ملاحظہ ہو۔

حدائق الحنفیہ 'ص: ۴۳۰ (ن)

حدائق الحنفیہ میں تاریخ وفات ۸۵۳ھ دی گئی ہے (الف)

(۲۵۸)

☆ ملاحظہ ہو۔

حدائق الحنفیہ 'ص: ۲۵۸ (ن)

(۱) حدائق الحنفیہ میں کتاب الصلوۃ دیا ہوا ہے (الف)

روز کوثر، ص ۳۶: ۳۹ (ق)

(۱) "تھوڑے سے ... مطالعہ کیا" ترجمہ اول ندارد

(۲) "خواند کی وفات ... اختیار کی - ایضاً

(۳) "معتون" در ترجمہ اول (ن)

(۳۸۵)

☆ تفسیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

مناجح التواریخ، ص ۳۲۹: ۳۳۰

ملفوظات شاہ عبدالعزیز، ص ۱۹: (ق)

(۱) "قلندر" ترجمہ اول ندارد

(۲) "۵ رجب" در ترجمہ اول (ن)

(۳۸۶)

☆ محمد الدین غازی بکلی کی ایک کتاب عل المعادہ و توفیج المقاصد لبنان سے ۱۸۸۰ء میں

طبع دی۔ یہ ایک مختصر سا رسالہ - فلسفہ - مسائل سے متعلق ہے۔ محمد الدین غازی نے شیعہ

تدبیب پر مبنی حاشیہ بھی لکھا ہے۔ اس میں بعض رسائل مسلم پر روشنی میں تفسیر (بجائے اند

کلیشن) میں ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

تکم المصنفات، ص ۳۱۰ و العربیہ جلد دوم ص ۳۱۰

نزہۃ الخواطر، جلد پنجم، ص ۳۲۹

ایچہ علوم، ص ۵۰

فہرست (شرح علمی) سبحان اللہ اور فیض لا بھری، ص ۸۳: ۲۵ مرتبہ سید کمال حسین۔

ایم۔ اے۔ (علی، ۱۳۳۸ھ، ۱۹۳۰ء) (ق)

(۱) "خلع بریلی قسمت" در ترجمہ اول (ن)

(۳۸۷)

☆ ملاحظہ ہو:-

اخبار ان دیار، ص ۳۰۰: ۳۰۱

بقول شیخ عبدالحق محدث، محمد تعلق نے عارض ہو کر زبان کج وال اور انج کراہا (الف)

(۱) "ایک روز اور مفہوم" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۳۸۸)

☆ ملاحظہ ہو:-

مدائق الحنفیہ، ص ۴۹۳: ۴۹۴ (ق)

(۳۸۹)

☆ تفسیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

نزہۃ الخواطر، جلد دوم، ص ۴۵: ۴۶

مدائق الحنفیہ، ص ۲۹۳: (ق)

(۱) "قوی" در ترجمہ اول

(۲) "فرہ" در ترجمہ اول

(۱) مصنف نے پورا جان مدائق الحنفیہ سے لیا ہے۔ (الف)

(۳۹۰)

☆ ملاحظہ ہو:-

مدائق الحنفیہ، ص ۴۹۱: (ق)

"اور ترجیح دی ہے" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۳۹۱)

☆ ملاحظہ ہو:-

مدائق الحنفیہ، ص ۴۳۵: (ق)

(۱) "۳۶ مرتبہ پڑھتے تھے" ترجمہ اول ندارد (ن)

(۳۹۲)

☆ مولانا عطاءت رسول چڑیا کوئی کی مشہور و معروف تصنیف "بہری" ہے جس میں انھوں

نے اصل جبرانی قسرت و زور سے ان پیشین گوئیوں کو جمع کیا ہے جو قائم السبہین حضرت محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہیں، یہ کتاب ۱۹۳۸ء میں نواب سرسبز اللہ خاں

دیکھیں۔ ٹیکم پور کی مطابع ہمدانی کی بدولت علی گڑھ سے طبع ہوئی ہے۔

(۱) "احادیث کی طرف متوجہ ہوئے" ترجمہ اول ندارد

(۲) "مسائل کی چہ شکلیں غور و فکر سے مرتب کیں" در ترجمہ اول (ن)

(۳۹۳)

☆ ملا عیاض ولد آخوند زادہ محمد شاہ خاں پاجوڑی، نواب علی محمد خاں کے عہد میں آخوند زادہ محمد شاہ خاں آئندہ آئے۔ نواب فیض اللہ کے ساتھ رام پور پہنچے۔ مولوی عیاض خاں رام پور میں پیدا ہوئے، تحصیل علم رام پور، بریلی اور کھننوی میں کی۔ علوم و فنون عربیہ میں کامل دستگاہ تھی، مہمات میں بھی کمال تھا۔ ۷۷۳ھ میں رام پور میں انتقال ہوا۔

ملاحظہ ہو۔

تذکرہ کلام رام پور، ص: ۲۳۸ (ق)

(۳۹۴)

☆ شاہ بیسی چند اللہ ابن شیخ محمد قاسم اپنے عہد کے نامور فاضل و عارف تھے، تحصیل علوم اپنے والد در کچا شیخ محمد طاہر سے کی، حضرت شاہ فخر محمد عارف باللہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ احوال و اسرار کے علاوہ مجمع البحرین، بین العالی، روضہ الحسی اور رسالہ حواس طبع، حاشیہ پر اشارۃ غریب، کتاب انسان کامل، شرح قصیدہ بردہ، حاشیہ پر شرح فیاضیہ، فتح عمری، تنصیب (شرح ماہی عامل) رسالہ حقوق ترجمہ اسرار الہوی ان کی تصنیفات سے یادگار ہیں۔ ۱۲۶۱ھ - ۱۲۶۲ھ میں انتقال ہوا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(۱) تاریخ بہاؤ پور، ص: ۱۳۶ - ۱۳۷

(۲) تذکرہ صوفیائے سندھ، ص: ۱۵۲ - ۱۵۳

(۳) بہاؤ پور کے سندھی ادیباء، ص: ۳۱ - ۱۵۳ (ق)

حرف غ

(۳۹۵)

☆ مولوی غلام اللہ بن مولوی غلام فرید فاضل لاہوری۔ لاہور کے علمائے کبار اور فضلاء تھے۔ آپ کی ذات مبارک استاد کل، مظہر کمالات دینی و دنیوی تھی۔ تدریس و تعلیم میں حقدارین سے کوئے محبت لے گئے اور وہاں کے لوگ آپ کے درجہ سے علوم و فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی وغیرہ میں کمالات کے درجہ پر فائز ہوئے یہاں تک کہ بختاب میں شاز و نادر علماء کا خاندان ایسا ہوگا جو اس خاندان سے دعویٰ نیاز مندی اور شاکردی نہ رکھتا ہوگا۔ (مدائق الحنفیہ، ص: ۲۷۱)

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

مدائق الحنفیہ، ص: ۲۷۱

غریبۃ الامتیاء، ص: ۴۰

تذکرہ علماء والشائخ، ص: ۶۰ (ق)

(۳۹۶)

☆ مدائق الحنفیہ میں تحریر ہے کہ ۱۲۸۰ھ - ۱۲۸۱ھ میں وفات پائی (ص: ۲۸۰)۔

(۲۸۱)

(۱) "ادوار عربیہ" ترجمہ اول، نادر۔ (ن)

(۳۹۷)

☆ مفتی غلام حضرت کے والد کا نام محمد فرحت ہے، کھننوی میں پیدا ہوئے اور وہیں تحصیل علم کی۔ ملاحظہ ہو، نزہۃ النظار، جلد ہفتم، ص: ۳۵۳۔ (ق)

(۱) اصل متن میں ماہ تاریخ "میراد حاکم شرع" کو خط کشیدہ سے نمایاں کیا گیا ہے۔ ان کے الفاظ کے احوال ۱۲۵۸ ہجری آتے ہیں جب کہ پورے مصر کے ۱۲۱۳ احوال ہیں۔ دونوں صورتوں میں یہ اور تاریخ موزوں نہیں ہے۔ کیونکہ سال وفات تو ۱۲۳۲ھ ہے۔ (ن)

(۳۹۸)

☆ ملاحظہ ہو، مدائق الحنفیہ، ص: ۲۷۲

غریبۃ الامتیاء، جلد دوم، ص: ۳۹۰ (ق)

(۲۰۰۰)

☆ مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

مقالات شمل جلد پنجم از مولانا شبلی نعمانی (مرتبہ سید سلیمان عودی) ص: ۳۳ - ۳۸ (کیا آزاد بلکرائی تھے۔ از مقبول احمد معارف و سیر ۱۹۹۳ء)

، تراکرم حصہ اول (مقدمہ از مولوی عبداللہ) ص: ۵ - ۲۰ ص: ۱۶ - ۲۳ -

۳۱ - ۳۰۳

تاجوس الاطلام حصہ اول ص: ۳۲ - ۳۵

مدائقہ الحنفیہ ص: ۳۵۳ - ۳۵۶

زبہ الخواطر جلد ششم ص: ۲۰۱ - ۲۰۵

فرائد مامور ص: ۳۳ - ۳۵

بہار المرجان ص: ۸۸

روشتہ الاولیاء از میر لعل علی آزاد ص: ۳۵ - ۳۶ (مطبوعہ انوار صدیقی ۱۹۸۳ء)

تذکرہ بے نظیر ص: ۲ - ۱۵

اتحاف الہدیاء ص: ۳۲۰ - ۳۳۵ (ج)

(۱) "شہد" در ترجمہ اول

(۲) "مروض و قوی" استفادہ کیا "ترجمہ اول ندارد"

(۳) "عبد منور" ترجمہ اول ندارد۔ (ن)۔

(۲۰۰۲)

☆ شاہ عبداللہ عرف شاہ لعل علی بن عبداللطیف ۱۸۵۶ء ر ۱۲۳۳ھ یا ۱۸۵۸ء ر ۱۲۷۵ھ میں بنالہ (یا بلوچ) میں پیدا ہوئے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں کے مرید و خلیفہ تھے۔ جلد مراتب سلوک ملے کہ کہ علی میں سکونت اختیار کی سرسید احمد خاں بہادر لکھتے ہیں۔

"سبحان اللہ علم اور عمل اور فضل و کمال اور تجرید و تجرد اور علم و کرم اور محلات اتم اور ایثار و انکسار آپ کی ذات پر شتم تھے۔ آپ کی ذات فیض آیات سے تمام جہاں میں فیض پھیلا اور ملکوں ملکوں کے لوگوں نے آن کے بیعت اختیار کی۔ میں نے حضرت کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم اور شام اور بغداد مصر اور یمن اور حبش کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ

ماضر ہو کر بیعت کی۔ حضرت کی خانقاہ میں پانچ سو فقیر سے کم نہیں رہتا تھا اور سب کا روٹی کپڑا آپ کے ذمہ تھا اور باوجود یہ کہ کہیں سے ایک چہ ضرور نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ غیب الغیب سے سب کام چلا آتا تھا ایک دفعہ نواب امیر الدولہ امیر محمد خاں دہلی ٹونک نے بہت اکتا سے درخواست تقرر و عہدہ کی اس کے جواب میں آپ نے صرف یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

ما آمیدے فقر و قحمت کی بیم
بامیر خاں بگوئے کہ روزی مقرر است"

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

دکایت شریف حضرت شاہ لعل علی دہلوی ص: ۱ - ۳

۵۲ ر استاذہ باب چارم ص: ۵ - ۱۵

واقعات دارالحکومت دہلی ص: ۱۵۳ - ۱۵۵

برکات الاولیاء دہلی ص: ۱۸۵

گزار اولیاء ص: ۴۷ - ۵۳

تذکرہ اولیائے بعد پاکستان ص: ۳۶ - ۳۷

الوار العارفين ص: ۳۷۰ - ۳۸۱

ضمیمہ مقامات منبری از شاہ عبداللہ دہلوی ص: ۱ - ۳۸

رواد کوثر ص: ۳۳ - ۳۴

علم و عمل جلد اول ص: ۲۶

زبہ الخواطر جلد پنجم ص: ۳۵۶ - ۳۵۸

تحریرات الاسیاء جلد اول ص: ۶۳ - ۶۸

جواہر طویہ از شاہ روڈ احمد بھڑی (مطبوعہ)

حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص: ۳۰۸ - ۳۳۰ (ج)

(۱) "دل" ترجمہ اول ندارد

(۲) "بیر" در ترجمہ اول۔

(۳) اصل فارسی متن میں اور اردو ترجمہ ایوب قادری میں یہ مادہ تاریخ "بہار و اہمیت شہادت"

درج ہے۔ لیکن شاید یہ سو گات ہے کیونکہ اس سے مطلوب اعداد ۳۷۲ برآمد نہیں ہوتے
مصنف نے لفظ "لب" کے ۳۲ اعداد کے تجزیہ سے تاریخ مکمل کی ہے۔ لہذا ان تاریخ کے الفاظ
"سہ ہر ہر بیت لغت" ہوتے مصنف کا مقصود پورا ہوتا ہے (ن)۔

(۳۰۳)

☆ ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر جلد ہفتم، ص ۳۵۹ (ن)۔

(۱) گہر دوی در ترجمہ اور

(۲) "مسم" ایسا (ن)

(۳۰۴)

☆ ملاحظہ ہو: حرائق الحلیہ، ص: ۳۳

خزینۃ الاسماء جلد دوم، ص ۳۸۵

تذکرہ عبادہ و اشخاص، ص ۵۹ (ن)

(۳۰۵)

☆ صاحب ملاح اخبار نے شاہ عدم قلب مدینہ اور تہادی مصیبت لکھا ہے جو صحیح نہیں

ہے۔

☆ ملاحظہ ہو: (۱) ملاح اخبار، اس ص: ۳۵۰-۳۵۱

(۲) تذکرہ بے نظیر، ص: ۳۰

(۱) الحلیہ در ترجمہ اول (ن)

(۲) اس مصرعہ تاریخ سے عداد ۱۲۱۹ بنتے ہیں۔ اگر "قلب مدین" کو "قلب دیں" لکھا جائے تو
پھر اس مصرعہ کے اعداد ۱۸۸۸ ہو جاتے ہیں۔ اور اس شعر میں جو قافیہ ہے یعنی "یا دل زاد" اسے
تجزیہ بنا یا جائے یعنی لفظ "یار" کے "ل" "الف" ایک عدد مصرعہ ثانی سے مسا کر دیا جائے تو پھر
مطلوبہ اعداد ۱۸۸۷ حاصل ہو سکتے ہیں۔ (ن)۔

(۳۰۶)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: خزینۃ الاسماء جلد دوم، ص: ۳۳-۳۹۶ (ن)

(۳۰۷)

☆ یہ بات کامل ترجمہ ہے کہ کھوکھرو کردہ کہا گیا ہے قوم با قبیلہ نہیں کہا گیا۔ ان کی
عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں اور یہ لوگ سودی کاروبار کرتے تھے۔ اس میں سے کچھ ہجرت کر کے

ی۔ پی کے علاقہ میں آباد ہو گئے تھے۔ غالباً ان کے منتشر ہو جانے سے اس کا قبائلی اعداد ختم ہو گیا۔

(الف)

(۱) "شرعیہ" در ترجمہ اول (ن)

(۲) "اس شرط کو قبول کر لیا" ایسا

(۳) شریعت غرا کی پابندی میں ہر کردی۔ ایسا

(۴) "اصل ان کا تعلق پنجاب سے ہے" ترجمہ اول برآمد (ن)

(۳۰۸)

☆ (۱) "زمانہ میں" در ترجمہ اول

(۲) "خیال" ایسا

(۳) "تلام" ایسا

(۴) "اقباز و خصوص" ایسا

(۵) "کی زبان پر تھے" ایسا (ن)

(۳۰۹)

☆ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: حرائق الحلیہ، ص: ۳۷۶-۳۷۸ (ن)

نوٹ: بحیرہ صغیر سرگردا (کتاب) کا معروف لقب ہے 'گولی خاندان' کا راز علوم اب بھی وہاں

معلوم ہے (ن)

(۳۱۰)

☆ (۱) "اسے سرخ انگشت تھے کہ" ترجمہ اول برآمد (ن)

(۳۱۱)

☆ شیخ غلام تشید لقب گوی (تاج ہون پور) کے رہنے والے تھے۔ تیرہ سال کی عمر میں

تھیں علم سے فراغت حاصل کر لی۔ پڑھائی قرآن کی تفسیر توفی کے ساتھ احوال القرآن کے نام

سے تحریر فرمائی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

ماثر انکرام و فخر اولیٰ ص: ۲۱۳-۲۱۱

حرائق الحلیہ، ص: ۳۳۵

نزہۃ الخواطر جلد ہفتم ص: ۳۳-۲۳

بہار الرحمان، ص: ۷۸

(۳۳)

☆ نزہت الخواطر میں تحریر ہے کہ مولوی غلام یحییٰ بن نجم الدین قصبیؒ نے یہاں ہوئے
تفصیل علم کی غرض سے سندیلہ پہنچے، وہی کتابیں مدرسہ منصوریہ میں مولوی باب اللہ جون
پوری سے پڑھیں۔ پھر شیخ بدیع عالم کے مرید ہوئے۔ رسالہ میرزا زاد پر حاشیہ لکھا اور اس کا نام
"لواء الہدی فی الہد والد جہی" رکھا۔ پھر دہلی گئے اور نقشبندی سلسلہ میں حضرت مرزا مظہر جان
جاناں کے مرید ہوئے، پانچ سال وہاں رہے، پھر گھنٹہ آئے اور وہیں قیام کر لیا۔ حاشیہ شرح مسلم
اور رسالہ طہرۃ ائق بھی لکھے۔ سارے ائق کے جواب میں شاہ رفیع الدین دہلوی نے رسالہ نفع
اسراٹل لکھا ہے۔ ماہ ذی قعدہ ۱۱۸۰ھ ر ۱۷۶۶ء میں گھنٹہ میں انتقال ہوا اور شیخ میر محمد کے
احاطہ میں دفن ہوئے۔

☆ نزہت الخواطر جلد ششم ص ۳۱۵ - ۳۱۶ (ق)

حرف ف

(۳۱۵)

☆ ملاحظہ ہوئے۔ نزہت الخواطر جلد سوم ص ۳۳ - ۳۴

☆ اخبار الاخیار ص ۱۶۸

☆ تصنیف الامامیاء جلد اول ص ۳۸۹

(۳۱۶)

☆ ملاحظہ ہوئے۔ منتخب التواریخ ص ۴۶۷ - ۴۶۸

☆ برہم تیوریہ ص ۹۱ - ۹۲

☆ اثر الکرام دفتر اول ص ۳۳۶ - ۳۳۸

☆ مشاعر التواریخ ص ۱۹۳ - ۱۹۴

☆ نزہت الخواطر جلد چہارم ص ۲۵۳ - ۲۵۵

☆ احوال مشائخ کبار دہلی ۶

☆ دربار اکبری ص ۸۰۳ - ۸۱۶

☆ کنیلاک قادری مکتوبات (پرنس میڈیم لندن) ص ۱۳

☆ میر فتح اللہ خواجہ جمال الدین محمد و کمال الدین محمد شیروانی اور غیاث الدین منصور شیرازی
کے شاگرد تھے۔ عادل شاہ بیجا پوری کی دعوت پر شیراز سے آئے۔ جب عادل شاہ کا انتقال ہوا
(۹۹۹ھ) تو انہیں اسے اپنے دربار میں بلایا۔ وہ صدر کے عہدے پر بھی فائز رہے اور نوڈر
مل کے ساتھ ماگداری دیکھا۔ رست کرنے میں شریک رہے۔ امین الملک کا خطاب ملا اور بعد
میں عہدہ الدولہ ملا۔ ان کی عمرانی میں ریج جدید میرانی کا زمبہ بھی ہوا۔ غار میں علاج سس کی
بکد ہر سہ کمالیا جو مشک ثابت ہوا ان کی ایک رہائی یہ ہے:

از خم معرفت چشیدن مشکل و ز ہستی طرشتن بریدن مشکل
تحقیق نکات الہی عرفان اما بہ حقیقت رسیدن مشکل
رک امین اکبری جلد اول ص ۳۳۳ - ۳۳۴ لغت وہ جلد ازیر فتح اللہ منتخب التواریخ جلد
سوم ص ۲۹۲ (الف)

(۳۱۷)

☆ ملاحظہ ہوئے۔

☆ تاریخ برہان پور ص ۳۷ - ۳۸ (ق)

(۱) "در نظریہ" قیصر "در ترجمہ اول (۲) "برہم تیوریہ" ترجمہ اول (۳) (ن)

(۳۱۸)

☆ مولانا قمر الدین زرداری نے جہاز سماع میں رسالہ الاحاطہ سماع لکھا ہے جو مطبع محب ہند
دہلی میں طبع ہو چکا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوئے۔

☆ اخبار الاخیار ص ۹۱ - ۹۲

☆ نزہت الخواطر جلد دوم ص ۶۳ - ۶۶

☆ گزارش ابرار ص ۳۹

☆ سیر الاولیاء ص ۳۳۶ - ۳۳۷

☆ تاریخ الاولیاء جلد دوم ص ۷۷ (ق)

(۱) "مرید و غلیظہ تھے" در ترجمہ اول (الف)

☆ صاحب اخبار الاخیار (ص ۹۱ - ۹۲) لکھتے ہیں کہ جب میر تقی میر نے دہلی کی آبادی کو
دیوگیری (دولت آباد) جانے پر مجبور کیا تو اس ہی رہا۔ میں یہ چاہا کہ درکنان و خراسان پر قبضہ
کرتے۔ اس پر تمام صدور و اعیان و بزرگوں کو جمع کیا کہ لوگوں کو بھاری کی ترغیب دیں۔ مولانا

زرداری بھی بلائے گئے۔ بادشاہ سے گفتگو ہوئی۔ خواجہ قطب الدین دہلوی بادشاہ مولانا کا شاکر تھا لہذا بادشاہ مولانا کے خلاف سختی نہ کر سکا۔ اخبار الاخیار میں ان کے دیے گئے ہانے کا تذکرہ نہیں ہے۔ (الف)

(۳۱۹)

☆ (۱) "مطالعہ زہد" در ترجمہ اول۔

(۲) "اور ان کے آخر زمانہ کے خلفاء اور شاگردانی گرامی ہوئے" در ترجمہ اول۔ (الف)

(۳) "مجرمان" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۴) القرآن سورہ رحمن آیت ۳۶ (الف)

(۳۲۰)

☆ مجرم مجرم اول سے کافی سو ہوا ہے۔

(۱) "ہر مشکل" در ترجمہ اول۔

(۲) "ہوان سے" در ترجمہ اول۔

(۳) "مغنی کے طریقہ پر ہر کتاب سے" در ترجمہ اول۔

(۴) "دیکھ کر پڑھنے کی قوت نہ تھی" در ترجمہ اول (الف)

(۳۲۲)

☆ مولانا فضل امام بن شیخ محمد ارشد برکاتی حیدر دہلوی صاحب فراغ علم کے بعد دہلی پہنچے انگریزی حکومت کی طرف سے پہلے دہلی کے مفتی محمد صدر الصدور مقرر ہوئے۔ شاہ صلاح الدین دہلوی سے بیعت تھے لہذا فضل ملازمت کے ساتھ مسئلہ تدوین و تصنیف پیش جاری رکھا اپنے خاندان پر نسبت شفقت فرماتے تھے شاہ نوٹ علی پالی پتی نے بڑی محبت سے اپنے استاد مولانا فضل امام کا ذکر کیا ہے۔ سرسید احمد خاں لکھتے ہیں۔

"موسم حقیقہ اور فنونِ تمکیم کو ان کی طبع و کار سے اختیار تھا اور علومِ ادبیہ کو ان کی زبانِ دینی سے اختیار" اگر ان کا ذہن رسا و ناکلِ تعلیم بیان نہ کرتا، فلسفہ کو مقبول نہ کہتے اور اگر ان کا فکر صاحبِ برہین ساطعہ قائم نہ کرتا، اشکالِ ہندی تاریخیت سے مستقر نظر میں آتے، اس نواح میں ترویجِ علم و حکمت و معنوں کی اسی خاندان سے ہوئی۔ گویا اس دودھ و دلا چار سے اس علم نے یک جہتی، یک ہیچائی ہے۔"

ان کے خاندان میں سب سے مشہور مولانا فضل حق اور مفتی صدر الدین آزاد ہوئے۔ کچھ

دہلی پٹنہ میں بھی رہے۔ ۵ ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ، ۱۸۲۹ء میں خیر آباد میں انتقال ہوا اور احاطہ درگاہ

شیخ سعد الدین میں دفن ہوئے۔ مرزا غالب نے قلعہ تاریخ انتقال کہا ہے

اے دریا قلعہ اربابِ فصل

کرد سوئے جنت المادی خرام

چوں اراوت از پے کشفِ شرک

جست سال فوت آن عالی مقام

چرا ہستی خورشیدِ طغست

تا بناء نوحہ گردِ قرام

گفتم اندر "سایہ ظلمت" می

آراشِ مر "فضل امام"

۲۵۷ + ۱۱۲ - ۵ = ۱۳۲۳ھ، ۱۸۲۹ء

مولف تذکرہ طوائف بہر نے ۱۳۲۳ھ، ۱۸۲۸ء اور عبدالشاد خاں شروانی نے "ہالی

ہندوستان" میں ۱۳۳۰ھ، ۱۸۲۵ء صحیح نہیں لکھا ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے۔

آثار الصنادیق، باب چہارم، ص: ۳۰

ہالی ہندوستان، ص: ۲۱-۲۵

مختصر ہندوستان، ص: ۲۰

واقعات و ادارات حکومتِ دہلی، حصہ دوم، ص: ۳۳-۳۵

تراجم النساء، (تسید، ۱-۱۱)

کلیات غالب (نثر فارسی)، ص: ۳۲-۳۳

علم و عمل جلد اول، ص: ۲۵۷

مناہج التواریخ، ص: ۳۸۷

سیر العلماء، ص: ۲۱-۲۲ (ق)

غالب کا یہ قلعہ تاریخ ہے اس کا مصرع ہی محلِ نظر ہے۔ ہم نے کلیاتِ نثر غالب کا حوالہ دیکھا

ہے لیکن اس میں ہمیں یہ قلعہ مذکورہ حوالہ کے مطابق نہیں ملا ہے کہ گمان غالب ہے کہ یہ

مصرع اس طرح ہو گا "جست آراشِ مر فضل امام" (ن)

(۱) میرزا بدر شاہ خان کا کتابت کا سو ہے۔ (الف)

شاید مراد رسالہ میرزا پد سے ہے۔

(۳۲۳)

☆ (۱) "سید" ترجمہ اس کے اردو۔ (الف)

(۳۲۴)

☆ (۱) (۲) "شاہ" ترجمہ اس

(۳) "سید و خلیفہ" ترجمہ اول۔ (ف)

(۳۲۶)

۲۲ رجب الاول ۱۲۳۳ھ ر ۶ - ۱۸۹۵ء کو حضرت شاہ فضل الرحمن کا کتب مراد آباد میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

تذکرہ مولانا فضل رحمان مہج مرد آبادی ر، پوٹھو تھل مل ندی (مکتبہ دارالعلوم مدوۃ العلماء، ٹکسٹو ۱۹۵۸ء)

تطبیق الاخوان پد کر ملانے الزمان ص ۷۷ - ۸

کر رحمان (مطبوعہ مراد آباد) (ق)

(۱) رحمان در ترجمہ اول لفظ است (ن)

کیونکہ اگر الف پڑھا دیں گے تو تاریخ پیدائش ۱۲۱۰ھ ہو جائے گی۔ (الف)

(۳۲۷)

☆ مولوی عبدالواحد خیرآبادی کا مولوی فضل رسول بدایونی کی دستار بندی میں موجود ہونا درست نہیں کیونکہ عبدالواحد خیرآبادی کا انتقال ۱۳۱۸ھ ر ۳ - ۱۸۹۳ء میں ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو

تراجم افضلہ از مولوی فضل امام ص ۱۰۶ - ۱۱

مولوی عبدالاسلام سنہی نے یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

مدن فضل الہی حضرت فضل رسول

پیشوائے اہل عرفان سرور اہل قبول

وقف اسرار شریعہ و کشف دستار دین

ماہر کامل ہر فن از فرودش تا اصول

سلوک تقریر او بکدایت جان شکران

بیت تحریر او بکدایت در کتب قبول

جامع علم و ولایت رافع آثار جمل

جامع بنیاد کلمہ و رافع اوج قبول

دقت از دنیا و دنیا از علم او تیرہ شد

کہ روشن حلال اول بانوار غیب

ایں جہاں را سنگ ماتم برچہیں دعا است

ایں جہاں را گھر مقصود در دست وصول

خراشم تاریخ وصل دے موسم ناگماں

شد بمن الہام از روحش "انا فضل الرسول"

۱۲۳۸ھ ر ۱۸۷۲ء

مولوی فضل رسول بدایونی، حکومت انگریزی کی ماموریت میں اس وقت ہندوستان اور پھر گلگت میں سرحدت دار رہے۔ اس زمانہ میں ضلع بدایون کا صدر مقام مسوان تھا۔ ہندوس میں راجہ انوپ سنگ کے مامور رہے۔ کچھ مدت بریلی میں مقیم کیا، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں جب بدایون سے انگریزوں کا مظہر دفعہ اٹھ گیا تو جاں بچ کر پند در بدایون کا انتظام کیا اور سرکاری محکمے کی حفاظت کی۔ پھر حیدرآباد پہنچے، سترہ روپیہ کا وظیفہ حاصل کیا۔ ترکی کا سفر اختیار کیا۔ سلطان ترکی کے صمان ہوئے۔ مولوی فضل رسول بدایونی کو رد واپسیت میں خاص شہرت حاصل ہے۔ آخر عمر میں پینال جواب دے گی تھی، اپنے والد مولوی عبدالحمید سے فرقہ خلافت پناہ، سچا و نشیں ہوئے اور سلسلہ بیعت جاری کیا، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

اکمل التاریخ حصہ دوم (سراج عمری مولوی فضل رسول بدایونی) اور مولوی محمد یعقوب ضیاء قادری بدایونی۔ (مطبوعہ)

طوابع الانوار از مولوی انوار الحق بدایونی (مطبوعہ)

تذکرۃ الاولیائین ص ۲۵۰ - ۲۵۷

بدایون ۱۸۸۷ء میں از مولوی محمد سلیمان بدایونی ص ۷۲ - ۷۳

جامع التمام جلد دوم ص ۷۷

گزارہ ہند (مجموعہ رقصات مولوی امام الدین بدایونی) مرتبہ مولوی حکیم احسان الکریم بدایونی ص

ص: ۳۵-۴۲ (مطلع قیصری بریلی ۱۳۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء)

حدائقہ انوار نمبر شمار ۱۳۹

آثار احمدی 'ص: ۳۷ (فہمی - مملوک محمد ایوب قادری)

Freedom Struggle in Uttar Pradesh,

VOL. V pp. 221, 318 (ق)

(۱) "وہاں سے جہاز پر... مدد (منورہ) پہنچے" تذکرہ اول غارہ (ن)

(۲) سربراہ (سلسلہ) غوثیہ ترجمہ اول غارہ۔ (الف)

(۳) "۸۷ سال" در ترجمہ اول (ن)

(۳۲۸)

مولانا فضل حق خیر آبادی علوم معقول کے امام تھے۔ کٹر اہل کے دفتر میں بیٹھا تھے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی اور شاہ محمد اسماعیل شہید اہل حق میں بعض مسائل میں اختلافات ہوئے۔ طرفین سے رسائی کی گئی۔ مرزا غالب سے مولانا کے بہت اچھے تعلقات تھے ایک مرتبہ ایک دیکھی بھگت 'راجہ' اور 'غوث' نوک اور ریاست رام پور کی ملازمت میں رہے آخر میں واجد علی شاہ کے زمانہ میں گھنٹو میں رہے۔ جب انہوں نے گڑھی کا مشہور واقعہ جہاد پیش کیا جس میں میر بدین علی امیر بھادری تھے اس میں حسب روایت مولوی حکیم نجم الحقی منافع تاریخ اودھ مفتی سعد اللہ رام پوری اور مفتی محمد یوسف فرنگی علی کے ساتھ مولانا فضل حق خیر آبادی نے بھی مولوی امیر لدین اور جہاں انہوں نے گرمی کے خوف کوئی دن۔ مگر کس کو معلوم تھا کہ مولانا فضل حق خیر آبادی ۱۸۵۷ء میں اس کی پوری پوری حقانی میں گئے۔ ایک آزادی ۱۸۵۷ء میں مولانا فضل حق نے مراد آباد چھ لیا۔ دہلی میں جہاں جنت خاں کے شریک رہے۔ گھنٹو میں حضرت گل کی کورٹ کے نمبر رہے۔ آخر میں گرفتار ہوئے مقدمہ چلا رہے اور دہلی کی سزا ہوئی۔ جہاں انہوں نے بیچے گئے اور وہیں ۳۴ مئی ۱۸۵۷ء میں انتقال ہوا۔ جزیرہ انڈمان میں دہلی ہوئے۔ رنگن میں دہلی ہونا غلط ہے مولانا فضل حق نے عین صاحبزادے شمس العلاء مولوی عبدالحق مولوی شمس الحق اور مولوی علاء الحق یادگار چھوڑے۔ تکمیل کے لئے ملاحظہ ہوتے۔

ہائی ہندوستان از محمد عبداللہ خاں شروانی 'ص: ۹-۱۰-۱۱

ماہنامہ "تحریک" دہلی۔ اگست ۱۸۵۷ء و جون ۱۸۶۰ء۔

"کار اصداد" باب چہارم 'ص: ۷-۸

تذکرہ غوثیہ از مولوی گل حسن 'ص: ۷۲-۷۵

یادگار غالب 'ص: ۷۵

احکام یادگار 'ص: ۲۸۷-۲۹۵

تاریخ اودھ 'جلد پنجم' ص: ۲۲۲

آب حیات 'ص: ۵۰۵

حدائق الحنفیہ 'ص: ۴۸۰

علم و عمل 'جلد اول' ص: ۲۵۸

ابجد العلوم 'ص: ۹۵

الرباع النجی 'ص: ۷۵

دہلی اور اس کے اطراف 'ص: ۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳

انکس درمیر خاں کے مراد سیدھے دہلی پہنچے۔ در بادشاہ دہلی کی طرف سے امر دار عہدوں پر سرفراز رہے۔ ستودہ دہلی کے بعد وہاں کھنڈ کا رخ کیا۔ بدایوں (نگرالہ) اور بریلی وغیرہ میں انگریزوں سے مقابلہ کیا اس کے بعد اودھ کی طرف کھل گئے اور پتہ نہیں چلا کہ کہاں گئے اور کیا ہوا۔ لہذا یہ ہیں کہ ۱۳۷۳ء میں انتقال ہوا صحیح نہیں ہے۔ مولانا فیض احمد بدایونی نے ایک صاحب زادے حکیم سراج الحق یادگار چھوڑے۔ مولانا کی تصانیف سے ایک رسالہ تعلیم الجاہل ہے جو انھوں نے بشیر الدین قزوینی کے رسالہ تقسیم المسائل کے جواب میں لکھا ہے۔ حاشیہ شرح ہدایت النکح صدرا شیرازی علی ضمیمہ لغزالی لکھا ہے۔ اس کے علاوہ مجموعہ شروہ تصانیف عربیہ موسومہ دیہ قادریہ اس کے اوّل کلمات کا نمونہ ہے اس میں ایک ہزار ایک سو گیارہ علی نثر کے فقرے ہیں اسی طرح ایک ہزار ایک سو گیارہ علی اشعار شیخ عبدالقادر جیلانی کی مقبت میں ہیں دیہ قادریہ مولوی عبدالعقید بدایونی کے مقدمہ در حاشیہ کے ساتھ ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء میں مطبع نجف شہر بدایوں میں طبع ہو چکا ہے۔ حیثیت موزوں تھی علی ناری اور اردو تین زبانوں میں شعر کہتے تھے رسوا نقص تھا۔ ناری میں مولانا عبدالقادر بدایونی نے قصہ فیض کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں بھی مولانا فیض احمد کے کچھ حالات مل جاتے ہیں۔ جو نظر الطالع میرٹھ میں طبع ہوا ہے۔ تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ: "مولانا فیض احمد بدایونی" از محمد ارباب قادری (مرتب) (پاک انڈیا) گراچی ۱۹۵۷ء

(۳۳۳)

ملاحظہ ہو۔

مدائق الحنیف: ص ۳۸۱-۳۸۲

نزهت الخواطر: جلد چہارم: ص ۳۶۰-۳۶۱

خیریتہ الاسفیاء: جلد دوم: ص ۸۵-۸۶ (ق)

مدائق الحنیف: (ص ۳۰۳) کے مطابق اس کا نام مفتی ملا یزدان معروف ہے۔ سچو گنائی بن لائی گنائی ہے۔ (الف)

حرف القاف

(۳۳۴)

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

نزهت الخواطر جلد چہارم: ص ۳۵۵

الخیار الاخیار: ص ۲۳۳-۲۳۴

خیریتہ الاسفیاء: جلد اول: ص ۲۲۸

تاریخ الاولیاء: جلد دوم: ص ۳۶۶ (ق)

(۳۳۵)

مؤلف تذکرہ نے قاضی قاض نام لکھا ہے جو غلط ہے۔ صحیح نام قاضی قاضی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ملاحظہ ہو۔

تحفۃ الکرام از میر علی شیر قانع نقوی: ص ۲۳۲-۲۳۳ (مندی دی یورا ۱۹۵۹ء) (ق)

یوزک: معیار سائیکس، میر علی شیر قانع شیرازی نقوی۔ صحیح غفر نوشی (مقالہ برائے

پلی ایچ ای) مخزنہ بیت النکح اردو یونیورسٹی لاہوری: ص ۳۰ (ن)

برائے مزید تفصیلات رک میر مصوم: تاریخ سندھ: صحیح شدہ وادوچہ: طبع پٹا ۱۹۳۸ء ص

ص: ۲۰۰-۲۰۲ (الف) مگر کتب کھر قدیم بھی کہتے تھے کھر در روہڑی کے درہان روہائے

سندھ میں ایک جزیرہ پر واقع تھا جہاں اب بھی ایک قدیم قلعہ کے آثار پائے جاتے ہیں۔

(الف)

(۳۳۵)

ملاحظہ ہو۔

(۱) منتخب التواریخ: ص ۴۷۳-۴۷۴

(۲) بزم تہذیب: ص ۳۱-۳۲

(۳) نتائج التواریخ: ص ۱۸۸-۱۸۹

(۴) نذیر الخواطر جلد چہارم ص: ۳۳

(۵) خواجہ عامر ص: ۳۴۰-۳۴۱ (ق)

قاسم کا ہی کو بدایینی نے دین الہی کے جیلوں میں شمار کیا ہے اور ابو الفضل یعنی شیخ مبارک، جسر بیک، صف خان توہنی کے بعد اس کا نام دیا ہے۔ ابو الفضل نے حمد اکبری شعراء میں اس کا تذکرہ بھی نمبر ۳ پر دیا ہے۔ اس کے اشعار بھی دئے ہیں بہت اعلیم کے مطابق قاسم کا ہی کا اصل نام سید نعم الدین محمد تھا اور کہے ابو القاسم تھی۔ آتش کدہ، تور کے مطابق اس کا نام مرزا ابو القاسم باقی تھا۔ ابو الفضل سے میاں کالی کہتا ہے غالباً اس وجہ سے کہ اس کے اجداد میاں کال کے پہاڑی علاقہ سے آئے تھے جو سرحد و بخارا کے درمیان واقع ہے۔

ابو الفضل کے مطابق اس کی بیاضی کے سبب بہت سے اوزال اس کے گرد جمع رہتے تھے جس سے لوگ اس پر اعتراض کرتے تھے۔

چندہ سال کی عمر میں اس نے مولانا جالی سے ملاقات کی تھی۔ پھر شاہ جہانگیر باغی کہانی سے بخارا کے راستے ہندوستان آیا۔ سخت جنگجو تھا دس یا چندہ افراد سے بے یک وقت لڑ سکتا تھا۔ بہادر تھا۔ بہادر کسی ملک سے متعلق نہ تھا۔ بلکہ خواجگان کے محل کا ہیہ تھا کہ:

ہوش در دم' نظر بر قدم' غنوت در انجمن' سطر در وطن

یعنی اپنی گفتار پر نظر رکھو، دیکھ بھال کر قدم رکھو، انسانوں سے دوری اور سفر میں رہو جب وطن میں ہو۔

بادشاہ اکبر کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھ جس کے ہر شعر میں خط "لعل" کی غرار تھی۔ اس پر ایک لاکھ تھک انعام میں ملے اور حکم ہوا کہ جب بھی دربار میں حاضر ہوگا ہزار روپیہ انعام دئے گا۔ اسے یہ بات پسند نہ آئی اور دوبارہ دربار میں حاضر نہ ہوا، بتاؤں میں رہتا تھا، بہادر خان کی چاہت میں گرفتار تھا۔ پھر شہرہ شہید دین دوم ربیع الثانی ۹۸۸ھ میں انتقال ہوا۔ اس کے شاگرد مولانا قاسم بخاری نے تاریخ وقات کی۔

"رفت ملا قاسم کا ہی"

فیض کی دی ہوئی تاریخ ۹۷۸ھ غلط ہے۔

وہ علم نجوم، تصوف، کلام و تفسیر میں درک رکھتا تھا۔ تاریخ کوئی دوسرا کوئی میں بھی قدرت رکھتا تھا۔

لیکن یہ سواں ہو سکتا ہے کہ اگر وہ دربار سے بھڑ ہو گیا تھا، پھر دین الہی کے جیلوں میں کیسے

شکل دیا۔

رک۔ آئین اکبری جلد اول، انگریزی ص: ۳۸۰-۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱

میں مکہ معظمہ میں ہوئی:

ملاحظہ ہو۔

ہدائق الحنفیہ، ص: ۳۸۸

داستان تاریخ اردو، ص: ۱۸۱ - ۱۸۳

نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم، ص: ۳۸۷ - ۳۸۸ (ق)

(۱) "دہلوی" ترجمہ اول ندارد۔

(۲) "مفسر" ایضاً (ن)

(۳۳۱)

ملاحظہ ہو۔ ہدائق الحنفیہ، ص: ۳۵۳ - ۳۵۴

خزانہ عامہ، ص: ۳۸۰ - ۳۸۳

سبحہ الریان، ص: ۱۰۱

انجمن العلوم، ص: ۱۹۹ (ق)

(۱) "۲۳ جمادی الاول" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۳۳۳)

تاریخ اقطال ۱۸۴۸ء، ص: ۱۸۴۳ - ۱۸۴۴ ہے۔ مزید حالات کے لئے دیکھئے۔

ہدائق الحنفیہ، ص: ۳۶۳ - ۳۶۴ (ق)

نوٹ: ہدائق الحنفیہ میں بھی تاریخ وفات لفظ دی ہوئی ہے یعنی ۱۸۱۹ء - ۱۸۲۱ء۔

عالمی کتابت کا سہ ہے اور شاید تاریخ وفات ۱۸۲۹ء ہو۔ (الف)

حرف ک

(۳۳۴)

(۱) "تیس" در ترجمہ اول۔ (ن)

(۳۳۵)

مولوی کرامت علی بن شیخ امام بخش جون پور میں پیدا ہوئے۔ شیخ احمد علی چڑیا کوٹی، مولانا احمد اللہ انامی، اور مولانا قدرت اللہ راولپی سے تحصیل علم کی۔ علم قرأت و تفسیر سید ابراہیم مدنی سے حاصل کیا۔ سید احمد شہید کے مرید ہوئے۔ بنگال میں اسلام کی اشاعت کی۔ مولوی شریعت اللہ کی تحریک کاشدہ سے رد کیا۔ انگریزی حکومت کی مداخلت میں جہاد کے خلاف فتویٰ دیا۔ تحصیل کئے لئے دیکھئے۔

(۱) نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم، ص: ۳۹۳ - ۳۹۵

(۲) سیرت سید احمد شہید، ص: ۴۵۳ - ۴۵۵

(۳) اسلامی مجلس مذاکرہ علیہ کلکتہ سال ہفتم، ص: ۷ - ۸ (مطبع نول مشورہ گھنٹو ۱۸۷۵ء)

(۴) اردو مخطوطات از حامد اللہ ندوی، ص: ۲۰ - ۲۱، ۲۲ - ۲۳

(۵) جلی نور، حصہ دوم، ص: ۳۵ - ۳۶

(۶) جماعت مجاہدین از کلام رسول مراد، ص: ۲۴۳ (ق)

نوٹ: مولوی کرامت علی (۱۸۰۰ء - ۱۸۷۳ء) نے ہندوستان کو دارالحرب کی جگہ دارالاسلام قرار دیا۔ ان کے فتویٰ کو نواب عبداللطیف کی مولوی لاری سوسائٹی نے بڑے پیمانے پر شائع کر کے تقسیم کرایا۔ اس ہی زمانہ میں مولوی لاری سوسائٹی نے سرسید احمد خان کو بھی مدعو کیا اور ۲ اکتوبر ۱۸۷۳ء کو کلکتہ میں ان کا ٹیپہ کرایا۔

مزید تفصیل کے لئے رک ڈاکٹر ایم شفیق العالم، عبداللطیف کی یوٹیلیٹین اصلاحات، جزل

پاکستان، سوسائٹی شماره نمبر ۱۹۹۸ء، ص: ۳۵ - ۳۷

ان کی اور ان کے ساتھیوں کی مخالفت کے سبب جو چنہ اور بنگال میں مجاہدین کے خلاف مقدمات کے بعد کے حالات کے نتیجہ میں پیدا ہوئی تھی، تحریک مجاہدین کے اثرات بہت کم ہو گئے۔ (الف)

لاحظہ ہو: "زیت الخوارزم" جلد ہفتم، ص ۳۶۸-۳۶۹

میں انسان، ص: ۶۱ (ق)

حضرت شاہ کلیم اللہ کے والد کا نام شیخ نور اللہ تھا۔ غلیظہ اولیٰ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے۔ شیخ نور اللہ کے والد شیخ احمد معمار تھے جو عہد شاہ جہانی کے مشہور ماہرین فن میں تھے، شاہان مظاہر کی طرف سے نادر العصر کا خطاب تھا۔ اقلیدس، بیت، نجوم اور ریاضی وغیرہ پر کامل مہور رکھتے تھے، تاج محل اور لال قلعہ میں ہی کا تعمیر کیا ہوا ہے احمد معمار کے تین بیٹے عطاء اللہ، لطف اللہ سندس اور شیخ نور اللہ (والدہ شاہ کلیم اللہ) تھے۔ لطف اللہ علم ہندسہ میں طوبہ مہارت رکھتے تھے۔ سندس خطاب شاہی تھا۔ شاعر بھی تھے۔ سندس کا دوجان طبع ہو چکا ہے۔ شیخ نور اللہ بھی اپنے فن میں بڑے کامل تھے۔ دہلی کی جامع مسجد کی پیشانی پر جو کتبے ہیں وہ شیخ نور اللہ ہی کی ہا کمال انگلیوں کا کوشہ ہیں۔ حضرت شاہ کلیم اللہ کی ولادت ۲۳ جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ ر ۱۶۵۰ء میں ہوئی۔ شاہ صاحب کی تعلیم و تربیت نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ ان کے اساتذہ میں شیخ برہان الدین المعروف بہ شیخ بطلول اور شیخ ابو الرضا السندی (حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے آبا) کے اساتذہ گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ تحصیل علوم کے بعد شاہ کلیم اللہ مدینہ منورہ گئے۔ اور شیخ یحییٰ مدنی کے دست حق پرست پر بیعت کی، شاہ کلیم اللہ نے دہلی واپس آکر بازار خانم میں اپنا مسکن بنایا اور سلسلہ درس و تدریس شروع کر دیا۔ شاہ صاحب کے مدرسہ میں دور دور سے طلباء آتے تھے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے شجرۃ الانوار کے حوالہ سے لکھا ہے۔ "ہمارے طلباء علم آمد سکونت می نمودند" و سبب از کتب ہای خواندند و نان و پارچہ نیز از سرکار یا خند۔" حضرت شاہ کلیم اللہ توکل اور قناعت کی زندگی گزارتے تھے۔ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی نے اپنی تصنیفات کا ایک پیش ہما انجرو چھوڑا ہے جن میں مندرجہ ذیل نہایت مشہور ہیں۔ (۱) قرآن القرآن (۲) عشرہ کاملہ (۳) سکنول (۴) مکتوبات کلیسی (۵) سواء السبیل (۶) مرقع (۷) تفسیر (۸) الہامات کلیسی (۹) رسالہ (۱۰) تشریح الافلاک غامبی عشی بالفارسیہ (۱۱) شرح القانون۔ شاہ صاحب نے ایک رسالہ رد ورائض اور دوسرا علم منطق میں بھی تحریر فرمایا تھا۔ غالب کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب شعر بھی کہتے تھے۔ ان کا کلام جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں

کشف ہو گیا۔ قرآن القرآن عربی زبان میں قرآن کریم کی نہایت اعلیٰ تفسیر خطی مذہب کی ہے۔ ۱۸۷۰ء ر ۱۸۷۳ء میں "مطبع احباب" میرٹھ سے فنی عرفان الحق نے ایک قرآن کریم شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اس کے حاشیہ پر یہ تفسیر بھی چھاپی ہے۔ مولانا محمد کاسم بانووی نے طہات کی تاریخ "قسم المصاحف" (۱۳۹۰ھ) سے نکالی ہے۔

قلعہ تاریخ وقت یہ ہے۔

فضل و کمال	خویش پرو	مریم	قلب	ریلیں	پور
سہل و صاف	مکتفہ	تلف	"قلب	خویش	پور"

۱۸۳۲ء ر ۱۸۶۹ء

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:-

تاریخ مشائخ پشت، ص: ۳۶۱-۳۶۲

یادگار دہلی، ص: ۴۳

واقعات دارالحکومت دہلی، حصہ دوم، ص: ۴۶-۴۷

تذکرہ المعین فی ذکر الکاملین، ص: ۱۳۲-۱۳۳

علم و عمل، جلد اول، ص: ۲۲۲

مکتوبات کلیسی از شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی (مطبع بھجائی دہلی ۱۳۱۵ھ ر ۱۸۹۷ء)

مدائق الحنفیہ، ص: ۳۳۸-۳۳۹

انوار العارفين، ص: ۳۲۹-۳۳۰

List of Mohammadan and Hindu Monuments, Vol. I, p-150 (ق)

نوٹ: فاضل حرم سے سو ہوا ہے تاج محل کی تعمیر کے سلسلہ میں استاد حسین آبادی کا نام آتا ہے جب کہ لال قلعہ دہلی کی تعمیر کے لئے استاد احمد کا نام آتا ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ لوگ سپواتوری زوجہ رکھتے تھے۔

مزید تفصیلات کے رکنہ محمد صالح کتبہ، عمل صالح لاہور ۱۹۸۱ء جلد سوم، ص: ۲۸، ۲۹، ۵۲ مولوی حسین الدین، حسین الآثار، آگرہ ۱۹۶۸ء، ص: ۵۵-۵۶

Dr. R. Nath, The Taj and Its Incarnations, Jaipur 1985.

(۳۵۰)

سہالی کے انصاری شیوخ میں سے تھے اور ملا نظام الدین کے بی امام سے تھے۔
پورب کے نامور علماء میں ان کا شمار تھا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

ماثر اکرام' ص: ۳۰۲ - ۳۰۳ (ق)

(۳۵۱)

ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر' جلد دوم' ص: ۱۶ - ۱۷

حدائق الحنفیہ' ص: ۲۸۸

تعلیقہ الامنیاء' جلد اول' ص: ۳۵۳ (ق)

نوٹ: حدائق الحنفیہ کے مطابق آپ بعد میں دہلی آ گئے تھے۔ غلطی پرایت و افادہ میں یہاں
یہی مصروف رہے۔ (الف)

(۳۵۲)

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

اخبار الانبیاء' ص: ۷۱ - ۷۲

سیر الاولیاء' ص: ۱۰۱ - ۱۰۲ (ق)

(۳۵۳)

ملاحظہ ہو: حدائق الحنفیہ' ص: ۳۰۱ (ق)

حرف

(۳۵۴)

(۱) "شروع" در ترجمہ اول

(۲) "صحیح" در ترجمہ اول (ن)

(۳۵۵)

ملاحظہ ہو: برکات الاولیاء' ص: ۱۶

تعلیقہ الامنیاء' جلد اول' ص: ۳۵۸ (ق)

حرف م

(۳۵۶)

ملاحظہ ہو: منتخب التواریخ' ص: ۲۵۷

ثمرات القدس' (جلد اول)' ص: ۲۹۳ الف - ۳۰۱ الف

نزہۃ الخواطر' جلد چہارم' ص: ۲۷۹ - ترجمہ نزہۃ الخواطر' ص: ۲۸۲

ارمغان یاور' ص: ۹ - ۱۰ (ق)

(۳۵۷)

تفسیر کا نام منبع البیہن الحنفی و مطلع شمس الثانی ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: منتخب
التواریخ' ص: ۲۳۰ - ۲۳۱

ماثر اکرام' دفتر اول' ص: ۸۷ - ۸۸

بزم تیموریہ' ص: ۸۰

ردبار اکبری' ص: ۳۰۷ - ۳۱۵

حدائق الحنفیہ' ص: ۳۵۳

بوستان اخبار' ص: ۳۷ - ۳۸ (ق)

نوٹ: ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی کتاب نجات الرشید (حوالہ) میں انہیں فرقہ مہدویہ کے اکابرین
میں بیان کیا اور یہ کہ وہ اس گروہ مہدویہ میں شامل تھے جو میران محمد ہندوی کو بطور ہادی مانتے
تھے۔ (الف)

(۳۵۸)

سید مبارک بن محمد الدین ۶ شعبان الکرم ۱۰۳۳ھ ر ۱۱۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم
ملائے بگرام سے حاصل کی۔ ۱۰۶۰ھ ر ۱۱۶۵ھ میں دہلی پہنچے۔ ۱۰۶۳ھ ر ۱۱۶۵ھ میں تحصیل علم سے
فارغ ہوئے۔ ۱۰۷۳ھ ر ۱۱۷۳ھ میں عبدالقنان عسکری احمد آبادی کے مرید ہوئے۔ تفصیل
کے لئے ملاحظہ ہو: ماثر اکرام' دفتر اول' ص: ۳۳ - ۳۴ (ق)

(۳۵۹)

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ارمغان یاور' ص: ۵ - ۷ (ق)

(۳) خزینۃ الخواطر جلد ہفتم، ص: ۳۰۶ - ۳۰۸

(۴) سبک الریان، ص: ۶۷

(۵) ایچہ العلوم، ص: ۹۰۳ - ۹۰۴ (ق)

"عالم گیر بادشاہ کے بعد اپنی خواہش کے مطابق کابل کی صدارت پر فائز ہوئے۔" در ترجمہ اول۔ قاضی مترجم اول سے سوا ہے۔

(۳۹۸)

میرزاہد کی تاریخ انتقال ۱۱۹۹ھ ر ۹۰ - ۱۱۹۸ھ خود اس تذکرہ میں موجود ہے۔ عالمگیر کا انتقال ۱۷۰۷ء میں ہوا۔

ماثر انگرام (دفتر اول، ص: ۲۰۹) اور حدائق الحنفیہ (ص: ۳۳۸ - طبع چہارم لاہور) میں بھی ان کی صدارت کابل میں عالمگیری میں بتائی گئی ہے خود مولوی رحمان علی کی مہارت بھی یہی ہے۔

"در بعد عالمگیر بادشاہ قسب اردوی عظمیٰ شد" زان بعد عالمگیر بادشاہ حسب خواہش اور مشار' ایہ را بعد صدارت کابل مامور گرداںید۔"

میرزاہد کو کابل سے تعلق اس لئے تھا کہ ان کے والد قاضی محمد اسلم (ف: ۱۰۶۱ھ) ہرات سے ہجرت کر کے کابل میں آباد ہو گئے تھے اور بعد جمگیری میں کابل کے قاضی رہے۔ پھر قاضی مسکن مقرر ہوئے۔ ایک حادثہ میں زخمی ہو کر ریاض ہوئے تو کابل میں ہی سید جمال عطا ہوئی۔ خود میرزاہد کو ۱۰۶۳ھ میں شاہجہاں نے کابل کی والدہ کی عطا کی، ہفتم سال جلوس عالمگیری میں منصب احتساب اردوئے بادشاہی عطا ہوا اور کچھ عرصہ بعد کابل کی صدارت فی اور بقل ماثر انگرام (ص: ۲۰۹):

"وہ ایمین تقریب وطن مالوف گوشہ جمعیتی گرفتہ متاع گرانمایہ علم را در چار سوئے عالم رواج داد"

مترجم بالا حوالہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ کابل کو اپنا وطن سمجھتے تھے۔ (الف)

(۳۹۹)

ملاحظہ ہو: ایچہ العلوم، ص: ۹۲۳ - ۹۲۵ (ق)۔

(۱) "کہتے ہیں کہ" ترجمہ اول ندارد

(۲) ۲۳۳ - - - - - مدفون ہوئے" ترجمہ اول ندارد (ن)۔

(۵۰۰)

مولوی محمد زباں خاں ولد محمد عمر خاں ۱۱۳۲ھ ر ۷ - ۱۸۴۶ء میں شاہجہاں پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کتب میں ہوئی۔ اس کے بعد مولوی بہاء الدین سے متوسطات تک کی تحصیل کی پھر ۱۱۳۳ھ ر ۱۸۴۶ء میں رام پور پہنچے اور ملا احمد دلاکئی سے پڑھا۔ لکھنؤ میں مفتی سعد اللہ کان پور میں شاہ سلامت اللہ کشتی اور مولانا دکن شاہ جہاں پوری سے استفادہ کیا۔ حدیث کی سند مولوی کرامت علی جون پوری سے حاصل کی۔ ۱۱۳۶ھ ر ۱۸۵۱ء میں حیدر آباد دکن پہنچے۔ ۱۱۳۸ھ ر ۱۸۶۵ء میں زیارت رحمن شریفین سے شرف ہوئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اسلامی ممالک عرب و شام و غیرہ کی سیاحت کی، اس سفر کے دلچسپ حالات "داستان جہاں" کے نام سے قلم بند کئے ہیں۔ مولانا محمد زباں خاں کی تصنیفات سے مفیدہ اہل لغت، خیر الموعود، بیتان الجن، د۔ ممدویہ، داستان جہاں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں۔

تاریخ شاہجہاں پور، ص: ۱۷۶ - ۱۷۸

حدیث المرام، نمبر شمار، ص: ۱۷ (ق)

(۱) "اور شہر حیدر آباد اس بیدار مغل حاکم سے خالی ہو گیا" در ترجمہ اول (الف)

(۲) اس صریح تاریخ کے اعداد ۳۹ برآمد ہوتے ہیں۔

(۳) اس بارہ تاریخ کے اعداد ۳۲۲ بنتے ہیں۔ شاید عید و محرم سے ۳۱ ہر دم کر کے ۱۲۹۲

اعداد حاصل کیے گئے ہوں۔ (ن)

(۵۰۱)

ملاحظہ ہوں: (۱) حدائق الحنفیہ، ص: ۳۱۷

(۲) جواہر طویہ، ص: ۱۰۳ - ۱۰۶ (ق)

(۵۰۲)

مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہوں۔

تذکرہ ملائے فرنگی محل، ص: ۷ - ۱۳ (ق)

(۵۰۵)

مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہوں۔